بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝
اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں
تو کہتے ہیں بس سلام ہے
عِبادُ الرّحمٰن
جلد دوم
تیرہویں صدی ہجری کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت حضرت الشیخ
فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب اللہ مولانا المولوی المفتی الحافظ
خواجہ محمد عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری
اور اُن کے خاندانِ عالیشان و خلفاء کرام کے حالات پر مستند تذکرہ
از
گدائے چشت اہل بہشت محمد عادل ہیچ غافل عفی عنہ
متعلم مدرسہ رحمانیہ ملتان

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ○

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام!

عِبَادُ الرَّحمان

(جلد دوم)

تیرھویں صدی ہجری کی عظیم علمی اور رُوحانی شخصیت، حضرت الشیخ
فانی فی اللہ باقی باللہ محبوب الٰہ مولانا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ محمّد عُبید اللہ الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ عنہ،

اور ان کے خاندان عالیشان و خلفاء کرام کے حالات پر مستند تذکرہ

— از —

گدائے چشت اہلِ بہشت **محمّد عادل** بے حد غافل عفی عنہ
متعلّم مدرسہ رحمانیہ ملتان

التماس دعا

انتہائی واجب الاحترام قارئین کرام .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام سنت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر بحرص وہوا اسیر محمد عادل بے حد غافل عرض پرداز ہے کہ مجھے عباد الرحمٰن کی جلد دوم کی طباعت پر خوشی بھی ہے اور افسوس بھی۔ خوشی اس بات کی کہ عرصہ دراز سے چند مصروفیات کی بنا پر ملتوی کام بحمدہٖ تعالیٰ چند مخلص دوستوں بالخصوص صاحبزادہ حافظ میاں محمد عبداللہ صاحب کے تعاون سے اختتام پذیر ہوا اور افسوس اس بات کا کہ اس کام کو مزید تاخیر سے بچانے کے لئے چند ایسی ضروری باتیں مثلاً: شجرہ نسب حضورِ اعلیٰ، چند وظائف شبازنہ روزی معمولات بہ پیرانِ کبار اور چند عملیات و تعویذات وغیرہ جو شامل کتاب کرنا تھیں نہ ہوسکیں کیونکہ فقیر کاتب الحروف کو عن قریب حج کا باسعادت سفر درپیش تھا لہٰذا یہ سوچا کہ اس سفر سے پہلے اس کام کو عملی جامہ پہنا کر جایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

میری درخواست ہے کہ اس جلد کے مطالعہ سے پہلے جلد اوّل کا افتتاحیہ ایک بار مطالعہ فرمالیویں نفع سے خالی نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ جل شانہ کی پاک بارگاہ میں حضور پرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس عاجزانہ دعا پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں کہ وہ ذات جل مجدہ میری حقیر سی کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر بخشش کا بہانا بنا دے۔ یہ عاجز جملہ متوسلین سلسلہ عالیہ سے خاتمہ بالخیر کا طلبگار اب اجازت چاہتا ہے۔

یکے از لقمہ خواران لنگر عبیدیہ و جاروب کش آستانہ عالیہ عبیدیہ شکوریہ

محمد عادل عفی اللہ تعالیٰ عن جمیع ذنوبہ (آمین)

ناشر:-
شوال المکرّم ۱۴۲۷ ہجری مطابق نومبر 2006ء

ملنے کا پتہ: شوروم خواجہ ٹیکس ۱۰۰ فٹ روڈ مین مارکیٹ شاہ رکن عالم کالونی ملتان

فون: 061-6770421, 4540734

فہرست عنوانات عباد الرحمٰن (جلد دوم)

مختصر خاکہ فہرست جلد اوّل

گلزار	چمن اول	چمن دوم	چمن سوم	چمن چہارم	چمن پنجم	چمن ششم
اول حضور اعلیٰ مولٰنا محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ عنہ	نسب، مولد شریف وحصول تعلیم و بیعت	تکمیل علوم وکسب فیض از مرشد خود	حصول خرقہ خلافت و سلاسل حسب وشرح خصال	کرامات	تصانیف	وصال پر ملال
دوم اولاد امجاد و خلفاء کرام حضور اعلیٰ	مولٰنا محمد عبدالرحمٰن عربی غریب نواز	حضرت مولٰنا محمد عبدالحق صاحب واولاد امجاد	دختران نیک اختران	خلفاء کرام		
سوم اولاد امجاد وخلفاء کرام حضور عربی غریب نواز	حضرت مولٰنا محمد عبد الحکیم صاحب	حضرت مفتی اعظم مولٰنا محمد عبد العلیم	بنات طیبات	خلفاء کرام		

گلزارِ چہارم

دربیان
اولاد امجاد وخلفاء کرام
حضور مفتی اعظم ابن العربی
محمّد عبد العلیم ملتانی
رضی اللہ عنہ

آپکی ازداج مطہرات بھی دوؔ ہی تھیں اہلیہ کلاں دختر خواجہ خالق داد صاحب سے دوؔ فرزند دلبند اور تینؔ صاحبزادیاں اور اہلیہ خورد دختر جناب میاں احمد بخش صاحب قریشی سے ایکؔ فرزند دلبند اور دوؔ صاحبزادیاں حق تعالے جل شانہ' کی طرف سے عطا ہوئیں۔ الحمد للہ علے ذالك۔ یہ گلزار انشاء اللہ العزیز پانچ چمنوں پر مشتمل ہوگا۔

چمنِ اوّل

دربیان سجادہ نشین ثالث درگاہ عالیہ عُبیدیہ

حضور ولی لاثانی حضرت الحاج الحافظ المفتی مولانا المولوی محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ

ولادت باسعادت: آپ حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ کلاں اور حضور خواجہ عربی غریب نواز د خو حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عزیز از جان تھے کہ آپ بفضلہٖ وکرمہٖ تعالیٰ حضور اعلیٰ کے زمان سعادت نشان میں ہی انہی کی دُعا سے اپنی تین ہمشیر گان کے بعد ۱۳۰۳ھ میں پیدا ہوئے۔ جس کا ذکر گلزار اول کے چمن چہارم میں زیرِ عنوان "دس متوسلین کے ہاں لڑکوں کا پیدا ہونا" ہو چکا ہے۔ والدِ گرامی نے سِن ولادت "بُرخوردارِ من" (۱۳۰۳) اور اس کاتب الحروف نے "مختار نبی" (۱۳۰۳) اور "مختار حمید" (۱۳۰۳) سے تلاش کیا۔

نقل ہے کہ آپ کو ایک دفعہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُوبرو اس عمر میں بٹھایا گیا جبکہ آپ ابھی بیٹھنے ہی لگے تھے تو آپ نے ازراہِ شفقت ومحبت اپنے پاؤں مُبارک کو دراز فرما کر ٹانگ سے یہ فرماتے ہوئے سہارا دیا کہ بچوّں کو اس عمر میں بے سہارا نہ چھوڑنا چاہیئے کہ اچانک اُچھلنے سے گرنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے نومولود کو اپنے سامنے یا اپنی گود میں لِٹا کر مُٹھیاں بھرتے ہوئے زبان گوہر فشاں

سے ارشاد فرمایا: "مَیں نے اپنے خاندان کے دُوسرے کئی بچوں کی مٹھیاں بھری تھیں، آج اپنے نورِ نظر عبد الکریم زید حیاتہٗ وصلاحہٗ کی مُٹھیاں بھر کر ان کا حق بھی ادا کر دیا۔" سبحان اللہ۔ حضرت محبوب الٰہ فانی فی اللہ باقی باللہ کا مٹھیاں بھر کر حق ادا کر دینا کیا تھا؟ گویا اپنی نظر کیمیا اثر سے ان کو ولی لاثانی بنا دینا تھا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

تحصیلِ علم: خاندانی رِوایات کے مطابق آپ بھی نوعمری ہی میں حفظ کلام اللہ کی لازوال دولت کے حصُول کے فوراً بعد علوم متداولہ کی تحصیل میں مصروف ہوئے۔ بحمدہٖ تعالےٰ حصول علم کے لئے آپ کو سوائے والدِ گرامی اور جدامجد رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے کسی کی محتاجی نہ ہوئی جملہ علوم وفنون صرف ونحو، لغت واَدب سے لے کر فقہ وحدیث اور تفسیر سب میں آپ نے انہی دُو مقدس شخصیتوں سے ہی استفادہ کرتے ہوئے بہت ہی جلد تمام علوم میں کمال حاصل فرما لیا حتیٰ کہ علماءِ زمانہ کی صف میں انفرادی مقام پاکر خاندانی روایت کو برقرار رکھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

بیعت وخلافت: وصیّتِ رحمانیہ کے مطابق علوم شرعیہ کی تکمیل کے دوران ہی آپ نے کتبِ سِیَر کا مطالعہ جاری رکھا جس سے باطنی علوم کی طرف رغبت بڑھتی گئی اور تقویٰ و پرہیز گاری میں ثابت قدمی نصیب ہوتی گئی حتیٰ کہ اپنے والدگرامی کے مشورہ سے جدّامجد حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انکی طرف سے تلقین شدہ وظائف پر پابندی فرماتے ہوئے منازل سلوک طے فرمانے لگے۔ جدامجد غریب نواز کی شب و روز کی صحبت فیضد رجت اور نظر کیمیا اثر نے آپ کو کہاں سے

کہاں تک پہنچایا اور آپ نے اپنی زندگی کس پاکیزگی سے گزاری ؟
انشاء اللہ العزیز اگلے اوراق کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو گی ۔
الغرض حضور شیخ العرب والعجم خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے جب اپنی صحبت کا اثر ان میں بدرجہ اتم پایا، شب و روز خدا تعالیٰ جل شانہٗ
کی رضا و محبت کی خاطر خدمت خلق میں مصروف دیکھا اور حضور پُرنور سید
یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں کامل طور پر منہمک پایا تو خرقہ
خلافت سے ممتاز فرمایا ۔ الحمد للہ علی ذالک ۔

اسی پر ہی بس نہیں بلکہ اپنے آخری سفرِ حج میں اپنی رفاقت اور
خدمت کے لئے آپ ہی کو منتخب فرما کر حضور منبع فیوضات غیر متناہی
سیّد الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ بے کس پناہ میں
پیش کر کے نہ معلوم کیا کیا فیضان آپ پر کرایا ۔ آپ نے بھی وہ خدمت
فرمائی کہ بالآخر شبِ وصال حضور عربی غریب نواز نے فرما ہی دیا کہ :
میاں صاحب نے جو خدمت کی ہے وہ مَیں جانتا ہوں یا میرا پروردگار
جل مجدہ ۔ یہ شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہوا کہ اپنے پیر و مرشد اور جدِّ امجد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال جب ہوا تو انکا سر مبارک آپ ہی کی گود میں تھا
پھر نماز جنازہ میں امامت بھی آپ ہی نے فرمائی ۔ جیسا کہ گلزار دوم چمنِ
اول میں اس کا تفصیلی ذکر گزرا ۔

آپکا مقام بنظر پدرِ بزرگوار: اپنے پیر و مرشد و جدّ امجد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے
وصال پُر ملال کے بعد آپ انکے فراق میں انتہائی
غمگین رہے، حتیٰ کہ انکے مطلق ذکر سے ہی آپ پر گریہ طاری ہو جاتا ۔
تاہم بحمدہٖ تعالےٰ ابھی والد بزرگوار کا سایۂ عاطفت قائم تھا ، پھر انہی کی

خدمت اور اطاعت و فرمانبرداری کو سعادتِ دارین سمجھتے ہوئے ان کے
زیرِ سایہ درس و تدریس کے علاوہ طلباء کرام ، مہمانوں اور مسافروں کی دلجوئی
میں مصروف رہے ۔ والد گرامی کے فرمان کے مطابق انکے حین حیات بے شمار
سفر بھی فرمائے اور درس و تدریس اور بیعت کے ذریعہ بے شمار مخلوق خداوندی
کی ہدایت کا سبب بنتے رہے ۔ ظاہراً و باطناً کبھی بھی حضور قبلہ والد ماجد
بزرگوار کی مرضی کے خلاف کام کر کے انکو رنجیدہ خاطر نہ فرمایا اور انکا بیحد
ادب و احترام فرماتے ۔

میرے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور فرمایا کرتے تھے ۔ جب میں اپنے
جدِّ امجد کے ہمراہ فریضۂ حج ادا کرنے جا رہا تھا تو میرے والدِ گرامی حضور
ولی لاثانی اپنے پدر بزرگوار حضور مفتی اعظم سے الوداعی ملاقات کے وقت
دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹیک کر ہی انکی قدمبوسی سے مشرّف ہوئے ۔

میرے پیر صحبت معراج انسانیت حضرت مولانا محمد عبدالودود ملتانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے بارہا یہ منظر دیکھا کہ میرے
جدِّ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم جماعت کی انتظار میں صفِ اوّل میں تشریف
فرما ہوتے اور اسی دوران میرے جدِّ امجد حضور ولی لاثانی تشریف لاتے
تو از راہِ ادب آپ سے ذرا ہٹ کر پچھلی صف میں بیٹھ جاتے مگر جدِّ اعلیٰ
کی جونہی نگاہ پڑتی تو فوراً پیچھے ہٹ آتے اور اپنے منظور نظر فرزند دلبند
کے برابر بیٹھنے کی کوشش فرماتے سبحان اللہ وبحمدہ ۔ فقیر کاتب الحروف
کا کہنا ہے کہ حضرت مفتی اعظم کا یہ مبارک فعل اپنے فرزند دلبند کے حق
میں پوری پوری رضا و خوشنودگی کی خبر دیتا ہے اور انکی رضا خود حق تعالےٰ
جل شانہٗ کی رضا تھی کہ حدیث شریف میں وارد ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے ارشاد فرمایا :

رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسخطُہٗ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ

ترجمہ :۔ رب تعالےٰ جل مجدہ کی رضا والدِ محترم کی رضا میں ہے، اور انکی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔

چنانچہ اس قسم کے آداب دیکھ کر اگر کوئی حضرت مفتی اعظم کے حضور عرض بھی کرتا تو آپ ارشاد فرماتے میرا یہ فرزند دلبند مادر زاد ولی ہے اسکی قدر و قیمت میں ہی جانتا ہوں کسی دُوسرے کو کیا خبر۔ میرے پیر صحبت حضور معراج النسانیت یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی نے سخت مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کی تو آپ ہی کے بارے میں فرمایا کہ باہر حضرت میاں صاحب بیٹھے ہیں انہی سے دُعا کرالو اس نے کہا حضور! آپ کی موجودگی میں ان سے دعا کراؤں؟ فرمایا انکی تجھے کیا خبر وہ تو مادر زاد ولی ہیں، جا انہی سے دُعا کرا۔ اس فقیر کاتب الحروف نے اسی تصنیف کے سلسلہ میں جب آپ کے بہنوئی جناب صاحبزادہ مولانا محمد عبدالرحیم صاحب قادری سے آپ کے بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہا تو انکی آواز غم سے بھر آئی اور کہہ اُٹھے۔

"انکے بارے میں مجھ حقیر سے کیا پُوچھتے ہو اتنا ہی کہوں گا وہ تو شیخ المشائخ اور مادر زاد ولی تھے کہ میں نے اپنے سُسر محترم حُضور مفتی اعظم کو بارہا انکے بارہ میں یہ فرماتے سُنا کہ میرا یہ فرزند، ولی مادر زاد ہے۔ مزید فرمایا کہ آپ کوئی چیز تقسیم فرماتے کہ اِتنی اتنی فلاں فلاں کو دے آؤ مگر انکی باری پر یُوں ہی فرماتے کہ ولی مادر زاد کا حصہ ہے' انہیں دے آؤ۔ سُبحان اللہ۔ یہ بھی فرمایا کہ جن کی گود حضور خواجہ غریب

عزیب نواز کے وصال کے وقت ان کا تکیہ بنی ہو انکی شان میں کیا بیان کروں۔ میرے مُرشد حقیقی حُضور سراپا نُور سے انکے شاگردِ خاص جناب مولوی محمد شفیع غوثوی نے حضور ولی لاثانی کے حین حیات یہ خواب بیان کیا کہ مَیں نے حُضور ولی لاثانی کی گود میں حضرت مفتی اعظم کو عہدِ طفولیت میں دیکھا تو حُضور سیّدی مرشدی نے تعبیراً فرمایا بحمدہٖ تعالےٰ آپ مرتبہ ولایت میں اپنے پدر بُزرگوار حضور مفتی اعظم کے درجہ پر فائز ہو چکے ہیں۔

سادگی، عاجزی اور تقویٰ:

بچپن ہی سے تقویٰ اور سادگی کا اہتمام ضرب المثل تھا حتیٰ کہ مباحات سے بھی کنارہ کش رہتے، نماز کے لئے علیحدہ جائے نماز کا اہتمام تا آخر معمول رہا۔ مستحبات کو حتی الوسع ترک نہ فرماتے۔ اس احقر کاتب الحروف نے آپ کا آخری زمانہ پایا اور مجھے باوجود اپنے بچپن کے یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ دَوران وضو باوجود ضعف پیری کے پیروں کی انگشتہائے مُبارکہ کا خلال ترک نہ فرماتے۔ اسی طرح تقاضا بشریہ کے بعد استبراء یعنی ڈھیلے وغیرہ کے استعمال میں جس قدر کوشش بلیغ فرماتے وہ احاطہ تحریر میں نہیں لائی جا سکتی کہ باوجود کمزوری کے ڈھیلے کا استعمال فرما کر آ بیٹھتے، پھر نبیرگان میں سے کسی کی مدد اور سہارا سے بمشکل اُٹھ کر چل پھر کر اور خلوت میں جا کر تسلّی فرماتے پھر بیٹھتے پھر اُٹھتے حتیٰ کہ جب اطمینان ہو جاتا کہ اب قطرہ آنا بند ہو گیا ہے تو پھر پانی سے استنجا فرماتے اب اگر کوئی عرض کرتا حُضور! ڈھیلے کے استعمال کے بعد پانی کا استعمال کوئی ضروری نہیں اور کمزوری بھی ہے لہٰذا اسی پر اکتفا فرمالیں تو زبان گوہر فشاں سے فرماتے نجاست خشک ہو گئی ہے، زائل تو نہیں ہوئی پانی ہی اسے

زائل کرے گا۔

اسی طرح اپنے کپڑے خود دھوتے یا اپنے مُعتمد علیہ خادم خاص جناب میاں عبدالرزاق صاحب (جنہوں نے حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت فرمانے کے متصل بعد اپنی زندگی کے بقایا ۷۰ سال آستانہ عالیہ پر رہتے ہوئے خدمت پیرخانہ میں گزار کر اس عنوان کی تسطیر سے ڈو روز قبل ۲۳ ربیع الاول شریف بروز جمعۃ المبارک ۱۴۱۷ھ کو وصال پاکر گورستان حضرت جلال الدین باقری میں آسودگی حاصل کی) سے دُھلواتے اور آپ انہیں اپنی تسلّی کے مطابق کپڑے پاک کرنے کا پُورا پُورا طریقہ کار تعلیم فرما چکے تھے اور بارہا انہیں اپنے سامنے یہ کام کرتے ہوئے دیکھ کر اطمینان فرما چکے تھے کہ وہ طہارت کا خوب اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنے آفتابہ میں پانی بھرنے کے لئے بھی سوائے چند معتمد علیہ حضرات کے کسی کو یہ امر نہ فرماتے۔ معلوم رہے کہ آپ کے دَور میں نلکے عام ہو چکے تھے جس وجہ سے آپ نے دریائی پانی کے استعمال کا اہتمام ترک فرما دیا تھا، البتہ کنوئیں کے پانی سے دَورانِ سفر بھی پرہیز فرماتے۔

دورانِ سفر جہاں بھی قیام ہوتا پہلے پُوچھتے پانی کا کیا انتظام ہے ؟ اگر عرض کرتے نلکا ہے تو بہت خوش ہوتے کہ اس کا پانی یقیناً پاک ہی ہوتا ہے اگر قریب نہر یا دریا ہوتا تو بھی اسی پانی کے استعمال کی تاکید فرماتے اگر کنواں ہوتا تو خود جاکر مُعائنہ فرماتے اگر اسکے گرد چار دیواری ہوتی جس سے نجاست وغیرہ گرنے کی رکاوٹ ہو سکتی تھی تو بھی اطمینان فرما لیتے، ورنہ ایک مقدار معیّن پانی کی اس سے نکلوا کر شرعی طور پر اپنے سامنے ازروئے تقویٰ پاک کروانے کے بعد اس سے پانی استعمال فرماتے۔

سادگی کا یہ عالم تھا کہ پُوری زندگی سفید کُرتہ، نیلی چادر، چہار ترکی ٹوپی اور چمڑہ کی سادہ پاپوش پر مشتمل لباس زیب تن فرمایا، کُرتہ ہمیشہ بغیر بٹن کے ڈوریوں والا استعمال فرمایا، گرمیوں میں کُرتہ کی بجائے ایک کپڑا بغیر بازوؤں کے ایک سلائی والا جسے گلے میں ڈال کر بازوؤں سمیت اُوپر والا بدن ڈھانپا جاسکتا تھا۔ استعمال فرماتے۔ اسے ملتانی زبان میں ڈلا کہا جاتا ہے بحمدہٖ تعالےٰ تاحال زیب آستانہ عالیہ اسے استعمال فرماتے ہیں۔ کپڑوں کو کبھی بھی استری نہ فرماتے بلکہ دھونے اور نچوڑنے کے بعد زور سے چند مرتبہ جھٹک دیتے اور تبسم کناں ارشاد فرماتے یہ درویشوں کی استری ہو گئی۔ بحمدہٖ تعالےٰ آپ کی اولاد امجاد تاحال اسی استری کا معمول رکھے ہوئے ہے۔ موسمِ سرما میں گرم شال جو زیادہ قیمتی نہ ہوتی اور کپاس بھری گرم ٹوپی اور گاہے گاہے بغیر بازوؤں کے واسکٹ بھی استعمال فرماتے۔ عمامہ شریف جو ایک ہاتھ (آدھا گز) چوڑا، پانچ ہاتھ لمبا تھا کو ایام مُتبرکہ مثلاً عیدین و گاہے گاہے بروز جُمعۃ المبارک زیب رأس فرماتے۔

سادگی اور استقامت کا عجیب قصّہ سُنئے۔ آنجناب کی اہلیہ اُولیٰ کے وصال کے بعد جب دُوسری شادی خانہ آبادی کے لئے بارات جانے کو تیار تھی تو محترمہ والدہ ماجدہ نے بُلا کر ارشاد فرمایا بیٹا! تمہارا یہ نیلا کب تک چلے گا؟ آج شادی کی رات ہے مَیں نے یہ قیمتی چادر تمہارے لئے جوڑ رکھی ہے لہٰذا اسے پہن لو عرض کی کیوں نہیں اور لے کر اپنے نیلا شریف کے اُوپر ہی اسے بھی باندھ لیا تاکہ پیرانِ کبار کا معمول بہ لباس بھی نہ چھُوٹے اور والدہ مکرمہ کا فرمان بھی پُورا ہو جائے۔ چنانچہ والدہ مکرمہ نے جب دیکھا کہ آپ اپنے لباس کو چھوڑنا اتنی دیر کے لئے بھی رَوا نہیں رکھتے تو بصد خوشی اجازت

دی کہ فقط نیلا ہی پہننے دو مگر بہ خلافِ عادت کام نہ کرو۔ سبحان اللہ! دنیاوی رواجوں سے اس قدر لاتعلقی اور ایک ہی لباس پر استقامت کی کوئی مثال اب بھی ملے گی؟ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی یہ دوسری شادی مبارک زیادہ سے زیادہ بیس۲۰ سال یا اس سے بھی کم عمر میں ہوئی کیونکہ آپکی والدہ مکرمہ اسوقت حیات تھیں اور انکا وصال ۱۳۲۲ ھجری میں ہوا۔ جبکہ آپکی ولادت ۱۳۰۲ ھجری ہے۔

لباس کی طرح خوراک و رہائش میں بھی سادگی ضرب المثل تھی۔ کدو شریف کے علاوہ سبزیوں میں شلغم خصوصاً خشک شلغم انتہائی مرغوب تھے حتیٰ کہ کسی نے کچھ پیش کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور عرض کی کہ پسند کی چیز خود فرمادیں۔ فرمایا خشک شلغم۔ اس نے عرض کی کچھ اور فرمادیں تو فرمایا۔ تو سارا زور شلغم پر ہی لگا۔ دُودن کی پڑی لسّی کے ساتھ رات کی بچّی روٹی کا ناشتہ بہت پسند تھا کسی نے پوچھا حضور! چہ (چائے) نوش فرمادیں گے؛ ارشاد فرمایا مجھے چھڈ (لسّی) کی چہ (چاہ اور طلب) رہتی ہے۔

جس کے ہاں مدعو ہوتے اس سے پوچھتے کیا انتظام کیا ہے اگر سبزی یا دال بتاتا تو بہت خوش ہوتے اور اگر گوشت کہتا تو پھر پوری تحقیق فرمالیتے کہ قصاب کا عقیدہ کیا ہے اور بوقت ذبح صحیح تکبیر پڑھنے کا عادی ہے یا نہیں مرزائی، شیعہ اور غیر مقلد گستاخ وہابی کی ذبیحہ کا گوشت تناول نہ فرماتے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے طعام کی مختلف اقسام اگرچہ اغنیاء اور امراء کا مقدر کی ہیں تاہم طعام کی لذّت فقراء کو ہی عطا فرمائی ہے کہ بھوک اور حاجت کے وقت کھاتے ہیں۔ آپ کی عاداتِ مبارکہ میں تھا کہ ہر چیز کو لذّت لے لے کر تناول فرماتے، حتیٰ کہ سادہ پانی کے بھی چھوٹے

چھوٹے گھونٹ لیتے اور زبان مبارک تالو سے لگا کر ہلکی سی آواز بھی نکالتے گویا پانی چوس چوس کر پی رہے ہوں اور مبارک آنکھوں کو بند کر کے اس بے ذائقہ چیز کا بھی گویا ذائقہ محسوس کرتے ہوئے کافی دیر الحمد للہ کہہ کر شکر ادا فرماتے بعض دفعہ ہر گھونٹ کے بعد یہی کیفیّت دیکھنے میں آتی۔ سبحان اللہ، میرے پیرِ صحبت حضور معراج انسانیت فرمایا کرتے تھے ہم غافلوں کی طرح بڑے بڑے گھونٹ بھر کر جلدی سے ایک دو گلاس نہ پی لیتے تھے بلکہ آہستہ آہستہ لذّت لے لے کر شکر ادا کرتے ہوئے گویا محسوس ہوتا کہ واقعی بہت بڑی نعمت استعمال فرما رہے ہیں اور یہ اہتمام اسلئے تھا کہ اسطرح ایک تو پانی کم پیا جاتا ہے دوسرا تاکہ زبانی شکر کے ساتھ ساتھ دل کی گہرائیوں سے بھی حمد ادا ہو۔ یہ بھی معلوم رہے کہ آپ پانی عموماً برف کے بغیر ہی استعمال فرماتے اس بارہ میں آپ کا ایک مکتوب شریف بھی موجود ہے جس میں برف کی مجاورت سے پانی ٹھنڈا کر کے استعمال کا مشورہ دیا ہے نہ کہ اصل برف کا، علاوہ ازیں فرماتے سادہ پانی کا بھی شکر ادا نہیں ہو سکتا، ٹھنڈا پھر میٹھا کیسے شکر ادا ہوگا۔

عمر کے آخری حصّہ میں سیب کا جُوس بہت مرغوب تھا جس روز استعمال فرمانا چاہتے اپنی پوتی اور اس احقر کی والدہ ماجدہ کے گھر میاں عبدالرزاق صاحب کے ہاتھ ایک سیب بھیجتے وہ مشین سے جو قریب زمانہ میں حج کے موقعہ پر سعودی عرب سے لائی تھیں نکال دیتیں، ان دنوں اتنا استغراق تھا کہ یہ احقر یا میرے برادر بزرگوار حاضر ہوتے تو ہمیں فرماتے سیب والی کے گھر سے آئے ہو؟ پھر بہت شفقت فرماتے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات

قیامت آیات کے بعد جب حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصی نشست گاہ الموسوم بہ بارگاہ معلّیٰ آپ کے برادر خورد جناب حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کے حصّہ میں آئی تو آپ نے مسجد رحمانیہ شریف سے شمالی جانب کچی تعمیر سے ایک مُختصر حجرہ شریفہ بنوایا جس میں اپنی سجادگی کا دراز زمانہ انتہائی سادگی سے گزارا۔ بحمدہٖ تعالیٰ میرے مرشدِ حقیقی حُضور سَراپا نور اور میرے پیرِ صحبت حُضور معراجِ انسانیت رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے بھی اپنا مُبارک زمانہ سجادگی اسی بابرکت حجرہ شریفہ میں گزارا۔

حافظ منیر احمد صاحب مرید حضرت قاضی نعمت اللہ قریشی صاحب جب بھی اس مبارک حجرہ میں آتے تو مجھے فرماتے یہ وہ مبارک مقام ہے جہاں ایسے حضرات نے وقت گزُارا کہ باوضو سوتے اور باوضو ہی بیدار ہوتے تھے یعنی اپنی ظاہری نیند والی حالت میں بھی ساری ساری رات ذکر و فکر میں ہی مشغول رہتے تھے۔ یہ حجرہ مبارکہ حال ہی میں بارشوں کی شدّت کی وجہ سے شہید ہو گیا ہے اور حضرت سجادہ نشین زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالے نے اب نئی نشست گاہ تیار فرمائی ہے۔

مسجد رحمانیہ شریف کی بارہا ہلکی پُھلکی مُرمتی فرمائی، ملتان کے مشہور و معروف تاجر جناب الحاج خواجہ مظفر محمود صاحب مرحوم نے ایک دفعہ مسجد شریف کی نئی تعمیر کے لئے اجازت طلب کی تو فرمایا یہ مسجد شریف میرے جدِّ امجد نے انتہائی حلال کی رقم سے بنوائی ہے لہذا جب بھی مسجد میں آنا ہوتا ہے تو حلال کی کمائی سے کی گئی تعمیر پر نگاہ پڑتی ہے اب اگر اتنی حلال کی کمائی کہیں سے لاسکو تو اسکو شہید کر دو ورنہ مجھے یہی تعمیر ہی پسند اور محبوب ہے۔ یہ چیز بھی آپکی سادگی، نمود و نمائش سے بیگانگی اور تقویٰ پر

دلالت کرتی ہے۔

اپنے زمانہ سجادگی میں بنا بر عجز و انکساری پالکی پر سفر نہ فرمایا اور ارشاد فرماتے میں اس لائق نہیں کہ آدمیوں پر سواری کروں گاڑی، بس اور گھوڑوں پر آپ سفر فرماتے۔ ہاں اگر گھوڑا زخمی ہوتا تو اسپر بھی سفر نہ فرماتے اور اگر لاغر اور کمزور ہوتا تو پیش کرنے والے کی خوشی کی خاطر سوار تو ہو جاتے مگر فوراً ہی اُتر جاتے اور ارشاد فرماتے یہ بیچارہ کمزور جانور آخر کب تک میرا بوجھ اُٹھائے گا؟ مولانا محمد عبدالرزاق صاحب سیت پوری فرماتے ہیں میں نے دورانِ سفر آپکی رحیم و شفیق ذات کو دیکھا کہ گھوڑے پر بھی تین میل تقریباً سوار ہونے کے بعد پھر اتنا قدر پیدل ہی چلتے اور یہ اہتمام گھوڑے کا احساس فرماتے ہوئے کرتے حالانکہ آپ انتہائی کم وزن اور نحیف وجود کے مالک تھے۔

محترم حکیم محمد عبدالرحمان صاحب جھنگوی مرحوم جو آپکے صحبت یافتہ اور رفیقِ سفر بھی رہے، بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ کسی سے عاریۃً آپ کے لئے گھوڑا مانگا تو اس نے عمداً انتہائی سرکش گھوڑا دیا میں نے بھی لے کر آنجناب کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر دیا اور دِل میں گھبرا رہا تھا مگر آنجناب اسپر عین اسوقت سوار ہوئے جب ہم نے بیٹ یعنی دریائی علاقہ عبور کرنا تھا جونہی آپ تشریف فرما ہوئے تو اس نے سرکشی شروع کی اور یُوں دوڑنے لگا کہ ابھی ہاتھوں سے گیا۔ مگر قُدرتِ خداوندی کہ آپ کی توجہ سے ایسا رام ہوا کہ چند قدم دوڑنے کے بعد یوں رُکا جیسے کسی نے بڑی مضبوط رسیوں سے اسے باندھ دیا ہے۔ پھر تو مطیع اور فرمانبردار گھوڑوں کی طرح ہو کے رہ گیا۔ حکیم صاحب اکثر آپ کا ذکرِ خیر فرماتے ہوئے فرطِ محبّت سے رو دیتے تھے۔ اس واقعہ کو آنجناب کی کرامات میں لکھتا مگر گھوڑے پر سفر

کرنے کی بات آگئی تو ضمناً لکھ دیا۔

جس کے ہاں بھی دعوت ہوتی اور آپ گھوڑے پر تشریف لے جاتے تو خود کھانا تناول فرمانے سے پہلے گھوڑے کے گھاس پانی کا انتظام بہت اہتمام سے فرماتے اس طرح انکی سردی گرمی کے موسم میں جگہ کا بھی خیال فرماتے جس گھر میں یتیم ہوتے اور ان کا مال علیحدہ نہ کر دیا گیا ہوتا تو آپ ان گھر والوں کی طرف سے دعوت قبول نہ فرماتے۔ اسی طرح فساق فجار کو تنبیہ فرماتے اگر باز نہ آتے تو قطع تعلق بھی فرما دیتے۔ چنانچہ جھنگ کے بعض زمینداروں کے بارہ میں جب یقین ہو گیا کہ وہ بچیوں یا بہنوں کے نکاح عمداً نہیں کر رہے تو چند مرتبہ انہیں متنبہ کرنے کے بعد آپ نے ان سے نذر لینا اور ان کی دعوت قبول فرمانا ترک کر دی۔

آنجناب کے پوتے جناب میاں محمد عبدالجلیل صاحب فرماتے ہیں کہ جھنگ کی ایک دعوت صرف اس لئے ترک فرمائی کہ جس راستہ سے گزر کر جانا تھا اتفاقاً وہاں مکوڑے قطار اندر قطار پھر رہے تھے اور راستہ انتہائی تنگ ہونے کے سبب یہ خطرہ تھا کہ چند مکوڑے پاؤں تلے آکر مر نہ جائیں۔ اللہ اکبر!

اپنے رفیق سفر لوگوں کو بھی دعوت میں اپنے ہمراہ ایک جیسا کھانا کھلاتے اور میزبان کو تاکید فرماتے کھانا سادہ مگر ایک جیسا کرنا۔ جناب مہر خدایار رمانہ کہتے ہیں میں نے آنجناب سے عرض کیا حضور! آخر کیا وجہ ہے کہ آپ مریدوں کے ہاں دوسرے پیروں کی نسبت بہت کم تشریف لاتے ہیں۔ تو ازراہ عجز و انکساری فرمایا: "پیر پیڑ کڈھیندا ہے کریندا نئیں"۔ یعنی پیر کا کام ہے مرید کی تکلیف نکالے نہ کہ اسے تکلیف دے اور میرے آنے سے

لازماً عقیدتمندوں کو تکلیف ہی ہوتی ہوگی۔

میرے پیر صحبت حضور معراج انسانیت نے آنجناب ولی لاثانی کی عاجزی اور کسر نفسی کے بارہ میں انکا مکتوب گرامی ایک دفعہ سرگودھا شہر میں جناب حافظ عبدالسلام صاحب کے گھر اہلِ مجلس کو جس میں حضرت حافظ مولانا محمد عبدالحئی صاحب مرحوم ساہیوال والے بھی تشریف فرما تھے سنایا تو وہ سن کر برداشت نہ کر سکے اور ان پر اس قدر گریہ طاری ہوا کہ مجلس سے اُٹھ کر باہر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد حضور معراجِ انسانیت نے حضرت حافظ صاحب مرحوم کا پوچھا تو غالباً اس فقیر کاتب الحروف نے جو شریکِ مجلس تھا عرض کی حضور ولی لاثانی کے مکتوب شریف کو سن کر حافظ صاحب پر گریہ طاری ہو گیا تھا اسلئے چلے گئے ہیں تب آنجناب پر بھی رقت طاری ہو گئی۔

مکتوب شریف ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں کہ آپ کی کسر نفسی کے ساتھ تمام مُریدوں کے لئے بھی اس میں عجیب درس ہے کہ مُرید اپنے حسنِ اعتقاد کی بنیاد پر ترقی مدارج حاصل کر سکتا ہے اگرچہ پیر خالی ہو۔ اور یاد رہے کہ بدعقیدہ شخص خواہ جس قدر مجاہدہ کرے رائیگاں ہونے کا خطرہ ہے کہ اس میدان اور خانقاہی نظام میں اصل چیز محبت، عقیدہ میں پختگی اور راستی ہی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

پیرِ کامل اگر قصور در وست ∗ اعتقادِ مُرید، رہبر اوست

ترجمہ: پیرِ کامل میں کچھ کوتاہی ہو تو مضائقہ نہیں کہ مُرید کی حسنِ عقیدت اسے منزلِ مقصود تک پہنچنے کی راہ دکھلا دے گی۔

نقل نامہ مبارک

بعد سلام دعا معلوم ہو کہ حالات پیران اور مریدان کے راستی پر نہیں رہے کوئی شخص ایسا ظاہر نہیں کہ اسپر اعتقاد پختہ ہو جائے کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے تا کہ اسکی صحبت اور کلام فائدہ بخشے اور عقدہ کشائی ہو جائے ۔ ہاں اگر مرید کا عقیدہ محکم ہو جائے تو وہ فائدہ حاصل کر لیتا ہے اگرچہ پیر خالی بھی ہو اللہ تعالیٰ حافظ ہے ۔ ہمارا حال بھی ایسا ہے کوئی اپنے اعتقاد کی رُو سے فائدہ اُٹھائے تو اٹھائے ورنہ خیر ۔ دل تو چاہتا ہے کہ اعتقاد مندوں کو آگاہ کیا جائے کہ اعتقاد تمہارا واقع (حقیقت) کے خلاف ہے یہ اعتقاد چھوڑ دو مگر اس وجہ پر (یہ بات کھول کر بیان نہیں کی جاتی) کہ شاید اعتقاد کی وجہ پر انکو فائدہ ہو جائے تو رہ نہ جائیں ۔ اللہ تعالیٰ کے حوالہ ۔

حفظ زبان و اوقات و ہیبت آنجناب : زبان اور اوقات کی حفاظت میں

آپ کا کردار مثالی تھا ۔ آنجناب کے ساتھ برسوں رہنے والے حضرات نبیرگان محترمان اور خدام والا شان سے میرا جب بھی آپ کے بارہ میں تذکرہ ہوا انہوں نے بیک زبان یہ خوبی ضرور بیان فرمائی کہ ہمیں آپ کی اس صفت نے جتنا حیرت میں ڈالا ہوا تھا اتنا کسی بات نے نہیں کہ زبان گوہر فشاں سے کبھی کوئی فحش بات یا گالی گلوچ یا گلہ شکوہ اور جھوٹ وغیرہ ہم نے نہ سنا حتیٰ کہ کسی کی ناشائستہ حرکت پر سخت ناراضی کی حالت میں بھی کبھی آپ سے "نامراد" جیسا عام لفظ سننے میں نہیں آیا بلکہ کوئی ، خلاف مرضی کے کام کرتا تو ارشاد فرماتے

میاں اگر پوچھ کر یہ قدم اُٹھا لیتے تو اب شرمندگی نہ ہوتی ۔ میاں عبد الرزاق صاحب مرحوم خادم خاص کا کہنا ہے کہ آپ چونکہ زبان کے معاملہ میں اس قدر محتاط تھے اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ رُعب عطا فرمایا تھا کہ کوئی بھی آپکے سامنے جھوٹ اور لغو بات نہ کر سکتا تھا ۔

کوئی دوسرا شخص بھی سنجیدہ کلام کرتا تو اسکی قدر دانی فرماتے ، چنانچہ آپ کے پوتے حضرت میاں محمد عبد الجمیل صاحب بیان فرماتے ہیں ایک دفعہ طلباء کرام کی تعداد اچانک بہت بڑھ گئی تو میری موجودگی میں ہی کناسہ (جمعدارن جو حاجت خانوں کی صفائی کو آتی تھی) پیش خدمت ہو کر عرض کرنے لگی حضرت میاں صاحب! ان دنوں کلر زیادہ ہوتا ہے شاید مہمان طلباء بڑھ گئے ہیں ، لہذا براہِ کرم میرا ماہانہ وظیفہ بڑھا دیا جائے تو آنجناب ولی لاثانی نے خوش ہو کر فرمایا آپ نے مائی کی گفتگو سُنی؟ اس نے علمی ماحول کا خیال کرتے ہوئے بڑے شائستہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ سُنتے ہوئے طبیعت مکدّر نہیں ہوئی لہذا آپ نے ڈیڑھ گنا یا دوگنا تک ماہیانہ میں اضافے کا حکم صادر فرما دیا ۔

قرآن و حدیث یا ملفوظات و واقعات پیران عظام و صُلحاء اُمت ، بیان فرماتے ہوئے اگر وہ بات حرف بحرف یاد نہ آتی اور عارضی طور پر نسیان واقع ہو جاتا تو آپ کبھی بھی سیاق و سباق کے مطابق خود اختراع کر کے واقعہ کی تکمیل نہ فرماتے جیسا کہ عام طور پر مروّج ہے بلکہ کھُلے بندوں ارشاد فرما دیتے آئندہ کسی مجلس میں ان شاء اللہ العزیز اسکی تکمیل کروں گا ۔ اب بات مکمل یاد نہیں آ رہی ۔

کوئی شخص اپنا مقصد حاصل کرنے پر بھی آپ کی خدمت میں بیٹھا رہتا حالانکہ آپ کو خلوت کی حاجت ہوتی تو ارشاد فرماتے مجھے کسی اور کام میں مصروف ہونا ہے آپ کو مجھ سے کوئی مزید حاجت تو نہیں ؟ تو وہ لامحالہ خود اجازت لے کر روانہ ہو جاتا اور آپ ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتے۔ مولنا محمد عبدالجمیل صاحب کا فرمان ہے کہ یہ صورت عموماً امراء کے ساتھ پیش آتی۔ مفلس لوگ آپ کی مجلس میں کچھ زیادہ وقت بھی حاضر رہتے تو آپ کو گرانی نہ ہوتی بلکہ انکی دلجوئی کی خاطر ان سے گفتگو بھی جاری رکھتے۔

حفظِ اوقات ہی کے سبب دنیا سے اس قدر بے نیازی تھی کہ کبھی اپنی موروثی زمین کی نگہداشت کے لئے بھی تشریف نہ لے گئے ، بلکہ اگر زمینوں کے نزدیک کسی دوست کے ہاں مدعو ہوتے اور مزارعین عرض کرتے حضور! اپنی زمین قریب ہے تشریف لاویں تو فرماتے میرے آباؤ اجداد نے زمینیں میرے لئے چھوڑی ہیں نہ کہ مجھے زمینوں کے لئے۔ یعنی مجھے زمینوں کی نگہداشت کے لئے نہیں چھوڑ گئے بلکہ زمینیں اسلئے چھوڑیں تاکہ انکی وجہ سے میں فراغ دل سے شاغل بحق رہوں۔

توکل اور استغناء کا یہ عالم تھا کہ اپنے والدگرامی کی میراث سے زمینوں کی آمد کی پہلی قسط آنے پر بھی آپ نے رقم کو ہاتھ نہ لگایا بلکہ حصص مختص کر کے اپنے نورِ نظر فرزندِ اکبر کو تقسیم فرمانے کو ارشاد فرمایا پھر زندگی بھر یہی معمول رہا مجھے یہ روایت آپکے پوتے حافظ محمد عبدالجمیل صاحب نے اپنے عم بزرگوار حضور سیدی مرشدی سے ناقلاً بتائی۔

فقیر کاتب الحروف کے والدِ گرامی نے نیا گھر تعمیر کرایا تو چند عرصہ بعد اس میں چوری ہوئی۔ والدِ گرامی مدظلہٗ نے آنجناب کو چوری کا مکمل حال

سنایا اور مسروقہ سامان کی تفصیل بھی بتا کر برآمدگی کی دُعا کرائی۔ والدہ ماجدہ مدظلہا جو آنجناب کی پوتی ہیں نے دفع خوف و وحشت کے لئے دعا کی درخواست کی تو سورۃ فتح کی **ھوالذی انزل السکینۃ** والی آیت ہر نماز کے بعد مختصر تعداد پڑھنے کو فرمایا جس سے خوف و ہراس ختم ہوا اور دل مطمئن الحمدللہ علیٰ ذلک۔

محمد ظفر پہلوان صاحب جو ہمارے ہاں ڈرائیور تھے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے خلوت میں آنجناب نے ایک مرتبہ پوچھا پہلوان صاحب! خواجہ محمد رفیع صاحب چوری کے بارے میں کیا کہتے تھے ؟ میں نے عرض کی حضور! تفصیل بتا کر برآمدگی کے لئے دعا کی درخواست کرتے تھے تو تبسم کناں ارشاد فرمایا : پہلوان صاحب ! بھلا سوچو میاں محمد رفیع صاحب کے گھر کوئی کمی ہے خدا کا دیا سب کچھ ہے مگر جو چور رات کے اوقات میں اتنی محنت کے بعد ان کے گھر داخل ہو کر سامان لے گیا ہے آخر اسکی نامعلوم کیا ضرورت ہو گی کہ رات کو دوسرے کے گھر داخل ہونا کوئی آسان کام تو نہیں اسطرح آپ یہ خواہش ظاہر فرماتے کہ کاش چور کو معاف کر دیتے تاکہ عنداللہ وہ مجرم نہ رہے۔

پہلوان صاحب کہتے ہیں آپ نے مجھ سے متعدد بار مختلف مواقع پر یہی گفتگو فرمائی تو میں سمجھا کہ ممکن ہے میاں صاحب کی چوری برآمد نہ ہو کہ آنجناب دل سے دُعا ہی نہیں فرما رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس قصہ سے آپ کی دُنیا سے بے رغبتی اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر کمال شفقت ظاہر ہوتی ہے

زبان اور وقت کی اس قدر احتیاط فرماتے ہوئے آپ، کوئی مخلوق
خداوندی سے علیٰحدہ زندگی بسر نہ فرماتے تھے بلکہ عوام الناس میں انہی کی طرح
سادگی سے اُٹھتے بیٹھتے تھے۔ خوش طبعی وحاضر جوابی میں بھی آپ کسی سے کم
نہ تھے۔ مگر انتہائی محتاط طریق پر، چنانچہ ایک دفعہ خدکہ خان صاحب جو انتہائی
خوش طبع تھے اور انکی آپ سے گہری دوستی تھی، حاضرِ خدمت ہو کر خود آپ
ہی سے پوچھنے لگے باباجی! یہاں مولانا عبدالکریم صاحب رہتے ہیں، ان
سے ملنا تھا، آپ کچھ بتا سکتے ہیں؟ آپ نے بلا تامّل فرمایا خان صاحب!
آپ کی قوت بصارت میں کب سے قصور واقع ہوا ہے؟ تو خان صاحب جو
بڑے حاضر جواب تھے اس فرمان سے لاجواب ہو گئے۔

ایک دفعہ بغیر سحری کئے آپ نے نفلی روزہ کی نیّت فرمالی اور دوپہر
کو حسب معمول گھر قیلولہ فرمانے کی غرض سے تشریف لے گئے تو اہلِ خانہ نے
ماحضر پیش کیا۔ آپ نے تناول بھی فرمالیا بعد فراغت یاد آیا کہ میں نے
روزہ کی نیت کی تھی چنانچہ جب باہر تشریف لائے تو طلباء وحاضرین سے
خوش طبعی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا دوستو ایک عجیب بات تسلیم کرو گے؟
میں ابھی ابھی روٹی بھی کھا آیا ہوں اور میرا روزہ بھی قائم ہے سب حیران ہوئے
تب آپ نے فرمایا نسیاناً مجھ سے کھانا کھایا گیا ہے۔ معلوم رہے کہ یہ بھی آنجناب
عاداتِ مبارکہ میں ہی تھا کہ اکثر وبیشتر بغیر سحری کے روزہ کی نیت فرمالیتے۔

بچوں کے ساتھ بیحد شفقت ومحبت سے پیش آتے ان سے مذاق
بھی فرمالیتے، انکی مٹھیاں بھرتے، انکی میٹھی اور بھولی بھالی باتوں کو پسند فرما
کر دوسروں کو سناتے اور بچے سے اسی بات کو مکرّر کہنے کو فرماتے۔ بالکل
معصوم بچوں کی بعض ناشائستہ حرکتوں پر اصلاً رنجیدہ خاطر نہ ہوتے، ہاں

تربیت کے لئے مناسب عمر سمجھتے تو تعلیم آداب ضرور فرماتے اور جو بچے
والدہ یا والد کی شفقتوں سے محروم ہوتے انہیں راضی کرنے میں کوئی کسر نہ
چھوڑتے۔

اسی سلسلہ میں آپ کے دیرینہ خادم جناب میاں محمد عبدالرزاق صاحب
مرحوم کی خود نوشت یادداشتوں میں موجود اس حکایت کو درج کرنا فائدہ
سے خالی نہ ہوگا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے دو معصوموں کا ذکر آپ کے سامنے
اسطرح کیا کہ وہ اپنی والدہ کی وفات حسرت آیات کے بعد اسکی قبر پر جا کر
کہتے ہیں۔ "اماں جی! تُساں کیلے ویلے گھل آشو؟" یعنی بچگانہ زبان استعمال
کرتے ہوئے کہتے ہیں والدہ محترمہ! آپ کب گھر تشریف لاویں گی؟
سبحان اللہ آپ یہ سن کر اسقدر غمگین ہوئے کہ نفقط آپ کی چشمہائے
مُبارکہ ہی نہیں بلکہ حاشیہ نشینوں کی آنکھیں بھی آپ کو دیکھ کر نمناک ہوگئیں
اللہ اکبر۔ پھر آپ نے فرمایا، میاں! کبھی بچوں کو لے آنا چنانچہ وہ لے آیا
آپ نے پڑھ کر دم فرمانے کے ساتھ ساتھ بچوں کی ازحد دلجوئی فرمائی۔

دوبارہ سہ بارہ جب بھی یہ شخص مذکور حاضر خدمت ہوتا آپ بچوں
کا حال ضرور پوچھتے۔ ایک مرتبہ اس نے عرض کی حضور! بچوں کی حالت دیکھی
نہیں جاتی البتہ انکی ایک خالہ ہے مگر ہمارے خاندان سے انکے مراسم
کچھ اچھے نہیں اگر وہ بچوں کی کفالت کرے تو اُمید ہے بچے خوش ہو جاویں
گے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا جس قدر بھی خرچہ ہو فقیر برداشت کرے گا کسی طرح
انکی خالہ کو بلوالو پھر باتوں ہی باتوں میں آپ نے خالہ کا مسکن اور مکمل پتہ
دریافت کرلیا۔ سبحان اللہ۔ چند دنوں بعد انکی خالہ خود بخود بھانجوں کے گھر آ
کر رہنے لگی اور بچوں سے خوب پیار محبت کرتی۔ اب اس شخص نے آنجناب

کی رُوحانی توجہ کا کمال سمجھتے ہوئے شکریہ کی خاطر حاضر ہو کر عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کا ازحد احسان ہے کہ معصوموں کی خالہ بن بلائے آ کر بچوں کے لئے ایسا سہارہ بن گئی ہے کہ یُوں معلوم ہوتا ہے جیسے بچوں کی ماں پھر زندہ ہو گئی ہے اور اب تو بچے والدہ کو اتنا یاد بھی نہیں کرتے۔ اس پر آپ بھی حمدِ خداوندی بجالائے اور ازحد شاداں و مسرور ہوئے۔

عوام کے ساتھ اس قدر ہم آہنگی اور تعلق کے باوجود آپ کی بابرکت مجلس پر اس قدر ہیبت ہوتی کہ کوئی مجلس شریف میں بیہودہ کلام کرنے پر قدرت نہ پاتا تھا۔ بعض دفعہ کثرتِ حاضرین کے باوجود خلوت در انجمن کا سامان ہوتا کہ ہر شخص یوں محسوس ہوتا جیسے اپنے فکر میں اس قدر گم ہے کہ دوسرے کی خبر نہیں۔ رُخِ انور پر اس قدر جلال تھا کہ کوئی آنکھ بھر کر دیکھنا بھی چاہتا تو نہ دیکھ سکتا تھا۔ چشمہائے مبارکہ محبت میں مستانہ وار اور شب بیداری کے سبب ہر وقت مخمور محسوس ہوتیں۔ اور ان میں اس قدر عظمت اور ہیبت تھی کہ جس کو بھی آنکھ بھر کر دیکھ رہے ہوتے وہ فوراً سرنگوں ہو جاتا اور کبھی بھی آنکھ میں آنکھ ملا کر بات نہ کر سکتا تھا۔ آپ کسی کو دیکھ بھی رہے ہوتے تو معلوم ہوتا آنکھ اُسے نہیں دیکھ رہی بلکہ کسی دُوسرے مُشاہدہ میں مشغول ہے یہ بھی مستی کی علامات میں ہے۔

تعویذ و دُعا دینا اور فال لینا: آنجناب قبلہ بحمدہٖ تعالیٰ مستجاب الدعوات تھے اور لوگ دُور دراز سے دُعا حاصل کرنے کی غرض سے پیش خدمت ہوتے اور مرادیں پاتے۔ تاہم کبھی غرور کو جگہ نہ دی چنانچہ ایک مرتبہ ملتان کے نامور تاجر جناب خواجہ مظفر محمود صاحب نے حاضر ہو کر دُعا کی درخواست کی آپ نے دُعا فرمائی وہ واپس چلے گئے تو

آپ نے خادم بھیج کر انہیں بُلوایا، وہ ابھی کار میں بیٹھے ہی تھے کہ پیغام سُن کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا خواجہ صاحب! میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ حُسنِ اعتقاد کی بناء پر مجھ سے دُعا کرانے آتے ہیں مگر میں یہ حقیقت کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میں نیک نہیں ہوں نیک سمجھ کر میرے پاس دُعا کرانے کی غرض سے آنے کی تکلیف نہ کیا کریں میں تردامن، آلودۂ عصیان بس ایک ادنیٰ سا بندۂ پروردگار ہوں۔ خواجہ صاحب یہ سُنکر واپس تشریف لے گئے۔

آپ کے صاحبدل مرید جناب حافظ حکیم عبدالحمید صاحب ساہیوال سرگودھا والے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خط میں آنجناب قبلہ کو لکھا کہ صرف اور صرف آپ ہی کی دُعا سے مشکل ختم ہو گی اور اس قسم کے اور الفاظ بھی جن میں اعتماد کی پُوری یقین دہانی کرانا مقصود تھا لکھے چنانچہ آپ نے خط لکھ کر مجھے فوراً حاضر ہونے کا حکم فرمایا میں حاضرِ خدمت ہوا تو میرا خط مجھے دکھایا اور تصدیق فرمائی کہ تمہارا ہی لکھا ہوا ہے، عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کلمہ دوبارہ پڑھو، بیوی سے نکاح کی تجدید کرو کہ فاعلِ حقیقی حق تعالیٰ جل شانہٗ ہیں اور تمہارے الفاظ میں ہر کام کے فاعل کی نسبت صرف اور صرف مخلوق کی طرف کی گئی ہے۔

حاضرین کی طلب پر آپ انہیں تعویذ مرحمت فرماتے مگر فاعل حقیقی حق تعالیٰ کو یقین فرماتے اس بارہ میں بزرگان حضرات کو ایک قصہ بھی سُناتے جو حضور معراج انسانیت نقل فرماتے تھے وہ یہ کہ ایک دفعہ آپ ڈھیلے کا استعمال فرما رہے تھے کہ کسی مجبور شخص نے دردِ زہ کی شکایت کرتے ہوئے بیوی کے لئے تعویذ طلب کیا۔ آپ نے بعد طہارت اور وضوء دینے کو

فرمایا اس نے چند لمحات بعد جلدی کے سبب پھر مانگا اور بار بار مانگتا ہی
رہا، تو آپ نے خلوت میں جاکر ایک خالی کاغذ اُٹھایا اور بند کر کے اسے
طریقہ سمجھا کر دے دیا، وہ خوشی سے تعویذ لے گیا اور کچھ دیر بعد مُبارکباد
دینے کو آیا کہ حضرت تعویذ باندھنے کے فوراً بعد بسیار سہولت سے وضع
حمل ہو گیا۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک فرماتے تھے۔ تب آپ نے ہم زیرِ تربیت
پوتوں کو جمع فرما کر تعویذ کی حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ دیکھو یہ ہے تعویذ کی
حقیقت لہٰذا یقین کر لو کہ فاعلِ حقیقی ذات پاک واجب الوجود جلّ مجدہ ہے
جو آنے والے کو اس کے اعتقاد کی رُو سے فائدہ مرحمت فرما دیتا ہے اور یہ
بھی ارشاد فرماتے کہ تعویذ بچوں کو زیادہ مفید ہوتا ہے اور بڑوں کا خود پڑھنا
زیادہ فائدہ مند ہے۔

معلوم رہے کہ اسلام میں بدشگونی منع اور نیک فال لینا مستحسن ہے
چنانچہ میاں عبدالرحمان بھٹہ حماد پوری حاضرِ خدمت ہوئے کہ دُعا فرماویں،
حج کی درخواست دی ہوئی ہے اور آج قرعہ اندازی ہونی ہے آپ نے خوش
طبعی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا بھٹہ صاحب پھُول پہننے کا شوق ہے؟ اور اتنا
فرما کر اپنے منظورِ نظر نبیرۂ محترم حضور معراجِ انسانیت کو فرمایا حجرہ میں لڈو
پڑے ہیں، گن کر پندرہ (۱۵) لے آؤ۔ آپ بڑی تسلّی اور فکر سے کام کرتے تھے،
لہٰذا گن کر ہی پندرہ لڈو پیشِ خدمت کئے آپ نے خود شمار فرمائے تو وہ سولہ (۱۶)
تھے۔ تبسّم کناں فال لیتے ہوئے بھٹہ صاحب سے فرمایا جاؤ انشاء اللہ العزیز
پھُول پہن کر ہی آؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور حق تعالےٰ کی مہربانی سے
انکا قرعہ نکل آیا۔ وہ حاضرِ خدمت ہوئے تو حج کے مُبارک سفر کے مطابق آپ
نے چند نصائح فرما کر رُخصت فرمایا۔

افہام وتفہیم و اندازِ تربیت : بحر العلوم حضرت مولانا محمد عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بارہا ارشاد فرمایا کرتے
تھے کہ حضور جدِّ امجد ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں افہام وتفہیم کا مادہ بھی
قابلِ تحسین تھا کہ کلمۂ حق بھی ضرور فرماتے مگر اتنی حکمت سے کہ کسی کی آبرو ریزی
اصلاً نہ ہوتی یعنی اشارۃً "کنایۃً" دُوسرے کو متنبہ فرماتے اور صراحۃً کہنا ہوتا
تو بڑی نرمی سے علیحدگی میں سمجھاتے جس سے سُننے والا متاثر ہو کر نصیحت
قبول کر لیتا اور رنجیدہ خاطر نہ ہوتا، ہاں اپنی اولاد یا متوسلین کی تربیت مقصود
ہوتی تو انہیں ہلکی زجر و توبیخ بھی فرما کر معاملہ سمجھاتے۔

آپ دیکھ لیتے کہ نمازیوں میں کسی نے اَدائیگی ارکان میں کوئی غلطی
یا جلدی کی ہے تو اسے اپنے حجرہ میں یا کہیں علیحدگی میں لے جاکر صحیح طریقہ تعلیم فرماتے۔

آپ کے نبیرہ محترم حضرت بحر العلوم فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ختم
خواجگان شریف کے اختتام پر دُعا سے قبل میں نے اپنی نشست دو زانو
سے بدل کر مربع کر لی تو آپ نے بعد دعا ارشاد فرمایا بعض لوگ دُعا کو ختم
شریف کا جزو نہیں سمجھتے حالانکہ دُعا ختم شریف کا تتمہ اور جزو ہے اور اس
میں بھی ختم شریف کے آداب کی رعایت رکھنا چاہیئے جس سے میں سمجھ
گیا کہ میری نشست بدلنے کو آپ نے محسوس فرمایا ہے۔

فرض نماز باجماعت ادا کرنے پر بعض لوگ دُعا سے پہلے ہی محض
آسودہ ہونے کی خاطر ہٹ کر آزادانہ پچھلی صف میں بیٹھ جاتے یا کوئی
از راہِ ادب بزرگوں سے پیچھے ہٹ جاتا تو آپ فرماتے اگر ادباً کسی سے پیچھے
ہونا مقصود ہو تو بھی صرف چار انگشت کی مقدار برابر پیچھے ہٹنا چاہیئے اس
سے زیادہ نہیں کہ بدنظمی پیدا ہوتی ہے حالانکہ دُعا کے اختتام تک تمام آدابِ

نماز ملحوظ رکھنا حسنِ اعمال میں شامل ہے۔

آپ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت اُستاذیم جناب مولانا محمد عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے تھے نماز کے بعد ایک دفعہ سب لوگ گھروں کو چلے گئے تو میری طلبی ہوئی میں حاضر خدمت ہوا تو ارشاد فرمایا سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سُبحان ربیّ الاعلیٰ کہنا چاہیئے جتنی دیر تم سجدہ میں رہتے ہو اتنی دیر میں تسلّی سے تصحیح الفاظ کے ساتھ تین مرتبہ تسبیح کہنا ممکن نہیں۔ لہٰذا آئندہ احتیاط سے کام لیا کرو۔ اسی طرح ارشاد فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ بوجہ سُستی کسی جماعت میں شریک نہ ہو سکا۔ آپ چونکہ سلام پھیرنے پر صفوں میں اچھی طرح نگاہ فرمالیتے کہ اہلِ خانہ وطلباء اور مہمانوں میں کون کون حاضر کون غیر حاضر ہے تو تنبیہاً میرا جو روزینہ مقرر تھا وہ چند یوم کے لئے بند فرما دیا کہ جماعت کی نماز عمداً کیوں چھوڑی۔ معلوم رہے کہ حضرتم استاد صاحب کافی جسیم تھے جس وجہ سے بعض دفعہ نماز میں جلدی یا جماعت سے غیر حاضری ہو جاتی تھی۔ تاہم آپ کو یہ بھی گوارا نہ تھا۔

آپ کے مُرید اور آبائی عقیدت مند جناب محمد محمود جان صاحب علیزئی نے مجھے بتلایا کہ ایک روز لنگر خانہ میں لوٹا نہ ہونے کے سبب میں نے آفتابہ استعمال کر لیا آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا۔

"میرا لوٹا استعمال کیا اس میں کچھ حرج نہیں البتہ یہ بتلاؤ کہ پیشاب کے بعد ڈھیلے کا استعمال کیا تھا؟ عرض کی نہیں تو فرمایا۔ اب بہت دُکھ ہوا۔ سُن لو! ڈھیلے کے استعمال بغیر نماز پڑھنا نہ پڑھنا گیا ہوا"

یہی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ آپ عموماً میرے جدّ امجد جناب غلام مصطفیٰ خان علیزئی مرحوم (مُرید حضور اعلیٰ) کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک روز

میں نے پوچھ ہی لیا کہ حضور! کتنے نیک آدمی تھے کہ آپ جیسی شخصیت بھی انہیں نیکی اور تعریف کے ساتھ یاد کرتی ہے۔ فرمایا تم میں اور تمہارے باپ محمد عبد الغفور خان صاحب (مُرید حضور عربی غریب نواز) میں کتنا فرق ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اللہ! زمین آسمان کا۔ اس پر ارشاد فرمایا، بس پھر ان میں اور تمہارے دادا صاحب مرحوم میں بھی اتنا فرق تھا۔ میں نے عرض کی پھر تو وہ ولی اللہ ہوں گے؟ فرمایا بس سمجھ لو۔

کسی نے پوچھا حضور! حضرت منصور حلاّج کے قول انا الحق میں اور فرعون کے قول انا ربکم الاعلیٰ میں کیا فرق ہے؟ جبکہ دونوں میں دعویٰ خدائی کا موجود ہے۔ سُبحان اللہ فوراً فرمایا بلحاظِ نیّت واضح فرق ہے کہ حضرت منصور حلاّج علیہ الرحمۃ نے اپنی نفی کرتے ہوئے اس ذات کا اقرار کیا ہے گویا کہا جب میری اور میرے غیر کی حقیقت کچھ نہیں تو حقیقت میں سب کچھ وہی ہوا حتیٰ کہ میں بھی وہی ہوا۔ جبکہ فرعون نے العیاذ باللہ اس ذاتِ پاک کی نفی کرتے ہوئے اپنے حق میں دعویٰ کیا جو سَراسر باطل ہے۔

اسیطرح ایک روز مسئلہ وحدۃ الوجود پر گفتگو کے دوران آپ فرمارہے تھے کہ یہ مسئلہ حق ہے حق ہے کسی کو سمجھ آئے یا نہ آئے تو اسی دوران کسی نے آپ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر آزمائش کی آپ نے ہاتھ پکڑ لیا تو اس نے ہنس کر کہا حُضور! آخر کون تھا جو رقم نکال رہا تھا فرمایا ابھی سبق بُھول گیا آخر کس نے تمہارا ہاتھ پکڑا؟ تو وہ لاجواب ہو گیا۔

اس سلسلے میں آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیشے میں نظر آنے والا عکس من کل وجہٍ نہ عین ہوتا ہے اور نہ ہی من کل وجہٍ اس کا غیر ہوتا ہے لہٰذا ان شخصیّات و عینیات سے قطع نظر سب کی حقیقت پر نگاہ کی

جاوے تو "ہمہ اوست" کا مسئلہ واضح ہے ورنہ "ہمہ ازوست" پر اعتقاد رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ مجھے یہ گفتگو حضرت مولانا محمد عبدالجلیل صاحب نے سُنائی۔

انہوں نے ہی ارشاد فرمایا کہ مرتبہ مَیں نے پُوچھا حُضور! مقعد صدق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا قُرب خداوندی کہ عشاق جنّت اور حُور و غلمان پر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کے دَرد کا درمان تو فقط قُربِ خداوندی اور رویت باری تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا آیت شریفہ کا مفہوم ہے۔

ان المتقین فی جنت و نہر (والعاشقین) فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

ترجمہ:۔ بے شک متقی باغوں اور نہروں میں ہوں گے (اور عشاق) بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے۔

آپ کے پوتے جناب حافظ محمد عبدالجمیل صاحب ہی بیان فرماتے ہیں کہ مَیں ایک موقعہ پر قبروں کی تختیاں یعنی انکے کتبے پڑھ رہا تھا تو فرمایا بیٹا! قبروں پر لکھی تختیاں کثرت سے پڑھنے، اپنے پَرائے مُردوں کا ضرورت بلاضرورت بار بار منہ دیکھنے، اپنی خواہشات کو اہل خانہ کے بڑوں کی مرضی کے تابع نہ کرنے اور بچوں کو بوقت تعلیم خُوب مارنے والے کی عمر عموماً کم ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کاموں سے پرہیز کیا کرو۔

محترم جناب سید حبیب احمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے ہمسایہ مشتاق خان صاحب مجھے لوٹے شاہ کہہ کر پُکارتے تھے جو مجھے بہت محسوس ہوتا میرے دوستوں نے مشورہ کیا کہ انہیں کبھی سزا دینا چاہیئے میں

نے کہا خان صاحب کہیں تنہائی میں پھر کبھی انتقام نہ لیں۔ اُنہوں نے ضد کی کہ تمہاری بے عزتی کرتے ہیں ہم انکی ضرور پٹائی کریں گے۔ میں نے کہا میں حضرت قبلہ میاں صاحب (حضور ولی لاثانی) سے مشورہ کر لوں۔ آپ نے بات سنکر فرمایا شاہ صاحب تمہیں جب بھی خان صاحب ملیں۔ انکے کلام سے پہلے تم خود انہیں ادب و احترام سے سلام کر دیا کرو۔ انشاء اللہ العزیز وہ یہ کہنا چھوڑ دیں گے۔ فرماتے ہیں چند ہی روز گزرے تھے کہ میرا یہ رَویّہ دیکھ کر وہ مجھے بجائے لوٹے شاہ کے شاہ صاحب کہنے لگے۔

ضعیف العمری میں ایک دفعہ بجائے نبیرگان کے کسی عذر سے میاں واحد بخش صاحب صرف ایک رات کے لئے خدمت پر مامور ہوئے تو آپ کو چند مرتبہ تقاضا کے لئے اٹھنا پڑا خادم صاحب خود بھی کمزور تھے لہٰذا رات کو ایک دفعہ سنبھال نہ سکے تو آپ گر گئے۔ سُبحان اللہ، اُٹھ کر فوراً انہی کی خیریت دَریافت کی اور صُبح صاحبزادگان سے فرمایا رات کو مَیں میاں واحد بخش صاحب پر گرا یا وہ مجھ پر، ان سے خیریت پُوچھو۔ تو صاحبان سمجھ گئے کہ یہ خدمت کے لئے ناکافی ہیں۔

مسجد میں چند لوگ آواز سے ہنس رہے تھے آپ نے آواز سُن کر انکی شناخت فرمالی پھر کبھی موقعہ پا کر انہیں جمع دیکھا تو فرمایا آواز سے ہنسنا موت کی یاد سے غفلت کی علامت ہے (اور اس سے دل مُردہ ہوتا ہے۔) بالخصوص مسجد میں بیٹھ کر اور زیادہ قبیح اَمر ہے اس سے محتاط رہنا چاہیئے۔

حُضور معراجِ انسانیت فرماتے تھے کہ دو شخصوں کو آپ نے بیک وقت کچھ تبرّک عطا فرمایا ایک نے فوراً کھا لیا دُوسرے نے آدھا کھایا، آدھا محفوظ کر کے جیب میں رکھ لیا تو آپ نے تبسّم فرماتے ہوئے

ارشاد فرمایا، معلوم ہوتا ہے اِس شخص کی اپنی اہلیہ سے محبت ہے اسکی نہیں۔ سبحان اللہ! حضور معراجِ انسانیت فرماتے تھے اس میں یہ سبق تھا کہ تبرک جو بزرگوں کی طرف سے عطا ہو وہ اہلِ خانہ کو بھی دینا چاہیئے تاکہ وہ بھی برکت حاصل کریں ورنہ آپ اسکے اس فعل کو پسند نہ فرماتے۔

آپ کے صاحبدل مرید جناب حافظ حکیم محمد عبد الحمید صاحب ساہیوال ضلع سرگودھا والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ساہیوال دعوت پر تشریف لائے میں نے عرض کی حضور! میرے لئے صرف یہی دُعا فرمادیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے محبّت نصیب فرمادیں۔ فرمایا حافظ صاحب آپ میں محبت تو ہے دُعا کیا کریں کہ یہ قائم رہے اور اس میں اضافہ ہوتا رہے۔ میں نے عرض کی حضور! محبت ہوتی تو پھر کیا حاجت باقی تھی۔ محبّت تو بالکل ہے ہی نہیں۔ فرمایا نماز کیوں پڑھتے ہو؟ عرض کی حضور! "دِھکّے دِھکائیں"۔ یعنی مجبوراً" کہ بڑوں نے مجبور کرکے عادت ڈال دی ہے۔ فرمایا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ عرض کی۔ "دِھکّے دِھکائیں"۔ اسی طرح آنجناب نے قرآن شریف کی تلاوت، اور درود وظائف پر پابندی اَدائیگی حج اور دیگر عبادات حتیٰ کہ تہجّد کے متعلق سوالات فرمائے اور مَیں ایک ہی جواب دیتا رہا آخر میں فرمایا حکیم صاحب! یہ بتاؤ میری دعوت کیوں کرآئے ہو؟ اب میں لاجواب ہوگیا تو عرض کی حُضور! صرف اور صِرف شوق اور محبّت نے یہ کام کرایا فرمایا اب بتاؤ تمہارا برتن محبت سے خالی تو نہ ہوا۔ لہذا دعا وہی کراؤ جو مَیں کہتا ہوں۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے اس میں یہ سبق ہے کہ مرید کو بیعت ہونے کے فوراً ہی بعد بحمدہ تعالیٰ پیرانِ کبار کی توجہ سے محبّت حاصل ہو

ہی جاتی ہے پھر اس میں ترقی، مُرید کی پیر و مُرشد سے محبّت، اس کی اطاعت اور اسکے تصوّر پر موقوف ہے۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ نماز روزہ اور ہر عبادت محبت ہی کے ذیل میں اَدا کرنا چاہیئے یعنی خُداوند تعالےٰ کا حکم سمجھ کر نماز پڑھنا اور چیز ہے اور خداوند تعالےٰ کو محض عبادت کے لائق سمجھ کر اسکی محبت میں کہ وہی حقدار ہے اس چیز کا کہ اس کے سامنے سَر بسجود ہوا جائے، نماز پڑھنا اور چیز ہے، اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین مقدسہ سُن کر یا بعض افعال مبارکہ سُن کر انہیں سنت سمجھتے ہوئے معمول بنانا اور چیز ہے اور حضور پُرنور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کو بھی محبت میں قابلِ تقلید سمجھ کر انکی نقل کرنا اور چیز ہے، اس لئے جن کو مقام محبت نصیب ہو جاتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ یہ گناہ چھوٹا ہے یا بڑا بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ نافرمانی کس کی ہے تو فوراً رُک جاتے ہیں اسی طرح نیکی کے کام میں بھی یہ نہیں دیکھتے کہ مستحب ہے یا فرض بلکہ یہ کہ اتباع اور فرمانبرداری کس کی ہے۔ لہذا کوئی نیکی عمداً ان سے نہیں چھوٹتی اور کوئی گناہ عمداً سرزد نہیں ہوتا۔ اللہ تبارک وتعالےٰ پیرانِ عظام سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ مرضیہ کے طفیل محبّت میں اضافہ اور استقامت نصیب فرمادیں۔ (آمین)

بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسوا ⁂ برکتِ پیرانِ شجرہ چشتیا کے واسطے

کسی عقیدت مند نے عرض کی حضور! پیسہ آتا ہے مگر ٹکتا نہیں یعنی رہتا اور بچتا نہیں، فرمایا میاں تو نے ٹکنا ٹکنا ہے یعنی کتنا عرصہ رہنا ہے۔ سبحان اللہ سبق دیا کہ فانی جہان ہے یہاں بقدر ضرورت ملتا رہے، تو

کافی ہے اِسی طرح کسی نے عرض کیا حضور! وراثت میں اتنا اتنا حصّہ تو بہنیں اور فلاں فلاں لے جائیں گے میرے لئے کیا بچے گا۔ فرمایا میاں! وہ اپنا ہی حصّہ لے جاویں گے تیرے حصّہ سے تو کچھ نہیں لیں گے یعنی جو شریعت تمہارا حصّہ مقرر کرے وہی اپنا سمجھو باقی پر نگاہ مت رکھو۔

میاں لعل دین ضلع جھنگ سے کہتے تھے میں نے آنجناب سے قدمبوسی کے متعلق پوچھا تو ارشاد فرمایا سنتِ جبرائیل علیہ السّلام ہے اور جائز بھی بشرطیکہ محبّت کا غلبہ ہو اور تصنّع و بناوٹ بالکل نہ ہو۔

آپ کے پوتے جناب حافظ محمد عبدالجمیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں نے یہی مسئلہ پوچھا تو فرمایا، والدین، اساتذہ، ساس، سسر، اور پیر و مرشد کی قدمبوسی بلاکراہت جائز ہے اسی طرح فرمایا انہی کی قبروں کا بوسہ بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ رکوع اور سجدہ کی شکل نہ بنائے۔ معلوم رہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے معراج کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانے کا ارادہ کیا تو اپنے رخسار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مُبارک سے مَس کئے۔ جیسا کہ نادر المدارج اور درۃ التاج وغیرہ کتب میں مذکور ہے سبحان اللہ وبحمدہٖ

آپ کی عاداتِ مبارکہ میں یہ بھی تھا کہ سالکانِ راہِ خدا کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں طرح طرح کی آزمائش میں ڈالتے اور ان سے نفس پرستی و انانیت کو خارج کرنے کے لئے انکا کھُلم کھُلا اور پوشیدہ ہر طرح امتحان لیتے تاکہ خود کو مٹاکر خدمتِ خلق میں مصروف ہونے سے بارگاہ ایزدِ تعالٰی میں قبولیت کا درجہ پاویں اِس سلسلہ میں مسافر، مہمان اور طلباء کرام عموماً اور آنجناب کی اپنی اولاد احفاد خصوصاً نبیرگانِ محترم ہر وقت زیرِ نظر رہتے اور

مستفید ہوتے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں بحر العلوم حضرت مولانا محمد عبدالمجید صاحب علیہ الرحمۃ کسرِ نفسی کے طور پر اپنے ہی بارہ میں عالمِ شباب کے بہت واقعات سُنایا کرتے تھے۔

چنانچہ فرماتے موسم گرما میں جبکہ میں اسباق پڑھانے میں مصروف تھا میرے پاس آپکے منظورِ نظر خادم میاں عبدالرزاق صاحب تشریف لائے اور کہا آنجناب حضرت قبلہ نے ٹھنڈا پانی لانے کے لئے آپ کے بارہ میں حکم فرمایا ہے تو میں نے کہہ دیا خلیفہ صاحب آپ کو کس واسطے خدمت پر مامور کیا ہے، میں پڑھانے میں مصروف ہوں۔ خود اُٹھ کر جاؤں؟ تم خود ہی گھر سے لیکر پیش کردو۔ خلیفہ صاحب چونکہ شاہانہ رازوں سے واقف تھے کہ یہ فقط امتحان ہے ورنہ مجھے ہی حکم فرماتے۔ لہذا انہوں نے دوبارہ کہا حضور قبلہ ام نے آپ کے لئے ہی حکم فرمایا ہے۔ اگر میرے ذمّہ لگانا ہوتا تو آپکا اشارہ بھی نہ فرماتے۔ چنانچہ میں نے پھر پڑھانے کا عُذر پیش کرتے ہوئے انہیں جھڑک کر واپس کر دیا اب خلیفہ صاحب نے حاضر ہوکر میرے جوابات حرف بحرف سُناکر پانی لانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا بس کچھ حاجت نہیں، تم بیٹھ رہو۔ الغرض اس واقعہ کو چند دن گزر گئے تو آنجناب نے مجھے طلب فرمایا میں حاضر خدمت ہو گیا۔ زبان گوہرفشاں سے فرمایا چند دن گزرے ہیں میں نے پانی منگوایا تھا تو آپ نے پڑھانے کا عذر پیش کرتے ہوئے انکار کیا تھا؟ عرض کی بندہ نواز! واقعی مجھ سے سخت غلطی ہوئی تھی اسی دن سے سخت نادم ہوں، فرمایا مجھے پانی کی حاجت نہ تھی بلکہ مجھے آپکی انانیت، اور خود پرستی کو آزماتے ہوئے خدمتِ خلق کا جذبہ دیکھنا تھا مجھے اب خوب

اندازہ ہو گیا ہے کہ ابھی نفس کشی تمہارے ذمّہ باقی ہے مزید فرمایا کہ حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درس و تدریس کے دوران حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد بار بھی کوئی حکم صادر فرماتے تو بصد خوشی تعمیلِ ارشاد میں مصروف ہو جاتے اور آپ کی طرح عذر بیانی سے کبھی کام نہ لیتے۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ اِس میں اشارہ تھا کہ اپنے ضعیف پیرو مرشد، اُستادِ محترم اور جدِ امجد کو دوپہر کے وقت موسم گرما میں پانی کی حاجت ہونے کا علم ہوا تو آپ اُٹھ سکے لہذا مہمانوں، مسافروں اور طلباء کرام کی خدمت کیسے کریں گے؟ حالانکہ ؎

طریقت بجز خدمت خلق نیست ٭ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ترجمہ: طریقت گودڑی پہننے، مُصلّٰی پر بیٹھنے اور تسبیح پڑھنے کا نام نہیں بلکہ طریقت تو خدمت خلق کرنے کا دوسرا نام ہے۔

سُبحان اللہ میں نے حضور بحر العلوم علیہ الرحمۃ کا پھر وہ زمانہ بھی دیکھا کہ انکے ہر دو جگر گوشے حضرت میاں محمد عبد الباقی صاحب و حضرت میاں محمد عبد الولی صاحب زید حیاتہم و صلاحہم جب مصروف درس ہوتے اور انہیں ان کے چچا محترم اور پیر و مرشد حضور معراجِ انسانیت کسی کام کی خاطر طلب فرماتے تو آپ انہیں فوراً جانے کا حکم فرما کر ارشاد فرماتے یہ علم پڑھنا ہے اور تمہارا جانا عمل کرنا ہے فوراً جاؤ کہ وہ اس سے مقدم ہے اللہ اکبر!

حضور بحر العلوم یہ بھی فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھ سے آپکے خادمِ خاص میاں عبد الرزاق صاحب کے حق میں کچھ سخت و سست الفاظ نکل گئے تو آپ نے طلب فرمایا، حاضر ہونے پر انکے سامنے پُوچھا بیٹا ان کے

حق میں ایسے کلمات کہے تھے، عرض کی جی ہاں فرمایا تو یہ تم پر ناراض ہیں ان سے معافی مانگو، مَیں نے مُعافی طلب کی اور از گرہ خود انکو کچھ رقم بھی پیش کی جب آپ کو اس کا علم ہوا تو از حد مسرور ہوتے اور بے حد دُعائیں عطا فرمائیں۔ انہیں دُعاؤں کا نتیجہ کہ حضرت موصوف بحر العلوم صفات میں آئینۂ اسلاف تھے جس کی تفصیل اپنے موقعہ پر آئیگی انشاء اللہ

حضور بحر العلوم اپنی جوانی کا ایک واقعہ یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ شعبان المعظم میں مَیں نے بہت محنت کی کہ مصلّٰی پڑھانے کا ارادہ تھا مگر حضور جدِ امجد ولی لاثانی نے کسی اور کو تراویح پڑھانے کے لئے مقرر فرما دیا۔ مجھے از حد افسوس ہوا تو اپنے والدِ گرامی حضور سراپا نُور کی خدمت میں اپنا شوق ظاہر کیا اُنہوں نے اپنے والدِ گرامی حضور ولی لاثانی کو عرض کیا تو منظورِ نظر فرزند دلبند کی فرمائش اور تجویز ردّ نہ فرمائی بلکہ مجھے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ مجھے خوشی تو ہوئی مگر یہ معلوم نہ تھا کہ ایک آزمائش میں مبتلا ہونا ہو گا۔ چنانچہ یکم رمضان المبارک کی شب عشاء کے فرض پڑھ لئے گئے میں تراویح کے لئے مصلائے امامت کی طرف بڑھا تو آپ نے قریب بُلا کر آہستہ سے فرمایا آج منزل نہیں پڑھنی بلکہ سورۃ الم ترکیف سے سُورۃ الناس تک دو۲ مرتبہ پڑھ کر نماز تراویح ختم کرنی ہے۔ میں معاملہ نہ سمجھا کہ فقط امتحان ہے اور عرض کر دیا حضور! مَیں نے بہت محنت کر رکھی ہے کرم فرما دیں اور منزل ہی پڑھنے دیں، فرمایا پڑھو میں نے منزل تو پڑھی مگر آپ نے مکمل تراویح میری اقتداء میں نہ پڑھیں بلکہ چند دوگانہ کے بعد آپ تشریف لے گئے اور خلوت میں نماز مکمل فرمائی دوسری تیسری رات بھی ایسا ہی ہوا تو مجھے میرے حضور قبلہ والد ماجد سراپا

نور و سرور و صاحب السّر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹا تمہارے جَدِّ امجد حضور قبلہ میاں صاحب تم پر ناراض معلوم ہوتے ہیں کہ چند رکعات تمہارے ساتھ پڑھ کر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے طریقہ پر معافی مانگو کہ معاف نہ فرمانے کی گنجائش اور ناراضی کا کوئی شائبہ تک باقی نہ رہے چنانچہ مَیں حاضرِ خدمت ہو کر قدمبوس ہوا اور انتہائی لجاجت سے معافی کا طلبگار بنا اپنی حاضر جوابی اور نافرمانی پر بیحد شرمندگی کا اظہار کیا تو آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ تھا۔ "بیٹا جب تک خود کو نہ مٹاؤ گے اور اپنی خواہشات کو کسی کے تابع نہ کر دو گے دارین کی سعادتیں مقدر نہ ہونگی۔ مجھے تو صِرف تمہاری انانیت کا امتحان لینا تھا ابھی انا کا مادہ موجود ہے محنت کرو، محنت کرو۔" سُبحان اللہ۔

انہی بحر العلوم کا ایک نامہ مبارک جو اُنہوں نے حجازِ مقدس سے اپنے صاحبزادگان کو تحریر فرمایا تھا اس ماؤ منی کا وہم و گمان ختم کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے خود لکھا۔ "مَیں دے وِچ مَیں نہ رِلساں۔" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ! جب تک تیری مَیں باقی ہے، مَیں تجھے نہ ملوں گا۔ کسی نے کیا خُوب کہا ہے ؎

خود مباش اصلاً کمال اینست و بس ؛ خویش را گم کن وصال اینست و بس

ترجمہ: اپنی ہستی کو بالکل مٹا دے حتیٰ کہ اس کا خیال بھی ختم کر دے کہ کمال بھی یہی ہے اور وصال بھی یہی ہے۔

دورانِ سفر آپ نے کسی کی اقتداء میں نماز پڑھی، اُنہوں نے سُورۃ القدر پڑھی تو لیلۃ القدر میں ق کو ک پڑھا یعنی لیلۃ الکدر العیاذ باللہ تو آپ نے فوراً نماز توڑ دی اور جماعت سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھی بعد ازاں اِرشاد فرمایا

لیلۃ القدر کے معنی عزت والی رات اور جیسا مولوی صاحب نے پڑھا اس کے معنی میلی رات العیاذ باللہ بنتے ہیں تو معانی صریح طور پر خلاف ہونے پر نماز باقی نہیں رہتی اسی طرح آپ ض کو واضح طور پر ظ پڑھنے والے کی اقتداء بھی نہ فرماتے تھے۔

پاک پتن شریف جاتے ہوئے ایک دفعہ کسی سٹیشن کی مسجد میں آپکو صبح کی نماز پڑھنے کا موقع ملا، موسم سرما کی راتیں تھیں روشنی کا انتظام بھی عموماً مساجد میں نہ ہوتا تھا۔ مولانا صاحب نے اوّل وقت جماعت قائم کر کے پہلی رکعت میں سُورۃ یوسف دوسری میں لیٰسین شریف پڑھی آپ نے بعد فراغت آہستگی سے اس دَور میں اتنی لمبی قرآت جس سے مقتدی ملال کرنے لگیں پھر خصُوصاً اسٹیشن کی مسجد جہاں مسافر بعض دفعہ جلدی میں بھی ہوتے ہیں سے اجتناب کا مشورہ دیا تو آپ کو چونکہ تا حال کمرہ میں روشنی نہ ہونے کے سبب مولوی صاحب پہچان نہ سکے تھے تو کہنے لگے مجھے حضرت مفتی اعظم مولانا محمد عبد العلیم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی کا فخر ہے انہیں کا صحبت یافتہ ہوں یہ سُن کر آپ خاموش ہو گئے جب مولوی صاحب نے کچھ دیر بعد پہچانا تو معذرت طلب کی اور اتنی قرآت کا شرعی حکم آپ سے سمجھا۔

ٹاٹے پور کی جامع مسجد کے مدرس و امام والا مقام جناب حافظ محمد غوث بخش صاحب فرماتے ہیں ایک موقعہ پر آپ بروز جمعۃ المُبارک یہیں رونق افروز تھے تو چونکہ نمود و نمائش بھی آپ کو اصلاً پسند نہ تھی اور احتیاطاً آپ امامت بھی نہ فرماتے تھے اور ریل گاڑی کو دیکھ کر بھی کچھ فوائد حاصل کرتے تھے اس لئے فرمایا میری چارپائی مسجد کے باہر سر ریل پٹڑی رہنے

دو اور کسی قسم کا اہتمام میری نماز کی جگہ کے لئے مت کرنا۔ چنانچہ آپ نے ایک دو گاڑیاں گزرتی دیکھیں پھر مسجد میں جہاں جگہ ملی آپ نے بیٹھ کر خطبہ سُنا اور نماز پڑھی بعدۂ خطیب صاحب کو موقعہ پاکر ملے اور خطبہ میں انکی چند اعرابی غلطیوں سے آگاہ فرمایا تو وہ شکریہ بجالائے۔

حضور بحرالعلوم فرماتے تھے مَیں نے بچپن میں آپ کے ساتھ ایک ہی سفر کیا جس میں ایک مہینہ کے بعد واپسی ہوئی اسی سفر میں آپ کے ایک غلام اور جھنگ کے حکیم صاحب بھی کچھ دن رفیقِ سفر رہے ایک رات انہوں نے آنجناب سے عرض کی کہ تلقین شدہ مکمل وظائف اتنے عرصہ سے بڑی پابندی سے اَدا کر رہا ہوں فلاں فلاں چلّہ اور فلاں فلاں وظیفہ کی زکوٰۃ بھی ادا کی ہے اب براہِ کرم شرفِ ترخیص سے ممتاز فرما دیں۔ گویا بیعت کرنے کی اجازت اور خلافت طلب کی تو آنجناب خاموش رہے۔ صبح کہیں جانا تھا آپ اور میں ایک ہی گھوڑے پر سوار تھے راستہ میں کسی کھیت سے گزر ہوا تو حکیم صاحب نے کوئی پھل توڑ کر کھانا شروع کیا، آنجناب حضور جدامجد نے فرمایا بیٹا! یہی حکیم صاحب ہیں جو مجھ سے خلافت مانگتے ہیں، حالانکہ ابھی تک انہیں حلال حرام کی تمیز نہیں تو وظائف کس کام آویں گے؟ حکیم صاحب خوش طبع بھی تھے تو عرض کرنے لگے

ع "ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست"

یعنی جو بھی ہمارے پروردگار کی ملکیت ہے وہ ہماری ہی ملکیت ہے۔ آپ یہ سُنکر بھی خاموش رہے۔ اگلے دن حکیم صاحب نے شیشہ قینچی اُٹھائی اور اپنی ریش تراشنے میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ مسنون مقدارِ مُشت بھر سے بھی داڑھی کو چھوٹا کیا تو آپ نے حکیم صاحب کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے مجھے فرمایا حکیم صاحب

مجھ سے ولایت کے طلبگار بنے تھے حالانکہ ابھی تک اتباعِ سُنت میں بھی قصور باقی ہے۔ بعد ازاں فرمایا بیٹا! ولایت بزرگوں کی طرف سے دی گئی امانت کا نام ہے جس میں اہلیت پائی جاتی ہے امانت سُپرد کرنے میں تاخیر نہیں کی جاتی اور اگر زندگی بھر بھی کوئی اس کا اہل اور لائق نہ ملے تو اس امانت کو قبر میں ساتھ لے جایا جاتا ہے مگر اس میں خیانت ہو، یہ ہر گز روا نہیں رکھا جاتا کہ نا اہل اور نالائق کے سُپرد کر دی جائے سُبحان اللہ وبحمدہ۔ حضور بحرالعلوم فرماتے تھے مَیں سمجھ گیا کہ آنجناب اس امانت کے لئے منتظر پھرتے ہیں اور حکیم صاحب بھی ان دو واقعات اور ارشادات سے خُوب مُتنبہ ہوئے۔

علیٰ ہذالقیاس صرف اولاد احفاد کے ساتھ ہی نہیں بلکہ دیگر متوسلین سالکین اور وابستگان دامن گرفتگان سے بھی آپ کا رویہ یہی تھا کہ گاہے گاہے انکی آزمائش فرماکر حسبِ ضرورت اصلاح فرماتے اور انکے نفسِ امارہ کو بوقت ضرورت توسَنِ وعظ ونصیحت اور زجر وتوبیخ سے رام فرماتے بعض بیعت ہونے والے شائقین کو بھی خوب آزمائش میں ڈالتے حتیٰ کہ انہیں کئی بار لیت ولعل سے کام لیتے ہوئے آئندہ کسی موقعہ پر بیعت فرمانے کو کہہ دیتے وہ بار بار آتے ہر مرتبہ کوئی عُذر پیش کرکے ان کی پختگی کا امتحان لیتے چنانچہ خود میرے قبلہ والد محترم مدظلہم العالی کو کافی مرتبہ واپس فرمایا بالآخر حضور سیدی مرشدی سراپا نور جو میرے والد محترم کے پھوپھا اور خسر مکرم یعنی اس احقر کے نانا محترم تھے کو سفارشی بنایا تو کرم نوازی فرماکر مشرف بہ بیعت فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالےٰ کی رضا ومحبت میں کسی کو دوست رکھنا اور محض

اسی ذاتِ پاک جل مجدہٗ کی وجہ سے کسی کو دشمن رکھنا مذہب اسلام میں انتہائی پسندیدہ فعل بلکہ ضروریاتِ دین میں شامل ہے۔ آنجناب بھی انتہائی خلوص سے اس پر عمل پیرا تھے چند بار ہدایت کرنے پر کوئی راہِ راست پر نہ آتا تو قطع تعلقی بھی روا رکھتے۔

حقوق العباد کی اَدائیگی کا خود بھی اہتمام فرماتے دُوسروں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ آپکے عزیزوں میں کسی عورت کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو آپ لڑکا پیدا ہونے کی نسبت اسے بطورِ مُبارکبادی دوگنا رقم مرحمت فرماتے اور ارشاد فرماتے والدہ کا دل مغموم ہوتا ہے بادا اس طرح غم میں کچھ کمی واقع ہو اسی طرح آپ کے تمام فیصلے انتہائی فراست پر مبنی ہوتے تھے۔

نماز جو دینِ اسلام کا ایک اہم ستون ہے اسکو حتی الوسع کماحقہٗ خود بھی باجماعت اَدا فرماتے اور مُریدین و متوسلین کو اسکی خُوب تنبیہہ فرماتے ایک مرتبہ دَوران سفر کہیں مقیم تھے اور عشاء کی نماز کے وقت میزبانوں نے عرض کی مسجد تک راستہ مناسب بھی نہیں اور ہے بھی تاریک رات لہٰذا اجازت ہو تو یہیں باجماعت نماز کا اہتمام کرلیں؟ آپ نے یہ فرماتے ہوئے اجازت نہ دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اندھیروں میں جا جا کر مسجد وں کو آباد کرنیوالوں کو میدان قیامت کی سخت تاریکیوں میں کامل نور اور روشنی کی بشارت دی ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آج اس فضیلت کے حصول کا موقع ہے محروم نہ رہوں۔ لہٰذا سب حاضرین سمیت مسجد میں تشریف لے گئے اور باجماعت نماز اَدا فرمائی۔

اگر در خانہ صد محراب داری ٭ نماز آں بہ کہ در مسجد گزاری

ترجمہ:- تیرے گھر میں سو محراب کیوں نہ ہوں پھر بھی نماز وہی

بہتر ہے جو تو مسجد میں اَدا کرے۔

جب تک آپ دُو آدمیوں کے سہارا سے مسجد تک حاضری دے سکتے تھے تو مسجد ہی میں نماز ادا فرماتے رہے اس دوران قیام جتنی دیر ممکن ہوتا فرماتے بعد ازاں بیٹھ جاتے۔

بے نمازیوں سے انکے اس بُرے فعل کے سبب آپ کو سخت نفرت تھی حتیٰ کہ اگر لنگر خانہ میں کوئی بے نمازی آ ٹھہرتا اور بُلانے پر بھی نماز کے لئے نہ آتا تو ارشاد فرماتے بے نمازی سے خنزیر کو مہمان بنا لیا جائے تو بہتر ہے کہ وہ مکلّف تو نہیں۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے بھی نافرمانوں اور حق بات کو تسلیم نہ کرنیوالوں کو کلام پاک میں اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ فرمایا کہ وہ جانوروں کی مثل بلکہ ان سے بھی بدتر اور زیادہ گمراہ ہیں۔

ایک موقعہ پر بہت بڑے سرکاری عہدیدار کا لڑکا زیارت کے لئے حاضر ہوا اور کچھ اجناس اور نقد پانچ صد روپے بطورِ نذر پیش کئے ملاقات کے بعد سرائے خانہ میں اسے آرام کے لئے جگہ دیدی گئی نماز کا وقت ہوا تو اذان سُن کر مسجد نہ آیا آپ نے غیر حاضر پایا تو اسے بلوایا پھر بھی نہ آیا۔ اب تو آپ برداشت نہ فرما سکے اسے نقد روپیہ اور اجناس وغیرہ تمام اشیاء واپس کرتے ہوئے سخت سے سخت تنبیہہ فرمائی۔ وہ واپس چلا گیا اور پھر کچھ دِنوں بعد اپنے والد کے ساتھ دوبارہ حاضرِ خدمت ہوا والد اسکی اس حرکت پر سخت شرمندہ اور نالاں تھا لہٰذا بچے کو آپ کے دستِ حق پرست پر توبہ کروائی جس سے بحمدہ تعالےٰ وہ نماز کا عادی ہوا۔

اسی طرح جن کے ہاں کنواری نوجوان لڑکیاں بدون عُذر، بے نکاحی

ہوتیں انکی دعوت قبول نہ فرماتے ۔ جھنگ کے ایک زمیندار کو اسی عُذر
سے انکار فرمایا تو اُس نے خانگی جھگڑوں کا عُذر پیش کیا ۔ آپ نے فرمایا
جھگڑے تمہارے ہیں مگر ان جوان بچیوں کا کیا قصور ہے ، جس پر آپ کی
توجّہ کے بعد وہ اپنے رشتہ داروں کو بُلالایا اور اسی مجلس میں بچیوں کے
فوراً نکاح کر دیئے ۔ اس کے بعد آپ نے اسکی دِلجوئی اور خوشی کو دوچند کرنے
کی خاطر اس کے گھر کو رشکِ گلزار بنائے رکھا تو خدا تعالےٰ کا کرنا ایسا
ہوا کہ وہ تمام خاندان آپس میں دیرینہ جھگڑوں کو بھلا کر ایسے شیر و شکر ہوگئے
کہ گویا ان میں کوئی جھگڑا تھا ہی نہیں ۔

تمام متوسلین کو نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کی بہت تاکید فرماتے ۔
مزید ارشاد فرماتے نماز کی پابندی ، سخاوت اور سچ بولنا یہ تینوں باتیں بُرائی
سے روکتی اور جنّت کا راستہ دِکھاتی ہیں ۔

مجھے اپنے پیر بھائی میاں عبدالرحمان لانگری نے بیان کیا کہ عالم شباب
میں پہلی مرتبہ جب اپنے والدِ گرامی جناب خُدا بخش صاحب لانگری کے ہمراہ
آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو والد صاحب کے کہنے پر حضور ولی لاثانی کی حجامت
میں نے بنائی ۔ آپ کے ساتھ میری پہلی ملاقات تھی ۔ دورانِ حجامت بہت
خوش خوش گفتگو فرماتے رہے حتیٰ کہ مجھے آپ سے خُوب اُنس ہوگیا اور میں
بھی سوال و جواب کرتا رہا ۔ حجامت سے فراغت پر آپ نے میرے چہرے
پر دونوں ہاتھ مُبارک پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا "بیٹا ! اپنی شیو خود کی
تھی یا کسی سے کرائی تھی ؟"

سُبحان اللہ کہتے ہیں مجھے فقط اس سوال سے ہی اس قدر
شرمندگی ہوئی کہ میں فوراً دل میں نادم و تائب ہو کر گھر لوٹا ۔ آئندہ جب

میرے والدِ گرامی آستانہ عالیہ پر حاضری کے ارادہ سے آنے لگے تو مجھے
ان کے علاوہ والدہ ماجدہ نے بھی فرمایا کہ ہمراہ جاؤ ۔ مگر مَیں نے کہا ،
اب جب تک داڑھی مکمل نہ ہو جائے گی میں ہرگز نہ جاؤں گا کہ آنکھ سے
آنکھ ملانے کے قابل نہیں ۔

فقراء کی پہچان میں ارشاد فرماتے کہ دیکھنے والا حُسن صورت و سیرت
سے ہی سمجھ جائے کہ یہ خدا رسیدہ فقیر کامل ہے یعنی جیسے

ع عطر آں نیست کہ عطار بگوید بلکہ آنست کہ خود بگوید

ترجمہ : عطر وہ نہیں جسے عطار کہہ دے بلکہ عطر وہ ہے جو خود
اپنی خُوشبو سے بتلائے کہ میں عطر ہوں ۔

اسی طرح اِرشاد فرماتے فقیر دولتِ فقر کے ساتھ ساتھ ریاء اور حرص
طمع سے بے نیاز ہو کر شریعت پر مستقیم رہے تو طریقت معرفت اور حقیقت
کی منزلوں تک باآسانی پہنچ سکتا ہے ۔

مزید ارشاد فرماتے کہ راہِ سلوک میں محنتِ مجاہدہ سے پہلے علوم شرعیہ
کا حُصول انتہائی ضروری ہے ورنہ جاہل صوفی اس راستہ میں پڑ کر جب
تک میدانِ کفر میں قدم نہیں رکھ لیتا قرار نہیں پاتا ۔ العیاذ باللہ ۔

آپ قرآن کی تعلیم بقدر ما یجوز بہ الصلوٰۃ کے بعد نماز روزہ کے ضروری
مسائل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے والدین کی اجازت بھی ضروری نہ فرماتے ۔

آپ سخت مجاہدات سے بھی اپنے غلاموں کو بچنے کا حکم فرماتے کہ مبادا
کمزوری کے سبب ضروریات دین مثلاً نماز ، روزہ وغیرہ سے بھی انسان
رہ نہ جائے ۔

شغل سماع : یہاں سماع سے مطلق سماع مُراد ہے آپ قرآن شریف کی تلاوت خود بھی مخارج وحروف کی صحیح ادائیگی، ترتیل اور فہم معنی کے ساتھ فرماتے اور خوش الحان طالب علم سے بھی وقتاً فوقتاً قرآن شریف خصوصاً سورہ حجر تقریباً روزانہ بھی سُنتے کہ پڑھنے اور سُننے دونوں کے فوائد جُدا جُدا ہونے کے علاوہ پڑھنا، سننا اور سُنانا سب حضور پُر نور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت، اسلئے سب پر عمل کرنا پیرانِ طریقت کی عادات میں داخل ہے چنانچہ رمضان المبارک میں آپ چونکہ نمازِ تراویح قدرے دیر سے پڑھتے تھے لہذا اگر قریبی مساجد میں سے کسی مسجد میں کوئی خوش الحان قاری صاحب نماز پڑھا رہے ہوتے تو آپ اپنی نماز سے پہلے موقع پاکر انکو بھی سُن لیتے ۔

سُبحان اللہ بہارِ شریعت میں غنیہ شریف کے حوالہ سے یہ مسئلہ درج ہے کہ قرآن شریف کا سُننا، اس کے پڑھنے اور نوافل کی ادائیگی سے افضل ہے ۔

اسی طرح نعت خوانی اور قوالی بھی آپ ادب واحترام اور دلچسپی سے مشائخ چشت اہلِ بہشت کے قواعد وضوابط کے موافق سنتے ۔ فارسی غزلوں کے علاوہ پنجابی وسرائیکی میں بھی عارفانہ کلام سُنتے ۔

علماء کرام میں سے صرف انہی کی تقاریر سُنتے جو اختلافی مسائل کو بیان کرنے کی بجائے نمود ونمائش اور ذوق نکو نامی سے ہٹ کر وعظ و نصیحت کے موضوع پر لب کشائی کرتے ۔ رطب ویابس ملا کر بیان کرنے والوں کی تقاریر اصلاً نہ سُنتے اس بارہ میں واعظ خوش بیان جناب حضرت پیر مبارک شاہ صاحب بغدادی خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار عرض بھی کیا کہ حضور! آپ محفل سماع میں تو قریب ہو یا دُور

ہم نے سُنا کہ بعض دفعہ بغیر دعوت کے بھی تشریف لے جاتے ہیں مگر علماء کی تقاریر میں جانا پسند نہیں فرماتے تو اِرشاد فرمایا کہ بعض کام اختلافی حرام ہیں اور بعض اتفاقی طور پر حرام ہیں اِس زمانہ میں علماء کی تقاریر (چند وجوہات کی بناء پر جو واعظین وسامعین میں پائی جاتی ہیں) اتفاقی طور پر سننا حرام (کے قریب) ہیں اور قوالی سُننا اختلافی طور پر حرام ہے اس لئے یہ سُن لیتا ہوں اور اِس سے بچتا ہوں ۔

حکیم حافظ محمد عبدالحمید ساہیوال ضلع سرگودھا والے بیان فرماتے ہیں کہ میں نعت خوانی کا شوق رکھتا تھا ملتان میں ہی مجھے حضرت صاحب نے بعد نمازِ تہجد فرمایا کچھ سناؤ میں نے حضرت امام احمد رضا خان صاحب کے برادر خورد جناب مولانا حسن رضا خان صاحب کی ایک نعت سنائی فرمایا دوبارہ سناؤ، دوبارہ سُنا دی، بعد ازاں گھر تشریف لے گئے اہلِ خانہ کو جمع فرمایا مجھے ڈیوڑھی میں بٹھا کر فرمایا پھر سُناؤ سب اہلِ خانہ نے بار پردہ وہی نعت سُنی آپ باہر تشریف لائے تو ذوق سے بھرے ہوئے تھے ۔ مجھے گلے ملے اور بغلگیر ہو کر اتنی کرم نوازی فرمائی کہ میری گردن پر دائیں جانب بوسہ دے کر ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ کی آگ سے محفوظ فرماویں اور خوب دُعائیں دیں ۔ حاضرین کے ذوق کے لئے نعت شریف نقل کرتا ہوں ۔

نعت شریف

دل، دَرد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو — سینے پہ تسلّی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو

گر وقتِ اجل سر تیری چوکھٹ پہ جھکا ہو — جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

ہر وقت کرم، بندہ نوازی پہ تُلا ہے — کچھ کام نہیں اس سے، بُرا ہو کہ بھلا ہو
ڈھونڈا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی — وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو
دیکھا انہیں محشر میں تو رحمت نے پکارا — آزاد ہے جو آپکے دامن سے بندھا ہو
آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا — خود بھیک دیں اور کہیں منگتوں کا بھلا ہو
مٹی نہ ہو برباد پسِ مرگ الٰہی — جب خاک اُڑے میری مدینے کی ہوا ہو
تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت — ہے ترکِ ادب، ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو
دے اس کو دمِ نزع اگر حُور بھی ساغر — منہ پھیر لے جو تشنۂ دیدار تیرا ہو

شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل ان پہ فدا، جانِ حسن ان پہ فدا ہو

آپ کے نبیرۂ محترم مولانا محمد عبد الجلیل صاحب کا کہنا ہے کہ سرائیکی نعتیہ کلام میں سے درج ذیل شعر سنتے ہی چونکہ آپ پر ذوق کا غلبہ ہو جاتا تھا لہذا قوال اسے بار بار پڑھتا۔ ؎

لکھ واری پیا آکھیں اَنَا بَشَرٌ ؛ تینوں جانڑن والے جانڑ گئے

میاں جان محمد صاحب کی دعوت پر آپ سون سکیسر پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں حافظ محمد حسین نامی شخص ایم اے فارسی نے آپ کو کچھ عارفانہ کلام سُنایا آپ نے اگرچہ اسکے فارسی صحیح پڑھنے کے سبب بہت پسند فرمایا تاہم چند غلطیوں سے انہیں متنبہ بھی فرمایا تو وہ بے حد متاثر ہوئے ایک روایت میں ہے کہ وہ آپ سے بیعت بھی ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد اپنے شوق سے ملتان دار الامان آئے اور ایک دراز عرصہ تک یہیں رہ کر مستفید ہوتے رہے اس دوران آپ ان سے دیوانِ ہلالی اور دیوان حافظ وغیرہ سے کلام سُنتے۔

آپ نے کچھ آلاتِ سماع بھی از خود انہیں خرید فرما کر دیئے جس سے ان کی بھی حوصلہ افزائی ہوئی اور آپ بھی وقتاً فوقتاً محفلِ سماع منعقد فرما کر اپنا ذوق پورا فرماتے۔ پھر آپکی دُعا سے وہ ریڈیو ملتان میں مذہبی پروگراموں کے انچارج اعلیٰ بن گئے۔ رحمہ اللہ

محفلِ سماع میں اگر آپ خود میر مجلس ہوتے تو کسی کی آمد پر قیام نہ فرماتے اور نہ ہی کسی کو قوالوں کے لئے مروج طریق پر تبرک پیش فرماتے بلکہ خود ان کی خاطر کچھ رقم بوقت ذوق علیٰحدہ فرما کر رکھ دیتے اور فرماتے میر مجلس کے امتیاز کے لئے اس چیز کو آدابِ محفل میں سمجھتا ہوں۔

نمود و نمائش کا چونکہ اصلاً شوق نہ تھا اس لئے برموقعہ اعراس مُبارکہ جہاں بھی تشریف لے جاتے محفل میں جہاں بھی جگہ ملتی وہیں رونق افروز ہوتے البتہ خیر پور شریف میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُبارک زمانہ سے جس ستون کے ساتھ اس خاندان عالیشان کی مسند مقرر ہے، حصول برکت کی خاطر وہیں جلوہ افروز ہونا پسند تھا۔

دنیا سے بیگانگی کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ ریڈیو پر آپکا پسندیدہ کلام بطرزِ قوالی پڑھا جا رہا تھا تو کوئی جلدی سے ریڈیو اُٹھا کر لایا آپ اندرونِ حجرہ شریف تشریف فرما تھے اس نے آکر عرض کیا تو فرمایا سُناؤ چنانچہ آواز اُونچی کی گئی آپ ذوق سے سُنتے رہے اور قوالوں کے لئے وقتاً فوقتاً کچھ عطا فرماتے رہے۔ جب قوالی ختم ہوئی تو فرمایا اسے کہو ایک بار پھر سنائے عرض کی گئی حضور ریڈیو تھا اور جو کچھ آپ عطا فرماتے رہے وہ بھی موجود ہے۔ فرمایا اگر دوبارہ نہیں سنا سکتا اور رقم نہیں لیتا تو حاضرین میں تقسیم کردو۔ اللہ اکبر۔

اعراس مُبارکہ و زیارات پیران کبار

پیرانِ عظام کے اعراس مبارکہ خود منعقد بھی فرماتے اور ان میں دور و قریب سفر فرما کر شرکت بھی فرماتے۔ میں نے آپ کے کئی متوسلین سے سُنا کہ ارشاد فرماتے تھے بیعت کے بعد پیر روشن ضمیر سے رابطہ اور وابستگی انتہائی مفید ہے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو عرس پر تو حاضری دے اگر مرید سے اتنا بھی نہ ہو تو لامحالہ سمجھنا پڑتا ہے کہ وہ یا تو مرتد ہو گیا ہے یا فوت ہو گیا ہے

بر موقعہ میلاد شریف، گیارہویں شریف و ایام اعراس مُبارکہ پیرانِ سلسلۂ عالیہ حسبِ توفیق کوئی طعام یا مشروب ایصالِ ثواب کے بعد تقسیم کرنا از حد محبُوب تھا۔ وہابیہ واھیہ جو ان متبرک کھانوں کو العیاذ باللہ اس نسبت کے سبب حرام کہہ دیتے انکی فہمائش کی خاطر عموماً ارشاد فرماتے جب کسی چیز کو دوسری چیز سے معمولی سی نسبت بھی ہو تو وہ چیز بتمامہ اس پہلی کی طرف منسوب کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ کوئی خاکروب یا کنّاسہ کسی گھر کی صفائی پر مامور ہو یا کوئی اخبار فروش روزانہ یہاں اخبار ڈال جاتا ہو اور وہ اتفاقاً اِدھر سے گزرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو کہہ دے کہ یہ گھر بھی میرا ہے تو کوئی برا نہیں مناتا کیونکہ اسے اس گھر سے نسبت تھی لہٰذا اس نے سارا گھر اپنی طرف منسوب کر کے کہہ دیا کہ یہ گھر بھی میرا ہے حالانکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ گھر اس کی ملکیت نہیں فرماتے بعینہٖ اسیطرح خیرات کنندہ برائے ایصال ثواب بزرگانِ دین کہہ دے کہ یہ بکرا یا گائے فلاں بزرگ کی ہے یا یہ دیگ فُلاں بزرگ کی ہے یا یہ طعام چھٹی یا گیارہویں یا میلاد شریف کیلئے

تیار ہے تو چونکہ ان اشیاء کو اہلِ اللہ سے نسبت ہوتی ہے اس لئے انہیں انکی طرف منسُوب کر دیا جاتا ہے ورنہ ہر کسی کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ خیرات محض حق سبحانہٗ وتعالےٰ جل مجدہٗ کے لئے کی جاتی ہے مگر ایصالِ ثواب ان بزرگوں کی اَرواح طیبہ کو کیا جاتا ہے۔

بزرگان دین و اولیاء اُمت کے مزارات متبرکات کی زیارات سے مستفید ہونا آپکو بہت محبوب تھا اسکے لئے مشقّت کر کے بھی حاضر ہونا آپکا معمول تھا چنانچہ پاکپتن شریف آپ نے کئی حاضریاں اسطرح دیں کہ ساہیوال یا عارف والا تک بذریعہ سواری اور آگے پاپیادہ تشریف لے گئے۔ ملتان شریف کی زیارات کے علاوہ حضرت محبوب اللہ خیر لوری، شیخ کبیر حضور گنج شکر رضی اللہ عنہما کے آستانہ ہائے عالیہ پر باوجود علمی مصروفیات کے نو۹ نو راتوں تک قیام فرما کر فیضیاب ہوتے۔ دہلی اور اجمیر شریف میں بھی بعض دفعہ بہت لمبا قیام فرمایا۔ حضور قبلہ عالم و عالمیان مہاروی رضی اللہ عنہ اور آپ کے خلفاء کرام کی زیارات کے لئے بارہا مہار شریف، حاجی پور شریف کوٹ مٹھن شریف اور تونسہ شریف کا سفر اختیار فرمایا۔

حضور سَراپا نور سیّدی مرشدی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک دفعہ آپ کوٹ مٹھن شریف تشریف لے گئے تو تین دن وہاں رہ کر قرآن شریف کا ختم فرمایا، واپسی پر جب حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو فرمایا میں نے ختم فیل کیا تھا مراد یہ کہ پہلے دن ف سے شروع ہونے والی سُورۃ فاتحہ، دوسرے دن ی سے شروع ہونے والی سُورۃ یونس اور تیسرے دن ل سے شروع ہونے والی سورۃ لقمان سے شروع کر کے ختم مکمل کیا۔ یہ بھی معلوم رہے کہ فیل کے لغوی معنی ہاتھی کے ہیں جس سے آپنے بڑا ختم مُراد لیا۔

سادات کرام اور مشائخ عظّام کی اولاد احفاد کا ازحد اکرام فرماتے ۔ اپنی نشست گاہ پر بیٹھے بیٹھے اگر ان حضرات میں سے کسی کو گزرتا ہی دیکھ لیتے تو دونوں ہاتھ مبارک پیشانی تک لے جاتے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے وہ گزر جاتے تو پھر تشریف فرما ہوتے کوئی اعتراض کرتا کہ ان حضرات کی صفات اپنے آباؤ اجداد کی طرح نہیں لہذا اکرام کے لائق نہیں تو فرماتے، درخت کی شاخ اگر خشک ہو جائے تو اتنا ہی کہتے ہیں کہ خشک ہو گئی ہے یہ نہیں کہتے کہ اس درخت کی شاخ ہی نہیں لہذا اس نسبت کی وجہ سے احترام کیا جاتا ہے ۔ معلوم رہے کہ ایسا اکرام شرعاً مذموم نہیں بلکہ کتب فقہ و سیر میں اشراف الناس کے اکرام کی گنجائش باوجود فسق کے بہ سبب نسبی حسبی نسبت کے مذکور ہے بشرطیکہ بدعقیدہ ہونے کے سبب ایمان و اسلام سے خارج نہ ہوں ۔

شب بیداری و مشغولی بحق : باوجود اس کے کہ آپ کا سارا دن علمی مصروفیات میں گزرتا تاہم رات کا اکثر حصہ بھی عبادتِ خداوندی اور محنت مجاہدہ میں ہی گزارتے ۔ محترم جناب حافظ عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ ساہیوال سرگودھا والے بیان فرماتے تھے کہ ایک رات آنجناب بظاہر آرام فرما رہے تھے میں حاضرِ خدمت ہوا تو کچھ پڑھنے کی آواز سنی میں بیٹھ گیا تو معلوم ہوا تلاوت کلام اللہ شریف سے محظوظ ہو رہے ہیں کبھی آواز ہلکی سی اونچی فرماتے تو میں سمجھ بھی لیتا کہ کونسی سورۃ پڑھ رہے ہیں میں اسی دوران موقعہ پا کر مٹھیاں بھرنے لگا چنانچہ کلام اللہ شریف کے سننے اور پیرِ صحبت کی خدمت میں رہنے کی دونوں سعادتوں نے مجھے اتنا مست کیا کہ میں نے اس رات آپ سے دس۱۰ پارے قرآن شریف کے سننے

طرفہ تر یہ کہ لیٹے لیٹے آدمی کو بعض دفعہ ایک سورۃ ختم کرنے سے بھی پہلے نیند غلبہ کر لیتی ہے مگر آنجناب کا اسی حالت میں دس۱۰ پارہ تلاوت فرمانا آپ ہی کے ساتھ خاص تھا جو کرامت سے خالی نہیں ۔ جناب حافظ محمد نواز صاحب مرحوم ساہیوال سرگودھا والے جو آپکے رفیقِ سفر اور صحبت یافتہ کامل انسانوں میں سے تھے، بھی یہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے بارہا آنجناب کو ایک ایک رات میں دس۱۰ دس۱۰ پارے تلاوت فرماتے دیکھا اور حیرانی اس بات پر تھی کہ بظاہر آرام بھی فرما رہے ہوتے تھے ۔

معلوم رہے کہ آپ نے سجادگی کا تقریباً تیس۳۰ سال کا زمانہ رات کو بھی باہر ہی گزارا یعنی رات کو آرام کی خاطر بھی گھر تشریف نہ لے جاتے بلکہ مسجد کے بیرونی تخت پوش پر یا اپنے حجرہ مبارکہ میں ہی وقت گزارتے ۔ میرے خالو جناب میاں محمد عبید الکریم صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی جوانی کے زمانہ غفلت میں کبھی دوستوں کے ساتھ کھیلنے کودنے کے لئے رات کو باہر نکلتا تو آنجناب کو یادِ حق میں مشغول دیکھ کر حیران ہوتا بلکہ بعض دفعہ تو آپ کو تنہا مسجد سے کہیں جاتے ہوئے دیکھ کر ہم تعاقب کرتے تو حیران ہوتے کہ رات کی تاریکی میں آپ قبرستان حضرت جلال الدین باقری علیہ الرحمۃ میں جا کر کسی گہری جگہ میں بیٹھ کر مصروفِ عبادت ہو جاتے کہ گزرتا آدمی دیکھ بھی نہ سکے ۔ اور ہم باوجود دوستوں کی ہمراہی کے ایسی جگہ رات کو جاتے ہوئے خوف کرتے تھے مگر آپ اکیلے ہی تشریف لے جاتے ۔ سبحان اللہ شہر میں رہنے کے باوجود آپ نے کمال اخفاء فرما کر اکابر اولیاء کی اس سنّت کو بھی ادا کیا کہ رات کو ویرانوں میں جا کر یادِ حق میں مشغول ہوتے ۔

زیبِ آستانہ عالیہ حضرت قبلہ میاں صاحب مدظلہم العالی ارشاد فرماتے

ہیں ایک دفعہ میں نے آپ کو اس حالت میں لیٹے ہوئے دیکھا کہ سرِ مبارک کے نیچے اگرچہ کوئی تکیہ نہ تھا مگر تکیہ کی مقدار برابر سر اونچا تھا میں حیران ہوا کہ اسطرح لیٹنے میں بڑی مشقت ہوتی ہے تو فوراً اپنی طرف سے آپکی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے تکیہ سر مبارک کے نیچے رکھ دیا جس سے آنجناب فوراً حرکت میں آئے اور ہاتھ سے تکیہ کو دوبارہ علیحدہ کرتے ہوئے اسی مجاہدہ کو برقرار رکھا تو میں سمجھا یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے یا آنجناب پر کوئی خاص حالت طاری ہے لہذا میں اس کے درپے نہ ہوا اور چلا گیا۔

معمول بہ وظائف کو آپ خود بھی بڑی استقامت سے ادا فرماتے اور متوسلین کو بھی اسپر پابندی کی تلقین فرماتے۔ استقامت سے ختم سرّی شریف پڑھنے اور اسکی زکوٰۃ کے طور پر چالیس روزے پابندیوں سمیت رکھنے میں اسرار و رموز کا منکشف ہونا مجرّب فرماتے۔

میرے والدِ محترم مدظلہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عرض کیا رات کے وظائف غلبۂ نیند کی وجہ سے رہ جانے کا خوف ہو تو دن کو ہی پورے کر لیا کروں؟ فرمایا بستر پر بیٹھ کر یا لیٹ کر پورا کرنے کی کوشش کروگے تو کامیابی نہ ہوگی بلکہ کھڑے ہو کر یا چل پھر کر ہی کیوں نہ پڑھنا پڑیں رات کے وظائف رات ہی کو پورے کیا کریں۔ اس ضمن میں اس بات کا ذکر بھی نفع سے خالی نہ ہوگا کہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا اس احقر کاتب الحروف نے چند راتیں بستر پر لیٹ کر سورۃ ملک کی تلاوت کرنا چاہی مگر اتمام سے پہلے ہی نیند آجاتی تھی جس کا افسوس ہوا تو آنجناب حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں کرم نوازی فرمائی دیکھتا ہوں کہ آپ مسجد شریف میں آرام فرما ہیں اور آپ کے محبوب پوتے حضور معراجِ انسانیت پاؤں مبارک

دبا رہے ہیں۔ میں زیارت فیض بشارت سے از حد مسرور ہو رہا تھا کہ دونوں حضرات کی بعد از وصال زیارت ہو رہی تھی تو اچانک آنجناب یہ فرماتے ہوئے اُٹھ بیٹھے کہ کہیں نیند نہ آجائے مجھے ابھی سورۃ ملک پڑھنا ہے لہذا آپ نے بیٹھے بیٹھے نہایت مسرور کن آواز میں سورۃ ملک شریف تلاوت فرمائی جو اس جاروب کش آستانہ عالیہ نے مکمل سُنی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

آپ اگرچہ ہمہ وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے تاہم بعض اوقات اس قدر منہمک ہوتے کہ استغراق کی کیفیت طاری ہوتی جس میں ماسوا کی خبر بھی نہ رہتی۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب خواجہ مظفر محمود صاحب خدمتِ اقدس میں حسبِ معمول دُعا طلبی کو حاضر ہوئے آنجناب والاصفات پر بوجہ مشغولیت قلبی ذکر، کیفیت طاری تھی اُنہوں نے آتے ہی سلام و نیاز کے بعد عرض کیا، مظفر محمود حاضر ہے آپ کو محو مطلق دیکھ کر دوبارہ سہ بارہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کون مظفر محمود؟ عرض کیا خواجہ حاجی امام بخش صاحب کا لڑکا! فرمایا کون امام بخش؟ حالانکہ آپ ان حضرات کو بخوبی جانتے تھے کہ صرف عقیدتمندوں میں نہیں بلکہ قرابت داری والا تعلق بھی تھا۔ الغرض وہ یہ جواب سُن کر بیٹھ گئے کافی دیر بعد آپ حالتِ صحو میں آئے تو دیکھ کر ارشاد فرمایا کیسے آنا ہوا؟ فرمائیے۔ جس پر اُنہوں نے اپنا مدعا ظاہر کیا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ مجھے یہ قصّہ آپکے پوتے حضور بحر العلوم علیہ الرحمۃ نے سُنایا تھا۔

آپ کی عاداتِ مبارکہ میں یہ بھی تھا کہ جب کبھی چارپائی یا کرسی پر جلوہ افروز ہوتے تو بائیں گھٹنے پر دایاں گھٹنا رکھ کر سرنگوں حالت میں دائیں پاؤں مبارک کو متواتر حرکت میں رکھتے یہ کیفیت دیکھنے والے کو بھی مسحور کر دیتی تھی اس احقر کو اپنے بچپن کے باوجود آنجناب کا اس طرح بیٹھنا

خُوب یاد ہے اور آپکی خدمت میں حاضری دینے والے تمام خوش نصیب اس
کیفیّت سے سُرور حاصل کرنے پر گواہ ہیں کبھی یہ کیفیّت لیٹنے کی حالت میں
بھی جاری رہتی ۔ حتیٰ کہ حضور زیبِ آستانہ عالیہ فرماتے ہیں کہ عین وصال
کے وقت بھی ہم نے پاؤں مبارک کو اپنی عادت کے مطابق متحرک پایا
تو حیران ہوئے ۔ عین ممکن ہے کہ اس عمل میں دل کو یادِ الٰہی میں مصروف
رکھنے کو خصوصی دخل ہو جیسے بوقت مراقبہ ونفی اثبات رگِ کیماس کو دباکر
بیٹھنے سے دل کا متوجہ ہونا کتب سلوک میں درج ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

درس و تدریس، معاصرین سے روابط اور مقبولیت

اپنے آباؤ اجداد کی طرح آپکی زندگی بھی دینِ اسلام کی خدمت کے لئے
وقف تھی اپنے جدِّ امجد کے مُبارک زمانہ میں ہی تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع
فرمایا جو بحمدہٖ تعالیٰ آخر تک جاری رہا ۔ ابتدائی کتب سے لے کر حدیث و
تفسیر تک سب علوم کا درس فرماتے ۔ علمِ میراث میں تو فارغ التحصیل
طلباء کرام بھی تبرکاً استفادہ کے لئے حاضر ہوتے اور فیض پاتے ۔

بقول حضرت مولانا شیخ غلام محمد راشد نظامی مدظلہ، مفتی اعظم آگرہ
کے جگر دار فرزند جناب علّامہ محمد حسن حقانی سابقہ ایم پی اے سندھ نے
ایک موقعہ پر بیان کرتے ہوئے فرمایا ۔

" وہ کیا بھلے دن تھے جب ایک کچے حجرہ میں " ابیات علمِ میراث " کی
رَٹ لگایا کرتے تھے اور بقول ابا حضور (مفتی اوّل انوار العلوم مولانا
محمد عبد الحفیظ صاحب) گویا ہم سلطان الفقہاء حضرت قبلہ بڑے میاں صاحب
(حضور ولی لاثانی) کے حضور نصف علم (علم میراث) حاصل کرتے تھے ، اس

وقت میرے پیارے ہم سبق ساتھیوں میں وفاقی شرعی عدالت کے چیف
جسٹس حضرت علّامہ مفتی محمد سیّد شجاعت علی قادری، جادو بیان خطیب
مولانا احمد حسن چشتی ملتانی، غزالی زمان حضرت علامہ کاظمی مُحدّث ملتانی کے
دست راست مولانا محمد جعفر تونسوی، مشہور مناظر مولانا محمد صدّیق ملتانی اور
اسلامی نظریاتی کونسل کے شرعی مشیر مفتی غلام سرور قادری وغیرہم قابل
ذکر ہیں اور ہم سب کی متفقہ رائے تھی کہ یہاں (مدرسہ رحمانیہ) کی ایک ماہ
کی برکتیں سالہا سال کی تعلیمی زندگی پر حاوی ہوتی دکھائی دیتی ہیں اور خواجہ
محمد افغانی تو حضرت قبلہ میاں صاحب ولی لاثانی کی شفقتوں کو دیکھ کر محنت
کرنے والے طلباء کو عموماً فرمایا کرتے تھے

ع تہی دستانِ قسمت راچہ سود از رہبر کامل "

یعنی جس کی تقدیر میں خیر نہ ہو اسے رہبر کامل میسّر بھی ہو تو کوئی فائدہ
نہیں پاسکتا ۔

بقولِ نظامی صاحب ہی ایک روز مناظرِ اسلام حضرت علامہ منظور احمد
فیضی مدظلہ، کے والدِ گرامی اُستاذ العلماء حضرت علامہ محمد ظریف صاحب
فیضی شاہ جمالی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مُبارک علمی خاندان کا تذکرہ کرتے ہوئے
ارشاد فرمایا : " الحمد للہ انہی علمی برکات میں مجھ ناچیز کو بھی حصّہ مِل گیا کہ
اسی خانوادہ کے چشم وچراغ حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے ایک معین مدت تک اکتساب علم کرتا رہا اور میرے احباب
اسباق میں شیخ القرآن علامہ منظور احمد پٹیالوی، مولوی عطا محمد، مولانا
عبد الغفور قریشی، مولانا غلام حسین شاہ صاحب مفتی مظفر گڑھ، واعظ شیریں
بیان مولانا خورشید احمد صاحب ظاہر پیر والے، مولانا شہباز گل قندھاری

اور فضیلۃ الشیخ محمد اشرف حجازی وغیرھم ناقابل فراموش ہیں۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے خلوص و للہیت اور خدا دوستی کی قسم کھائی جا سکتی ہے اور ان سے ایک زمانہ علمی و روحانی استفادہ کر رہا ہے۔"

ان حضرات کے علاوہ سینکڑوں، ہزاروں مشہور شخصیات نے علوم شرعیہ کے حصول کے لئے حاضر ہو کر آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

الحمدللہ علیٰ ذالک ۔ ع اعداء کو ہے تسلیم تیرا علم تیرا فضل

آپ فقہ کی ایک دو کتابیں درساً پڑھ کر ضروری مسائل معلوم کر لینے کو ہر کس و ناکس کے لئے ضروری فرماتے اور ارشاد فرماتے علم کے بغیر فقیری حق تعالیٰ کی پہچان اور ان تک رسائی ناممکن ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ منتخب فرمالیں اور علم کے ساتھ ساتھ بے یار و مددگار لوگوں کی امداد اور سخاوت کی صفت انتہائی محبوب تھی۔

کتابوں کا ادب بے حد ملحوظ خاطر رہتا۔ کسی نے آکر بتایا کہ مدرسہ خیر المدارس میں کتابیں نیچی اور مدرس کی نشست بلند ہوتی ہے تو فرمایا اگر سچ ہے تو پھر اس کا نام شر المدارس ہونا چاہیئے۔ سبحان اللہ آپ نے بالکل سچ فرمایا کہ بے ادب کیا خیر حاصل کرے گا اور کیا خیر تقسیم کرے گا۔ بقول حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد : بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ترجمہ: بے ادب صرف اپنے آپ کو ہی محروم نہیں رکھتا بلکہ ایک جہان کو بھی اپنی نحوست کی آگ میں اپنے ساتھ جلا دیتا ہے (اس لئے اسکی صحبت سے بچنا چاہیئے۔)

آپ کے نبیرہ محترم حضور بحر العلوم مولانا محمد عبد المجید صاحب سے ایک

طالب علم پڑھ کر مدرسہ انوار العلوم حضور امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کے درس حدیث میں بھی شامل ہوتا بعض دفعہ اس سبق کی وجہ سے مدرسہ انوار العلوم پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی لہذا ایک دفعہ قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے دریافت فرمایا مولانا کیا سبب ہے دیر سے آتے ہو۔ عرض کی حضور! حضرت مولانا محمد عبد المجید صاحب سے ایک سبق پڑھ کر یہاں حاضری دیتا ہوں۔ فرمایا مدرسہ رحمانیہ والوں کے ہاں؟ عرض کی جی ہاں، تو اظہار مسرت کے طور پر فرمایا انکے جد امجد بڑے مفتی صاحب ہمارے ممتاز علماء میں ہیں۔ ع صاحب دلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ

مسجد حضرت بی بی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی کے کنویں یا ٹینک سے کوئی مردہ جانور برآمد ہوا قریب ہی خطیب العصر حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ رہتے تھے لوگ مسئلہ پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوئے تو فرمایا میاں سیدھی بات بتاتا ہوں کہیں نہ جانا اگر انتہائی اطمینان بخش اور صحیح مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہو تو مدرسہ رحمانیہ کے بڑے مفتی صاحب کے پاس چلے جاؤ جلدی بھی بتا دیں گے اور جواب بھی صحیح ہو گا۔

یہ بھی معلوم رہے کہ جناب خطیب العصر حضرت بخاری صاحب علیہ الرحمۃ جب تک محلہ پرانا برف خانہ میں رہے، جمعۃ المبارک و عیدین کی نمازیں مسجد رحمانیہ ہی میں آکر ادا فرماتے جیسا کہ گلزارِ پنجم میں بھی اس کا ذکر آئے گا چنانچہ آپ کے پوتے جناب حافظ میاں محمد عبد الجمیل صاحب فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب قبلہ نے آنجناب حضور ولی لاثانی کی نعلین شریف اٹھا کر سامنے رکھ دی تو آنجناب نے بہت پُر تکلف الفاظ سے

معذرت کی تو شاہ صاحب نے فرمایا: "قبلہ مفتی صاحب! میں نے آخر کیا کر دیا ہے جو آپ محسوس فرما رہے ہیں بھلا اہلِ علم کا حق ادا ہو سکتا ہے؟"

بانی مدرسہ خیر المدارس جناب مولانا خیر محمد صاحب جالندھری سے کسی سائل نے کسی مسئلہ کا فوری جواب دریافت کیا۔ آپ مصروف تھے مگر اس نے دوبارہ اپنی ضرورت پیش کرتے ہوئے جلدی کا سبب بھی بیان کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اس مسئلہ کی خاطر کتاب دیکھنا پڑے گی ایسے پیچیدہ مسائل کے فوری حل کے لئے اس وقت ملتان دار الامان میں صرف بڑے مفتی صاحب حضرت قبلہ کا وجود مسعود ہی ہے لہذا مدرسہ رحمانیہ چلے جاؤ اور اپنا مطلب حاصل کرو۔

مدرسہ قاسم العلوم کے نامور مدرس اور جامع کبیر والا کے بانی جناب حضرت مولانا محمد عبد الخالق صاحب ایک دفعہ آنجناب کے محبوب نبیرہ محترم حضور معراجِ انسانیت کو سرِ راہ ملے تو فرمایا آپ کے جدِّ امجد اور ہمارے صدر محترم کا کیا حال ہے یعنی انہوں نے آنجناب کو علماء کی صف میں صدرِ محترم کی حیثیت دی۔ ع جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

مدرسہ انوار العلوم کے نامور مفتی جناب حضرت مولانا اُمید علی صاحب علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ بدون اذن ولی، بالغہ لڑکی کے غیر کفو میں نکاح کے جواز کا فتویٰ دے دیا آپ کے پاس وہ فتویٰ تصدیق کے لئے آیا تو آپ از راہ ادب حضرت مفتی صاحب مذکور کے پاس خود تشریف لے گئے۔ جملہ مدرسین و مفتی صاحب آپکی تشریف آوری پر حیران ہوئے سرد قد تعظیم کی اور ادب سے جگہ دے کر آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے دلائلِ شرعیہ پیش فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب!

اگر خدانخواستہ آنجناب والا صفات کی دخترِ نیک اختر انہی ہی عوارض کی وجہ سے غیر کفو میں آپکی اجازت بغیر نکاح کر لیتی تو اسے روا رکھتے؟ فرمایا ہرگز نہیں تو فرمایا جس طرح وہ آپکی لختِ جگر ہوگی اسی طرح یہ لڑکی ان کی لختِ جگر ہے لہذا مسئلہ کی تصحیح فرما دیں چنانچہ مفتی صاحب شکریہ بجا لائے اور دوبارہ جواب لکھا۔

جناب مفتی محمود صاحب مدرسہ قاسم العلوم والے بھی ایک دفعہ آنجناب کی خدمت میں کسی مسئلہ کی صحت اور تحقیق کی غرض سے حاضر ہوئے تو متاثر ہوئے اسی طرح ایک دفعہ امام اہلسنت حضرت مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ بھی کسی تحقیق کے سلسلے میں تشریف لائے۔

ان چند واقعات کو مختصر طور پر ذکر کرنے سے میری مُراد یہ کہ آپ ہزار ہا فقہی جزئیات کے حافظ ہونے اور خالصتاً صوفیانہ مذہب رکھنے کے سبب ہر طبقہ کے حنفی علماء میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

درسی کتب متداولہ اور فتاویٰ جات مثلاً شامی شریف و عالمگیری وغیرہ پر اتنا عبور تھا کہ اگر صاحبزادگان، نبیرگان اور شاگردوں میں کوئی بھی کسی مشکل عبارت کے حل کے لئے کتاب کھولے حاضر ہو کر آپ کو وہ حل طلب مقام دکھانا چاہتے تو ارشاد فرماتے کتاب اٹھا کر خود ہی اسی مقام سے عبارت پڑھ کر سناؤ۔ وہ عبارت پڑھتے آپ سنتے ہی اولاً اگر عبارت میں کچھ اعرابی غلطی ہوتی تو تصیح فرماتے پھر اس مشکل کی تشریح سباق و سیاق اور حواشی دیکھے بغیر ہی ہر پہلو سے اس طرح فرماتے کہ انکی تسلّی ہو جاتی۔

اس سب فضل وکمال کے باوجود عجز وانکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کسی متوسل سے دریافت فرمایا آجکل کس شغل میں ہو؟ اس نے عرض کی فلاں مسجد میں امامت کرتا ہوں فرمایا مسائل شرعیہ میں کہاں تک عبور حاصل ہے اس نے عرض کی نماز روزہ کے مسائل خُوب یاد ہیں، فرمایا کتنے خوش نصیب ہو کہ اس عمر میں یہ عالم ہے اور میں ہوں کہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے درس وتدریس میں مصروف ہونے کے باوجود صرف نماز کے مسائل پر عبور کا دعویٰ نہیں جبکہ تم نے نماز کے ساتھ روزہ کے مسائل بھی خُوب یاد کر لئے ہیں۔ سُبحان اللہ۔ وہ یہ سُن کر آئندہ ایسی بات کرنے سے تائب ہوئے اور سمجھ گئے کہ عاجز انسان کو دعویٰ زیب نہیں دیتا۔

غوث مہاراں حضرت خواجہ حاجی غوث محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کی زیارت فیض بشارت کے لئے آپ تشریف لے جاتے تو آنجناب والاصفات سروقد تعظیم کو کھڑے ہو جاتے۔ ہر دو حضرات جھک کر ایک دوسرے کو ملتے بارہا حضرت قبلہ مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی مسند خاص پر بیٹھنے کی آرزو کرتے ہوئے فرمایا مفتی صاحب! اس مقام پر بیٹھنے کی اہلیت تو آپ ہی میں ہے۔ میری تو دکانداری ہوئی۔ اللہ اکبر۔ پھر گاہے گاہے پرسش احوال کے بعد چند مسائل شرعیہ بھی پوچھتے اور جواب شافی پاکر حمدِ خداوندی بجالاتے اور آپ کا بھی شکریہ ادا فرماتے۔ آپ، جو بھی نذرانہ بصد آداب پیش فرماتے وہ بصد خوشی قبول فرماکر ارشاد فرماتے میں جانتا ہوں آپ کی آمد بحمدہ تعالیٰ حلال وجہ سے ہے تو میں اس رقم کو علیحدہ رکھتا ہوں اور خصوصی مصرف پر خرچ کرتا ہوں۔

حضرت مولانا حافظ محمد حسین بخش صاحب محلہ کمنگراں والے باوجودیکہ خود بلند پایہ خدا رسیدہ بزرگ تھے، آپکی آمد اور تشریف آوری پر بے انتہا خوشی کا اظہار فرماتے اور جتنا ادب اور اظہارِ محبّت ان سے ممکن ہوتا بجالاتے۔ آپ انکے کمال ادب پر بعض دفعہ خود معذرت اور شرمندگی کا اظہار فرماتے تاہم وہ آداب بجالاتے آپ بھی دل وجان سے ان پر نثار ہوتے اور انکی جانب رقعہ شریف لکھتے تو خصوصی القاب کے بعد ہی ان کا اسم گرامی تحریر فرماتے۔ بعض مرتبہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ آپ کو محلہ کمنگراں سے حسین آگاہی تک الوداع کہنے کے لئے پا پیادہ تشریف لاتے اور جب تک آنجناب کی سواری انکی نظروں سے اوجھل نہ ہوتی بصد آداب کھڑے رہتے۔ سُبحان اللہ۔

ع ولی را ولی می شناسد (یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے)

حضرت مخدوم سیّد محمد صدر الدین شاہ صاحب گیلانی پھر انکے بعد حضرت مخدوم سید شوکت حسین گیلانی علیہما الرحمۃ بھی آنجناب کے علمی مقام سے متاثر تھے۔ آپ بھی ان سے ادب واحترام سے پیش آتے، جب حضرت مخدوم صاحب ثانی سعادت حج کے حصول کے بعد وطن عزیز واپس تشریف لائے تو آپ ملاقات ومُبارکبادی کیلئے تشریف لے گئے۔ دربار عالیہ حضرت پیر صاحب میں داخل ہوتے ہی کسی نے حضرت مخدوم صاحب کو مطلع کیا تو فوراً سب کام چھوڑ کر آنجناب کی جانب خوشی سے قدم مبارک بڑھائے آپ نے بھی رفتار تیز کی اور دونوں حضرات ایک دوسرے کو جھک کر ملے۔

ضلع سرگودھا کے پہاڑی علاقہ سوہن سکیسر میں آپ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدتمندوں کی طرف سے دی گئی پُر زور

دعوت پر تشریف لے گئے تو وہاں چند روز قیام فرما کر اس علاقہ کے لوگوں
کو مستفیض فرمایا اسی علاقہ میں سیالوی حضرات میں سے کسی صاحب کے
خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عبدالحمید سیالوی علیہ الرحمۃ بھی سکونت پذیر
تھے۔ اُن کے خدّام آپکی بابرکت محفل میں بھی شریک ہوکر متاثر ہوئے،
اور آنجناب کا تذکرہ اپنے شیخ کامل کی جناب میں کیا تو وہ اولیاء اللہ کی
دوستی و ہم مسلک و ہم مشرب ہونے کے باعث آپ کی خدمت اقدس
میں تشریف لائے۔ آنجناب نے بھی از حد شکریہ ادا کیا۔ حضرت شیخ صاحب
کی آمد سے اس علاقہ کے بہت لوگ متاثر ہوکر آپ کے عقیدت مندوں
میں شامل ہوئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کی مایۂ ناز شخصیت
محتاجِ تعارف نہیں آپ بھی انکی ملتان آمد پر صاحبزادگان و نبیرگان سمیت
بعض دفعہ جاکر ملاقات فرماتے۔

خواجہ صاحب تونسوی بھی بے حد اکرام فرماتے۔ آپ اگر جھک
کر ملنا چاہتے تو ہاتھ پکڑ کر اپنی بالائی مسند پر اپنے ہمراہ بٹھاتے اور محوِ گفتگو
ہوتے اور علماء کی شان میں تعریفی کلمات فرماکر کسرِ نفسی کے ساتھ ساتھ
آپ کی دینی خدمات کو سراہتے۔ آپ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضور خواجہ کریم علیہ الرحمۃ
کے بعد تونسہ شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کی اشاعت کا حق صحیح معنیٰ میں خواجۂ
ملت حضرت خواجہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ نے ہی ادا کیا ہے۔

الغرض جمیع مشائخ زمانہ و علماء وقت آپ کو از حد محبوب رکھتے۔ آپ
بھی مشائخ کرام کی خوب تکریم فرماتے اور انکی خدمات بجا لاتے۔ بزرگانِ سلف
صالحین کے اسماء گرامی تک انتہائی ادب سے لیتے۔ چنانچہ آپ سے ایک

طالبعلم نے حضور شیخ الاسلام غوث المسلمین حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی
علیہ الرحمۃ کے عرس مبارک پر جانے کی اجازت یہ کہتے ہوئے لی کہ بہاؤالحق
کے عرس پر جانا چاہتا ہوں تو آپ پر اس کا یہ انداز گفتگو سخت ناگوار گزرا
اور اسے تادیباً مدرسہ سے چھٹی دے دی ؎

نام نیک رفتگان ضائع مکن ٭ تا بماند نام نیکت یادگار

یعنی سلف صالحین کو حسنِ عقیدت سے یاد کرنا مت بھولئے تاکہ
آپکی نیک نامی بھی یادگار ہی رہے۔

بحمدہٖ سبحانہٗ تعالیٰ اپنے آباؤ اجداد و مشائخ کرام کی نیازمندی اور خدمات
کے صلہ میں حق تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو مقبولیتِ تامہ نصیب فرمائی۔
فقراء اور امراء کے علاوہ عوام الناس و علماء کی کثیر جماعت آپ کی گرویدہ
تھی اور خدمت میں رہنے پر فخر کرتی اور صرف اشارہ پر ہی ہر قربانی دینے
کو تیار تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ میاں اللہ بخش راں مرحوم کے سامنے اشارۃً
چاول طلب فرمائے تو وہ فوراً قادر پور راواں جاکر ایک دیگچہ گرم گرم پلاؤ کا
تیار کرا کر لے آئے اگرچہ اس کام پر کافی وقت صرف ہوا تاہم انکی اس
خدمت کو دیکھ کر آپ نے خوب دُعائیں دیں۔

ایک دفعہ بیس روپے مرحمت فرماکر آپ نے دوائی لینے کے لئے
مولانا حافظ محمد عبدالجلیل صاحب کو محترم استاذ الحکماء جناب حکیم محمد عطاء اللہ
صاحب مرحوم کے ہاں بھیجا انہوں نے دوائی دے کر یہ کہتے ہوئے رقم واپس
کردی کہ میرے لئے خاتمہ بالخیر کی دُعا ہی فرمادیں۔ چنانچہ جب یہ پیغام سُنا
تو آپ نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا فقیر خود اپنے خاتمہ بالخیر کے بارہ میں
فکر مند رہتا ہے۔ بہرحال حکیم صاحب کا فرمان ہے مل کر دُعا کر لیتے ہیں۔

چنانچہ آپ نے بحالت گریہ اپنے حکیم صاحب، تمام رشتہ داران اور تمام متعلقین و متوسلین کے حق میں خاتمہ بالخیر کی بہت دیر تک دُعا مانگی۔

میاں لعل دین مرحوم ستیانہ ضلع جھنگ سے کہتے تھے کہ آنجناب کے چہرۂ دلربا میں اتنی کشش تھی کہ دیکھنے والا فوراً متاثر ہوتا۔ اپنا ہی قصہ بیان کرتے کہ مَیں نے جناب حکیم محمّد بخش صاحب مرحوم کو عرض کیا کہ بیعت کا شوق دامن گیر ہے کیا مشورہ ہے۔ چنانچہ وہ مجھے موقع پاکر ملتان دارالامان لے آئے اوّلاً آپکے برادر خورد جناب حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ بعدازاں انکے بہنوئی حضرت مولانا محمد عبدالرحیم صاحب کے پاس لے گئے اور تعارف کے ساتھ زیارت کرائی آخر میں مجھے اپنے پیرومرشد حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابرکت مجلس میں لے آئے۔ مَیں پہلی نگاہ پڑتے ہی آپ کا گرویدہ و شیدا ہوگیا۔ مستانہ وار کہتا تھا حکیم صاحب پہلے بیعت کرالو بعد میں قسمت نے یاوری اور زندگی نے وفا کی تو کچھ پرسشِ احوال کرلیں گے تاکہ اس نعمت کے حصول میں تاخیر نہ ہو۔

حافظ یار محمد صاحب مرحوم مُرید حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ جنکی باکمال شخصیت کی زیارت سے یہ احقر بھی مشرف ہوا ہے آنجناب ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنے آبائی وطن بستی گکو سے بچوّں سمیت حاضرِ خدمت ہوگئے اور غربت و افلاس کی شکایت کی آنجناب نے اپنے پیرومُرشد کی طرح ویران مسجد کے آباد کرنے کا حکم دیا چنانچہ اہلِ خانہ کو بٹھا کر مسجد کی تلاش میں نکلے، چھاؤنی بنگلہ ڈاک والی مسجد میں گئے۔ وہاں کوئی امام نہ تھے آپ نے للہ فی اللہ نمازیں پڑھانا شروع کیں وقت پر اذان جماعت کا اہتمام شروع ہوگیا اکثر نمازی فوجی تھے انہیں مزاج

پسند آگیا تو رہائش و خوراک کا بندوبست بھی کردیا چند دنوں بعد بچے پڑھانے لگے اور اس طرح مقبولیت بڑھتی گئی حق تعالیٰ جل شانہٗ نے از غیب اتنی مہربانی فرمائی کہ دُنیاوی مُشکلات کا خاتمہ ہوگیا۔ عموماً فرمایا کرتے تھے حضور خواجہ عربی غریب نواز کے زمانہ سے اس دَرِ اقدس کی خاک کو سرمہ بنا رہا ہوں مگر یقین کیجئے حضور ولی لاثانی فقر، توکّل اور استغنا جیسی صفات میں بھی کسی لحاظ سے اپنے اکابرین سے درجہ میں کم معلوم نہیں ہوتے۔

آپ کے پیر بھائی جناب صوفی محمد عبدالغفور خان صاحب مشیر خاص نواب صاحب بہاولپور تادم آخر آپ کی نیازمندی پر فخر کرتے رہے ایک دفعہ خیر پور شریف دوران مجلس آپ کو اپنی آبائی نشست پر جگہ نہ ملی تو آپ کچھ دیر بعد ختم سے پہلے ہی باہر تشریف لائے خان صاحب بھی ازراہ عقیدت ساتھ اُٹھ کر آگئے اور معاملہ بھانپ گئے کہ شاید حضور ولی لاثانی نے اس بات کو محسوس فرمایا ہے تو باہر آکر معاملہ دریافت کیا۔ آپ نے اتنا فرمایا کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ سے ہمارے خاندان کے لئے نشست مخصوص تھی مگر آج وہاں جگہ نہ ملی تو کچھ گرانی سی محسوس ہوئی ہے خان صاحب چونکہ بہت بڑے عہدہ پر فائز تھے اس لئے معاملہ کچھ بڑھانا چاہا مگر آپ نے فرمایا خان صاحب! جو ہونا تھا ہوگیا (اب تدارک نہیں ہوسکتا)۔ خان صاحب چونکہ عقیدتمندوں سے تھے اس لئے حالات کی تبدیلی کے منتظر ہی رہے۔ چنانچہ آئندہ سال دربار شریف اوقاف میں آگئی تو خانصاحب کہا کرتے تھے کہ حضرت سجادہ صاحب نے میرے کہہ دینے کے باوجود آپ کو جگہ نہ ملنے پر آپ سے افسوس نہ کیا لہٰذا نتیجۃً چونکہ آپ نے فرمادیا تھا۔ "جو ہونا تھا ہوگیا"

لہٰذا دربار شریف اوقاف میں دے بیٹھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتویٰ نویسی: بحمدہ سبحانہٗ وتعالےٰ دیگر اوصاف کی طرح آپ فتویٰ نویسی کے فن میں بھی یدِطولےٰ رکھتے تھے۔ ہزارہا فقہی جزئیات یاد ہونے کے سبب آپ کو وہ شہرت ملی کہ روزانہ تقریباً پندرہ سے بیس فتاویٰ جات تحریر فرماتے۔ تصحیح وتصدیق کے لئے جو فتاویٰ جات ملتان شریف کے گرد ونواح سے مفتی صاحبان بھیجتے وہ مزید براں صاحب "تاریخ ملتان" و "فقہائے ملتان" دونوں نے آپکی علمی خدمات کو بیان کر کے آپ کو بھی "مفتی ملتان" کے آبائی لقب سے یاد کیا ہے۔

عوام وخواص میں آپ کو حضرت مُفتی صاحب ملتانی کہا جاتا مگر آپ نے کبھی بھی اپنے نام نامی کے ساتھ فتویٰ کے نیچے یا مکتوب شریف میں مفتی یا پیر کا لفظ نہ لکھا بلکہ ہمیشہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح اپنے لئے فقیر اور مُلاّ کا لفظ استعمال فرمایا۔ بحمدہ تعالےٰ یہ رسم تاحال آپکی اولاد میں بدستور آرہی ہے

مصرعہ: نہد شاخ پُر میوہ سَر بر زمین

ترجمہ: ہمیشہ پھل سے لدی شاخ ہی زمین پر سَر رکھے جُھکی ہوتی ہے۔

مدرسہ رحمانیہ کے مایہ ناز طالب علم حضرت مولانا شیخ غلام محمّد راشد نظامی مدظلہٗ کی قلمی یادداشتوں میں حضور ولی لاثانی کے جو مناقب درج ہیں انہی میں یہ بھی ہے کہ حضرت مولانا گل محمد تونسوی فاضل دارالعلوم دیوبند مدظلہٗ نے ایک مرتبہ علماء ہندوستان کے مقابلہ میں علماء پنجاب کے علمی جوہر پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ خود مجھ سے ایک مرتبہ مولانا سید حسین احمد مدنی نے فرمایا: "آیئے مولانا! آج ایک مناسخہ کا مسئلہ بغرض تصدیق آیا ہے آپ کو دکھاؤں" پھر آپ نے ادب سے چوم کر کھولا اور سراپا مسرت کہنے لگے کہ کس اختصار

اور نفاست سے تحریر کیا ہے ہمارے ہاں یہ لکھا جاتا تو متعدد صفحات پر یہ مضمون رقم ہوتا۔ مولانا! کیا آپ ان مفتی صاحب سے واقف ہیں؟ مَیں نے دیکھا تو اس پر "مُلاّ محمد عبدالکریم ملتانی" کے دستخط تھے بندہ نے عرض کی آپ تو حضرت مفتی اعظم ہند کے صاحبزادے، دربار عالیہ عبیدیہ کے سجّادہ نشین اور میرے سراپا اکرام اساتذہ کرام میں شامل ہیں۔

حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ انور پر آپ کی ملاقات بہاردی حضرات سے ہوئی تو انکے مسئلہ دریافت کرنے پر آپ نے مختصر جواب مرحمت فرمایا وہ حیران ہوئے کہ ہم نے یہی مسئلہ مولانا فضل حق ڈیروی صاحب سے پوچھا تو اُنہوں نے کتاب کی شکل بنا کر اسکا مُفصّل جواب بھیجا ہے آپ نے اسطرح مختصر جواب فرمایا لہٰذا انہوں نے وہی جواب بصُورت فتویٰ لکھوایا تو بھی آپ نے مختصر ہی جواب لکھا چنانچہ انہوں نے لاہور تصدیق کی خاطر دونوں جوابات بھیجے۔ حضرت ڈیروی صاحب کے فتویٰ کے متعلق اہلِ مدرسہ نے کہا ہمارے پاس اتنا بڑا فتویٰ پڑھنے کی فرصت نہیں اور حضور ولی لاثانی کے جواب پر تصدیقی مہر ثبت کر دی۔

سبحان اللہ میری مُراد ان دو واقعات کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ آپ کے جوابات نفع رسانی سائل کی غرض سے ہوتے تھے نہ کہ اظہارِ علمیت کیخاطر۔

مولانا شیخ غلام محمد راشد نظامی صاحب ہی کی قلمی یادداشتوں میں ہے کہ ایک مرتبہ خطیبِ پاکستان علاّمہ الحاج مولانا فیض رسول نظامی صاحب علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ سراج الفقہاء حضرت علاّمہ مفتی سراج احمد مکھن بیلوی علیہ الرحمۃ معاصر امام اہلسنت حضرت امام احمد رضا خان صاحب

بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ طلاق مغلظہ کا فتویٰ دیا جس پر علماء اہلِ سُنت نے آنکھیں بند کر کے تصدیقی مہریں ثبت کر دیں۔ سائل پریشان حال پھرتا پھراتا ملتان آیا تو بڑے مفتی صاحب (حضور ولی لاثانی) نے صورتِ مسئلہ ملاحظہ فرما کر مُدلل طور جواب تحریر کر دیا کہ طلاق مغلظہ واقع نہیں ہوئی لہٰذا حلالہ کی ضرورت نہیں صرف تجدیدِ نکاح سے کھوئی خوشیاں لوٹائی جا سکتی ہیں سُبحان اللہ سائل شاداں و فرحاں وطن واپس گیا تو حضرت سراج الفقہاء نے بھی صُورت مسئلہ ملاحظہ فرما کر بے ساختہ ارشاد فرمایا: "ہائے ہمارے ذہن اس صُورت پر کیوں نہ گئے یہ تو شامی شریف کی تیغ بَرہنہ عبارت ہے پھر فرمایا، بیشک خاصے والے حضرات کا علم، علم لدنی اور شرحِ صدر، رُوح القدسی ہے۔"

تاج العلماء مولانا تاج دین حسنی علیہ الرحمۃ فاضل علوم اسلامیہ نے حضرت نظامی صاحب کو بیان فرمایا کہ ہمارے بلوچستان میں جرگہ کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے اور اگر شرعی فتویٰ کی ضرورت پڑے تو اعلیٰ عدالتیں مُفتیان مِلت سے رجوع کرتی ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ بلوچستان کے مفتیان احناف جس میں علماء دیوبند بھی شامل تھے نے کسی مسئلہ کی بابت مُتفقہ فیصلہ کیا جس پر خود میرے (تاج العلماء کے) اور چیف آف قبیلہ سردار محمد زمان شاہ آف راڑہ شم کے دستخط بھی تھے کہ ملتان شریف کے موضع الافتاء مدرسہ رحمانیہ سے جو فیصلہ آئے گا وہ ہم سب کو منظور ہوگا۔ پھر فرمایا بحمدہٖ تعالےٰ ہم نے اِس خداترس خانوادہ سے بہت سے مسائل میں راہنمائی پائی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ اسی موقعہ پر چیف آف قبیلہ نے اپنے اکابرین میں سے جناب سید مہر شاہ صاحب خرسین کے متعلق فرمایا کہ ان کا حُضور اعلیٰ و حضرت

خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ عنہما سے خُوب رابطہ تھا اور بلوچستان کی اعلیٰ عدالتوں میں ان حضرات کا فیصلہ بصورت فتویٰ حرفِ آخر کی حیثیت رکھتا تھا۔

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر حضرت مولانا پیر مختار جان سرہندی مدظلہٗ نے ایک ملاقات میں حضرت نظامی صاحب کو بتلایا کہ ہمارے سندھ میں بیشمار مدارسِ عربیہ اور مراکزِ احناف موجود ہیں تاہم مسلمانانِ سندھ کا روحانی مرکز چونکہ ملتان دارالامان ہے لہٰذا جانبین کے اعتماد کے لیے "موضع الافتاء" مدرسہ رحمانیہ ملتان' ایک سَند کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ ایک مرتبہ عدالتِ عالیہ کے جج نے میرے سامنے ایک فریق کا بھرپور لٹریچر عدالت سے باہر نکلوا دیا اور کہا ملتان دارالامان کے مفتی صاحب کا شرعی فتویٰ پیش کرو۔

پھر حضرت پیر صاحب نے اپنے زمانہ تدریس کو یاد کر کے فرمایا کہ حُضور ولی لاثانی بحمدہٖ تعالےٰ انتہائی سادہ دل، سادہ لباس، سادہ خوراک اور اللہ والے بزرگ اُستاد تھے۔ اسی پر بس نہیں آپ کی اولاد بھی خدارسیدہ اور نورٌ علیٰ نور تھی۔ میرے ہم سبق طلباء میں مولانا نور سلطان قادری آف بھکر، مولانا عزیز الرحمان خان نظامی ڈیرہ اسماعیل خانوی اور مولانا نعمت اللہ حسنی آف بلوچستان شامل تھے۔ ایک دن دورانِ تعلیم ایک پُرکشش خوبصورت بزرگ نے حُصولِ تعلیم کی غرض سے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "من از بخارا آمدہ ام آنجا شہرت شما از حد و فتویٰ مالاکلام است" یعنی میں بخارا سے حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔ بحمدہٖ تعالےٰ وہاں آپ کی شہرت بے حد اور فتویٰ مسلّم الکل ہے۔

سخت گرمی، انتہائی غصہ اور غلبۂ نیند کی حالت میں آپ فتویٰ نویسی

سے اجتناب فرماتے ۔

کتب فقہ پر مکمل دسترس ہونے کے باوجود اگر کسی مسئلہ میں تحقیق کی ضرورت ہوتی تو جواب لکھنے میں آپ سات آٹھ یوم تک بھی تاخیر فرماتے کہ تحقیق مسئلہ کی خاطر یکے بعد دیگرے مختلف کتابوں کا مطالعہ فرماتے رہتے جب مکمل اطمینان ہوجاتا تو پھر جواب سپرد قلم فرماتے ۔

بحمدہ سبحانہ وتعالے آپ کا فتوی تصدیق کی خاطر بریلوی یا دیوبندی کسی بھی مسلک کے علماء کرام کے پاس جاتا تو وہ تصدیق کرنے میں فخر محسوس فرماتے ۔

چند مفید فتاوی جات

آپ نے اگرچہ کوئی تصنیف اپنی یادگار نہیں چھوڑی تاہم آپ کے بیش قیمت فتاوی جات میں سے چند کی نقول جو میرے مرشد حقیقی حضور سراپا نور اور میرے پیر صحبت حضور معدن جود رضی اللہ تعالے عنہما اور حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالی نے اپنی مبارک قلموں سے محفوظ فرمائے ، وہ موجود ہیں ۔ میں یہاں بطور نمونہ چند ایک فتاوی شریفہ جو انتہائی مختصر اور عوام الناس بالخصوص متوسلین سلسلہ عالیہ کو مفید ہیں کا عنوان مقرر کرکے صرف جوابات نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں ۔

ذبح فوق العقدہ : ذبح فوق العقدہ اکثر علماء کے نزدیک حلال ہے اور حضرت عربی صاحب رضی اللہ تعالے عنہ کا فتوی اسی پر تھا قصداً ایسا کرنا مکروہ ہے بھولے سے ہوجائے تو مکروہ بھی نہیں ڈیسے کوئی اگر نہ کھائے تو اسکی مرضی جبر نہیں ۔

بہشتی دروازہ : چونکہ سرور دوعالم صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک اس جگہ آیا ہے (جیسا کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الہیٰ کا خواب کتب سیر میں درج ہے) متبرک ہونے کی وجہ سے اسے بہشتی دری (جو پاک پتن شریف میں ہے) کہا جاتا ہے اس سے گزرنا فائدہ سے خالی نہیں بہشتی دری کا یہ مطلب نہیں کہ جو اس سے گزر جائے وہ بہشتی ہوجاتا ہے اس کو نماز، روزہ کی حاجت نہیں رہتی ۔

تجارت میں نفع کی حد : نفع دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو نرخ بڑھنے سے قیمت شئے کی بڑھ جاتی ہے یہ نفع دوگنا سے زیادہ بھی جائز ہے دوسرا نرخ نہیں بدلا لیکن نفع پر بیچنا چاہتا ہے تو وہ دوگنا سے کم جائز ہے اور دوگنا مکروہ ہے ۔

تین دعائیں : ضروری سمجھنا تین مرتبہ دعا مانگنے کو یا ایک مرتبہ پر کفایت کرنے کو ضروری جاننا غلط اور ناجائز ہے ۔ اختیار ہے کیونکہ دعا مانگنا نفل عبادت ہے جتنا جی چاہے کرے خدا تعالے سے مانگنے کی کوئی حد نہیں کہ اتنا مانگو اور اتنا نہ مانگو ۔ البتہ ناجائز مطلب مانگنا ناجائز ہے خواہ ایک دفعہ بھی ہو ۔

ختم تراویح میں آیات متفرقہ پڑھنا : حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے رسالہ قرات میں لکھا ہے کہ سلف کرام ختم قرآن شریف اگرچہ نماز سے خارج ہوتا تھا اختتام اسکا نماز نفل میں کرتے تھے اور لکھا ہے کہ ختم کے بعد آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھنا مستحب ہے جو اعتراض نیم خواندہ کرتے ہیں کہ ہر حال درمیان سے چھوڑ کر آگے پڑھنا مکروہ ہے وہ اعتراض تو اس پر

بھی ہوتا ہے۔ جو شخص حضرت شیخ صاحب کو مستند سمجھے اور حسن ظن رکھتا ہو تو عمل کرے ورنہ خیر کوئی فرض واجب نہیں کہ ترک پر مواخذہ ہو فقط کمی ثواب کی ہوگی جو کچھ کسی کو منظور ہو کرے کم از کم اگر خود نہ کرے اوروں کو نہ روکے۔

انگوٹھے چومنا: (انگوٹھے چومنے کا ثبوت) حدیث ضعیف (سے ہے تو کیا ہوا کہ اس درجہ کی حدیث) اعمال میں معتبر نہیں فضائل میں تو معتبر ہے۔ علامہ شامی نے خود یستحبُّ لکھا ہے اور اس مسئلہ کی تردید ان سے پہلے عالموں محققوں نے نہیں کی تو فقط ایسے عالم مسلّم الکل کا کہنا ہمارے لئے کافی ہے اگر تم انکو دیانتدار نہیں مانتے بلکہ یہ شک کرتے ہو کہ اس نے بلا تحقیق کہہ دیا ہوگا تو تمہارے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے جب شرق غرب اس کو مانتے ہیں المرء یقیس علی نفسہٖ کا مصداق ہوگا آپ تو اس فعلِ مستحب کو بند کرنا چاہتے ہیں جبکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں ضرور کرنا چاہیئے۔ رغماً للوھابیۃ الواھیۃ مستحب کا دائمی کرنا تو معیوب نہیں ہاں مستحب کے ترک پر تشنیع اور تخطیہ کرنا ممنوع ہے ہم تشنیع اور ملامت ان لوگوں کو کرتے ہیں جو اسکو ناجائز سمجھ کر ترک کرتے ہیں نہ (اس لئے) کہ مستحب مانتے ہیں اور غیر ضروری جان کر نہیں کرتے (لہذا) جو اس کو ناجائز جانے اس پر تشنیع ضروری ہے کیونکہ مستحب کا کرنا (اگرچہ) ضروری نہیں ماننا ضروری ہے۔

جواز اشارہ بوقت خطبہ: خطبہ کے وقت کلام، سلام، اجابت اذان منع ہے کیونکہ یہ سلام کلام میں شامل ہے اور کلام منع ہے مگر (اشارہ سے دوسرے کو روکنا یا چپ کرانا) یہ

تو کلام نہیں یہ تو ہاتھ کا فعل ہے۔ یہ تو کسی نے نہیں لکھا کہ خطبہ کے وقت ہاتھ ہلانا بھی منع ہے۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر خطبہ کے وقت کلام (بولنے) سے (کسی کو) منع کرنے کے لئے انصت فقد لغا یہ اس لئے فرمایا کہ انصت (خاموشی اختیار کر) کہنا خود کلام ہے اور کلام منع ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ اسکو کسی طرح منع نہ کرے حتیٰ کہ ہاتھ سے بھی اشارہ نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ ہاتھ سے اشارہ کرے زبان سے نہ کہے۔

اُمتی کا سیّدہ سے نکاح: مسلمان مرد کا مسلمان عورت کے ساتھ اولیاء کی اجازت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے خواہ عورت اُمتی ہو یا سیّد زادی ہو۔ ہاں اگر عامی اُمتی مرد (جو متقی اور عالم نہ ہو) دیدہ دانستہ سیّد زادی کے ساتھ نکاح کرے تو خلافِ اَدب ہے۔

وسیلۂ دُعا: دعا مقبولوں کی مقبول ہوتی ہے لہذا انکی دُعاء کو وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔

مُشکل کُشاء: (اولیاء اللہ کو) بذریعہ دُعا مشکل کُشاء جاننا مجازاً جائز ہے۔

غلاف، چراغ، چلّہ: غلاف، تعظیم کے لئے احسن ہے جیسا کہ کعبہ شریف پر ہے، چراغ زائرین کے لئے (روشن کرنا) جائز ہے (صاحب) قبر کی خاطر ناجائز ہے، چلّہ باندھنا جائز ہے فقط خاک چاٹنا ناجائز ہے۔

آدابِ جنازہ: (جنازہ کے ساتھ) پختہ چیز لے جانی اور قبروں میں کھلانی ناجائز ہے۔ جنازہ کے ساتھ نعت

خوانی کا نہ ہونا افضل ہے۔

سجدہ، طواف و بوسۂ قبر : سجدہ جس نیّت سے ہو (عبادت خواہ تعظیم) شرعاً ناجائز ہے۔ طواف ناجائز ہے۔ بوسہ جائز ہے۔

میلا لگانا : جائز کاموں کے لئے میلا کرنا جائز ہے، تجارت کے لئے دکانیں لگانا جائز ہیں۔ لہو ولعب ناجائز ہے۔ اعراس کے موقعہ پر بزرگان کے مزارات پر دنگل یا کنجریوں کا ناچنا سب ناجائز ہیں (معلوم رہے کہ اگرچہ یہ کام ہر موقعہ پر ناجائز ہیں۔ تاہم اولیاء اللہ کے قرب وجوار میں اور زیادہ قبیح ہیں)۔

قوالی : اچھے خیال والے لوگ باادب ہو کر سن سکتے ہیں یعنی باوضو ہوں کھانا پینا، ہنسنا اور بولنا درمیان میں نہ ہو، سر ڈھکا ہوا اور اول آخر تلاوت قرآن شریف کی ہو اور ان کے زیرِ سایہ عام لوگ بھی داخل ہو سکتے

چہلم وخیرات پنجشنبہ : چونکہ منع نہیں آئی اور کچھ نہ کچھ ثبوت بھی ہے لہذا مباح ہے۔

دعا بعد جنازہ : دعا بعد جنازہ کا ثبوت بھی ہے لہذا مستحب ہے۔

اذان برقبر : اصل "تلقین" ہے۔ "اذان" قائم مقام تلقین کے ہے۔ لہذا جائز ہے۔

وحدۃ الوجود : عوام کے لئے "ہمہ از دوست" کا عقیدہ درست ہے۔ "ہمہ اوست" کا عقیدہ خواص کے لئے ہے اور وہی اسکو سمجھ سکتے ہیں۔

معنی حلول وبشریت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام :

حلول کا معنی ایک چیز میں دوسری چیز کا داخل ہونا ہے۔ یہ عقیدہ خدا پاک

کے حق میں کفر ہے۔ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں، جو اعتقاد رکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے یہ ہے کہ آپ جنس بشر سے ہیں چنانچہ نص قطعی بار بار باعلیٰ صوت ندا دے رہی ہے منکر اس کا لامحالہ کافر ہے اور باوجود (افضل وخیر) بشر ہونے کے کمالاتِ جسمیہ وروحیہ اتنے جناب باری عز اسمہ سے عطا ہوئے ہیں کہ ملاءِ اعلےٰ میں بھی نہیں ہیں چنانچہ حدیث شریف لو دنوت انملۃ (بوقت معراج حضرت جبرائیل علیہ السلام نے باوجودیکہ افضل الملائکہ ہیں سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانے سے بسبب خوف جلنے پروں کے انکار کر دیا اسی کی طرف اشارہ ہے) سے ظاہر ہے کما قال صاحب البردہ ؏

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ اَنَّهُ بَشَرٌ : وَاَنَّهُ خَيْرُ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ترجمہ: علم کی رسائی تو یہیں تک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنسیت کے لحاظ سے بشر ہی ہیں حالانکہ آپ تمام مخلوق جن وانس وملک سب سے ہی بہتر اور افضل ہیں۔

عبارت شفا بھی بیان کمالات میں ہے نہ انکارِ بشریت میں اگر کمالاتِ روحیہ کو دیکھ کر انکارِ بشریت من حیث الباطن کیا جائے تو جسمی کمالات مثلاً سایہ کا نہ ہونا یا مع جسم غایۃ قصویٰ (انتہائی بلندی حتیٰ کہ لامکان) تک شب معراج پہنچنا وغیرہ وغیرہ کو دیکھ کر انکار بشریت کا رأساً (بالکل) کیوں نہ کیا جائے تاکہ خوش اعتقادی کامل ہو جاوے۔ تدقیقاتِ غیر ضروریہ کی بناء پر مسلمانوں کو تکفیر کرنا میرے حوصلہ سے زائد ہے جو چاہے کرے۔

جسامت سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) : آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جسم دار تھے مگر جسم مبارک مثل روح کے لطیف تھا لہذا سایہ نہ تھا۔

تعریف مرض الموت وحکم تملیک در صحت : جو بیماری باہر چلنے پھرنے سے نہ روکے اور طوالت پکڑ جائے تو وہ بیماری صحت کے حکم میں ہے اگر صحت میں سالم مکان تملیک کر دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا تھا اور اپنا قبضہ بالکل اٹھالیا تھا تو وہ مکان خاص ملکیت اس موھوب لہ کی ہے باقی ورثاء کا اس میں کوئی حق نہیں کیونکہ وہ مکان باپ کے ملک سے وفات سے پہلے خارج ہو چکا تھا۔ وراثت اس میں ہوتی ہے کہ وفات کے وقت متوفی کے ملک میں ہو۔

نکاح پر نکاح : جو شخص دیدہ دانستہ نکاح کے اوپر نکاح کرے اور مبارکبادی کو قبول کرے یا ایسے نکاح ناجائز کو دیدہ دانستہ مبارک دے تو اسلام انکا نہیں رہتا اور نکاح ان کا اپنی عورتوں کے ساتھ بوجہ مرتد ہو جانے کے نہیں رہتا فسخ ہو جاتا ہے بالفرض اگر نکاح کے اوپر نکاح اور مبارکبادی کسی نے نہیں دی یا دی ہے تو ناکح ناجائز نے قبول نہیں کی تو (بھی سابقہ) نکاح صحیح اس کا مشکوک ہو جاتا ہے تجدید اسلام اور نکاح کے بغیر منکوحہ سابقہ کو نہیں رکھ سکتا اور نہ وہ منکوحہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جب تک طلاق نہ ہو۔

امامت حقہ نوش : اگر کسی وقت حقہ پی لیتے ہیں تو اگر بو اسکی مسواک یا الائچی سے زائل کر کے نماز پڑھاتے ہیں تو نماز میں کچھ نقص نہیں ورنہ مکروہ ہے ویسے فضول عادت ہے اچھا کام نہیں مگر ایسا آدمی کہاں ہے جو تمام بدعادتوں سے پاک ہو ہر شخص گناہوں میں مبتلا ہے کوئی تھوڑا کوئی زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل کرم سے

بچائے اور اپنے عیبوں کے دیکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فی الموطا امام مالك ان عیسیٰ بن مریم کان یقول لا تنظروا فی ذنوب الناس کانکم ارباب وانظروا فی ذنوبکم کانکم عبید (ترجمہ: موطا امام مالک میں ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم سلام اللہ تعالیٰ علیہما فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے عیوب اس نظر سے مت دیکھو کہ گویا تم ہی رب ہو بلکہ اپنے عیوب کو اپنی نگاہ میں رکھو گویا کہ تم بندے ہو۔)

امامت غسال : میت کو غسل دینا کوئی گناہ کا کام نہیں بلکہ خدائی حکم ہے اجرت بغیر، ثواب کے لئے کرے تو ثواب ہے۔ اجرت لے کر کرے تو بھی جائز ہے۔ غسل دینے کی وجہ سے تو امامت میں نقص نہیں البتہ اگر مقتدیوں کی طبیعت اس کی امامت سے نفرت کرے تو مقتدیوں کی نفرت کی وجہ سے امامت اس کی مکروہ ہے۔ جیسا کہ قبیح شکل (بدصورت انسان) اگرچہ شرعاً مجرم نہیں اگر مقتدیوں کو اسکی امامت پسند نہ ہو تو اسکی امامت مکروہ ہے۔ کما ھو الظاھر من کتب الشرع۔ (جیسا کہ کتب شرعیہ میں ظاہر ہے۔)

ذکر بالجہر : ذکر خفیہ بہتر ہے اور حسب اجازت شرع شریف جہر بھی روا ہے مگر جس موقعہ میں ذکر جہر سے کسی ذاکر یا قاری یا معتکف یا نائم (سونے والے) کو تشویش ہوتی ہو تو وہاں جہر غیر مشروع ہے

ریش تراش کی امامت : داڑھی کترانے والے اور حد شرع سے گزر کر منڈوانے والے کے پیچھے نماز

مکروہ تحریمی ہے، واجب الاعادہ ہے۔ اور معنی صَلُّوْا خَلْفَ کُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ
(ہر اچھے برے کے پیچھے نماز پڑھ لو) کا یہ ہے کہ فاسق معلن (اعلانیہ
گناہ کرنے والا) نہ ہو اور یہ سب کچھ (داڑھی منڈوانا اور کترانا) معلن
کے حق میں (ہی) ہے۔

نعرۂ رسالت و انگوٹھے چومنا: نعرۂ رسالت اور نام مبارک سن کر ابہامین کو آنکھوں پر رکھنا بہتر
اور جائز ہے۔ ممنوع کہنے والا گنہگار ہے اس سے دُور رہنا چاہیئے کیونکہ
جس چیز سے منع نص کے ساتھ نہ ہو اسکو ممنوع کہنا شرع شریف کا
مقابلہ ہے۔

شیعہ سُنی دوستی: شیعہ کے ساتھ بغیر لاچاری اور خوف ظلم کے تعلق دوستانہ رکھنا شرعاً حرام ہے اور عزت کے
خلاف ہے۔ لہذا یہ کام کرنے والا جب تک ایسے تعلق ناجائز سے تائب
نہ ہو اور ایسا تعلق ترک نہ کرے اس سے قطع تعلق مسلمانوں کو ضروری
ہے اگرچہ زبان سے یہ ظاہر کرے کہ میں خالص سُنّی ہوں یہ دعویٰ اس کا
غیر معتبر ہے کیونکہ ظاہر کے خلاف ہے۔

اگر شیعہ خواہ مخواہ جنازہ میں شامل ہوتا ہے تو اسکو صف کے
کنارہ پر کھڑا کریں تاکہ نماز مکروہ نہ ہو ورنہ نماز مکروہ ہو گی اور اس میں
میت کا نقصان ہے رضا سے اسکو صف میں جگہ دینے والا گنہگار ہو گا۔

مسجد بے چھت: اکثر جاہوں پر نماز کی جگہ عارضی طور پہ بنی ہوتی ہے۔ بے سقف (چھت بغیر) اسکو حکم مسجد کا
نہیں جب اسکی حاجت نہ رہے اس کو مٹا دینا درست ہے اتنا خیال

ہو کہ مٹی کو پلید جگہ میں نہ ڈالے کیونکہ نماز میں استعمال ہو چکی ہے۔

وہابی کی قربانی میں شرکت: وہابیوں کا طریقہ ہے کہ مسلمانوں کو کسی ناجائز کام کی وجہ سے
جھٹ پٹ کافر اور مشرک کہہ دیتے ہیں بلکہ جائز کام کی وجہ سے بھی
مُشرک کہہ دیتے ہیں جیسا خانقاہ پر جانے کو شرک کہتے ہیں۔ بے وجہ
کفر کے مسلمان کو کافر اور مشرک کہنا خود کفر ہے لہذا قربانی میں ان کو
شریک کرنا منع ہے۔ تاکہ قربانی مشکوک نہ ہو جائے

قیام بوقت میلاد شریف: بعد سلام مسنون الاسلام کے ہر کس پر مخفی نہ ہو کہ قیام جو مروجہ ہے بر موقع
میلاد شریف قسم ادب سے ہے۔ والادب اصلہ ثابت (اور ادب اصل
میں ثابت ہے۔) ع

ادب تاجیست از فضل الٰہی : بنہ بر سر بَرَو ہر جا کہ خواہی
(ترجمہ: اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل سے ادب ہی ایسا تاج ہے جسے
سر پر رکھ کر تو جہاں چاہے چلا جا)

اور (یہ قیام بوقت ذکر میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) بدعت حسنہ میں سے
ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے امور مبتدعہ حسنہ کے مروّج کے
لئے اور اسکے متبعین کے لئے اجر کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ امور ناجائز
مستقبح سے خالی ہوں۔ بیان ولادت باسعادت حضرت رسول کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا بعض علماء صلحاء کا معمول اور
مستحسن ہو چکا ہے البتہ ضروری نہیں لہذا کرنے والے پر اعتراض اور نہ
کرنے والے پر ملامت اور تشنیع نہ ہو۔ اختیاری امر ہے۔ بہ نیت ادب

کھڑے ہونے کو بدعت سیئہ کہنا یا نہ کرنے والے کو وہابیت اور نجدیت کا دھبّہ لگانا افراط تفریط ہے۔

حاضر ناظر: ہر جگہ ہر وقت حاضر ناظر ہونا خاصہ (خصوصیّت) خدا پاک جلّ شانہٗ کا ہے۔ سوائے خدا پاک جل شانہٗ کے لئے یہ عقیدہ رکھنا دُرست نہیں (اسی لئے صاحب بہارِ شریعت نے بھی حصّہ نمبر سولہ زیر عنوان "مجالس خیر" مسئلہ نمبر ایک متعلقہ میلاد شریف کے آخر میں لکھ دیا ہے کہ بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حُضور اقدس صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس موقعہ پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں اگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرما دیں اور تشریف لائیں تو مستبعد بھی نہیں انتہیٰ کلامہ۔ لہٰذا اہلسنت والجماعۃ پر یہ اعتراض کہ وہ ہر جگہ ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہ نفس نفیس حاضر و موجود سمجھتے ہیں اعتراض نہیں بلکہ الزام ہے۔ پس یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ حاضر و ناظر کے معنی خوب سمجھ لینا چاہیئں کہ اہلسنت والجماعۃ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر کس معنی میں سمجھتے ہیں تاکہ سب خدشات ختم ہو جائیں (جس وقت حُضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مخلوق کی طرف ہو اسوقت حاضر ناظر ہونا ہو سکتا ہے۔ ایسا وقت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر آتا ہے کہ اسوقت مخلوق کی طرف توجہ بالکل نہیں ہوتی جیسا کہ لی مع اللہ وقت لا، یعنی (حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے: میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولی کا ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جس میں میرے ساتھ اس وقت اس میں نہ کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش ہوتی

ہے نہ نبی مرسل کی علیہم الصلوٰۃ والسلام) لہٰذا ہر وقت ہر جگہ حاضر ناظر کہنا دُرست نہیں۔

فقیر کاتب الحروف کی یہ درخواست بھی قابلِ غور ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ دلیلِ ظنی سے ثابت ہے لہٰذا اختیاری امر ہے کوئی مانے فبہا، اور اگر نہ مانے تو کم از کم اس عقیدہ والے کی تکفیر میں عجلت نہ کرے کہ انکا سہارا دلائل قاہرہ پر ہونے کے علاوہ انہیں بے شمار مقبولان بارگاہ رب ذی الجلال اور علماء ذو احتشام کی تائید بھی حاصل ہے جو اس عنوان پر لکھی جانے والی علماء اہل سُنت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے پر مخفی نہیں۔

بحمدہٖ سُبحانہٗ وتعالےٰ میں نے چند ایسے مسائل جن میں دلائل پر مفصل بحث کی بجائے صرف حلّت وحُرمت اور جواز و عدم جواز وغیرہ کا ذکر، نفی یا اثبات میں کیا گیا ہے، کا انتخاب کر کے نقل کرنے کا شرف حاصل کیا تاکہ طوالت مُوجب ملال نہ بنے۔

کرامات

حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیشمار مرتبہ کشف و کرامات کا ظہور ہوا، ان میں سے چند ایک کو یہاں نقل کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ مجھے رطب ویابس ملانے سے محفوظ فرما دیں۔ آمین۔

دائمی بخار میں مُبتلا کی شفایابی: متیانہ ضلع جھنگ کے محترم حکیم جناب میاں فضل حسین صاحب انتہائی نیک صُورت نیک سیرت انسان ہیں، اپنا ہی قصّہ بیان فرمایا کرتے ہیں کہ انہیں عالم شباب میں دائمی بخار کا عارضہ لاحق ہوا، حکماء اور

ڈاکٹروں نے ہرچند علاج کیا مگر یہاں معاملہ کچھ مریضِ عشق جیسا تھا کہ

؎ مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دَوا کی

اِسی تگ و دَو میں کافی عرصہ تک خاک چھاننے کے بعد بھی مشیّت ایزدی نے معالجین کا ساتھ نہ دیا تو اُنہوں نے لاعلاج مریض قرار دیتے ہوئے صِرف چند اشیاء مثلاً کھجور، لسّی وغیرہ سے پرہیز کی سخت تاکید کرتے ہوئے دوا دارو بند کر دیا۔ جب حکیم صاحب اس قابلِ رحم حالت سے دوچار ہوئے تو واصلانِ حق جلّ و علا کے توسل ہی میں ذریعہ نجات سمجھ کر اولیاء اللہ کے شفا خانوں سے حبّ شفا کی تلاش میں نکلنے کا احرام باندھا۔ ان کے ماموں اور پھوپھی جو سیال شریف بیعت تھے انہیں پہلے سیال شریف ہی لے گئے یہ بھی اس وقت طفلِ مکتب تھے کہ بجائے اپنے مرشدِ کامل کے آستانِ ذیشان پر آنے کے ان کے کہنے پر سیال شریف چلے گئے۔ وہاں چار روزہ قیام کے دوران زیارت کے علاوہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کو بھی دعا کی درخواست کرتے رہے۔ آپ اندرون خانہ جاتے تو پھوپھی صاحبہ اور باہر رونق افروز ہوتے تو ماموں صاحب عرض کرتے مگر آپ نے توجّہ نہ فرمائی کہ آپ بھی آخر شیخ الاسلام تھے۔ آخری دن یہ فرماتے ہوئے خوب تربّیت فرمائی کہ میاں! "پرائی بکری کوں کون گھا گھتے" یعنی دُوسرے کی بکری کو کون ہے جو گھاس ڈالے، اللہ اکبر! اب وہاں سے سیدھے ملتان شریف حاضرِ خدمت ہوئے جب یہاں پہنچے تو لوگ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھروں کو چلے گئے تھے مگر میرے پیر و مرشد حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے بیرونی تخت پوش پر بظاہر تو آرام فرما رہے تھے مگر انکی بیداری کا اندازہ

لگائیے کہ جب یہاں پہنچ کر سلام و نیاز سے مشرف ہوئے تو آپ نے پوچھا میاں! کہاں سے آرہے ہو؟ عرض کی حضور، جھنگ سے۔ تو قدرے رنجش آمیز لہجے میں فرمایا جھنگ سے یا سیال شریف سے؟ سُبحان اللہ۔ دم بخود ہو کر اقرار کیا کہ سیال شریف ہی سے، کہتے ہیں اس فرمان ذیشان کے بعد آنجناب نے ہم سے رُخِ انور پھیر لیا اور یُوں محسوس ہوتا تھا جیسے زبان حال سے فرما رہے ہیں ؎

سب سہوں گر لاکھ بُرائی ہوگی : گر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی

پھر صاحبزادگان والاشان میں سے کسی نے ہمیں کچھ کھانا اور بستر دے کر مسجد ہی میں آرام کرنے کو کہہ دیا یہ بھی ہمارے لئے خلافِ معمول تھا کہ سرائے میں جگہ نہ دی۔ بہرحال صبح ہوئی، نماز ادا کی، آپ نے خلاف معمول کوئی تفصیلی گفتگو و پرسشِ احوال نہ فرمائی ہم جان تو گئے تھے کہ آپ کو اللہ جل شانہٗ کی عطا سے معاملہ معلوم ہو چکا ہے لہذا آپ کے فرزند ارجمند منظورِ نظر سراپا شفقت حضور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو سفارش کی خاطر عرضی پیش کی۔ آنجناب سراپا شفقت اپنے پدر بزرگوار کی بارگاہ میں ہمیں لے کر حاضر ہوئے اور ناز و نیاز کے انداز میں معافی طلب کرتے ہوئے میری حالت پر نظر کرم کی درخواست پیش کی جو درجہ قبولیت میں بارور ہوئی۔ آنجناب نے ایک گلاس لسّی اور ایک پلیٹ کھجور مجھے مرحمت فرمائی اور خود کہیں لنگر خانہ کی طرف تشریف لے گئے واللہ اعلم خانقاہ شریف حاضری دی یا کہاں گئے بہرحال واپسی پر فرمایا میاں! دونوں چیزیں ختم کرنا ہیں۔ میں بخار میں مبتلا تھا بھوک بند تھی اور یہ چیزیں خصوصاً منع تھیں مگر طوعاً کرہاً آہستہ آہستہ حسب ارشاد کھجور اور لسّی حتیٰ

شفا سمجھ کر نوش جان کی آپ نے دعا فرمائی ہم نے اجازت طلب کی تو فرمایا کل جانا ــــــــ لہذا اگلی رات ہم یہیں رہے یہ گزشتہ رات کا تدارک تھا کہ خوب مہمانی فرمائی صبح اجازت مرحمت فرمائی اسی دوران ہی میرا بخار ختم ہونا شروع ہو گیا چہرے کی مایوس رنگت میں اُمید کی کرن نمایاں ہوئی۔ وطن عزیز پہنچا تو مجھے میرے معالجوں میں سے کسی نے کہا میاں تمہیں کوئی خضر و مسیحا مل گیا ہے کہ شفایابی کے آثار نمایاں ہیں اور یہ چہرہ اب وہ چہرہ نہیں لگتا۔ چنانچہ حکیم صاحب فرماتے ہیں اس کے بعد میں آج تک صحیح و تندرست تمہارے سامنے ہوں۔ بحمدہ تعالیٰ انکی کثیر اولاد ہے بڑے صاحبزادے جناب میاں غلام قادر صاحب ایم اے، انتہائی نیک سیرت آدمی ہیں جو اس احقر کاتب الحروف کے پیر بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ باوجود جوانی کے عشق و محبت اور اتباع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ثابت قدم ہیں۔ اللہ تبارک و تعالےٰ انہیں اور انکی اولاد احفاد کو تادمِ آخر ثابت قدم رکھیں، آمین!

کوٹھے والا سے جناب قاری غازی بخش صاحب نے اپنے چچا محترم کی زبانی یہ قصہ بیان کیا کہ انکے ماموں محترم حافظ اللہ یار صاحب کو سخت بخار کا عارضہ لاحق ہوا۔ بہت علاج کئے مگر رو بہ افاقہ نہ ہوئے حتیٰ کہ پندرہ دن سے بھی زیادہ وہ صاحبِ فراش رہے اب میرے دادا محترم نے میرے چچا محترم حافظ احمد بخش صاحب کو آپ کی خدمت عالیہ میں طلب دعا کی خاطر بھیجا۔ سبحان اللہ کہتے ہیں میرے ماموں صاحب کا بخار چند گھڑیوں بعد اُترنا شروع ہوا حتیٰ کہ مکمل طور پر شفایاب ہوئے اور میرے دادا محترم نے چچا محترم سے پوچھ کر خوب اندازہ لگایا کہ بخار عین

اسی وقت اُترنا شروع ہوا جب آنجناب نے دُعا فرمائی۔

دَریا کا رُخ بَدلنا : علاقہ مسّی پیپلی سے آپ کے راسخ الاعتقاد مُرید جناب میاں محمد حنیف کھیڑا صاحب نے بیان کیا تھا کہ سالانہ سیلاب اور دریائے چناب کی طغیانی کے معمول نے ہمیں سخت پریشان کر رکھا تھا اور باوجود غربت کے ہر سال مکانات از سرِ نو تعمیر کرنا پڑتے تھے۔ اس سال بھی ہم حفاظتی مقامات کی طرف سارا سامان اکٹھا کر کے جانے کا پروگرام بنا رہے تھے کہ خیال آیا اس دفعہ ذرا حضور ولی لاثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس درد بھری کہانی کو تو سُناؤں شاید کرم نوازی ہو جائے چنانچہ حاضر ہو کر بڑی لجاجت سے اپنی غربت اور دریا کی طغیانی سے باخبر کیا تو ہنس کر فرمایا کھیڑا صاحب! تمہارے مکانوں کو تو دریا کچھُ نہ کہے گا مگر میٹھے ٹکڑے کھلانے پڑیں گے۔ کہتے ہیں آنجناب کی اس خوش طبعی سے میری آدھی پریشانی ختم ہو گئی بعدہٗ مجھے فرمایا اتنی ٹھیکریاں پاک کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ میں معیّن تعداد گِن کر لایا آنجناب نے کچھ دم فرما کر دے دیں کہ انہیں پُوری قوّت سے دریا کی طرف پھینکنا انشاء اللہ العزیز جہاں یہ پہنچیں گی پانی اس سے آگے نہ بڑھے گا۔ اللہ اکبر۔ کہتے ہیں اپنے مکانوں سے ذرا آگے ہو کر میں نے حسبِ ارشاد ٹھیکریاں دریا میں پھینک دیں اور اہلِ خانہ و جمیع رشتہ داروں کو مطمئن ہو کر بیٹھنے کا کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہتے ہیں آج عرصۂ دراز گزرنے پر بھی پانی اس جگہ سے متجاوز نہیں ہوا اور اسی دن اپنی آنکھوں سے پانی کو رُخ تبدیل کرتے ہم نے دیکھا۔ یہ قصہ انہوں نے مجھے اس واقعہ کے بارہ سال گزرنے کے بعد سنایا تھا جو میں نے اپنی یادداشتوں

میں لکھ لیا تھا۔ ؎ بہتے دریا پہ حکومت ہے خداوالوں کی

اسی نوع کا ایک واقعہ آپ کے مُرید باصفا جناب میاں بشیر احمد صاحب رنگ پوری نے مجھے چند روز قبل بیان فرمایا کہ میں عرس شریف میں شمولیت کی خاطر ملتان شریف آنے لگا تو حضور قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید کامل جناب صوفی نور محمد خان صاحب نے کہا کہ غریب آدمی ہوں اور دریا زوروں پر ہے سُنا ہے حضور ولی لاثانی ڈھیلے پڑھ کر دیتے ہیں جن کو دریا میں پھینکنے سے دریا کی طغیانی رُک جاتی ہے لہذا پڑھوالتے آنا۔ فرماتے ہیں میں نے ڈھیلے دم کروا کر ان کے فرمان سے خود پھینکے اور آج اتنا عرصہ گزرنے پر بھی بحمدہٖ سُبحانہ وتعالیٰ انکے مکانات اسی طرح کھڑے ہیں اور ہر سال پانی انکے مکانات سے تقریباً فرلانگ دو فرلانگ کے فاصلہ تک ہی آتا ہے اس سے متجاوز نہیں ہوتا۔

اسی طرح بستی مُراد آباد کے پیر بھائی صاحبان نے بھی باغ کی سیلاب سے حفاظت کے لئے دعا کی درخواست کی آپ اس وقت وہیں رونق افروز تھے کہتے ہیں کہ دریا کو مخاطب ہو کر آپ نے کچھ فرمایا تو ایک ہی رات میں دریا پیچھے ہٹ گیا اور ہمارا باغ محفوظ رہا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

آپریشن کی حاجت نہ رہی: دور کوٹ کے میاں عاشق محمد صاحب مرحوم جن کا کچھ زمانہ اس عاجز فقیر نے بھی پایا بحمدہ تعالیٰ راسخ العقیدہ لوگوں میں تھے بیان کرتے تھے کہ مجھے پتھری کی شکایت ہوگئی جس کی وجہ سے پیشاب کی تکلیف کے ساتھ ساتھ اکثر دردِ گردہ کی ناقابلِ برداشت تکلیف شروع ہو جاتی تھی لہذا سول ہسپتال میں موجود ڈاکٹروں سے مِلا انہوں نے آپریشن کا مشورہ دیا

میں نے تسلیم کیا۔ ایکسرے کے بعد آپریشن کے لئے اُنھوں نے دن مقرر کر دیا۔ میں اسی دن دُعا کی خاطر آنجناب حضرت ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج ہی آپریشن ہے کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ آپ بوجہ غلبہ محبّت باغلامان میری یہ بات سن کر ایک لحظ کے لئے عالم پریشانی میں سرنگوں ہو گئے مگر جلد ہی انتہائی اطمینان سے اپنا درخشاں رُخ انور میری طرف کیا اور فرمایا میاں عاشق محمد! سُنو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب آپریشن کی حاجت نہیں رہی البتہ حسب وعدہ ہسپتال ضرور جانا چنانچہ میں ہسپتال پہنچا ہی تھا کہ اِتنا شدید درد شروع ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہ پڑا تھا پھر فوراً ہی تقاضا ہوا میں حاجت خانہ پہنچا ہی تھا کہ پیشاب خوب تیزی سے آیا حتیٰ کہ اس کے ساتھ ہی چند پتھریاں نکل پڑیں اور میری تکلیف بغیر آپریشن ختم ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

سنگترے شفا بن گئے: میاں محمد مختار بھٹہ حماد پوری کو تپ دائمی لاحق ہوا ہر چند علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔

ایک روز جناب حاجی خان صاحب بھٹہ مرحوم آنجناب حضور ولی لاثانی کی خدمت میں کسی کام کو حاضر ہوئے تو اتفاقاً میاں مختار بھٹہ صاحب کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی اور کہا اب تو سب مایوس ہو گئے ہیں اور لڑکا صاحبِ فراش ہے خدارا دُعا کی امداد فرماویں۔

آنجناب قبلہ نے دعا فرما کر ایک روپیہ بھی مرحمت فرمایا کہ اسکے سنگترے لیتے جانا اور اسے کھلا دینا عرض کی میں خود لے لوں گا فرمایا اسی روپیہ سے کھلانا مقصود ہیں چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی جس کے چند روز بعد ہی وہ بحمدہ تعالیٰ شفایاب ہوا شادی کر کے صاحب اولاد ہوا اور

تاحال حیات ہے۔ بیشک ع اللہ والے دیتے ہیں سب کچھ

بذریعہ خواب مُریدِ صادق کی رَاہنمائی فرمانا:

جناب صوفی محمد عبدالقادر صاحب لاہوری جو آنجناب کے صاحب مجاہدہ
مُریدوں سے ہیں اور جتنا مُجاہدہ اُنہوں نے کیا کسی نے کم کیا ہوگا۔ تاحال
صرف چائے پر گزارہ کرتے ہیں اور لباس ہر وقت احرام کی طرح
رکھتے ہیں خود بیان کرتے ہیں کہ ابتدا سلوک میں پیدل سفر کیا کرتا تھا
ایک دفعہ زادِ راہ ختم ہوگیا اور سفر بھی ایسی طرف شروع تھا کہ کسی منزل
پر کوئی دوست نہیں رہتا تھا۔ لہٰذا تین دن کے فاقہ کے بعد میں سفر کے
قابل نہ رہا تو حضرت ولی لاثانی کی حیات مبارکہ میں ہی ان سے غائبانہ امداد
طلب کی۔ سبحان اللہ! مجھے نیند کا غلبہ ہوا سوتے ہی زیارت فیض بشارت
سے مشرف فرما کر ارشاد فرمایا سڑک کے کنارے جو شہتوت کے سرکاری
درخت ہیں ان سے بقدرِ ضرورت شہتوت استعمال کرلو چنانچہ بیدار ہونے
پر میں نے شہتوت استعمال کئے اور اپنی راہ لی حتیٰ کہ اسی طرح سفر کرتا ہوا
منزلِ مقصود پر پہنچا۔ بحمدہ تعالیٰ انہیں تاحال آستانہ عالیہ سے والہانہ
عقیدت ہے اور لاہور میں حضرت فیض عالم داتا گنج بخش صاحب علیہ الرحمۃ
کا عرس شریف بھی مناتے ہیں، وجد و سماع میں خوب دلچسپی اور ذوق
انہیں حاصل ہے۔

درمانِ دردِ فراق: راجہ احمد یار خان صاحب مرحوم کے لڑکے
جناب میاں محمود صاحب بھٹہ جو اپنے زمانۂ
طالب علمی میں حضرت قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رفیق سفر رہے ہیں
اور انہی سے بیعت بھی ہوئے بحمدہ تعالیٰ تاحال بقید حیات انتہائی خوش

طبع اور خوش عقیدہ انسان ہیں اُنہوں نے مجھے خود یہ حکایت سنائی کہ
میرے ایک دوست جناب مہر محمد مراد سیال کی لڑکی شادی کے ایک سال
بعد فوت ہوگئی۔ مہر صاحب چونکہ اس لڑکی سے حد درجہ محبت کرتے
تھے اسلئے دردِ فراق میں ہر وقت گریاں و سینہ بریاں رہتے۔ اسی جنون
میں ان کا یہ عالم تھا کہ سردیوں میں کپڑا اُوپر نہ لیتے اور نہ ہی گرمیوں میں
سایہ ڈھونڈتے۔ عرصۂ دراز اسی حال میں مجنونوں کی طرح آوارہ پھرتے
اور اپنے خیال میں عشقیہ اشعار گنگناتے رہتے۔ ایک دفعہ مجھے کہا جب
تمہارے پیر صاحب حضور ولی لاثانی عابد بے ریا مسیحائے دوراں تشریف
لاویں تو مطلع کرنا میں اپنی حالت زار پر دُعا کراؤں گا۔ کچھ عرصہ بعد آپ
نے ہماری بستی کو رشکِ گلزار بنایا تو میں نے انہیں اطلاع کی بلحاظ ہندی
پوہ یعنی سخت سردیوں کا مہینہ تھا وہ رات کو آئے اور کافی دیر تک اپنی
سرگزشت سناتے رہے۔ کچھ دُوسرے حاضرین نے ان کے غم و اندوہ پر
تبصرہ کیا الغرض آپ نے فرمایا رات کو یہیں رہو صبح دعا کریں گے
لہٰذا سب حاضرین سو گئے۔ آپ حسبِ عادت نیم شب کو بیدار ہوئے
نمازِ تہجد ادا فرمائی پھر بستر پر بیٹھ کر لحاف اوڑھے ذکر میں مشغول ہوگئے
بھٹہ صاحب کہتے ہیں میں حاضرِ خدمت تھا صبح کی نماز سے پہلے مجھے
فرمایا مہر صاحب کو جگاؤ میں نے جگا دیا۔ انہیں فرمایا کچھ سناؤ انہوں
نے عرض کی مجھے معلوم ہے آپ قوالی یا نعت سنتے ہیں، میں تو محض
دیہاتی آدمی ہوں کچھ نہیں جانتا، فرمایا (درد فراق والے بہت کچھ
جانتے ہیں) جو جانتے ہو پڑھ کر سناؤ مگر سناؤ ضرور، چنانچہ رات کی
تاریکی، دیہات کی خاموشی، خلوت اور صبح کا بابرکت وقت مہر صاحب نے مجبوراً ایسے

قطعہ بڑے ذوق سے پڑھنا شروع کیا اور آپ نے سنا ؎

ساونڑ سُہاگ زمین کوں — جنگل بیلا نصیب کہیں کوں
مَنجھیں چَردیاں کانہہ چھیں کوں — ساونڑ گزُریا خواب وِچ لے
تے پوہ وِچ خبراں پیاں

چُنانچہ یہ سنتے ہی آپ پر حالت طاری ہوگئی اور چارپائی سے نیچے جو آگ جل رہی تھی اس میں لحاف سمیت آگرے اور کپکپی شروع ہوگئی۔ ہم نے مل کر اُٹھایا خوب مٹھیاں بھریں مگر کافی دیر بدن اقدس لرزہ میں رہا۔ بالآخر حالت صحو میں آئے تو فرمایا زمین کا سہاگ (حُسن) ساون (ہندی مہینہ میں موسم گرما) کا مہینہ ہے اور جنگل میں تو کسی آزاد جانور کو ہی چرنا نصیب ہوتا ہے بندھا جانور ایک قسم کے گھاس دانہ پر مجبور ہوتا ہے جبکہ بھینس جنگل میں کانہہ اور چھیں (خودرو پودوں اور فصل کا نام ہے) مزے سے چرتی ہیں۔ تیسرے مصراع میں ساون سے مراد دُنیاوی زندگی ہے جو ایک مہینہ سے زائد نہیں اور وہ بھی غفلت میں گزر گئی اور پوہ (ہندی مہینوں میں ایک مہینہ کا نام) سے مراد قبر اور برزخی واخروی زندگی ہے کہ جب شروع ہوگی تو سب معلوم ہوجائے گا کہ دنیا (جو آخرت کے امتحان کی تیاری کا موقعہ تھا) کیسے گزاری۔ کیا کرنا تھا اور کیا کیا؟ اللہ اکبر۔ یہ معانی بیان فرما کر مہر صاحب کے لئے دُعا فرمائی تو انکی سب حاجات رَوا ہوئیں اور شفایاب ہوگئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

حکیم عبدالحمید صاحب پر مہربانی: ساہیوال ضلع سرگودھا میں آپ کے صاحبدل مرید جناب حکیم صاحب جن کا کچھ ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے سے ایک موقعہ پر آپ نے

دریافت فرمایا حکیم صاحب! آج کیا پکاؤ گے؟ عرض کی حضور! جو حکم ہو فرمایا صرف سبزی پکا دو حکیم صاحب کہتے ہیں میں نے عرض کی فلاں سبزی ہو جائے؟ فرمایا ہو جائے پھر کہا فلاں چیز ہو جائے؟ فرمایا ہو جائے اسی طرح میں کھانوں کی مختلف اقسام گنتا گیا آپ کسی خیال میں محو تھے فرماتے گئے ہو جائے۔ الغرض میں نے سات چیزیں شمار کرائیں اور سب کی اجازت مل گئی میں نے بھی تیار کر دیں۔ بحمدہ تعالیٰ خوب دعوت ہوئی سب نے خوش ہو کر طعام کھایا پھر شام کو مجھے بلا کر فرمایا کہ اب صرف ٹنڈے کی سبزی پکانی ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں پکانا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں مجھے فرمایا تمہارا گھر بہت تنگ ہے یہ ساتھ والی زمین دل کرتا ہے تمہاری ہو جائے میں نے عرض کی بہتر ہے دعا فرما دیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آپ کی توجہ سے مختصر عرصہ میں انتظام ہو گیا اور مجھے قریبی زمین لینے کا موقعہ مل گیا۔

اس کے بعد حکیم صاحب نے یہ مکان بدلا تو پھر حضور سراپا نور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت سے وہ بھی فراخ ہوا۔ جس کا ذکر اپنے موقعہ پر آئے گا۔

یہاں ضمناً یہ بات عرض کر دوں کہ آنجناب قبلہ کے متعلق حضور معراج الانسانیت فرمایا کرتے تھے کہ جہاں کہیں کھانے مختلف اقسام کے تیار ہوتے تو آپ حاضرین سے فرماتے میزبان نے زیادہ کھانے اس لئے نہیں پکائے کہ ہر شخص ہر کھانا کھائے بلکہ اس لئے کہ چونکہ ہر کسی کی پسند اپنی ہوتی ہے لہٰذا جسے جو سالن پسند ہو وہی ایک استعمال کرے۔ سبحان اللہ! اس میں نفس کشی کی کیسی ترغیب فرمائی۔ مجھے ایک روایت یوں بھی

ملی کہ کہیں کھانا چُن لیا گیا۔ لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ آپ شروع فرمادیں تو ہم بھی شروع کریں۔ چُنانچہ میزبان کو بُلایا اور پوچھا جس قصاب سے گوشت لیا اس کا مذہب معلوم ہے؟ کہا نہیں، جب معلوم کرایا گیا تو وہ شیعہ یا مرزائی تھا لہٰذا کسی نے وہ کھانا نہ کھایا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

یہی حکیم صاحب بیان فرمایا کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جنّات نے خُوب تنگ کیا تو میں نے انہیں مخاطب ہوکر کہا اے جنّات کا گروہ! تم اسی لئے پیدا کئے گئے ہو؟ ذرا بتاؤ تو سہی تمہاری خلقت اور پیدائش سے حق تعالےٰ کا مقصد یہی تھا؟ اگر تمہیں معلوم نہیں تو مجھ سے خود حق تعالیٰ کا کلام سنو اللہ تبارک وتعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن۔

ترجمہ: اور میَں نے تو جنّ اور انسان دونوں کو صرف اپنی ہی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

فرماتے ہیں مجھے جنّات نے بیک زبان جواب دیا کہ: "اگر تو ملتان دارالامان کے ٹوپی والے بزرگوں کا مُرید نہ ہوتا تو ہم تجھے بتا دیتے کہ تو نے ہمیں کیسے وعظ ونصیحت کرنے کی جرأت کی۔" اور اس کے بعد انہوں نے تنگ کرنا چھوڑ دیا تو میں سمجھ گیا حق تعالےٰ جل شانہ نے یہ عزت کرامت مجھے میرے پیر ومُرشد کامل ولی اللہ کے تصدّق میں نصیب فرمائی۔

میاں لعل دین صاحب کو رابطہ کا ذریعہ بتانا:

میاں لعل دین صاحب جھنگوی

مرحوم جن کی بیعت کا حال ذکر کر آیا ہوں بحمدہ تعالےٰ بڑے مخلص اور عقیدتمند

مُرید تھے خود بیان فرماتے تھے کہ میں نے بیعت کے بعد کسی موقعہ پر عرض کیا حضور! آپ ملتان، آپ کا غلام، جھنگ میں، لہٰذا اگر کبھی مشکل بن جائے اور آپ کو دعا کی درخواست کرنا پڑے تو کوئی طریقہ ایسا فرمادیں کہ گھر بیٹھے کام بن جاوے۔ سُبحان اللہ ارشاد فرمایا یہ کچھ مشکل نہیں جب دل چاہے ملتان کی طرف گیارہ قدم چل کر عبدالکریم کے نام آواز دے کر جو بھی کام ہو بتا دیا کرو۔ گویا فرمایا یا شیخ شیئاً للہ شیخ کامل پڑھ کے دیکھ

چُنانچہ کہتے ہیں عرصۂ دراز کے بعد میَں نے اپنی زمین میں بور کرایا بے حد خرچہ ہوا مگر ٹیوب ویل سے پانی نہ نکلا کچھ عرصہ کام بندرہا، پھر دوبارہ بور کرایا اور بڑے قابل اور نامور مستری بُلوائے وہ بھی تھک ہار کر کہنے لگے کہ کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ٹیوب ویل پانی کیوں نہیں کھینچتا، بور بھی بہت کُھلا اور گہرا کیا ہے کوئی غیبی راز ہے۔ کہتے ہیں مجھے یاد آ گیا کہ آپ نے اپنی ذات گرامی سے رابطہ کا ایک عمل ارشاد فرمایا تھا چنانچہ مستری اپنی کوشش میں لگے ہوئے پریشان کھڑے تھے کہ میں نے کہا میَں اپنے حضرت مرشد کریم سے تو دُعا کرالوں اور یہ کہہ کر چل دیا وہ دیکھتے رہ گئے کھلے میدان میں آ کر بجانب ملتان دارالامان ٹھیک گیارہ قدم چلا اور زور سے آواز دی یا حضرت مولانا محمد عبدالکریم صاحب! دُعا کی مدد شاملِ حال فرمایئے، غریب وناتواں غلام ہوں خرچہ از حد زیادہ ہوگیا ہے مگر ٹیوب ویل سے پانی نہیں نکل رہا اور مجھے اس گفتگو نے کچھ مزہ سا دیا تو بات لمبی کرتا اور بڑھاتا گیا حتیٰ کہ مجھے مستریوں نے آواز دے کر مبارکباد دی کہ پانی تو آگیا ہے مگر وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ آجاؤ، میں آیا اور حمدِ خداوندی بجا لایا۔ یہ احقر جب اپنے پیرِ صحبت حضور

معراج انسانیت کے ہمراہ انکے گھر گیا تو اُنہوں نے وہ ٹیوب ویل چلا کر
دکھایا اور وہ میدان بھی دکھایا جہاں سے کھڑے ہو کر ملتان کی جانب
غیبی ندا کی۔

میرے پیر بھائی میاں غلام قادر صاحب ستیانہ والوں کو انہوں
نے ہی بتایا کہ مائی بھاگن بھروانہ نے مجھے مختلف سامان از قسم برتن
بستر، گھی، ونقدی رقم وغیرہ دے کر بخدمت حضور ولی لاثانی رضی اللہ
تعالےٰ عنہ پیش کرنے کو بھیجا، مَیں جھنگ سے خانیوال تک پہنچ گیا مگر
محصول ادا کرنے کو رقم نہ تھی اور چونکہ گاڑی بدلنی تھی اور اس میں
محصول کی پرچی دکھا کر ہی بیٹھا جا سکتا تھا۔ میں اب خانیوال پریشان
کھڑا سوچ رہا تھا کیا کروں چنانچہ وہی عمل یاد آیا تو ملتان شریف کی
جانب گیارہ قدم چل کر آنجناب کو پکارا پھر مُڑ کر دیکھا تو پولیس وال
جن سے ڈر رہا تھا کہ وہ گھوم پھر رہے تھے خود ہی میرا سامان اُٹھانے لگ
اور کہا صوفی صاحب تمہارا سامان ہے؟ کہا ہاں تو کہنے لگے جلدی کر
گاڑی تو چلنے والی ہے لہذا اُنہوں نے خود سامان نئی گاڑی میں رکھا اور
مجھے اطمینان سے جگہ پر بٹھا گئے۔ پھر ملتان پہنچا تو رات کے دس بج
تھے سواری کا ملنا مشکل تھا، مل بھی جاتی تو سوچا کہ اپنی رقم تو نہیں جس
سے خرچ کروں، کیا کروں گا بہر حال پریشانی میں باہر آیا ایک تانگہ
میں تھا کہنے لگا کہاں جانا ہے؟ میں نے کہا قدیر آباد۔ کہا سمجھ گیا ہو
بیٹھو۔ ٹھیک حضرت صاحب کی جگہ پر لے آیا میں نے ازراہِ تکلف
پوچھا کتنی رقم بطورِ کرایہ دینی ہے کہنے لگا سپیشل تانگہ ہے کافی رقم
لیتے ہیں۔ میں نے کہا میں نے تو سپیشل نہیں کرایا تو خود ہی مجھے سوار

کر کے لے آیا ہے، دوسری سواری کا انتظار بھی نہ کیا تو کہنے لگا میں
آپ سے کوئی کرایہ مانگ رہا ہوں؟ ناراض کیوں ہوتے ہو، میں
تو ویسے بھی گھر آ رہا تھا اور سامان اُتروانے کے بعد وہ چلا گیا۔

برادرم غلام قادر صاحب ہی نے بتایا کہ میاں لعل دین صاحب
ہی کے ہمسایہ نے مجھے عجیب قصّہ سُنایا کہ میری گھر والی سخت بیمار ہوئی
اور میرا بچہ چنیوٹ میں ملازم تھا، بچّہ کو والدہ سے از حد محبّت تھی
سوچا اگر اسے نہ بُلایا تو وہ خُوب محسوس کرے گا کہ مجھے خدمت کا موقع
نہ دیا مگر اتنی رقم نہ تھی یا آدمی میسّر نہ تھا جو چنیوٹ جا کر بچے کو اطلاع
کرتا میں نے یہی پریشانی صوفی لعل دین صاحب سے بیان کی تو کہنے لگے
بچّے کو بُلانا کچھ بھی مشکل نہیں تم فکر نہ کرو کل ہی انشاء اللہ تمہارا بچّہ یہیں
ہوگا اس کے بعد میاں لعل دین اُٹھے اور چنیوٹ کی طرف گیارہ ہی قدم
بھر کر بچّے کا نام لے کر زور سے اسے پکارنے کے بعد کہنے لگے والدہ
سخت بیمار ہے تم یہیں بیٹھے رہو گے جلدی سے آجاؤ چنانچہ میرا بچّہ
اگلے دن گھر تھا۔ میں نے پُوچھا خلافِ معمول کیسے آئے ہو تو کہنے لگا،
بابا لعل دین کی آواز چند مرتبہ کل کانوں پر پڑی تھی اور یُوں محسوس ہوتا
تھا جیسے قریب سے بُلا رہے ہوں مگر نظر تو نہ آتے تاہم بات دل میں
گھر کر گئی اور مَیں وہاں سے چل پڑا۔ میاں لعل دین صاحب سے پوچھا
تو کہنے لگے دل کی توجّہ خود حضور قبلہ ولی لاثانی کی طرف تھی کہ آپ نے
جو اپنے لئے طریقہ بتلایا اب دُوسرے پر استعمال کرتا ہوں۔ آپ ہی
کرم فرما دیں، میرا تو نام ہی ہے۔

اولاد نرینہ کے لئے وظیفہ: آپ کے صاحب دل مُرید جناب

حکیم محمد عبدالرحمان صاحب جھنگوی نے شادی کے کافی عرصہ بعد اولاد نرینہ نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے قصیدہ بردہ شریف صرف دس دن پڑھنے کا حکم فرمایا چنانچہ آئندہ سال ان کے ہاں بحمدہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوا ان کا نام محمد سعید رکھا۔ یہ اس فقیر کاتب الحروف کے پیر بھائی ہیں۔

گمشدہ ساتھی سے حسب منشاء ملاقات : ستیانہ کے نامور حکیم جناب محمد بخش صاحب جو حضور مفتی اعظم کے زمانہ میں ہی انکے فرمان ذیشان سے حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیعت ہوئے ایک مرتبہ برموقعہ عرس مبارک ملتان آرہے تھے تو اللہ دتہ صاحب لوہار نے بھی صحبت اختیار کی۔ انتہائی ضعیف آدمی تھے اور پہلی مرتبہ ان کے ساتھ آرہے تھے شہر ملتان سے اتنی واقفیت نہ تھی کسی طرح اسٹیشن پر ہی اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گئے۔ جناب حکیم صاحب بہت پریشان ہوئے رات کو اپنی پریشانی کا اظہار آنجناب قبلہ سے کیا تو تبسم کناں فرمایا فکر مت کرو صبح ڈھونڈ لینا۔ فرمان ذیشان پر رات اگرچہ کچھ نہ کیا مگر خوب سوچ اور فکر میں گزر گئی صبح ہوئی تو خوش طبعی کرتے ہوئے آنجناب کی خدمت عالیہ میں دوبارہ عرض کیا حضور! رات کو محض آپ کے فرمان ذیشان پر عمل کرتے ہوئے صبر سے وقت گزارا ہے اب میں جہاں کہوں مجھے وہیں کھڑا اور بندھا ملنا چاہیئے تاکہ مجھے پریشانی نہ ہو۔ تبسم کناں فرمایا تو کیا چاہتے ہو کہاں ملے؟ عرض کی حضرت محب اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس پر حاضری کے لئے جا رہا ہوں بس ان کے دروازہ سے بندھا ہوا ملے۔ فرمایا انشاء اللہ العزیز

جیسے چاہتے ہو ویسے ہی ہوگا۔ حکیم صاحب انتہائی خوشی میں زیارت کی خاطر گئے تو لوہار صاحب واقعی دروازہ شریف کو اس مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے جیسے خود کو باندھ رکھا ہو۔ ہجوم کے دھکوں سے اندر بھی ہو لیتے مگر فوراً پھر چوکھٹ مبارک کو پکڑ لیتے کچھ دیر یہ منظر دیکھا پھر ان سے ملاقات کی اور شکر خداوندی بجا لائے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود : یہی حکیم صاحب بیان فرماتے تھے کہ میں آنجناب قبلہ کے ہمراہ دوران سفر ایک ڈیرہ سے گزرا مہر عطا محمد بھروانہ ستیانہ ضلع جھنگ والا وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اسے کوئی کلمہء خیر سر راہ فرما دیا جس میں کسی کام کو کرنے کا حکم شامل تھا تو اس نا عاقبت اندیش نے بجائے سر تسلیم خم کرنے کے جلدی میں جواب دیا کہ ابھی مجھے اتنا پھلنا پھولنا ہے، فلاں فلاں کام کرنے ہیں ابھی سے یہ نہیں کر سکتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ فرمایا عطا محمد تیرے یہ سب منصوبے افزائش نسل پر موقوف ہیں، اگر نسل ہی نہ بڑھی تو کیا کروگے۔ چنانچہ آج تک اس سے کوئی اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

تسبیح کے دلنے خود گرنا اور ہوا میں معلق ہونا : جناب حکیم فضل حسین صاحب ستیانہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے مؤذن مسجد ستیانہ جناب میاں احمد فقیر صاحب نے بیان کیا کہ ایک موقعہ پر میں رات کو آنجناب قبلہ کی زیارت کو حاضر ہوا۔ آنجناب مسجد رحمانیہ شریف کے بیرونی تخت پوش پر بظاہر آرام فرما رہے تھے اور تسبیح شریف تخت پوش کی ایک کھونٹی سے لٹک رہی تھی میں کچھ دیر کھڑا بغور دیکھتا رہا کہ تسبیح کا ایک

ایک دانہ وقفہ وقفہ پر خود بخود گر رہا ہے میں حیران ہو کر قریب سے بھی
دیکھتا رہا حتیٰ کہ یقین ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جب آپ نے میری آمد معلوم
فرمائی اور سلام نیاز کے بعد سلسلہ گفتگو شروع ہوا تو میں نے دیکھا کہ
دانے گرنا بند ہو گئے۔ ع حکمت ایمانیاں کی شان دیکھ

آپ کے فرزند خورد اور میرے اُستاذ محترم مولانا محمّد عبد الغفور صاحب
علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا کہ مجھے ایک شخص نے حیرت انگیز بات سنائی
کہ ایک رات جبکہ مسجد میں کوئی موجود نہ تھا اور بالکل تنہائی تھی، میں
مسجد کی شمالی جانب موجود وضو خانہ سے تخت پوش کی جانب جہاں
آپ دو زانو مشغول ذکر تھے بڑھ رہا تھا کیا دیکھا کہ آپ اچانک تخت
پوش سے بلند ہو کر ہوا میں معلق ہو گئے ہیں فوراً رُک کر یہ حیران کن منظر
بغور دیکھنے لگا اور کچھ دیر تک دیکھتا رہا آپ انتہائی اطمینان سے اسیطرح
ہوا میں معلق رہ کر محو ذکر و فکر رہے حتیٰ کہ جب کسی کی آمد کا خطرہ گزرا تو
آہستہ آہستہ آپ نیچے اترنا شروع ہوئے اور دوبارہ تخت پوش پر مصروف
عبادت ہوئے۔ میری حیرت کی انتہا۔ نہ رہی بعد ازاں میں قریب ہوا
تو شفقتہً آنجناب مجھ سے ہمکلام ہوئے مگر میں اس بارہ میں کچھ بھی
بات کرنے پر قادر نہ ہوا۔

چند حکایات متعلقہ کشف

جناب محمد سعید خان صاحب احمد پوری بیان فرماتے ہیں کہ میں بلوغت
کے بعد سلسلۂ قادریہ کے ایک مشہور زمانہ بزرگ سے بیعت کرنے کا
از حد مشتاق تھا والدہ ماجدہ سے بارہا اجازت مانگی مگر نہ ملی کہ ان کا
مشورہ حضور عابد بلے ریا ولی لاثانی سے بیعت کرانے کا تھا۔ چنانچہ

ہمارا اختلاف اسی طرح چلتا رہا حتیٰ کہ والدہ مکرّمہ نے مجبور کر کے ایک
دن ملتان دار الامان بھیج دیا اور حکماً فرمایا کہ آنجناب حضور قبلہ سے ہی
بیعت کر کے آؤ میں طوعاً کرہاً وہاں سے چلا۔ دَوران سفر شب باشی
کا موقعہ ایک مسجد کے اندر ملا اور مجھے احتلام ہو گیا چونکہ اتنی آباد جگہ
نہ تھی لہذا بڑی تگ و دو کے بعد صرف اتنا پانی ملا جس سے غسل میں حسب
عادت اطمینان بھی نہ کر پایا تھا کہ ختم ہو گیا۔ مجبوراً اسی پر کفایت کی اور
عازم ملتان ہوا۔ اپنے ارادہ سے نہیں بلکہ والدہ ماجدہ کا فرمان تسلیم کرتے
ہوئے خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ سبحان اللہ آپکی بابرکت مجلس میں
جو کلمات میں نے سب سے پہلے آپ کی زبان گوہر فشاں سے سُنے وہ
یہ تھے۔ "غسل فرض کرنا ہو تو پُورا اطمینان کر لینا ضروری ہے شک کو
اس میں دخل نہ ہونا چاہیئے لہذا پانی پر جب بھی قدرت حاصل ہو
دوبارہ اطمینان کر لینا چاہیئے۔" اللہ اکبر۔ میں نادم ہو کر اُٹھا اور خوب
طہارت حاصل کی حتیٰ کہ مطمئن ہوا اور پھر حاضری کا شرف حاصل کیا
اور بیعت کے لئے درخواست کی تو فرمایا اپنی رغبت سے بیعت ہو
رہے ہو یا والدہ مکرمہ کے ہی مجبور کرنے پر چنانچہ اب تو پاؤں تلے سے
زمین نکل گئی اور صدق دل سے عرض کی حضور! پہلے جو تھا سو تھا اب
تو ہزار رغبت سے غلامی کا شرف حاصل کرنے کا مشتاق ہوں تب
آنجناب والا شان نے بیعت سے سرفراز فرمایا۔

برادرم محمد سعید خان صاحب نے اس کے بعد بڑی محبت اور
عقیدت سے رابطہ رکھا اور خوب فیض حاصل کیا۔ فرماتے ہیں بسلسلہ
ملازمت اس وقت بھی میں کراچی ہی تھا کہ چند نیک صورت لوگوں

سے مِل بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ اُنہوں نے میری بیعت اور رُوحانی تعلق کے
بارہ میں پُوچھا تو مَیں نے آنجناب قبلہ کا نام نامی لے کر عرض کیا کہ سلسلہ
چشتیہ کے ایک رُوحانی بزرگ ہیں۔ اُنہوں نے وظائف کے بارہ میں
پوچھا تو میں نے تلقین شدہ وظائف بتا دیئے۔ اُنہوں نے نفی اثبات کا
پوچھا۔ مجھے چونکہ علم نہ تھا لہٰذا مَیں کچھ بھی نہ بتا سکا انہوں نے کہا کلمہ
شریف کا فقط زبانی وِرد کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ العیاذ باللہ۔ مَیں بہت
غمگین ہوا اور ملتان دارالامان حاضری دی اور آنجناب کو پورا قصّہ گوش
گزار کیا مجھے کچھ بھی جواب مرحمت نہ فرمایا بلکہ خود مشغول ذکر ہو گئے،
میں یہاں سے اُٹھ کر تو چلا گیا مگر آپ کی باطنی توجہ اس قدر اثر انداز ہوئی
کہ میری کیفیت ظاہراً و باطناً بالکل بدل گئی میرے اندر باہر سے کلمہ شریف
ہی کا وِرد ہوتا تھا۔ سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے یوں
محسوس ہوتا کہ کلمہ شریف ہی پڑھ رہا ہوں اور اسی مُبارک ذکر
سے میں لمحہ بھر کے لئے غافل نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ مجھے والدین نے دیوانہ
کہنا شروع کیا اسی کیفیت میں مَیں جناب کے باطنی فیض پر یقین کرتا
چلا گیا اور محبت میں اضافہ ہوتا گیا۔

سُبحان اللہ تعالےٰ وبحمدہٖ اِس سلسلہ عالیہ چشتیہ میں صرف اور
صرف مُرید کی طرف سے محبت اور عقیدت شرط ہے اس کے بعد پیرومرشد
جو کچھ تلقین فرمادیں اسی سے ہی مراتب طے ہو جاتے ہیں۔ خان صاحب
کو اب تک ایسی محبت اور اعتقاد ہے کہ ہر بات مزار مطلع الانوار پر حاضر
ہو کر عرض کرتے اور واضح جواب سے مشرّف ہوتے ہیں۔ فرطِ محبت
میں یہ بھی فرمایا کرتے ہیں تم عجیب مُرید ہو کہ موقعہ ملنے پر پیران والاشان کا

جنازہ پڑھ لیتے ہو۔ مجھے موقعہ ملے تو کبھی بھی ان پر نمازِ جنازہ نہ پڑھوں
کہ زندگی میں جن سے دُعائیں منگوائیں وصال کے بعد انہیں کی مغفرت کے
لئے انہیں اپنی دُعا کا محتاج سمجھ لوں مجھ سے گوارا نہیں ہوتا۔ چنانچہ
جب سے حضور قبلہ کا وصال ہوا ہے انہی سے ہی پوچھ کر کسی کو اپنی عقیدت
کا محور ٹھہرا لیتے ہیں۔ بحمدہٖ تعالیٰ آنجناب ہمیشہ اپنی اولاد میں سے کسی کی
طرف اشارہ فرما کر انکی راہنمائی فرما دیتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

محترم جناب حضرت مولانا محمد عبدالرزاق صاحب سیت پوری مدظلہٗ
ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے عالمِ شباب میں اپنے والد گرامی نے آنجناب قبلہ
سے بیعت کی غرض سے ملتان بھیجا میں صرف اور صرف والدِ مکرم کے
فرمان سے سرتابی نہ کرتے ہوئے ملتان حاضرِ خدمت ہوا تو آنجناب سرائے
میں دھوپ کی جگہ موڑھا ڈالے اسی پر جلوہ افروز تھے۔ قریب ہو کر سلام
نیاز حاصل کئے۔ فرمایا سیت پوری ہو؟ عرض کی جی ہاں حضور! فرمایا
پہلے وہی کام کر لیں جس کے لئے اتنا سفر کر کے آئے ہو؟ مَیں حیران بھی
ہوا اور دل میں سوچنے لگا کہ میرا تو اِرادہ تھا کہ وہاں کچھ عرصہ رہ کر
پہلے آپ کو اچھی طرح دیکھوں گا (انکے کمالات پر یقین کرنے کے بعد)
پھر بیعت کروں گا مگر اب تو آپ نے خود فرما دیا ہے کیا کروں ؟
حالانکہ ابھی تک میں نے دیکھا ہی نہیں۔ یہ سب خیالات اس لئے
تھے کہ والدِ گرامی کے فرمان ذیشان کی اہمیت بوجہ جوانی اتنی نہ سمجھتا تھا
الغرض میں انہی خیالات کی وجہ سے ابھی آپ کے فرمان کا جواب نہ دے
پایا تھا کہ آپ نے دوبارہ خود فرمایا بیٹا! مجھے اگر دیکھنا ہی ہے تو دیکھ
لو، مَیں بیٹھا ہوں تم دیکھ لو۔ ہاں تمہارے سامنے ہوں خوب دیکھ لو۔

آپ نے کچھ اسطرح کے مختلف صیغوں میں تین مرتبہ کلمات ارشاد فرمائے۔ یہ پے در پے فرمانِ ذیشان میرے قلب پر اس قدر اثر انداز ہوا کہ بجز قدموں پر سرِ نیاز رکھ دینے کے اور کچھ نہ کر سکا اور بلا تاخیر حلقہ بگوشِ سلسلہ عالیہ ہو گیا۔ بحمدہ تعالیٰ یہ مولانا صاحب باوجود علم و فضل کی کثرت کے تا حال آستانہ عالیہ پر جس نیاز مندی اور خلوص سے حاضری دیتے ہیں وہ انہی کا حصّہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خلوص پر استقامت اور اس کا اجرِ عظیم عطا فرما دیں۔ (آمین)

حضور قبلہ کے پوتے حضرت بحر العلوم کی اہلیہ محترمہ جو اس احقر کی ممانی، پھوپھی اور ساس صاحبہ لگتی ہیں، نے بیان فرمایا کہ غلام مریم سکول ٹیچر ساکنہ تلمبہ ہر عرس شریف پر تینوں دن مکمل حاضری دیتی اور خوب دل لگی سے لنگر کے کاموں میں حصّہ لیتی تھی وہ خود اپنے بیعت ہونے کا قصّہ بیان کرتی تھی کہ میرے والد ماجد کی دعوت پر آنجناب نے ہمارے گھر کو رشکِ گلزار بنایا تو والدِ محترم نے مجھے بیعت ہو جانے کو کہا میں یہ سوچتے ہوئے کہ کچھ دیکھ کر ہی بیعت ہوا جاتا ہے لیت و لعل سے کام لیا۔ رات کو سوتے سوتے کچھ کشش سی ہوئی آنجناب جس حجرہ میں دوسرے ساتھیوں سمیت آرام فرما تھے اسی کی طرف اُٹھ کر گئی سردیوں کی رات تھی دروازہ کے ایک سوراخ سے کیا دیکھتی ہوں کہ سب آرام کر رہے ہیں مگر آنجناب عابد بے ریا چراغ کی روشنی میں بیٹھے مصروفِ مطالعہ ہیں یہ معلوم نہ ہوا کہ قرآن شریف تھا یا کوئی کتاب۔ بہرحال اسی خلوت کے ذکر میں اس قدر کشش تھی کہ دیکھتی ہی رہی اور یہ بھی سوچا کہ اگر میرے حق میں آنجناب اس مبارک وقت میں بھی دُعا فرما دیں تو

ضرور بیعت ہو جاؤں گی۔ چنانچہ یہ خیال آتے ہی آپ نے کتاب بند کر کے بڑی توجّہ سے دُعا مانگنا شروع فرمائی میں دیکھ کر دم بخود ہو گئی اور ذوق سے اسقدر بھر گئی کہ رات مشکل سے گزاری اور صبح اُٹھتے ہی بیعت کی درخواست کی جو قبول ہوئی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلك۔

اڈہ محمد والا مِستی پیلی سے ماسٹر حبیب احمد کھیڑہ صاحب راوی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی فرمائش پر حجام پیشِ خدمت کیا گیا۔ اس نے حجامت شروع کی ہی تھی کہ اسے آپ نے غسل کر لینے کو ارشاد فرمایا، وہ بھی جلدی سے فرمانِ ذیشان کی تعمیل میں مصروف ہوا بعد ازاں ہم نے پوچھا تو اس نے کہا مجھے واقعی فرضی غسل کرنا تھا۔ سبحٰن اللّٰہ وبحمدہ

یہی ماسٹر حبیب احمد صاحب ہی راوی ہیں کہ ایک دفعہ بکری اور بھیڑ لے کر چلا کہ بکری آنجناب قبلہ کو اور بھیڑ آپکے برادر خورد کو پیش کروں گا مگر یہاں آ کر کسی خیال میں آنجناب کے برادرِ خورد کو بکری پیش کر کے آپکی خدمت میں بھیڑ لے کر حاضر ہوا تو حضور قبلہ نے فرمایا ماسٹر صاحب! میرا حق تو بکری میں تھا تم نے یہ کیا کیا؟ میں سمجھ گیا کہ آنجناب قبلہ کے آئینہ قلب پر میرے ارادۂ اوّلین کا عکس پڑ گیا تھا جس کا اُنہوں نے اظہار فرمایا۔ ؏ ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

اُمورِ غیبیّہ پر مطلع ہونا: آنجناب کے مرید باصفا جناب حکیم محمد عبد الرحمان صاحب سلیانوی مرحوم فرماتے تھے کہ بہ طرف لیّہ بس میں ہی دوران سفر میں نے آپ سے پوچھا کہ قصیدہ غوثیہ میں جو حالات لکھے ہیں صاحب قصیدہ کو ان کا علم کیسے ہوا ہو گا تو ارشاد فرمایا "حکیم صاحب! جیسے دیواریں بتلا رہی ہیں کہ

آج بارش ہوگی۔" میں معاملہ سمجھ گیا اور منتظر رہا چنانچہ اسی دن
خوب بارش ہوئی۔ مجھے یہ بات میرے محترم پیر بھائی میاں غلام قادر
صاحب ستیانہ والوں نے سنائی اور کہا حکیم صاحب جب بھی آپ کی
کوئی بات سناتے تو ان کی یاد میں خوب آنسو بہاتے تھے

؏ خوب رو اہلِ نظر تو چل بسے

جناب میاں بشیر احمد خان صاحب رنگ پوری بیان کرتے ہیں
کہ ایک دفعہ برائے شرکت عرس مبارک میں اکیلا پا پیادہ بذریعہ دریائی
راستہ (بیٹن) ملتان شریف آیا۔ کچھ پانی والا کچھ صحرائی راستہ تھا۔ کتوں
نے مجھے انتہائی تنگ کیا بڑی مشکل سے جان بچا بچا کر یہ راستہ طے کیا
مگر بحمدہٖ تعالیٰ کسی قسم کا نقصان نہ ہوا۔ جب ملتان دار الامان پہنچ کر
زیارت فیض بشارت سے مستفیض ہوا تو آنجناب حضور قبلہ عالم نے
ارشاد فرمایا خان صاحب! سفر میں سوئی ہمراہ رکھنا چاہیئے بہت کام
آتی ہے۔ میں اشارہ سمجھ گیا کہ آنجناب مجھے سفر میں درپیش میری مشکل
کا اظہار فرما رہے ہیں جس کا آپ چشمِ باطن سے معائنہ بھی فرما رہے تھے۔

آپ کے عاشق صادق میاں لعل دین صاحب جھنگوی بیان کرتے
تھے کہ ایک دفعہ عید گزارنے کے لئے ملتان دار الامان حاضر خدمت
ہو کر صحبت میں رہنے لگا آپ نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا میاں لعل دین
عید گھر جا کر کرنا۔ میں نے عرض کی یا حضرت! بچوں کو سب کچھ دے آیا ہوں
اس دفعہ آپ کے قدموں میں عید گزارنے کا ارادہ ہے۔ آپ خاموش
ہو گئے۔ وقفہ کے بعد پھر بلایا اور عید گھر جا کر گزارنے کا حکم دیا میں نے
پھر وہی کہہ دیا جو پہلے کہا تھا۔ کچھ دیر اور گزر گئی تو پھر بلا کر ارشاد

فرمایا میں نے اب بھی وہی جواب دیا تو حکماً فرمایا میاں لعل دین!
عید اس گھر ہوتی ہے جہاں خوشی ہو۔ لہٰذا تم گھر ہی جاؤ (تم بچوں کو
کچھ دے تو آئے ہو مگر وہاں خوشی نہ ہوئی تو کیا عید کریں گے؟) چنانچہ
اس بار میں کوئی جواب نہ دے سکا اور واپسی کا پختہ ارادہ کر کے اجازت
لے کر چل پڑا۔ گھر پہنچا تو خیریت تھی مگر اسی شام میری اہلیہ آگ میں گری
تو میرے بغیر گھر میں اس وقت کوئی موجود نہ تھا میں نے ہی اسے
آگ سے نکالا اور تیمارداری کی تب میں سمجھا کہ آپ کی روشن ضمیر ذات
والا صفات نے اسی خدمت کو ادا کرنے کی خاطر یہاں بھیجا ہے تو حمدِ
خداوندی بجا لایا۔

یہی میاں لعل دین کہتے ہیں کہ آپ کے نورِ نظر فرزند جناب
سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف تشریف لائے ہوئے تھے
اور رات کی چائے کا میرا پروگرام تھا میں اچانک نیند آنے پر لیٹا تو فرمایا
آج چائے نہ بنانا کہ میرے فرزند دلبند حضرت میاں صاحب آج محمد زبیر
صاحب کے گھر ہیں۔ انہوں نے مجبور کر لیا ہے چنانچہ ان کے ہاں سے
معلوم کرایا تو واقعی معاملہ ایسے ہی تھا۔

مذبوحہ مرغی زندہ ہونا: اس ضمن میں جو واقعہ ذکر کر رہا ہوں اسے
پیر بھائی عموماً ذکر کرتے ہیں لہٰذا اس کی
صحت میں تو شک نہیں تھا تاہم مکمل تفصیل معلوم کرنے کے لئے میں
نے صاحبانِ آستانہ عالیہ سے پوچھا تو کہا گیا مشہور تو ہے مگر مفصل طور پر
نہیں سنا۔ حضرت استاذی مولانا عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ
میں نے خود والدِ محترم حضور ولی لاثانی سے اس واقعہ کی تصدیق چاہی تو

فرمایا ناخواندہ لوگ ہیں کہتے ہیں میں نے مُرغی زندہ کی ہے حالانکہ صفت احیا۔ حق تعالیٰ جل شانہ ہی کی ہے۔ البتہ جب پیر صُحبت حضور معدن جود سے پوچھا تو فرمایا ایک مرتبہ جھنگ کے سفر میں میں حضور جدّاِمجد کیساتھ تھا اور آپکی صادقہ مریدنی مسماۃ فاطمہ بی بی آئی تو آنجناب نے فرمایا یہی بھولی بھالی عورت ہے جو کہتی ہے میرے پیر نے میری مذبوحہ مرغی زندہ کی تھی حالانکہ یہ صفت باری تعالیٰ کی ہے اس میں شک نہیں کہ صفت احیا۔ باری تعالیٰ کی ہے مگر باری تعالیٰ اپنے بندگانِ خاص کی توقیر کی خاطر ان سے بھی اس کا ظہور فرماتے ہیں۔ بہر حال مختلف نوع سے یہ واقعہ سنا گیا ہے اگرچہ حاصل سب کا ایک ہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ مسماۃ فاطمہ بی بی مذکورہ کے گھر رات کو دیر سے پہنچے تو بھی اس نے کھانا پکانے پر اصرار کیا۔ آپ نے منع فرمایا اس نے پھر منت سماجت کر کے منوالیا تو آپ نے حکماً فرمایا دال ہی پکانا کسی مرغی کو ہرگز ذبح نہ کرنا کہ انکے آرام کا وقت ہے۔ اس نے عرض کی یا حضرت! ہمارے ہاں ایک ہی مُرغی تھی اور وہ بھی بچّوں والی جو اَب ذبح کرا چکی ہوں۔ جس سے آنجناب سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اتنے میں گھر سے چوزوں کے چلّانے کی آواز نے بھی آپ کو مزید تشویش میں ڈالا کہ میری آمد پہ چوزے والدہ کی شفقت سے محروم ہوئے اور وہ بھی رات کو۔ الغرض آپ نے اسے پھر بھی پکانے سے تو منع فرما ہی دیا جس پر اس نے تعمیل کی اور گوشت اس خیال سے کہ بِلّی کتا نہ کھائے حفاظت کے لئے چوزوں والے ٹوکرے میں ہی کسی چیز میں ڈال کر رکھ دیا کہ ہوا بھی لگتی رہے تاکہ خراب نہ ہو اور ارادہ کیا کہ صبح پکا لوں گی۔ ادھر آنجناب بہ بارگاہ مجیب الدعوات دست

بدعا ہوئے اور انتہائی نزاری سے عرض کرنے لگے کہ یا اللہ! مجھے مطلع کئے بغیر بچّوں کو ماں کی شفقّت سے محروم کیا گیا ہے لہذا مجھے معاف فرمانا اور بچوں کو اپنی رحمت کاملہ سے مطمئن فرما دیں۔ تھوڑی دیر بعد چوزوں کی آواز بند ہو گئی اور سب سو گئے۔ صبح جب فاطمہ بی بی نے گوشت لینے کے ارادہ سے ٹوکرا اُٹھایا تو یہ دیکھ کر مارے حیرت کے دم بخود ہو گئی کہ بچّے اسی مرغی کے پَروں سے خوشی سے نکل رہے ہیں اور مرغی صحیح سلامت بقید حیات انکے لئے موجود ہے۔ لہذا اس روز کے بعد ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ میرے پیر و مُرشد (کو اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت بخشی کہ انہوں) نے میری مذبوحہ مُرغی زندہ کر دکھائی۔ اللہ اکبر ؏ مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا

گُستاخ دیوبندی آپ کے عتاب میں :

بستی مُراد آباد میں آپکے آبائی تعلق داران متوسّلین ڈلیسی قوم سے ایک صاحب (جن کا نام صرف پردہ پوشی کے تحت مخفی رکھا جاتا ہے) دیوبند سے تعلیم حاصل کر کے واپس آئے اور وعظ و نصیحت میں مشغول ہوئے اور ہر موقعہ پہ اہلسنت والجماعۃ میں مروجہ رُسوم جو شرعاً درجہ اباحت یا استحباب کو پہنچ چکی تھیں، کی تردید شدومدّ سے کرتے۔ متعلقین آستانہ عالیہ نے انہیں جذبات کو قابو رکھتے ہوئے اختلافی مسائل سے ہٹ کر وعظ و نصیحت کے بے شمار موضوعات پر تقاریر کرنے کو مشورہ دیا مگر انکی جوانی تھی کسی کی نہ سُنی بلکہ موقعہ پا کر اگلی دفعہ خود حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نشانہ بنایا اور آپ کے طور طریق و مریدین کے گھروں میں آمد و رفت پر کیچڑ اُچھالا۔ العیاذ باللہ۔ ڈلیسی قوم سُن کر برداشت نہ کر سکی اور سوچا کہ کل تک جو خاندان آپکی

غلامی پر نازاں تھا آج انہی میں سے ایک نالائق زبان درازی کرے تو
کیوں نہ اس نا عاقبت اندیش کی زبان کھینچ لی جائے مگر چند سمجھ دار لوگوں
نے ملتان آکر آنجناب کی خدمتِ عالیہ میں تمام ماجرا بیان کیا اور دعوت
دی کہ آپ تشریف لادیں اور مولوی صاحب سے باہمی گفتگو فرمادیں۔
آپ نے دعوت قبول فرمائی اور تشریف لائے ان لوگوں نے مولوی صاحب
کو بھی دعوت دی کہ آنجناب قبلۂ حاجات تشریف لا چکے ہیں تم بھی آؤ
اور ملاقات کر کے اپنے اشکالات پیش کرو۔ اس نے کہا انہی کا حق ہے
کہ میرے پاس چل کر آئیں کہ ان سے زیادہ پڑھا ہوا ہوں مجھے زیبا
نہیں کہ ان کے پاس چل کر جاؤں۔ لوگوں نے یہ بات بھی گوش
گزار دی۔ آپ نے سنتے ہی فرمایا تم اب کیا چاہتے ہو؟ عرض کی حضور والا
بہت تنگ کرتا ہے فرمایا صبر سے کام لو اس سے خود اللہ تبارک و تعالٰی
ہی انتقام لیں گے۔ ہائے قسمت گستاخ کی۔ آپ تو یہ فرما کر عازم وطن
شریف ہوئے مگر اسکی قسمت کی کایا ایسی پلٹی کہ روزانہ نئی سے نئی
مصیبت اسے آگھیرتی۔ حتیٰ کہ کوئی اسکی اہلیہ کو بھی اغوا کر کے لے گیا۔
گھر کی بے سکونی کے بعد ایک دفعہ مسجد سے نکلتے ہوئے پاؤں میں کوئی
کیل لگ گیا جس سے معمولی زخم ہوا پھر وہ اتنا بڑھا کہ گند بھر گیا، اور
معاملہ پنڈلی تک پہنچ گیا۔ ساری پنڈلی نے اسی زخم کی شکل اختیار کر لی یعنی
زخم نے آگے چلنا شروع کر دیا۔ لہذا کسی نے پنڈلی کاٹنے کی تجویز پیش
کی کہ اگر فوراً نہ کاٹی گئی تو ساری ٹانگ خطرے میں آجائے گی۔ مولوی
صاحب نے یہ تجویز نہ مانی اِدھر اُدھر کے علاج کرتے رہے اور پریشانی میں
وقت گزارتے رہے حتیٰ کہ ایک ٹانگ کے بعد معاملہ دوسری ٹانگ میں بھی

سرایت کر گیا۔ مجبوراً نشتر ہسپتال لائے یہاں بھی ڈاکٹروں نے تفتیش
کے بعد ٹانگیں کاٹنے کا مشورہ دیا اور کہا فوری نہ کٹوائیں تو معاملہ اُوپر
والے حصہ تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ اسی دوران حضور قبلہ کے شاگردِ رشید
جناب مولوی فضل احمد صاحب انکی عیادت کو آئے اور کہا مولانا! سب
ضد بازی چھوڑ دو جہاں تک میں سمجھتا ہوں تم ہمارے پیرو مرشد اور اُستاذ
محترم کی گرفت میں ہو ان کا رنجش آمیز فرمان تمہارے حق میں جب سے
صادر ہوا ہے تم تکالیف میں ہو۔ اب بھی وقت ہے اگر چل کر معافی
مانگ لو تو اللہ تعالٰی کرم فرمادیں گے کہ اولیاء اللہ سے دشمنی مول لینا خود
حق تعالیٰ جل شانہ سے عداوت مول لینا ہے۔ مولوی صاحب کو یہ بات
پسند آئی اور کہا یہاں سے چھٹی دلا کر مجھے انہی کے شفا خانہ لے چلو مگر
سامنے نہ لے جانا کہ ان سے شرمندہ ہوں۔ پہلے اجازت لینا پھر سامنے لے
جانا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو بوقت طلب اجازت آپ نے فرمایا مولوی صاحب
تو مجھ سے زیادہ پڑھے ہوئے تھے اب کونسا مسئلہ دریافت کرنا ہے؟
لوگوں نے معاملہ بتایا تو ارشاد فرمایا میں تو اولیاء اللہ کا ادنیٰ خادم ہوں میرا
تو صرف نام ہی ہے۔ مولوی صاحب کو کہہ دو جنہیں مُردہ گمان کرتا ہے
انہی کے پاس جانا پڑے گا۔ اپنے والدِ گرامی اور جدِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کو عرضی کروں گا اگر قبول ہوئی تو اسے گوہرِ مراد مل جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز
چنانچہ مولوی صاحب کو معاملہ بتایا گیا تو راضی ہوئے اور چارپائی خانقاہ
شریف تک لے جائی گئی۔ آنجناب نے بھی وہیں حاضری دے کر حسب
عادت مختصر دعا فرما کر مولوی صاحب کو مبارک دی کہ بحمدہ تعالیٰ شنوائی
ہو گئی ہے گوہرِ مراد سے بارور ہو گے۔ مولوی صاحب کو یہاں سے گھر لے

گئے جو کئی سالوں سے صاحبِ فراش تھے۔ بحمدہ تعالیٰ چند ہی دِنوں میں زخم خشک ہو گیا اور انہیں مکمل شفاء حاصل ہوئی اور خیریت سے وقت گزرنے لگا۔ ایک جہان انکی صحّت کی خبر سُن کر عالم حیرت میں ڈوب گیا، مگر افسوس از حد افسوس کہ مولوی مذکور چند ہی عرصہ بعد اپنے عقائدِ باطلہ کا پھر پرچار کرنے لگا تو کمر کی طرف ایک پھوڑا نمودار ہوا جو ایک عرصہ تک باعثِ تکلیف بنا پھر جان لیوا ثابت ہوا۔

اللّٰھم ارزقنا حُبك وحُب حبيبك صلى الله عليه وسلم وحب اوليا ئك وقنا غضبك وغضب حبيبك صلى الله عليه وسلم وغضب اوليا ئك آمين وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه سيّدنا ومولانا محمد وعلىٰ آله وصحبه اجمعين۔

چور کا مسروقہ مال واپس چھوڑ جانا :

ایک مرتبہ آپ چند دوستوں اور متوسلین کی دعوت پر خانیوال تشریف لے گئے تو حضور سیّدی مرشدی سراپا نور نے شب باشی کے لئے حجرہ میں خانیوال سے آئے ہوئے مہمان جناب حاجی محمد اعظم خان صاحب کو جگہ دی اُنہوں نے از راہِ ادب اپنی جوتی بھی حجرہ شریفہ کے باہر رکھ دی اور خود اندر سے دروازہ بند کر کے آرام فرما ہوئے علی الصبح بوقت تہجّد بیدار ہوئے تو دیکھا جوتی بھی نہیں اور حجرہ مبارکہ کے باہر جو سامان کرسیاں وغیرہ تھیں کچھ بھی نہیں۔ اتنے میں حضور سیّدی مرشدی تشریف لائے۔ معاملہ بتایا بہرحال کیا ہو سکتا تھا؟ حاجی صاحب کے خانیوال واپس چلے جانے کے بعد حضور سیّدی مرشدی

نے ایک نابینا حافظ میاں حیات محمد صاحب کو حجرہ شریفہ میں سُلایا اس صبح آپ باہر تشریف لائے تو حجرہ شریفہ کا دروازہ باہر سے بند تھا، حافظ صاحب اندر سے دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے کھولنے پر حافظ صاحب نے بتایا رات کو ایک شخص نے آ کر باہر سے دروازہ بند کر کے مجھے بیدار کیا اور بتلایا کہ میں کوچوان (گھوڑا تانگہ چلانے والا) ہوں چند روز پہلے کچھ سامان چوری کر گیا تھا اسی روز سے تھگڑ نامی جنّ مجھے تنگ کرتا ہے حتیٰ کہ اب گردن دبا کر مارنے کی دھمکی دی ہے لہذا میاں صاحب کو بتا دینا کہ جملہ سامان مسجد شریف کی چھت پر رکھ کر جا رہا ہوں مجھے معاف فرما دیں آنجناب قبلہ خانیوال سے تشریف لائے تو ماجرا سُننے پر فرمایا یہاں کے جملہ اسباب کے خود حق تعالیٰ محافظ ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

یہ خود حضور ولی لاثانی کی کرامت بھی ہو سکتی ہے اور آپ کے فرزند ارجمند حُضور سیّدی مُرشدی کی بھی کہ یہ واقعہ حضور ولی لاثانی کی غیر موجودگی میں رُونما ہوا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

برکت تعویذ و دُعا :

ستیانہ ضلع جھنگ سے جناب قاری محمد اسماعیل و خادم حسین صاحبان حضور ولی لاثانی کی خدمت میں کسی غرض سے حاضر ہوئے ان دِنوں ملتان کپڑے کی منڈی کافی سَستی تھی۔ اُنہوں نے کافی کپڑا خرید کر لیا۔ کچھ بیلیں بندھوا کر لے آئے پھر کسی سے سُنا کہ ضلع بندی ہے کپڑا تو بالکل نہیں گزرنے دیتے، پولیس بھی بہت پریشان کرتی ہے تو خُوب پریشان ہوئے۔ معاملہ آپ تک پہنچا۔ فرمایا رات یہیں رہو صبح چلے جانا۔ صبح آنجناب نے دُعا کے ساتھ تعویذ مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ پولیس سے ڈرتے ہو تو تعویذ ہاتھ

میں رکھنا اور بیلیں ظاہر طور پر دکھاتے ہوئے " بھٹریاں دے نالوں رتھی
لنگھڑاں" یعنی ناجائز تنگ کرنے والوں کے قریب سے ہو کر گزرنا وہ
کہتے ہیں جہاں خطرہ محسوس ہوا ہم بیلیں سر پر رکھ کر انکے سامنے سے گزرے
یوں محسوس ہوا کسی نے دیکھا ہی نہیں کہ ہم سے پوچھا تک نہ گیا تھا۔

برکت نماز: حضور زیب آستانہ عالیہ کے فرزند ارجمند حضرتم استاذی مدظلہما کی قلمی یادداشتوں میں لکھا ہے کہ آنجناب ایک
دفعہ چشتیاں شریف بذریعہ گاڑی تشریف لے جا رہے تھے، حاصل پور اسٹیشن
پر گاڑی رکی تو آپ نے نیچے اتر کر نماز شروع فرما دی اور فوراً ہی سگنل
ڈاؤن ہونے پر گاڑی نے ہارن بجانا شروع کیا مگر آپ انتہائی اطمینان
سے نماز پڑھتے رہے اور گاڑی خلافِ معمول ہارن کے بعد کافی دیر رکی رہی حتیٰ
کہ بعد فراغتِ نماز آپ کے سوار ہونے پر ہی اس نے حرکت کی۔

خالی جیب سے رقم نکالنا: خان محمد بلوچ ملتانی کہتے ہیں کہ آنجناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض
پرداز ہوا کہ پانچ سیر آٹا روزانہ کی لاگت ہے بہت تنگ دست ہوں
امداد فرماویں۔ آپ نے یہ سن کر لون (ململ) کے کرتہ میں اندر سے جو
جیب لگی تھی اس میں ہاتھ مبارک ڈالا مجھے جیب آخر تک نظر آ
رہی تھی کہ بالکل خالی ہے۔ تو تعجب کرنے لگا مگر یہ دیکھ کر اس سے
بھی زیادہ حیران ہوا کہ ابھی ہاتھ مبارک کی صرف دو انگلیاں ہی اندر
گئی تھیں جو مجھے نظر بھی آ رہی تھیں کہ ایک نوٹ ان انگلیوں میں
اچانک آ گیا جو آپ نے مجھے مرحمت فرمایا اور یہ سو روپے کا نوٹ تھا۔
حضرت میاں محمد عبدالجلیل صاحب فرماتے ہیں ایسا بارہا دیکھنے میں آیا۔

ع دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

یہی خان محمد بلوچ کہتے ہیں کہ ہم چند لوگ ایک مرتبہ امداد لینے کی
غرض سے حاضر خدمت ہوئے آپ نے ہر طرف نظر فرمائی مگر کوئی چیز
دینے کے لئے موجود نہ تھی مجھے فرمایا فلاں کتاب اٹھا دو۔ میں نے اٹھا دی
تو آپ نے کھول کر تھوڑی دیر کے لئے اسے اپنے رخِ انور سے لگایا اور
پھر بند کر دی۔ اتنے میں کوئی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں
نے کچھ نذر پیش کی۔ سبحان اللہ۔ آپ نے وہ سب رقم ہم حاضرین سائلین
میں تقسیم فرما دی۔ ع خدا کے نام پر سب کچھ ہے قربان

آپ کی روشن ضمیری: خان محمد بلوچ ہی کہتے ہیں کہ اگرچہ آپ عیالداروں کی بہت امداد فرمایا کرتے
تھے اور میں بھی عیالدار ہی تھا تاہم ابتداءً میں ازراہِ عقیدت و محبت
حاضر ہوتا تھا مگر ایک مرتبہ طالب امداد ہوا تو فرمایا اعتماد کے لئے صفائی
کے طور پر کوئی نیک آدمی ضامن لاؤ۔ میں اپنے محلہ سے ایک برگزیدہ،
نمازی اور نیک صورت مولوی صاحب کو لے گیا۔ (ان کا نام ستر پوشی
کے طور پر مخفی رکھا جاتا ہے) جب میں وہاں پہنچا تو آپ حجرہ میں رونق افروز
تھے، مولوی صاحب کو باہر بٹھا کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی ضامن باہر
حاضرِ خدمت ہے۔ آپ نے بنفسِ نفیس اٹھ کر اسے سر سے پاؤں
تک غور سے دیکھا پھر استغفراللہ پڑھتے ہوئے واپس تشریف لائے
اور یہ بھی ارشاد فرمایا جس پر رب تعالیٰ ناراض ہوں اسکی گواہی مقبول
نہیں۔ یہ کلمات آپ نے اگرچہ آہستہ فرمائے تھے مگر میں نے سن لئے لہٰذا
بعد میں تحقیق کی تو وہ جیب کترا ثابت ہوا۔ ع پناہ ہے یارسول اللہ پناہ ہے

آپ کے مقبول مُرید جناب قاری غافر بخش صاحب مدظلہٗ نے اولاد نرینہ کے لئے دُعا کی درخواست پیش کی تو فرمایا راضی برضا رہنے میں بہت فوائد ہیں کہ بندہ کے مانگنے پر حق تعالےٰ بعض دفعہ عطا فرما دیتے ہیں مگر معلوم نہیں ہوتا کہ کس کام میں خیر ہے۔ عرض کی اللہ تعالےٰ سے نیک اولاد ہی مانگتا ہوں اور آپ کے حاشیہ نشینوں میں موجود مقبول غلام جناب صوفی عبدالقادر صاحب لاہوری نے عرض کی آپ دُعا فرما دیں گے تو نیک اولاد ہی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ پھر فرمایا دُعا تو کردوں گا مگر ان کو یہ سبق دے رہا تھا۔ سُبحان اللہ بعدازاں قدرے توقّف کے بعد بغیر دعا کے ہی فرمایا قاری صاحب! اس مرتبہ انشاء اللہ العزیز ہوگا بھی لڑکا اور ہوگا بھی نیک، تم خاطر جمع رکھو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

آج بہت بڑا کام ہو گیا ہے : کوٹھے والا مضافات ملتان میں دُو معصوم بچّوں اللہ بخش و خدا بخش کا والد لقضاء الٰہی فوت ہو گیا تو ان کے دادا نے اُنکی والدہ یعنی اپنی بہو کو موردِ الزام ٹھہرایا کہ اسی نے میرے بچے کو زہر خورانی یا کسی دوسرے حیلہ سے موت کا مُنہ دِکھایا ہے۔ اللہ اکبر۔ اسی الزام کی پاداش میں اس نے بچّوں کو والدہ سے جُدا کر کے اپنے ساتھ مظفر گڑھ آباد کیا۔ اب بچے اپنی جگہ پریشان اور اُنکی والدہ مسماۃ مائی جنت خاوند کی موت کے بعد دُوسری تکلیف میں مُبتلا نہ مرتی نہ جیتی انتہائی پریشانی اور قابل رحم حالت میں وقت گزارنے لگی۔ کبھی کبھار آپ کی زیارت فیض بشارت کو تسکینِ خاطر کا سامان سمجھ کر اپنے زخموں پر مرہم رکھنے ملتان دارالامان حاضری دیتی۔

ایک مرتبہ آپ اسکی حالتِ زار دیکھ کر برداشت نہ فرما سکے تو آپ نے مائی جنت کے بھائی جناب حافظ عمر حیات صاحب کو بُلوا کر ان کے ذمّہ لگایا کہ کسی طرح ایک مرتبہ بچّوں کو والدہ سے مِلوا دو ؎

تو کز محنت دیگراں بے غمی ٭ نشاید کہ نامت نہند آدمی

یعنی جو دوسروں کے غم واندوہ میں شریک نہیں ہوتا، مناسب نہیں کہ اس کا نام انسان رکھا جائے۔

بچے اس وقت مظفر گڑھ کے ایک انتہائی با اثر زمیندار قطب علی شاہ کی زیر نگرانی اپنے دادا کے ساتھ وقت گُزار رہے تھے لہذا وہاں سے بچّوں کو لے آنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ اس سِلسلہ میں آپ نے ایک مرتبہ یہ بشارت بھی دی کہ جس شخص نے بھی اس کارِ خیر میں جانی اور مالی حصّہ لیا تو فقیر خداوند کریم کی رحمت کاملہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ ذات پاک جل مجدہٗ اس کو بخش دے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

چنانچہ اس کام کے لئے آپ نے بچّوں کے ماموں مذکور کے علاوہ اپنے بہنوئی جناب حافظ محمد عبدالرحیم صاحب مدظلہٗ، اپنے مرید خاص جناب شیخ صلاح الدین صاحب زید مجدہٗ، اپنے خادمِ خاص میاں محمد عبدالرزاق صاحب مرحوم و چند دیگر متعلقین اور اپنے صاحبزادگان والاشان کو بھی ترغیب دی تو ان حضرات کی محنت اور آپ کی توجّہ سے بحمدہ تعالےٰ وہ دن آیا کہ ایک بچہ خدا بخش اپنے ماموں حافظ محمد عمر حیات صاحب کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر آپ کے سامنے اپنی والدہ سے ملا۔ اس وقت بچے کی عمر آٹھ نو سال کی تھی۔ والدہ نے اگرچہ خوب بوسے لے کر اپنے دردِ فراق کا درمان پیدا کیا مگر بچّہ پر چونکہ اپنے دادا کی غلط بیانیوں کا اثر تھا تو وہ مارے خوف کے والدہ سے صِرف اسی بنیاد پر خوشروئی سے نہ مِلا کہ مُبادا اسے بھی والدہ زہر دے کر اپنے

باپ کی طرح ابدی نیند سُلا دے۔

سُبحان اللہ کوٹھے والا سے ہی آپ کے صاحبدل مُرید جناب علّامہ قاری غافر بخش صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں اس دن آستانہ عالیہ پر موجود تھا اور چونکہ ہمارے علاقہ کا واقعہ تھا تو خُوب دلچسپی سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ والدہ کی آج کی خوشی اپنی جگہ مگر حضور ولیُ لاثانی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی کہ بار بار زبان گوہرفشان سے یہ جملہ ارشاد فرماتے،

" آج بہت بڑا کام ہو گیا ہے "

ہمارے لئے یہ کام اگرچہ اتنا اہم نہ تھا کہ بچے نے اس مختصر ملاقات کے بعد واپس چلا جانا تھا تاہم یہ آپ کی روشن ضمیری تھی کہ بچے کی اس وقتی مُلاقات کو بہت بڑا کام قرار دیا۔ الغرض بچہ اس مختصر ملاقات کے بعد اپنے دادا کے پاس تو چلا گیا مگر اسے خلوص بھرا ماں کا پیار نہ بھُولا اور آپ کی رُوحانی توجہ سے اسے وہاں سکون بھی نہ مِلا حتیٰ کہ چند ہی دِنوں بعد یہ اپنے دادا اور اپنے بھائی کو چھوڑ کر خود بخود کسی طرح ملتان شریف آ نکلا اور یہاں سے کوٹھے والا پہنچ کر اپنی دردوں ماری والدہ کے نامُراد دامن کو گوہرِ مُراد سے بھر دینے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر والدہ کے بُڑھاپے تک اس خوش بخت فرزندِ دلبند نے اسکی جو خدمت اور سَرپرستی کی اس پر سارا علاقہ گواہ ہے حتیٰ کہ عابدہ زاہدہ والدہ ماجدہ کا سَر بوقت رحلت اسی بچے کی گود میں ہی تھا۔ ع کریموں کے دَر سے گیا کوئی نہ خالی

سُبحان اللہ! اس خوش بخت خُدا بخش صاحب جو اَب تک زندہ ہیں کی اس مُلاقات کو آپ نے اسی لئے بڑا کام قرار دیا تھا کہ انہوں نے والدہ ماجدہ کے لئے ایسے وقت میں سہارا بن کر انکی خدمت میں وقت گزارنا

تھا جبکہ ان کے لئے کوئی دُوسرا سہارا موجود نہ تھا۔

آپکی دُعاؤں کی برکت سے بارہا قلیل طعام بہت لوگوں کو کفایت کر گیا اور بے شمار مریض شفایاب ہوئے لہٰذا سلسلۂ کرامات آنجناب اگرچہ ازحد طویل ہے تاہم اسی پر اکتفا کرتے ہوئے آپ کی وفات حسرت آیات کا جان لیوا ذکر شروع کرتا ہوں۔

وِصال نامہ

بحمدہٖ سُبحانہ وتعالیٰ حُضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوّتِ سماعت وبصارت بھی تادمِ آخر صحیح رہی اور اسّی سال کی عمر کے بعد کوئی خیریت پُوچھتا تو فرماتے اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے دردوں والی تکالیف سے محفوظ فرمایا ہوا ہے کہ کان، آنکھ اور دانت کا درد انتہائی تکلیف دہ ہوتا ہے جس سے محفوظ ہوں۔ البتہ پیشاب کی کثرت اور گھٹنوں کے دَرد کی تکلیف گاہے عود کر آتی تو مختصر یونانی علاج سے رُوبہ افاقہ ہو جاتے۔ بتقاضائے عمر شریف آہستہ آہستہ کمزوری اور نقاہت بڑھتی گئی حتیٰ کہ بوجہ کمزوری و دَردِ گھٹنا چلنا پھرنا دُشوار ہو گیا تو مسجد شریف میں باجماعت نماز پڑھنے پر سخت حریص ہونے کے باوجود آپ نے کچھ عرصہ اپنے حجرہ عالیہ میں ہی بیٹھ کر اشارہ سے یا سامنے پڑے اُلٹے گھڑے پر سجدہ فرما کر نمازیں ادا فرمائیں۔ نماز جمعہ کے لئے کرسی مسجد شریف کی شمالی جانب رکھ دی جاتی جس پر آپ بیٹھ کر نماز ادا فرماتے۔

صاحبِ فراش ہونے کے دوران ہی آپ کے بہنوئی جناب حافظ محمد عبدالسلام صاحب علیہ الرحمۃ کے پوتے جناب میاں حبیب الرحمان

صاحب المعروف بہ آغا صاحب جو برائے ادائیگی حج حجازِ مقدس جانے
والے تھے، دُعا طلبی کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے اور آپ کی چارپائی
سے از راہ ادب ہٹ کر بیٹھ گئے۔ آپ کے پوتے جناب میاں حافظ
محمد عبدالجلیل صاحب فرماتے ہیں آپ نے خود انکے آنے کا سبب پوچھا
تو میں نے عرض کیا کہ حجازِ مقدس روانہ ہونے والے ہیں آپ کی توجہات
اور دُعاؤں کی طلب لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ میرے فقط اتنی عرضی
کرنے پر ہی آنجناب پر فرطِ محبت سے گریہ طاری ہو گیا اور دونوں چشم ہائے
مُبارکہ سے آنسو بہنے لگے ؎

طیبہ کی ہے یاد آئی اب اشک بہلنے دو
محبوب کو آنا ہے، راہوں کو سجانے دو

آپ کی اس کیفیّت کو دیکھ کر ہم حاضرین پر بھی رِقّت طاری ہوئی
الغرض کچھ دیر اسی کیفیّت میں رہنے کے بعد آنجناب والاصفات آغا صاحب
کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ خیر البلاد مدینہ منوّرہ حاضری کا موقعہ
ملے تو حضور پُر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مقدس بارگاہ
میں حاضری کے وقت اس فقیر حقیر کی طرف سے ہدیہ صلوٰۃ وسلام پیش
کر کے عرض کرنا :

"ہِک لولہا لنگڑا پاکستان وِچ تہاڈی زیارت واسطے
سِکدا تے کُرلاندا پئے، ہِک واری زیارت نال مُشرف فرماؤ۔"
یعنی پاکستان میں ایک اپاہج جا ماندہ اور ناتواں شخص آپ کے
فراق میں گریاں وسینہ بریاں رہتا ہے خدا را ایک دفعہ پھر شرفِ حاضری
نصیب ہو جائے ؎

مشرّف گرچہ شد جامی زلُطفش : خُدایا ایں کرم بارِ دگر کن

ترجمہ: اگرچہ جامی انہی کے لطف و کرم سے پہلے بھی حاضری کی
لازوال دولت سے مُشرف ہو چکا ہے۔ تاہم بارِ خدا! یہ
کرم ایک دفعہ پھر فرما دیجئے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ آنجناب قبلہ اب تک تین مرتبہ حج مُبارک کی
سعادت حاصل فرما چکے تھے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ بعدہٗ تاکیداً بھی آغا
صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا مجھ ناتواں ضعیف کی عرضی پہنچے گی ؟
انہوں نے وعدہ کیا تو آنجناب قبلہ نے دُعائیں دے کر انہیں رُخصت فرمایا۔

صبا تحیّتہ شوقم بہ آنجناب رساں — حدیث ذرّہ مسکیں بہ آفتاب رساں
دراں مقام کہ آرام گاہ اقدس اوست — زمین ببوس وسلام مِن خراب رساں

ترجمہ: اے خوش قسمت ہوا میرا شوق سے بھرا سلام ہی اس عالیجناب
علیہ الصلوٰۃ والسّلام تک پہنچا دینا اور اس ذرّہ مسکین کی یہ
بات آفتاب جہان تاب علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دینا۔
جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس آرام فرما ہیں اس
سرزمین کا بوسہ لیتے ہوئے مجھ تر دامن کا سلام پہنچا دینا۔

آنجناب قبلہ کا اپنی حیاتِ مُقدّسہ میں یہ معمول تھا کہ جو رقم بھی حاجت
سے زائد ہوتی اور کوئی سائل یا مستقرض نہ آتا تو وہ اپنی بجائے اپنے پوتوں
کے پاس رکھتے تاکہ دنیاوی مشاغل میں کم سے کم وقت مصروف رہا جائے
ان آخری دِنوں میں آپکی رقم آپکے پوتے حضور بحر العلوم علیہ الرحمۃ کے
پاس تھی چنانچہ فرمایا کرتے تھے وصال سے چند روز قبل آپ نے کہلا
بھیجا کہ ایک سفر در پیش ہے میری جتنی رقم آپ کے پاس بچتی ہو وہ

دے دیں۔ چنانچہ میرے پاس تقریباً صرف ایک سو پچاس روپے تھے
جو میں نے بھیج تو دیئے لیکن سوچا کہ اس عمر میں واللہ اعلم خیرپور شریف
جانا ہو یا کہاں؟ بہرحال بعد میں معلوم ہوا کہ آخرت کا سفر درپیش تھا،
کفن دفن کی خاطر رقم مختص کرنا تھی۔ اللہ اکبر۔

اسی دوران یہ وصیت بھی فرمائی کہ حضور محبوب اللہ خیرپوری غریب نواز
کی مرقد شریف چند سال قبل شہید کرکے نئی بنوائی گئی تھی تو میں سابقہ تعویذ
مبارک کی اینٹیں بطورِ تبرک لایا تھا وہ فلاں ٹرنک میں محفوظ ہیں میری قبر
کے اوپر اوّلاً وہی مبارک اینٹیں استعمال کی جاویں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

جناب میاں نور محمد حکیم صاحب مرحوم، آنجناب قبلہ کے محبوب
مریدین سے تھے جو اِن دنوں سون سکیسر سرگودھا گئے ہوئے تھے۔
آپ نے بذریعہ خواب تنبیہہ فرمائی کہ حکیم صاحب! میرے جنازہ میں
شمولیت کا ارادہ نہیں؟ چنانچہ آنکھ کھلنے پر فوراً رختِ سفر باندھا
اور ملتان شریف حاضرِ خدمت ہونے پر بحمدہ تعالیٰ نمازِ جنازہ میں شرکت
کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح حافظ محمد اسماعیل کچھی امام مسجد چک ۱۱ ز
کو بھی خواب میں ہی اشارہ فرمایا تو وہ حاضرِ خدمت ہوئے اور نماز
جنازہ پڑھی۔

وصال سے صرف تین دن قبل آپ کے پیر و مرشد اور جدِ امجد حضور
خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک تھا، جس کی
تقریب میں آپ شمولیت نہ فرما سکے اور وصال پُرملال سے دو ایک
روز قبل آپ کو کرسی پر بٹھا کر گھر لے جایا جانے لگا تو آپ کے دیرینہ
اور با اعتماد خادم جناب میاں محمد عبدالرزاق صاحب مرحوم نے پاؤں

مبارک پکڑ کر عرض کیا مجھے کس کے حوالہ کئے جارہے ہیں تو آپ کے
نورِ نظر فرزند حضور سیدی مرشدی سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو نہایت
افسردہ حالت میں پاس ہی کھڑے تھے اُنکی طرف اشارہ کرتے ہوئے
فرمایا (خدا اور رسول جلّ جلالہ وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد)
ان کے حوالہ ہو۔ جمع خاطر رہو۔

نقل ہے کہ آپ نے کبھی یہ دُعا مانگی تھی کہ باری تعالیٰ مجھے دمِ
آخر حاجتِ بشریہ کا عارضہ اور تقاضا لاحق نہ ہو کہ خود مریض و خدمت
کنندگان دونوں کے لئے باعثِ تشویش بن جاتا ہے لہذا چند یوم قبل
اجابتِ دُعا بصورتِ قبض وحبسِ بول ظاہر ہوئی۔ ڈاکٹر بُلایا گیا وہ معائنہ
کے بعد جانے لگا تو آپ کے استفسار پر کسی نے کہا کہ ڈاکٹر تسلّی دے رہا
ہے انشاء اللہ العزیز شفا حاصل ہوگی۔ فرمایا اسے تفتیشِ مرض میں کچھ تجربہ
نہیں۔ میرا مرض تو اب لاعلاج ہے اور وہ تسلّی دیتا ہے نا سمجھ ہے تاہم
آپ کو باوجود اس کے کہ انگریزی دوا استعمال نہ فرماتے تھے ایک دو
خوراکیں دوا کی دی گئیں جو قے آنے سے خارج ہوگئیں۔

معلوم رہے کہ آپ دوائی بہت کم استعمال فرماتے تھے بلکہ جب
دوائیاں موافق نہ آرہی ہوں تو ترکِ علاج کو بھی علاج کی قسم ہی فرماتے
تھے۔ الغرض اس کے بعد اُستاذ الحکما، جناب صوفی عطاء اللہ صاحب
تشریف لائے تو پیٹ مبارک پر ہاتھ رکھتے ہی ٹھنڈی سانس بھر کر
کہنے لگے کہ تلی پر کافی ورم آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر فرمادیں تیاری معلوم
ہوتی ہے تیاری۔ بہرحال انہوں نے بھی وقفہ وقفہ سے کوئی دوائی دینے
کو دے دی۔ ؏ مریضِ عشق پر رحمت خدا کی

یہ سب کچھ ظاہری تکالیف تھیں باطن آپکا اس وقتِ نازک
میں بھی شاغل بحق تھا اور آپ نے اپنی رُوحانی قوّت کے ذریعہ بعض دوستوں
کو نماز جنازہ کی دعوت بھی دی جیسا کہ ابھی گزرا اور اسی حالت میں سُورۃ
حجر کا تلاوت فرمانا بھی آپ سے منقول ہے علاوہ ازیں آپ نے جب دِیوان
معینی سے دو غزلیں پڑھنے کا حکم فرمایا تو آپ کے پوتے جناب حافظ محمد
عبدالجلیل صاحب نے دونوں غزلیں پڑھیں اور آپ نے دوران سماع
اُنکی اعرابی و ادائیگی تلفظ کی غلطیوں کی تصحیح بھی فرمائی۔ دونوں غزلیں مع ترجمہ
نقل کرتا ہوں تاکہ اہلِ ذوق حضرات استفادہ کر سکیں۔

غزل

من یار ترا دارم و اغیار نمے خواہم : غیر از تو کہ دل بردی دلدار نمے خواہم
میں تجھے ہی دوست رکھتا ہوں اور غیروں کو نہیں چاہتا۔ جب
تو نے ہی دل لُوٹ لیا ہے تو کسی کو دِلدار نہیں بناتا۔
خاریکہ ز دردِ تو خست است مرا در دل : من خستۂ آں خارم گلزار نمے خواہم
جو کانٹا تیرے درد فراق سے میرے دل میں چبھ چکا ہے میں اسی
کانٹے کا زخم خوردہ عاشق ہوں اب گلزار کی خواہش نہیں رکھتا۔
گر جلوہ وہی بر دل نقد دو جہاں گویم : من عاشق دیدارم دینار نمے خواہم
مجھے اگر ایک ہی جلوہ دکھا دیں تو دونوں جہاں اسکی قیمت میں
دے دوں گا کیونکہ میں دیدار کا طالب ہوں نہ کہ دینار کا۔
سرّیکہ مرا باتست با غیر تو چوں گویم : تو دانی و من دانم اظہار نمے خواہم

میرے اور آپ کے درمیان جو راز پنہانی ہے وہ غیر سے ہرگز
نہ کہوں گا کیونکہ جو صرف میں اور آپ ہی جانتے ہیں۔ اس کا
اظہار بھی نہیں چاہتا۔
اندر حریم جانم کس را نبود منزل : غیر از تو دریں خلوت یار نمے خواہم
خدا کرے میرا حریم جان (رُوح کا گھر، مراد باطن) تیرے سوا کسی
کا مسکن نہ بنے کہ اس خلوت خانہ میں تیرے سوا کسی کی دوستی
نہیں چاہتا۔
خوں میخورم از دستت آزار نہ پندارم : کاں خاطر نازک را آزار نمے خواہم
جب آپ کی طرف سے (لوگوں کی نظر میں) کوئی ظلم مجھ پر ہوتا ہے
تو یقین جانئے درد محسوس نہیں کرتا کیونکہ اس سے آپ کے
نازک دل پر گرانی آئے گی جو میں نہیں چاہتا۔
من بادہ نے نوشم اما چو توئی ساقی : اندر تن خود یک رگ ہوشیار نمے خواہم
میں تو شراب بھی اسی وقت پیتا ہوں جب آپ ساقی ہوں،
وہ بھی اس لئے کہ اپنے بدن میں کوئی رگ بھی ہوشیار نہیں
چاہتا (کہ وہ اپنی من مانی زندگی گزارے بلکہ سراپا مست رہوں،
یہی چاہتا ہوں)
عاشق کہ ترا خواہد با غیر نیاز آمد : جنّات نمے خواہم وانہار نمے خواہم
جو تیرا عاشق ہے وہ غیر سے کیسے مطمئن ہو سکتا ہے اس لئے
میں باغات اور نہریں بھی نہیں چاہتا۔
دنیا طلبد غافل عقبےٰ طلبد عاقل : من عاشقم و بے دل جز یار نمے خواہم
دنیا، غافل طلب کرتا ہے اور آخرت، عقلمند۔ میں تو بے دل عاشق

ہوں یار کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔

از ہستی خود بگذر بگذار معین افسر : جائے کہ نہ گنجد سر دستار نے خواہم

اپنی ہستی سے گزر جا اور اے معین تاج سر سے اُتار پھینک
کہ جہاں سر کی بھی قدر و قیمت نہ ہو وہاں دستار کون چاہتا ہے۔

غزل

ایں منم یارب کہ اندر نور حق فانی شدم : مطلع انوار فیض ذات سبحانی شدم

اے رب! وہ میں ہی ہوں جو تیرے نور میں فانی ہو چکا ہوں
اور تیری پاک ذات کے فیض کے انوار مجھ سے ہی طلوع ہوتے ہیں

ذرّہ ذرّہ از وجودم طالبِ دیدار گشت : تاکہ من مست از تجلّی ہائے ربّانی شدم

میرے وجود کا ہر ذرّہ تیرے دیدار کا طالب ہو چکا ہے یہاں
تک کہ میں ربّانی تجلیات سے مست ہو چکا ہوں۔

زنگِ غیرت راز مرآت دلم بزدود عشق : تا بکلّی واقف اسرار پنہانی شدم

تیرے عشق نے میرے دل کے شیشہ سے غیروں کا زنگ
اُڑا دیا ہے یہاں تک کہ مَیں نے مخفی رازوں کی واقفیت سے
اعلیٰ درجات پا لیے ہیں۔

من چناں بیروں شدم از ظلمت ہستی خویش : تاز نور ہستی او آنکہ میدانی شدم

اگر میں نفس کمینہ کے سیاہ دھوئیں کے سبب خُوب جل چکا
تھا تو کیا ہوا۔ اب تمہارے عشق کی آگ کے سبب نُورانی بھی تو
ہو چکا ہوں

خلق می گفتند کیں راہ راہ بد شواری روند : اے عفاک اللہ کہ من بارے بآسانی شدم

مخلوق تو کہتی تھی کہ یہ راستہ بڑی مشکل سے طے ہوتا ہے مگر
اللہ ہی تجھے مُعاف کرے میں تو یہ کٹھن منزل (تیرے عشق کے
سبب) آسانی سے عبور کر آیا ہوں۔

دمبدم رُوح القدس اندر معینے میدمد : من نمیدانم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

ہر لحظہ معین کے اندر جبریل امین علیہ السلام کے دم کرنے کے
سبب مجھے یہ خیال بھی آتا ہے کہ شاید میں ہی عیسیٰ ثانی بن چکا ہوں۔

الغرض اسی شوق وصال اور اُمید دیدار میں آخر کار یہ شمس ہدایت برج ولایت، اخلاق و کردار کا بدرِ منیر اور زہد و تقویٰ میں بے نظیر وجود مسعود بوقت چاشت بروز چہار شنبہ بعمر ۸۷ ستاسی سال ۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ابرِ کرم میں مخفی ہو گیا، اور ہزاروں عاشقوں کو گریاں و سینہ بریاں چھوڑ گیا۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

معلوم رہے کہ چونکہ آپ کا یومِ وصال وہی ہے جو فخر العاشقین محب المساکین حضرت محبُوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ وصال ہے لہذا جانشین حضرات خیرپور شریف ہی میں طعام پکا کر ایصالِ ثواب کر دیتے ہیں اور ملتان شریف میں آپ کا عرس مبارک دوسرے حضرات کی طرح نہیں منایا جاتا۔

اسی ہی روز بعد نماز مغرب باغ لانگے خان میں آپ کے جانشین و ہمراز فرزندِ اکبر حضور سیّدی مُرشدی سراپا نور و سرور مولانا الحاج الحافظ المفتی محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں ہزاروں علماء، صلحاء و خدّام و متوسلین نے نماز جنازہ ادا کی اور قبل از عشاء بصد اشک و آہ حضور

فانی فی اللہ باقی باللہ کے روضہ منوّرہ میں آپ کو اپنے والد گرامی کے متصل ہی غربی جانب تاقیامت جنّت الفردوس کی معطر ہواؤں سے راحت پانے کی واثق اُمیدوں سے سپُردِ خاک کیا گیا ہے۔

اللّٰھم نور قبرہ واجعل قبرہ علیہ روضۃ من ریاض الجنۃ
بفضلك وكرمك یا ارحم الراحمین بحرمۃ سیّد المرسلین
وصلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی حبیبہٖ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ
واحبّائہٖ اجمعین وبارك وسلّم تسلیما كثیرا

آپ کی مرقد شریف زیارت گاہِ خلائق ہے اور یہاں دعا کرنا حلِ مشکلات کے لئے مجرّب ہے ع یہاں منظور ہوتی ہیں دُعائیں خستہ حالوں کی

وصال پُر ملال کے بعد استاذ الحکماء جناب صوفی عطاء اللہ صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے تو فرمایا دین کا ستونِ عظیم آج روانہ ہو گیا اس کے بعد چہرہ اقدس کو بغور دیکھتے رہے بعد ازاں فرمایا چہرہ پر تھوڑی دیر کی زردی کے بعد پھر سُرخی آجانا اس چیز کی علامت ہے کہ خون کا دورانیہ پھر شروع ہے میں نے ایسی اموات بہت کم دیکھی ہیں۔

محترم جناب مخدوم سیّد شوکت حسین گیلانی صاحب، قبلہ حاجی خواجہ غوث محمد مہاروی صاحب علیہما الرحمۃ جیسی شخصیتوں نے تشریف آوری پر رو رو کر تعزّیت کی اور ناقابلِ تلافی نقصان بتلایا۔ اسی طرح بے شمار مشائخ کرام و ہر طبقہ کے علماء عظام تین دن تک فاتحہ خوانی میں عوام الناس کی طرح حصّہ لیتے رہے۔

تاریخہائے وصال

آپ کے پوتے حضور بحر العلوم مولانا محمد عبد المجید صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے پدر بزرگوار حضور سراپا نوُر و سُرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ قَدْ غُفِرَ کے ۱۳۸۴ عدد بنتے ہیں اور صرف ایک مصرع "چو سال تمامش بجستم زفکر" کہہ سکا ہوں اب چھ عدد بھی کم ہیں اور دوسرا مصرع کہہ کر شعر بھی تمام کرنا ہے تو آنجناب قبلہ نے فی البدیہ دونوں کی تکمیل اسطرح فرمائی ؎

چو سال تمامش بجستم ز فکر
با سر وّاہ گفت ہاتف قد غفر ۱۳۸۴

گویا وقد غفر سے سن وصال برآمد فرمایا۔ ۱۳۹۰

معلوم رہے کہ حضور بحر العلوم کے طویل قصیدہ کا یہ آخری شعر ہے۔
انشاء اللہ العزیز اس قصیدہ سے کچھ گلزارِ ششم میں نقل کروں گا۔
راقم الحروف نے مغفور جبین سے یہ عدد تلاش کئے ہیں۔

آپ کے برادرِ خورد جناب حاجی الحرمین حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ نے بطور وصال نامہ درج ذیل اشعار نظم فرما کر عقیدت ومحبّت کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت خواجہ محمد مولوی عبد الکریم — بُد خلیفہ قطب عالم خواجۂ عبد العلیم
در سنش تولید برخوردار من وہ گفتہ شد ۱۳۰۳ — بود وہ وہ مرد حق در علم خود درّ یتیم
الغریق والحریق از شہادت در حدیث — بُد غریق فی المحبۃ بالیقین مرد سلیم

غرّہ ماہ صفر بد چہار شنبہ روز بود — واصلِ حق داخلِ فردوس شد دار النعیم
از طفیلش یا الٰہی بر برادر خورد اُو — رحم کن ہم عفو فرما جرمہائش بس عظیم
جملہ اولادِ عربی پیر را محفوظ دار — از شرورِ ظالماں واز شرِ شیطان رجیم
ربنا فاغفر ہمہ اولاد عربی بالخصوص — آنکہ مظلوم است میخواند اغثنی یا علیم

آپ کے منظورِ نظر اور مدرسہ رحمانیہ کے نامور طالبِ علم فاضلِ جلیل حضرت علامہ ابو سلیمان شیخ غلام محمد راشد نظامی زید مجدہٗ نے اس سانحہ پر ایک مختصر مرثیہ ترتیب دیا تھا جس کے ہر شعر کے مصرعہ اولیٰ کے پہلے حروف کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۹۰ جو آپ کا ہجری سنِ وصال ہے بنتا ہے اور مصرعہ ثانیہ کے پہلے حروف کے اعداد کا مجموعہ ۱۹۷۰ جو آپ کا عیسوی سنِ وصال ہے، بنتا ہے، یہ مرثیہ اس وقت کے متعدد رسائل وغیرہ میں بھی شائع ہوا اور اب بھی ہدیۂ ناظرین ہے۔

مرثیہ

(غ) ۱۰۰۰ غلامِ خواجۂ کونین دردا
رئیس صوفیا، کانِ صفا رفت (ر) ۲۰۰
(ش) ۳۰۰ شہنشاہِ مفتیانِ اہلسنّت
شہیر خاندان چشتیا رفت (ش) ۳۰۰
(ک) ۲۰ کریمے، باوفا، بندہ نوازے
تأسّف بادشاہِ اولیاء رفت (ت) ۴۰۰
(م) ۴۰ معین سنّیاں، بے کس غریباں
غلام دین احمد مجتبیٰ رفت (غ) ۱۰۰۰
(ل) ۳۰ لسان الغیب فرمودہ نظامی
علیم سنت خیرالوریٰ رفت (ع) ۷۰
سنہ ۱۳۹۰ھ — سنہ ۱۹۷۰ء

چند مُبارک خواب

میرے مُرشدِ حقیقی حضور سراپا نور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ حضور قبلہ والدِ گرامی ولی لاثانی کو انکے وصال پرملال کے ایک عرصہ بعد خواب میں دیکھا تو بے ساختہ کہا حضور قبلہ من! اتنا عرصہ ہوا آپ ہم سے جُدا ہوئے پھر ملاقات بھی نہ فرمائی تو فرمایا بیٹا یہاں کی مصروفیات کا حال تمہیں کیا بتاؤں۔ دُنیا میں جیسے دعوات ہوتی تھیں، یہاں بھی جو دوست احباب مجھ سے پہلے آچکے تھے ان سب سے مُلاقاتوں کا سلسلہ اس قدر طویل تھا کہ آج ہی فُرصت ملی ہے تو کہا تمہیں خیریت بتلا آؤں۔

آپ کے فرزندِ خورد حضور استاذیم علیہ الرحمۃ بھی ایک خواب بیان فرماتے تھے کہ ایک عرصہ بعد زیارت ہوئی تو فرمایا مجھے جو قبر میں چھوڑ گئے تھے پھر اس بارہ میں کوئی حال بھی تم نے نہ پوچھا؟ پھر خود ہی فرمایا کہ چند آنے والے آئے ان سے مختصر گفتگو ہوئی پھر ایسی خوش کن رُوح فزا ہوا چلی کہ اسکے پہلے ہی جھونکے نے مجھے اتنی بلندی تک اُڑایا کہ میں پہلے آسمان تک پہنچ گیا۔ سُبحان اللہ اس میں اشارہ ہے کہ انشاء اللہ العزیز آپ اعلیٰ علیین میں ہی آرام فرما ہیں۔

حضور زیبِ آستانہ عالیہ ادام اللہ تعالےٰ بقائہٗ فرماتے ہیں حضور جدِ امجد ولی لاثانی کے وصال کے بعد آپ کو مسجد شریف کے برآمدہ میں تشریف فرما دیکھا اور مسجد کے صحن میں قطبِ دوراں فرید العصر حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹڑی علیہ الرحمۃ کو استغراقی کیفیت میں یوں مست

دیکھا گویا اس جہان میں نہیں بیٹھے۔ پہلے حضور خواجہ صاحب قطبِ دَوراں اُٹھے اور بصُورت قہقری (پچھلے پیروں) مسجد کی شرقی جانب چلے تو حضور جدامجد بھی پچھلے پیروں اسی طرح اُٹھ کر چلے یوں جیسے ان کا ادب فرماتے ہوئے انہیں الوداع کہنا ہو مگر میں نے دیکھا کہ حضور خواجہ صاحب قطبِ دَوراں نے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک کر آپکے دونوں قدموں کا بوسہ لیا۔ آپ نے انتہائی لجاجت سے عرض کیا حضور! آپ نے مجھے میری عزت سے زیادہ بار دیا ہے میں تو اس لائق نہ تھا تو آنجناب نے فرمایا میں (اس جہاں یعنی عالم برزخ میں) علماء کرام کے اکرام پر مامور ہوں۔ بعدازاں حضور جدامجد ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی خواجہ صاحب قطبِ دَوراں قدس سرہٗ العزیز کے قدمین شریفین کو بوسہ دیا تو اُنہوں نے فرمایا ابھی تو آنجناب مجھے منع فرمارہے تھے اور اب خود مجھ سے وہی سلوک فرمارہے ہیں تو آپ نے جواباً فرمایا اگر آپ کے بوسہ لینے میں گنجائش تھی تو میرے بوسہ لے لینے میں بھی کچھ حرج نہیں۔ حضور زیب آستانہ عالیہ ادام اللہ تعالےٰ بقاءہٗ اکثر وبیشتر اپنے جدامجد حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذکر خیر پر چشم تر ہو جاتے ہیں اس حکایت کے سُنانے پر بھی آپ پر کیفیت طاری ہوئی اسی پر ہی اس چمن کو ختم کرتا ہوں۔

وما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ سبحانہ وتعالےٰ علی حبیبہ وخیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ الہ و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

چمن دوم

دربیان
حضرت مولانا محمد عبدالرحیم صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ

حُضور مفتی اعظم مولانا محمد عبدالعلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اہلیہ اُولیٰ سے یہ دوسرے فرزند دلبند ۱۳۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخی مادہ خود والدگرامی نے "برخوردار زمن" (۱۳۱۰) نکالا مگر یہ گلِ ناشگفتہ صرف دس سال کی عمر میں دَورانِ تعلیم ہی اپنے پس ماندگان کو داغِ فراق دے گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ہائے در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

ترجمہ: افسوس کہ پلک جھپکنے میں ہی دوست کی صُحبت سے محرومی ہوگئی ابھی پھُول کو جی بھر کر دیکھ ہی نہ پائے تھے کہ بہار ختم ہوگئی۔

کہتے ہیں دورانِ حفظ کلام اللہ شریف آپ کے والدِ گرامی نے بعض دفعہ زدوکوب سے بھی کام لیا تو پھر انکے وِصال کے بعد آپ تاسّفاً یہ فرماتے تھے کہ اگر مجھے اس بچہّ کی اتنی مختصر حیاتی کا علم ہوتا تو کم از کم اسے نرمی سے ہی پڑھاتا۔ بعض نے اٹھارہ سال عمر بتائی جو پایہ تحقیق تک نہیں پہنچی۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔ سنِ وصال کا تاریخی مادہ خود والدگرامی نے "برخوردار زمین" (۱۳۲۰) سے نکالا۔ اپنے چچا بزرگوار

حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے ہمراہ انکے پہلو میں غربی جانب آسودہ ہیں ۔

ع شہیدانِ محبت پہ خدا کی رحمتیں برسیں

☆

چمن سوم

در بیان
حضرت مولانا محمد عبد القدوس ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اہلیہ خورد سے یہ اکلوتے فرزند دلبند ۱۳۲۴ھ میں پیدا ہوئے تاریخی نام خود والدِ گرامی حضرت زبدۃ المحققین نے "مختار الحمید" اخذ فرمایا۔ حفظ کلام اللہ شریف کے بعد اپنے قبلہ والدِ گرامی و برادرِ بزرگوار حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے علوم ظاہریہ میں تکمیل فرمائی و برَوایتے اپنے مایہ ناز بھتیجے جو آپ سے عمر میں آٹھ سال بڑے تھے یعنی حضور سیّدی مُرشدی سراپا نورٌ و سرور مولانا محمد عبد الشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولانا عبد التواب اہلحدیث ملتانی اور حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ سے بھی کچھ استفادہ فرمایا۔ بہرحال آباؤ اجداد کی طرح علوم ظاہریہ میں تکمیل کے دوران اپنے پدرِ بزرگوار سے بیعت ہو کر علوم باطنیہ میں مشغول ہوئے اور بہت ہی جلد اتمام سُلوک پر شرف اجازت سے بھی ممتاز ہوئے ۔ حُضور والدِ گرامی کے حین حیات انکے ساتھ بھی سفر و حضر میں رہے اور انکی اجازت سے تنہا بھی سفر فرما کر مخلوقِ خداوندی کو سلسلۂ عالیہ میں داخل کر کے مُستفیض فرماتے رہے پھر حُضور قبلہ والد بُزرگوار کے وِصال کے بعد اگرچہ انکی عمر اس وقت صِرف پچیس ۲۵ برس تھی تاہم اپنے برادرِ بزرگوار حضور ولی لاثانی کی طرح

ان سے بھی مُستقل سلسلہ جاری ہوا۔ سلسلہ کی اشاعت میں اُنہوں نے اہم کردار ادا فرمایا۔ دُور و قریب اندرون و بیرونِ ملک بہت سفر فرمائے اور بیشمار مخلوقِ خداوندی کو فیض پہنچایا اور بعض کو شرف اجازت بھی بخشا۔ حج اور عمرہ کی سعادت کے حصُول کے لئے کم و بیش بیسیوں سفر حجاز مقدس کے انہیں نصیب ہوئے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام، مشائخ کبار کی زیارات کے لئے بھی انہوں نے بغداد شریف، شام، بیت المقدس اجمیر شریف اور دہلی وغیرہ کی طرف کئی بار سفر فرمایا۔ پاک پٹن شریف، مہار شریف اور خیر پور شریف کے علاوہ ملتان و تونسہ شریف کے اعراس مُبارکہ میں بڑی استقامت سے شرکت فرمایا کرتے تھے اور اپنے اکابرین سے منقول وظائف و معمولات پر بڑی ملازمت سے کاربند تھے۔ چند ایک مدارس و مساجد بھی قائم فرمائے جو بحمدہ تعالیٰ تاحال آباد ہیں۔

حضور اعلیٰ کی تعمیر کردہ مسجد واقع جھنگ میں ہر قمری ماہ کا تیسرا جمعہ باقاعدگی سے پچاس سال تک پڑھا کر اعمالِ صالحہ پر پابندی و استقامت کا عجیب نمُونہ پیش کیا۔

ان کے جُملہ اوصاف علم و عمل، ذکر و فکر، سادگی و عاجزی اور استقامت و محبت وغیرہ کی تفصیل میں پڑنا ایک طویل باب کو کھولنے کے مترادف ہے لہذا چونکہ اس کتاب میں میرا مقصود حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خاندان عالیشان کے سلسلہ کی اعلیٰ اور بڑی شاخ عُبیدیہ رحمانیہ علیمیہ کریمیہ شکوریہ میں مذکور پیران والاشان کو تفصیلاً اور اس مقدس سلسلہ کی باقی چھوٹی شاخوں حقانیہ، حکیمیہ، قدوسیہ، غفوریہ وغیرہ کو اجمالاً ذکر کرنا ہے اس لئے

اس تفصیل میں نہیں پڑتا۔ آپ کی یادگاروں میں بطرز "کریما سعدی" لکھی گئی منظومہ فارسی تصنیف لطیف الموسوم بہ "چراغِ قدوسی" غیر مطبوعہ موجود ہے جسے آپ خود اپنے خاص شاگردوں کو درساً پڑھایا بھی کرتے تھے۔ چونکہ ذوق سخن آپ کو کافی تھا۔ اس لئے بیشمار تاریخی قطعات، مرثیہ جات و قصائد نظم فرمائے اپنا تخلص "مظلوم" معیّن فرمایا تھا۔

ان کا ایک مختصر وصیّت نامہ بحق اولاد امجاد خود، انکی تحریرات سے تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

"مظلوم زادو! خُوب دل پر جمالو حتی الامکان انپر عمل پیرا ہو کر اللہ جلّ شانہ و حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو راضی کرو اور ارواح مقدسہ (پیرانِ کبار سلسلہ عالیہ) کو خوش کر کے نمک حلالی کا ثبوت دے کر انکی روحانی امدادیں اور دُعائیں لے کر دارین سنوارو۔ مزید اعداء اللہ و اولیاءؔ بے ادب، دھن دریدہ، زہر چشیدہ، قہر رسیدہ بدبختوں (شیعہ شنیعہ وہابیہ واہیہ) سے نفرت اور پرہیز کرو۔ ممکن ہو تو انکو دلائل حقّہ سے انکی فہمائش کی کوشش کرو حتیٰ کہ راہ راست پر آجاویں تب یہ بے چارہ ناکارہ آپ پر راضی ہوگا ورنہ بدل مجروح چُپ رہ کر وقت پاس کر کے جہانِ فانی سے رخصت ہوگا۔ اِنّا للہ پھر بھی دست بدعوات رہیں گے۔ یامصرف القلوب میری اولاد کو ابدالآباد تک شرور ظالموں، حاسدوں، قرضوں اور مرضوں خصُوصاً بے ادبوں، بدمذہبوں کے حملوں سے محفوظ و مصئون رکھنا، سب کو علماء رحمانی صوفیائی ربّانی بنانا۔ فتوحات غیبی فیوضات لاریبی سے نوازتے رہنا تاکہ دارین میں سُرخروئی

اور سرفرازی لیں۔ آمین۔ توحید حقیقی (مسئلہ وحدۃ الوجود کی سمجھ) جو اللہ والوں کو ارزاں کی گئی ہے وہ لا الہ الا اللہ یعنی لاموجود الا اللہ ھوالمشہود فی کل موجود ہے۔ لہٰذا اسی پاک عقیدہ کو اپنے دلوں، دماغوں میں مستحکم کریں اور برحق جانیں۔"

آپ کے فرزندِ اکبر حضرت مفتی محمد عبد القادر صاحب نے اپنی زرعی زمین واقعہ چاہ لنگر والا راجہ رام شجاعباد میں جناب صوفی غلام فرید صاحب کو ایک ٹریکٹر ضروریات زمین کی خاطر لے دیا چند دنوں بعد چور ٹریکٹر لینے کی غرض سے آئے تو آپ نے خواب میں صوفی صاحب کو متنبہ کیا۔ انکی جاگ بھی ہو گئی مگر خیال ہی سمجھ کر پھر لیٹ گئے، دوبارہ، سہ بارہ تنبیہ کی حتیٰ کہ خواب ہی میں تھپڑ رسید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا چور اب میرے فرزند کا ٹریکٹر دھکا لگا کر نہر تک لے جا چکے ہیں اب بھی تم نہ پہنچے تو وہ سٹارٹ کر کے لے جانے میں کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ آپ اُٹھے اور چند دوسرے لوگوں کو بھی ہوشیار کر کے چور چور کی آوازیں لگاتے وہاں پہنچے تو واقعی چور جو نہر تک پہنچ چکے تھے ٹریکٹر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اسی طرح ان سے متعدد کرامات کا ظہور ہوا جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔

۲۷ ر ذوالقعدہ ۱۴۰۵ھ کو ایک طویل سفر کے بعد اپنی خصوصی کار میں آپ اپنے ہمہ صفت موصوف نواسہ جناب میاں حافظ محمد اقبال سعید صاحب م ۲ شعبان ۱۴۰۸ھ اور انکی اہلیہ (آپ کی پوتی) کے ہمراہ گجرانوالہ سے لاہور پہنچے تو بوجہ جلسہ وزیر اعظم محمد خان جونیجو مرحوم مینارِ پاکستان کے قرب و جوار میں چونکہ ٹریفک جام تھی لہٰذا آپ کو بھی کئی گھنٹوں تک محصور رہنا

پڑا یہیں آپ کو بند ہیضہ کی شکایت ہوئی جس میں پیاس شدید تھی مگر باوجود کوشش کے پانی بھی نہ مل سکا تو انتہائی صبر سے کام لیتے ہوئے آپ نے اپنے ہر دلعزیز نواسہ اور محترمہ پوتی صاحبہ دونوں سے سُورۃ یٰسین شریف سُنی اور بعد ازاں خود ان کو سُنانا شروع فرمائی جب آیت شریفہ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ پر پہنچے تو مُبارک رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے اگلے دن آپکے جانشین فرزندِ اکبر جناب حضرت مفتی محمد عبد القادر صاحب کی اقتداء میں مخلوقِ خُداوندی نے نماز جنازہ ادا کی اور بعد ازاں آپ کو اپنے چچا بزرگوار حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے احاطہ مزار شریف میں اپنے برادرِ بزرگوار مولانا محمد عبد الرحیم صاحب سے غربی جانب سُپردِ خاک کیا گیا۔

آپکے فضل و کمال میں اعلیٰ نسب و حسب کے علاوہ یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ آپ نے اپنی اولاد احفاد (پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں) جتنی بھی چھوڑی بحمدہ تعالےٰ سب حافظ قرآن تھی اور اکثر ان میں اہلِ علم بھی ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حُسنِ اتفاق سے آپ کی تاریخِ وصال کو بھی اپنے اکابرین سے عجب نسبت ملی۔ وہ اسطرح کہ آپ کو مہینۂ وصال اپنے والدگرامی والا اور تاریخ وصال جدِّ امجد والی اور سِن وصال جدِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم والا نصیب ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ آپ کے فرزند سادس جناب حضرت مولانا محمد عبد الواسع عتیقی نے آپ کے وصال پُر ملال پر متعدد مرثیہ جات لکھے جن میں سے صرف ایک ہندی مرثیہ نقل کرنے پر کفایت کرتا ہوں۔

مرثیہ

ویلے لنگھ گئے بہاراں دے خزاں دے ڈینہ آ گئے ہن
غماں نے بھیڑ چا کیتی اندھیرے غم دے چھا گئے ہن

میڈے حضرت میڈے قبلہ میڈے مرشد میڈے سائیں
او خود خلد بریں مڑ گئے اساکوں اتھ رُلا گئے ہن

کوئی والد کیویں ہوندے کوئی والد کیویں ہوندے
کوئی بس دین ڈے ویندے کوئی دنیا ڈکھا گئے ہن

مگر ساکوں تاں حضرت نے ڈوہاں پاسوں رجا چھوڑے
جہازاں تے اڈا گئے ہن مُصلّے تے بہلا گئے ہن

جڈوں حکمِ خدا آندے تے وَس کہیں دا نہیں چلدا
دوائیاں بے اثر تھیندن سیانڑے ایہہ ڈسا گئے ہن

غمِ فرقت کیویں ہوندے نہ ہر کہیں کوں سمجھ آوے
ایں غم کوں صرف اوہے سمجھن جنہاں دے کوئی سدھا گئے ہن

اِتھوں ہر کہیں نے ٹُر ونجڑاں ایہہ دنیا دار فانی ہے
مگر خوش بخت اوہ لوگ ہن جہڑے جنت بنڑا گئے ہن

ڈکھاں توں جی بھر آیا ہے عتیقی کیوں نہ رَت رُووے
پیا ٹُر گئے، سکھی رل گئے، دلاں وچ درد پا گئے ہن

اولاد امجاد

آپ نے اپنے سوگواران میں چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑی

یہ سب خود آپ ہی سے بیعت اور مجاز ہیں کئی کئی مرتبہ حج اور عمرہ کی سعادت کے حصول کے علاوہ زیاراتِ مقدّسہ اور سیر و تفریح کی غرض سے اندرون و بیرون ملک میں سفر بھی فرما چکے ہیں انکی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمّد عبدالقادر صاحب : اپنے جدِ امجد حضور مفتی اعظم کے زمانِ سعادت نشان میں ۱۳۵۴ھ کو پیدا ہوئے حفظ کلام اللہ شریف کے بعد جملہ علومِ شرعیہ میں سندات حاصل فرمائیں اور اب اپنے مدرسہ عُبیدیہ رحمانیہ میں مفتی کے فرائض انجام دے رہے ہیں، ظاہری علوم کیساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی انکو بڑی رغبت ہے، وعظ و نصیحت اور درس و تدریس انکی خصوصی مصروفیات میں شامل ہیں، منصب افتاء پر فائز ہونے کے بعد اب تک بیشمار فتاویٰ جات جاری فرما چکے ہیں۔ انہوں نے اگرچہ سندِ فراغت حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دیوبندی مدرسہ قاسم العلوم والوں سے حاصل فرمائی، تاہم متوسّط مزاج ہیں۔ قوالی سنتے اور بزرگان دین کے اعراس بڑے اہتمام سے کرتے ہیں، ہر سال دَورہ میراث شریف بھی پڑھاتے ہیں، رسالہ ابیاتِ علم میراث وما یتعلق بہا من الابحاث کا اُردو ترجمہ کروا کر شائع کرایا ہے کئی سالوں سے رمضان المبارک میں بعد نمازِ تراویح ترجمہ و تفسیر قرآن شریف بیان کرکے شبِ بیداری کا معمول قائم کیا ہوا ہے۔ دین کے ساتھ ساتھ دنیا بھی حق تعالےٰ نے انہیں خوب عطاء فرمائی ہے کہ "مفتی واولادہٗ" کے نام سے ایکسپورٹ کا وسیع کاروبار بھی ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ اسی بہانے عرب شریف کی بار بار حاضری انہیں میسّر ہوتی رہتی ہے۔

ان کے دوؔ فرزند دلبند اور تینؔ صاحبزادیاں ہیں۔

اول محترم جناب فاضل نوجوان حضرت میاں محمد عبدالقوی صاحب
نوعمری سے انتہائی ذہین وفطین ہیں حفظ وتحصیلِ علم کے بعد درس وتدریس
وتصنیف وتالیف کے شغل کے علاوہ اندرون وبیرون ملک سرکاری وغیر
سرکاری دَوروں میں بھی مصروف رہتے ہیں۔

ان کی مشہورِ زمانہ تصنیف "مفتاح النجاح" جو دَورہ حدیث کے
طلبار کے لئے حلِ سوالات میں از حد مفید ہے کی بارہا طباعت واشاعت
ہو چکی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دوم جناب حافظ محمد عبدالغنی صاحب۔ یہ بھی ظاہری علوم سے فراغت
کے بعد درس وتدریس میں بھی مصروف رہتے ہیں۔ دونوں بھائی
صاحبِ اولاد ہیں۔ البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ اوّل الذکر کو اولادِ نرینہ سے
بھی نوازے۔ آمین۔ انشاء اللہ العزیز انکی اولادوں کا سلسلہ آخر میں دیئے
گئے شجرہ میں مفصل درج ہوگا۔

آپکی تینوں صاحبزادیاں بالترتیب زوجہ محمد اقبال سعید صاحب مرحوم
(جو انکے بعد انکے بھائی محمّد قاسم سعید صاحب کے نکاح میں آئیں) زوجہ میاں
عبدالقدیر صاحب زوجہ میاں عبدالحکیم صاحب بھی بحمدہ تعالیٰ صاحبِ
اولاد ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمّد عبدالخالق صاحب: عجیب صاحبِ ذوق ہیں یہ بھی
اپنے جدّ امجد کے زماں سعادت نشان میں ہی ۱۳۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔ تکمیل
علوم کے بعد خوب مجاہدانہ زندگی گزاری اور اپنے مدرسہ عُبیدیہ رحمانیہ کے
مہتمم بھی رہے۔ اب تو عرصہ دَراز سے خاموش رہتے ہیں۔ لکھ کر سوال و

جواب سے اپنا کام چلا رہے ہیں۔ اکثر اوقات قلبی اذکار واشغال اور مطالعۂ
کتب میں صرف کرتے ہیں۔ کشفِ قبور بھی انہیں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں
انکے محاسن ومحامد بیشمار ہیں۔ انہیں حق تعالیٰ نے پانچ فرزند اور دو صاحبزادیاں
عطا فرمائیں۔ میاں محمد عبدالحئی صاحب، میاں محمد عبدالحکیم صاحب، میاں
عبدالحلیم صاحب تینوں شادی شدہ فارغ التحصیل اور صاحب اولاد ہیں۔
الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اور میاں محمد عبدالحسیب ومیاں محمد عبدالحفیظ صاحبان
کی شادیاں حال ہی میں ہوئی ہیں۔ ہر دو دختران زوجہ میاں عبدالغنی صاحب
وزوجہ میاں طیب سعید صاحب بھی صاحب اولاد ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

میاں محمّد عبدالحفیظ صاحب انہی اوراق کی دُرستی کے دوران عالمِ شباب
ہی میں طویل علالت کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے ہیں۔

اِنا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۝

حضرت مولانا حافظ محمد عبدالرزاق قدوسی صاحب: ۱۳۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم عربیہ فارسیہ
میں تکمیل کے بعد درس وتدریس میں عرصہ
دَراز سے مشغول ہیں۔ فن تقریر میں اپنی مثال
آپ اور واعظ شیریں بیان ہیں۔ مدرسہ میں نائب مفتی کی حیثیت بھی انھیں
حاصل ہے انکے ہر جمعہ کے رُوحانی پروگرام مقرر ہیں جنکو بڑی پابندی سے نبھا
رہے ہیں۔ خصُوصاً ہر چاند کی گیارہ تاریخ کو جھنگ محلہ چنداں والہ میں موجود
ایوان اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن شریف کے ایک رکوع
کی تفسیر بیان کرنے پر بڑے عرصہ سے پابندی فرما رہے ہیں۔ سیاسی طور پر
بھی نفاذ شریعت کی غرض سے ایک جماعت کی بُنیاد رکھی ہے جس کا

نام "دعوتِ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم" رکھا ہے الغرض ان کی سماجی وسیاسی مصروفیات بے شمار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں دو فرزند اور ایک دختر عطا فرمائی۔ بالترتیب جناب پروفیسر میاں محمد عبدالقدیر صاحب، میاں عبدالخبیر صاحب بحمدہ تعالیٰ دونوں فارغ التحصیل، سنجیدہ اور فہیم ہیں۔ دختر نیک اختر زوجہ میاں طاہر سعید صاحب سمیت تینوں صاحبِ اولاد ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلك۔

حضرت مولانا حافظ محمد عبدالمالک صاحب

۱۳۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔ بحمدہ تعالیٰ یہ بھی حافظ قرآن اور عالم دین ہیں۔ مدرسہ میں درس وتدریس کی جزوی خدمت کے علاوہ پابندِ صوم وصلواۃ، صاحبِ حسنِ کردار اور گوناگوں صفات کے مالک ہیں اپنے تخلص "خلیل" کے سبب حضرت خلیل صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ انکے ایک ہی فرزند میاں محمد عبدالمجیب المعروف محمد یاسر ہیں جو دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ بھی فرما رہے ہیں اور دو صاحبزادیاں ہیں جن میں ایک شادی شدہ زوجہ میاں عبدالحلیم صاحب ہیں۔

حضرت مولانا پروفیسر حافظ محمد عبدالواحد ندیمؔ صاحب

۱۳۶۹ھ میں پیدا ہوئے بحمدہ تعالیٰ حفظ کلام اللہ شریف کے بعد علوم ظاہریہ میں کمال حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کئی مضامین میں ایم اے بھی کیا۔ مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عمر صاحب نے دورانِ گفتگو شیخ الادب کے نام سے نواز کر ان کی ذہانت اور فطانت پر داد دی۔ انہیں علم وادب میں خصوصی لگاؤ اور شغف ہے۔ "رحمان اورینٹل کالج" کے نام سے ان کا

قائم کردہ اِدارہ بحمدہ تعالیٰ فارسی عربی فاضل کرانے میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ شعر کہنے میں بھی طبع آزمائی فرماتے ہیں "ندیم" تخلص سے مشہور زمانہ ہیں، انکی درج ذیل تصانیف مطبوعہ اور مقبول عام ہیں۔ "فرہنگِ نو" اردو فارسی ڈکشنری" "ردّ الضلال" "شیعہ شنیعہ کی ردّ" "معلم العربیۃ" تطبیقی گرائمر اور "تعلیم العربیۃ"۔ انکے علاوہ "خونِ جگر" کے نام سے ان کا اردو دیوان تاحال غیر مطبوعہ ہے۔ دیوان کے علاوہ بھی حمد، نعت ودَر مدح صحابہ کرام علیہم الرضوان کافی نظمیں اردو، عربی اور فارسی زبان میں انکی کوشش کا نتیجہ اور انکے ذوق کی دلیل پر موجود ہیں۔ الغرض نوعمری سے علم وادب کا جو خزانہ انکے ہاتھ لگا ہے وہ بہت کم لوگوں کو میسّر ہے۔ قوتِ حافظہ بھی خدا تعالیٰ نے انہیں بلا کا عطا فرمایا ہے۔ بطورِ نمونہ کلام انکی ایک نظم در مدح حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتا ہوں۔

نظم

ثنا خواں ہیں تیرے حبیبِ دو عالم — اے فاروق اعظم اے فاروق اعظم
ہے قولِ نبی تیرے بارے میں برحق — تیرے سائے سے بھاگے شیطان بیشک
صفیں دشمنوں کی ہوئیں تجھ سے برہم — اے فاروق اعظم اے فاروق اعظم
نبوّت نہ رُکتی تو تُو اِک نبی تھا — خدا کا پیمبر نبی کا وصی تھا
نبی تو نہیں تو یہ رتبہ ہے کیا کم — تو فاروق اعظم تو فاروق اعظم
مرادِ محمد تو شانِ خدا ہے — تجھے جو ملا رتبہ کس کو ملا ہے
نہیں بعد صدیق کوئی تیرا ہمدم — اے فاروق اعظم اے فاروق اعظم

ندیمؔ اس کی اُلفت ہے ایمانِ مومن — اور اسکی اطاعت میں ہے شان مومن
مؤیّد رہا جس کا قرآن ہر دم — وہ فاروق اعظم ہے فاروق اعظم

ان کی تین۳ شادیاں ہیں۔ اہلیہ اُولیٰ سے دُو۲ فرزند محمد عبدالواجد ندیم صاحب اور محمد عبدالماجد ندیم صاحب ـــــ دونوں حافظ عالم، اور ایم اے تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ اہلیہ ثانیہ سے میاں عبدالخالد صاحب اور ایک دختر نیک اختر دونوں ابھی زیرِ تعلیم ہیں۔ اہلیہ ثالثہ سے ابھی کوئی اولاد نہیں۔ بحمدہٖ سُبحانہٗ وتعالےٰ بین الزّوجات عدل وتسویۃ بھی حتی الوسع قائم کئے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا حافظ محمد عبدالواسع عتیقؔ صاحب

آپ کے سب سے چھوٹے اور چھٹے فرزند ارجمند ہیں جو ۱۳۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن شریف اور علومِ شرعیہ کی تکمیل کے بعد عرصۂ دراز تک خدمتِ طلباء ومہمانان اور مسافران پر مامور رہے انتہائی صالح اور نیک فطرت خوش بخت فرزند ہیں۔ اپنے فیاضانہ اور سخاوت پسندانہ مزاج کے سبب مقبول ہیں۔ سلسلۂ عالیہ کے معمول بہ وظائف بڑی پابندی سے پڑھتے ہیں۔ عرصہ دراز تک خیرالبلاد مکّہ مکرّمہ اپنے اہل وعیال سمیت مقیم رہے اس وقت درس وتدریس کے علاوہ عتیقی ٹرسٹ کی چیئرمینی کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ گویا خدمت خلق کو تا حال اپنا منصب بنا رکھا ہے انتہائی باذوق، صوفیانہ مزاج، خوش طبع، ہر دلعزیز اور مہمان نواز شخصیّت ہیں انکے علاوہ بھی انکے اوصاف بے حد ہیں اللہ تعالیٰ انکی نیکیوں میں اضافہ

فرمادے اور استقامت بخشے، آمین۔ اپنی موروثی زمین واقع گلزارپور میں ہر سال میلاد شریف اور اپنے پدر بزرگوار قبلہ کا عرس بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ "سلسلہ مُبارکہ" کے نام سے اپنے سلسلہ منظومہ کی شرح کے طور پر ہر بزرگ کا اجمالی تعارف لکھ کر بصورتِ رسالہ شائع کر چکے ہیں علاوہ ازیں انہوں نے مختلف شعراء کے مختلف عنوانات وموضوعات پر مشتمل اشعار کو بلحاظِ حروفِ ابجد عنوانات کو ترتیب دے کر انکے متعلقہ اشعار کو جمع کیا ہے اور اِس تالیف کو "مئے سخن" کا نام دے کر طبع بھی کروایا ہے۔ خود بھی اشعار کہنے پر انہیں بڑی قدرت حاصل ہے۔ اپنے تخلّص کی نسبت سے عتیقؔ صاحب کے نام سے مشہور زمانہ ہیں۔ اب ان کا کلام مشتمل بر حمد، نعت قصائد وغزلیات وغیرہ "مدحتِ ممدوح" کے نام سے طباعت کے مراحل میں ہے۔ ان کی ایک فارسی نعت شریف بطورِ نمونہ کلام درج کرتا ہوں۔

نعت شریف

مے کشد امروز مارا یاد سُوئے مصطفےٰ — مے فزاید لحظہ لحظہ آرزوئے مصطفےٰ
پُرخطا پُرمعصیت کے می رسد آنجائے پاک — جائے پاکاں جائے نیکاں بود کوئے مصطفےٰ
یاالٰہی ایں دُعائے عاشقاں مقبول باد — گاہ مکہ باد مسکن، گاہ کوئے مصطفےٰ
بود در خاکش شِفا، در آبِ او آب حیات — بل بلند از آبِ حیواں آب جوئے مصطفےٰ
رونق رویش منوّر را چہ دانی اے عتیقؔ — صد ہزاراں شمس قربان پیش روئے مصطفےٰ

ان کو حق تعالیٰ جل شانہ نے ایک فرزند دلبند عطا فرمایا ہے جو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ کلام اللہ شریف اور کتب فارسیہ کی تعلیم میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی عُمر دَراز فرمادیں اور نیکیوں پر قائم رکھیں آمین۔

انکے علاوہ انکی تین صاحبزادیاں ہیں جن میں دو شادی شدہ بالترتیب زوجہ میاں عبدالواجد صاحب اور زوجہ میاں محمد ساجد صاحب ہیں اور دونوں بحمدہ تعالےٰ صاحبِ اولاد ہیں۔

زوجہ محترم جناب حاجی میاں محمد سعید صاحب:

حضرت قبلہ مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کی اکلوتی دختر نیک اختر ہیں جن کا عقدِ نکاح حضرت موصوف سے ہوا۔ بحمدہ تعالےٰ یہ بھی صاحبِ اولاد ہیں حضرت موصوف حاجی صاحب حضور مفتی اعظم کے داماد جناب حافظ محمد عبدالسلام علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں جو انتہائی خوبیوں اور بیشمار صفات کے مالک ہیں کچھ عرصہ تک سرکاری منصب پر قائم رہے مگر انکی دیانت داری تا حال اپنے محکمہ میں ضرب المثل ہے۔ انکو اللہ تبارک وتعالےٰ نے چار صاحبزادے بالترتیب جناب میاں محمد اقبال سعید صاحب، میاں محمد طاہر سعید صاحب، میاں محمد قائم سعید صاحب اور میاں محمد طیب سعید صاحب عطا فرمائے۔ اوّل الذکر اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں تاہم ان چاروں سے اولاد ہے اور سب کے سب بھائی بحمدہ تعالیٰ صوم وصلوٰۃ کے پابند گوناگوں صفات کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ ان سے چار صاحبزادیاں بھی ہوئیں جو بحمدہ تعالیٰ اب صاحبِ اولاد ہیں اللہ تعالیٰ اس خاندان کو اپنے حفظ وامان میں رکھیں اور مراتبِ عالیہ انہیں عطا فرماویں۔ آمین۔ اسی دعا پر ہی اس چمن کو ختم کرتا ہوں۔

وصلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی حبیبہ سیدنا ومولنا
محمد وعلےٰ آلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریاتہ
اجمعین وبارك وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

چمن چہارم

دربیان

بناتِ صالحات حضور مفتی اعظم مولانا محمد عبدالعلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

اہلیہ اُولیٰ سے آپ کو تین صاحبزادیاں عطا ہوئیں۔ بحمدہ تعالےٰ تینوں عابدہ زاہدہ اور خدا رسیدہ تھیں۔ ملتان کے مشہور ومعروف دیانتدار انتہائی مخیر تاجر جناب خواجہ حاجی امام بخش صاحب علیہ الرحمۃ م ۱۳۶۶ھ نے اپنے دونوں ہر دلعزیز صاحبزادگان جناب الحاج خواجہ محمد مظفر الدین صاحب م ۱۳۷۸ھ اور جناب الحاج خواجہ محمد مظفر محمود صاحب م ۱۳۹۵ھ علیہما الرحمۃ کے لئے آپکی دو صاحبزادیاں لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ کے والد گرامی حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسرِ نفسی سے کام لیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ پرانے کپڑے پر نئے کپڑے کا پیوند کچھ بھلا معلوم نہیں ہوتا، ان سے معذرت کر لی اور بعد ازاں اپنے مطیع وفرمانبردار فرزند دلبند کی عدم موجودگی میں اپنی تینوں پوتیوں کا نکاح آپنے درج ذیل حضرات سے کر دیا۔

زوجہ حضرت مولانا السید محمد فضل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

آپ جموں کشمیر سے صرف اور صرف حصولِ علم کی غرض سے ملتان دارالامان حاضر ہوئے اور حضور خواجہ عربی غریب نواز کی شہرت سن کر انہی کے مدرسہ میں پڑھنا شروع کیا عرصہ دراز تک بڑی محنت اور دلی رغبت

سے حصولِ علم میں مصروف رہے۔ آپ نے انکی نیک سیرت شخصیت اور
سیّد ہونے کے سبب انکا عقد اپنی پوتی سے کرنے کا پختہ ارادہ فرمالیا
تو انکے آباء کرام کو خط لکھا ان میں سے کوئی تشریف بھی لائے اور انکے نکاح
کے بعد انہیں خوش و خرم دیکھ کر چلے گئے۔ مگر آپ نے خود ساری زندگی
یہیں گزاری۔ آپ اپنے اُستاذ محترم حضور خواجہ عربی غریب نواز سے
بیعت بھی ہوئے اور بیشمار مجاہدات اور ریاضات شاقہ کے بعد خرقۂ
خلافت بھی آپ ہی سے حاصل کیا۔ عرصہ دراز تک درس و تدریس اور
اشاعت سلسلۂ عالیہ میں مصروف رہ کر بہت لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے
عمر کے آخری حصّہ میں مجذوبانہ حال ہو گئے تھے۔ قبرستان میں رہتے اور غلبۂ
حال ہر وقت طاری رہتا ان سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔

نمازیں باجماعت ادا فرماتے مگر اہلیہ محترمہ نے ایک مرتبہ کہلا بھیجا کہ
شاہ صاحب صبح کی نماز کے لئے نہیں جاگتے آپ خود آکر جگا دیں تو آپ نے
کہنے والے کو دکھایا کہ دیکھو پہلی صف میں تشریف فرما ہیں وہ گھر گیا تو آپ
بستر میں بھی آرام فرما تھے۔ لہذا سب حیران ہوئے۔

اسی طرح ایک دفعہ گھر میں موجود کنویں سے بڑی تیزی سے پانی بھر
بھر کر بہائے جاتے تھے اہلِ خانہ نے اس فضول کام سے روکا تو فرمایا،
ہٹ جاؤ اندھی کھوئی واقع چوک بازار ملتان میں آگ لگی ہوئی ہے جسے
بجھا رہا ہوں۔ چنانچہ کچھ دیر بعد اس حقیقت کا پتہ چلا کہ وہاں غائبانہ
پانی پہنچتا رہا تو آگ بجھ گئی۔

جنّات بھی ان سے استفادہ کرنے کو آتے الغرض انکے احوال از
حد عجیب تھے۔ میرے مرشد حقیقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

حضرت شاہ صاحب کے وصال کے چند ماہ بعد انکے ایک مرید نے عجیب
بات سُنائی کہ اسے آپ کے وصال کا علم نہ ہوا تھا اور وہ دُور دراز سے
انکی زیارت کو آیا تو سرِ راہ ہی انہیں قبرستان سے نکل کر اپنے گھروں کی
طرف آتے دیکھا از راہ ادب پیچھے پیچھے آتا رہا بجائے گھر یا مسجد کے
خانقاہ شریف کی طرف آپ آئے تو وہ بھی ساتھ ہی آتا رہا۔ آپ بیرونی
دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی غائب ہوگئے چنانچہ اس نے حیرانی کے عالم
میں مسجد شریف آکر ماجرا بیان کیا تو اسے بیان کیا گیا کہ انکے وصال کو اتنا
عرصہ ہوگیا اور انکا مزار شریف حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خانقاہ
شریف کے بیرونی احاطہ میں غربی جانب سے دوسرے نمبر پر ہے۔ لہذا
وہ اپنی قبر شریف میں ہی اُتر گئے ہوں گے جس سے اس کی حیرت کی انتہا
نہ رہی اور کفِ افسوس ملتا تھا کہ کاش سرِ راہ ہی قدم بوس ہولیتا۔

ان سے دو فرزند دلبند سیّد نور احمد شاہ صاحب و سیّد نور محمد شاہ صاحب
اور ایک دختر نیک اختر ہوئیں، دونوں عالم باعمل صاحبِ فضیلت تھے۔
اوّل الذکر سے ایک فرزند سیّد نور حامد شاہ صاحب ہوئے جو نوعمری میں
انتقال کر گئے اور ایک دختر زوجہ اقبال شاہ صاحب ہوئیں، مؤخر الذکر
جناب سید نور محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی زیارت اس احقر نے کی ہے
یہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اور حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مکرّم داماد تھے۔ ان کا حال آئندہ چمن میں آئے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

انکی دختر نیک اختر کا نکاح جناب سیّد غلام حسین شاہ صاحب سے
ہوا۔ یہ فقیر انکی زیارت سے بھی مشرّف ہوا ہے ان سے ملتان کے مشہور
صنعت کار، مالک آرٹیکس جناب سیّد غلام ناصر شاہ صاحب و جناب

سید جبیب احمد شاہ صاحب وغیرہ ہوئے۔

زوجہ جناب مولانا حافظ محمد عبد السلام صاحب علیہ الرحمۃ یہ حضور عربی غریب نواز کے اکلوتے نواسے تھے۔ بحمدہ تعالیٰ بڑے صاحب کمال، متبحّر عالم، حافظ اور باعمل شخصیّت تھے۔ دینی کتب کی اشاعت کی غرض سے "اصلی کتب خانہ اسلامی" کے نام سے ایک ادارہ ملتان میں قائم کیا جو بحمدہ تعالےٰ طویل عرصہ تک قائم رہا۔ ان کا سِن وصال معلوم نہیں ہوسکا البتہ روضۂ مقدسہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیرونی احاطہ میں غربی جانب پہلی قبر شریف انہیں کی ہے۔ ان سے دو صاحبزادے بالترتیب حافظ محمد عبد الرشید صاحب علیہ الرحمۃ اور حافظ محمد عبد الاحد صاحب علیہ الرحمۃ ہوئے۔ اول الذکر کا وصال اس عنوان کی تسطیر سے چند ماہ قبل ہوا ہے ان سے جناب میاں جبیب الرحمان المعروف بہ آغا صاحب و میاں محبوب الرحمان صاحب موجود ہیں جو خود صاحب اولاد ہیں۔ مؤخر الذکر جناب حاجی محمد سعید صاحب کے والد گرامی تھے جن کا مزار روضہ شریف میں حضور ولی لاثانی کی پائنتی میں ہے اور حاجی محمد سعید صاحب حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ کے داماد ہیں جن کا مختصر حال گزر چکا ہے۔

زوجہ جناب مولانا حافظ محمد عبد الرؤف صاحب علیہ الرحمۃ یہ حضرت شہید صاحب علیہ الرحمۃ کے فرزند دلبند یعنی آپ کے بھتیجے بھی تھے۔ ان کا حال حضرت شہید صاحب کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

حضور مفتی اعظم کی اہلیہ ثانیہ سے بھی دو دختران ہوئیں۔ ایک کا وصال آپ کے سامنے ہی عالمِ دوشیزگی میں ہوا جس کی تفصیل آپ کی کرامات میں

بعنوان کشف قبور کے ذیل میں گزر چکی۔

دوسری دختر نیک اختر زوجہ جناب حافظ محمد عبد الرحیم صاحب ہیں۔ حافظ صاحب آپکے محترم چچا حضرت مولانا محمد عبد الحق صاحب علیہ الرحمۃ کی پُشت سے تیسری جگہ ہیں ان کا حال گلزارِ دوم کے دُوسرے چمن میں گزر چکا ہے اہلیہ محترمہ تاحال حیات ہیں ان سے ایک فرزند جناب میاں محمد ابراہیم صاحب ایڈووکیٹ ہیں جو صاحبِ اولاد ہیں اور ایک صاحبزادی جنکا نکاح حضرت مولانا مفتی محمد عبد القادر صاحب سے ہوا یہ بھی بحمدہ تعالےٰ صاحبِ اولاد ہیں جن کی تفصیل اسی گلزار کے تیسرے چمن میں گزر چکی ہے۔

اس کے ساتھ ہی حضور مفتی اعظم زبدۃ المحققین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد کا سلسلہ اختتام کو پہنچا اور اس گلزار کا چوتھا چمن بھی تمام ہوا۔

الحمد للہ علیٰ ذالك وصلی اللہ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارك وسلم تسلیماً کثیرا۔

چمن پنجم

دربیان

خلفاء کرام حضور مفتی اعظم مولانا محمد عبد العلیم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بحمدہ سبحانہٗ وتعالےٰ آپ نے بھی اپنے آباء کرام کی طرح متعدد کاملین کو شرفِ اجازت بخشا جنہوں نے دنیائے اسلام میں خدمت کر کے سلسلہ عالیہ کی اشاعت وترویج میں حصّہ لیا۔ ان میں سے جن کا علم اس احقر کو ہو سکا انکی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) سراپا کرامت و سراپا نور حضرت مولانا محمد عبد الشکور ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

یہ آپکے محترم پوتے ہیں۔ ان کا ذکر انشاء اللہ العزیز گلزار پنجم کے پہلے چمن میں مفصل بیان کیا جائے گا۔

(۲) حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد عبد القدوس صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ

یہ آپکے فرزندِ خورد ہیں انکا ذکر اسی گلزار کے تیسرے چمن میں گزر چکا ہے۔

(۳) حضرت مولانا سید نور محمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ :

یہ آپ کے نواسے ہیں انکے والد بزرگوار سیّد محمد فضل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا حال آپ کے دامادوں میں گزر چکا ہے۔ یہ بھی صاحبِ فضیلت

اور باکرامت شخصیّت ہو گزرے ہیں۔ بندہ انکی زیارت اور صُحبت سے مستفید ہوا ہے۔ جنّات بھی ان سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ سے بیعت ہو کر عرصہ دراز تک سفر حضر میں خدمت کا جذبہ لے کر عقیدت و محبت سے صحبت نبھاتے رہے حتیٰ کہ ماذون بہ بیعت ہوئے۔ ذاکر و شاغل اور شب بیدار تھے انکی چشم مبُارک میں سادات کرام والا جلال عیاں تھا۔ بچوں پر بڑے شفیق تھے انکے مُریدین کی کافی تعداد تھی جوان سے خوب محبّت کرتے تھے۔ حضور مفتی اعظم کا ان پر اس قدر کرم تھا کہ انکا نکاح بھی اپنی پوتی سے کر دیا۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۲ء ۱۴ شوال کو واصل باللہ ہو کر قبرستان حضرت جلال الدین بخاری علیہ الرحمۃ نزد قدیر آباد میں مدفون ہوئے

ان سے دو فرزند جناب الحاج سید محمد نور عالم شاہ صاحب بخاری اور جناب الحاج سیّد نور الحسن شاہ صاحب بخاری مدظلہما ہوئے ہیں۔ دونوں بحمدہٖ تعالےٰ حافظ، سخی، پابند صوم وصلوٰۃ اور نیک سیرت صاحب اولاد ہیں۔ دونوں کی بیعت اپنے نانا محترم حضور ولی لاثانی مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے مگر جناب سید نور الحسن شاہ صاحب اب حال ہی میں ایک نقشبندی بزرگ سے نسبت ثانیہ قائم کر کے انکی طرف سے مجاز بن چکے ہیں، جبکہ انکے برادر بزرگوار اپنے نانا محترم سے ہی مجاز ہیں۔ بحمدہٖ تعالےٰ دونوں بھائی صاحبِ اولاد ہیں اوّل الذکر سے جناب سید محمد اعظم شاہ صاحب و سید محمد اکرم شاہ صاحب کے علاوہ چند صاحبزادیاں بھی ہیں مؤخر الذکر سے تین فرزند دلبند بالترتیب سید نور حسین شاہ صاحب، سید حسنین شاہ صاحب و سیّد محمد محسن شاہ صاحب کے علاوہ چند صاحبزادیاں بھی ہیں۔

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی دو ہی صاحبزادیاں بالترتیب زوجہ غلام شاہ صاحب زوجہ سید حبیب احمد شاہ صاحب تھیں، جو عالمِ فنا کو خیر باد کہہ کر عالمِ بقاء کو آباد کر چکی ہیں، از روضہ مقدسہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل مجلس خانہ کی شمالی جانب اپنی والدہ مکرمہ کے ہمراہ آسودہ ہیں۔ دونوں صاحبِ اولاد تھیں۔
اوّل الذکر سے چار فرزند بالترتیب سید محمد قاسم شاہ صاحب، سید محمد ہاشم شاہ صاحب، سید محمد باقر شاہ صاحب، سید محمد کاظم شاہ صاحب اور ایک دختر نیک اختر زوجہ سید محمد نواز شاہ صاحب ہیں اور یہ سب صاحبِ اولاد ہیں۔ مؤخر الذکر سے بھی کافی اولاد ہے۔ الحمد للہ علی ذالک

④ حضرت مولانا محمد عبد الخالق صاحب خیر پوری علیہ الرحمۃ :

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عالیہ پر انہوں نے پندرہ سال تک سجادگی کے فرائض انجام دے کر بہت مخلوق کو فائدہ پہنچایا۔ آپ ہی سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت پایا۔ برگزیدہ صاحبِ کمال ہستی تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انکی مرقد کو منوّر فرماویں آمین۔
۱۰ شعبان ۱۳۵۸ھ کو اپنے پیر و مرشد کی زندگی ہی میں واصل باللہ ہوئے انکے بعد مولانا محمد عبد الرزاق صاحب نے خانقاہی نظام ۱۳۸۷ھ تک سنبھالا پھر انہوں نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ اب حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب مدظلہ سجادگی پر رونق افروز ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دیر گاہ رکھے، نیکی کے کاموں میں استقامت نصیب فرماویں اور اس سلسلہ عالیہ کے غلاموں کو ان سے مستفید ہونے کی توفیق بخشیں یہ بھی صاحبِ اولاد ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔

⑤ حضرت مولانا سید پیر مبارک شاہ صاحب بغدادی علیہ الرحمۃ

دریائے راوی کے کنارے سدھنائی بیراج کے قریب ایک خوبصورت آبادی کا نام بغداد شریف ہے جو انکا آبائی وطن تھا اسی نسبت سے بغدادی پیر کہلاتے ہیں مگر آپ کی ولادت ضلع جھنگ موضع ساہجوال میں ہوئی۔ یہاں آپ کے آباء کرام کا عارضی قیام اور زمینداری تھا۔ حضرت پیر بغدادی علیہ الرحمۃ کے حالات پر ان کے پوتے جناب ساجد الرحمان بغدادی نے ایک مفصل کتاب "بغداد سے بغداد تک" تصنیف کی ہے۔ اس میں انہوں نے سلسلہ نسب اور سلسلہ ولایت دونوں درج کئے ہیں۔
اس میں آپ کے پیر و مرشد اگرچہ حضور خواجہ عربی غریب نواز درج ہیں لیکن تاریخی لحاظ سے حضور خواجہ عربی غریب نواز کے وصال کے وقت انکی عمر صرف دس سال نکلتی ہے۔ لہذا ممکن ہے تبرکاً بیعت کی ہو مگر اتمام سلوک کے بعد خلافت آپکو بہرحال حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی ملی تھی۔ آپ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ نے بیسیوں مدارس اور مساجد قائم کر کے زندگی بھر قرآن و اسلام کی خدمت میں گزار دی۔
صاحب جلال و کرامت بزرگ ہو گزرے ہیں۔ جہاں بھی جاتے ایک جم غفیر شاگردوں اور عقیدت مندوں کا بہ نیّت کسبِ فیض ان کے ہمراہ ہوتا۔ فنِ تقریر میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ ان کے مریدین کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں ان کا وصال ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ کثیر اولاد چھوڑی۔ عبد الحکیم تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال میں ان کا مزار مرجع خواص و عوام ہے۔

⑥ حضرت مولانا پیر بلاول شاہ صاحب قریشی نیکو کارہ علیہ الرحمۃ

کوٹ بھوجوانہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ میں ان کے آباء مشہور و معروف اور پشت ہا پشت سے صاحب ولایت بزرگ چلے آرہے ہیں، چنیوٹ، جھنگ اور بہاولپور میں بھی ان کے بعض آباء کرام آباد رہے۔ انکی بیعت بھی حضور خواجہ عربی غریب نواز سے ہی بتائی گئی ہے مگر خلافت جس دن حضرت پیر بغدادی کو ملی تو اسی دن یہ بھی قسمت سے پہنچ گئے۔ لہذا حضور مفتی اعظم نے ازراہِ کرم انکی معذرت کے باوجود انہیں بھی خلافت نامہ عطا فرما کر سلسلہ رشد و ہدایت جاری فرمانے کا حکم فرما دیا۔ انکے عقیدت مندوں کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ ان کے فرزند دلبند حضرت پیر دیوان علی شاہ صاحب کی بیعت بھی حضرت قبلہ مفتی اعظم صاحب سے تھی پھر انکے فرزند دلبند جناب پیر اکبر علی شاہ صاحب کی بیعت حضرت مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ سے تھی۔ یہ خاندان تاحال آباد و شاداب ہے ان میں سے بعض اعراس مبارکہ پر حاضری بھی دیتے ہیں۔

⑦ حضرت مولانا پیر خیر شاہ صاحب قریشی نیکو کارہ علیہ الرحمۃ

یہ بھی چاہ کوٹ والا ڈاکخانہ دھل باغ ضلع جھنگ کے بزرگ ہیں غالباً ان کا تعلق بھی حضرت پیر بلاول شاہ علیہ الرحمۃ کے خاندان سے ہے ان کے تفصیلی حالات معلوم نہیں ہو سکے ان کی اولاد سے جناب شیر شاہ صاحب و جناب محمد شاہ صاحب کا روحانی تعلق حضرت مولانا محمد عبد القدوس

صاحب علیہ الرحمۃ سے تھا۔

⑧ حضرت مولانا پیر سید فتح الرحمان شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ

آپ کے خلفاء کرام میں ان کا نام بھی سرفہرست ہے۔ روڈی تحصیل بھکر ضلع میانوالی میں ان کا آستانہ عالیہ ہے انکی اولاد سے جناب سید غلام قاسم شاہ صاحب، سید غلام حسین شاہ صاحب اور سید نور محمد شاہ صاحب کی خبر مجھے جناب مولانا محمد عبد القدوس صاحب علیہ الرحمۃ نے دی، سید غلام حسین شاہ صاحب میرے پیر و مرشد حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بذریعہ خط و کتابت بھی رابطہ رکھتے اور گاہے گاہے زیارت کو بھی تشریف لاتے تھے۔

⑨ حضرت خواجہ غلام محی الدین صاحب علیہ الرحمۃ

حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ کے خلیفہ مجاز جناب حضرت خواجہ محمد عبد الستار صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ انکی بیعت حضور مفتی اعظم سے تھی مگر خلافت کے بارہ میں ان کے صاحبزادہ جناب خواجہ محمد اشرف صاحب نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ممکن ہے اپنے والد گرامی سے مجاز ہوں یا حضور مفتی اعظم سے واللہ اعلم صاحبِ کمال اور اہل علم شخصیت تھے۔ فتح پور کمال ضلع رحیم یار خان میں آسودہ ہیں انکے دونوں فرزندان کا شمار حضور ولی لاثانی کے خلفاء کرام میں ہوتا ہے۔

⑩ حضرت مولانا محمد عبد الرشید صاحب سیت پوری علیہ الرحمۃ

حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ جناب حضرت مولانا محمد مراد صاحب

سیت پوری علیہ الرحمۃ کے پوتے تھے انکے والد گرامی حضور شیخ العرب والعجم کے خلیفہ تھے اور انہیں بیعت اور اجازت کا شرف حضور مفتی اعظم سے حاصل ہوا اپنے آباء کرام کی طرح پیر خانہ سے انہیں بے حد عقیدت تھی تقریباً ہر عرس پر باوجود کبر سنی اور ضعف کے جس عقیدت و محبت سے حاضری دیتے وہ انہی کا حصّہ تھا۔ بحمدہ تعالےٰ اہلِ علم بھی تھے اور صُحبت تو انہیں بہت عرصہ ملی جس سے انسان پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اگرچہ انہوں نے بیعت عام کا سلسلہ نہ رکھا ہوا تھا تاہم انکی پاکیزہ مجالس میں بیٹھ کر عشق و محبّت بھری باتیں سُننے سے بہت لوگ مستفید ہوئے۔ خُوب عبادت گزار شب بیدار اور وظائف و معمولات کو پابندی و استقامت سے ادا کرنے والوں میں تھے اس احقر کے ساتھ بھی بڑی شفقت و محبّت سے پیش آتے تھے یکم ربیع الاول شریف سنہ ۱۴ھ میں ان کا وِصال ہوا۔ گورستان مولوی صاحبان سیت پور میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی قبر کو تا قیامت مُنوّر رکھیں۔ آمین۔ ان کے ایک ہی صاحبزادہ جناب مولانا محمد عبدالرزاق صاحب اہلِ علم و فضل اور صاحبِ کمال بقید حیات ہیں انکی بیعت حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے یہ بھی میدان محبّت و عقیدت میں اپنی مثال آپ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عمر دراز نصیب فرماویں اور دارین کی کامیابیوں و مسرّتوں سے نوازیں آمین، بہت اچھے خطیب اور درسی کتب عربیہ فارسیہ کے مدرس بھی ہیں اپنے مدرسہ مراد الاسلام کی اِس وقت بھی سیت پور میں سرپرستی فرمارہے ہیں۔ انکو اللہ تبارک و تعالیٰ نے پانچ فرزند ارجمند بالترتیب محمد اجمل صاحب، محمد اکمل صاحب، غلام اصغر صاحب، محمد اعظم صاحب اور محمد فاروق صاحب عطا فرمائے ہیں ان میں سے بعض حفظِ کلام اللہ شریف کے بعد ظاہری علوم کے

حصُول میں مصروف ہیں اور بعض ابھی حفظ قرآن مجید کی تعلیم میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو شیطان و نفس اور اِس دَور کے فتنوں، فکری فسادوں اور شروروں سے محفوظ فرما کر دارین کی کامیابی سے سرفراز فرماویں۔ آمین۔

آبائی طور پر عقیدت و محبّت رکھنے والی شخصیت کے ذکرِ خیر پر اس گلزار کا آخری چمن بھی اختتام پذیر ہوا۔

الحمد للہ علی ذلک وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علی رسولہ سیدنا محمدن النبی الامی المختار وعلی الہ الاطہار وصحبہ الکرام وازواجہ الطاہرات وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

گلزارِ پنجم

در بیان
اولادِ امجاد و خلفاءِ کرام حضورِ ولی لاثانی حضرۃ الحاج الحافظ المفتی مولانا محمد عبد الکریم ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بھی دُو اہلیہ محترمہ تھیں اہلیہ اُولیٰ جو مختصر عرصہ حیات رہنے کے بعد وِصال پا گئیں سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اہلیہ ثانیہ دُختر ابوالحفاظ مولانا محمد عبد الحق صاحب سے واھب العطایا جلّ مجدہ نے دُو فرزندان گرامی شان اور ایک دُختر نیک اختر عطا فرمائی۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک ان میں سے ہر ایک کا ذِکر خیر انشاء اللہ العزیز حسبِ معمول علیحدہ چمن میں کیا جائے گا۔ وبك استعين يا مستعان۔

چمن اوّل

در بیان سجّادہ نشین چہارم آستانہ عالیہ عُبیدیہ

ماہتاب شریعت آفتابِ طریقت رازدارِ معرفت واقفِ اسرارِ حقیقت سرچشمۂ کرم وعطا منبع جود وسخا مخزنِ صدق و صفا معدنِ حلم وحیا قطّاع العلائق جامعُ الخلائق انیس المساکین قبلۃ المسترشدین مخدوم العلماء والصلحاء حضرت الحاج الحافظ المفتی شیخ الجامع حُضور سیّدی وسندی ومرشدی سراپا نور و سرور قبلہ ام مولانا المولوی **محمد عبد الشکور** الملتانی الچشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ارضاہ وروّح اللہ تعالےٰ روحہ وبرّد اللہ تعالیٰ مضجعہ ونوّر اللہ تعالیٰ مرقدہ واوصل الینا فتوحہ لاسیّما الی الجانی الغافل المسمّیٰ بمحمد عادل عفی اللہ سُبحانہٗ وتعالےٰ عن جمیع ذنوبہ و ذنوب احبّآئہٖ آمین!

آپ اپنے والد گرامی کے فرزندِ کلاں اور محرمِ راز تھے جو ان کے وصال پُر ملال کے بعد آستانہ عالیہ عُبیدیہ کے چوتھے سجادہ نشین مقرر ہو کر صِرف دسؔ سال ساتؔ ماہ سترہؔ دن کا مختصر عرصہ رونق افروز دربار عالیہ عُبیدیہ رہے پھر جملہ متوسلین کی نمناک آنکھوں سے مخفی ہو کر ان میں دَرد و فراق تقسیم کرتے ہوئے مقیم دار النّعیم ہو گئے۔

ع جن کا تصوّر ہی فقط اب زیست ہماری ہے

دریغا مونسِ تنہائی ما ۔ دریغا سُرمۂ بینائی ما

دریغا دولتے رفت از سرِ ما ۔ ہمائی بر پرید از کشورِ ما

ترجمہ: افسوس صد افسوس کہ ہماری تنہائیوں کا انیس، ہماری چشم باطن کا سُرمہ اور ہماری زندگی کا عظیم سرمایہ ہمارے سروں سے اُٹھ گیا بلکہ ہماری مملکت سے ان کا ہُما پایہ وجود ہی اُڑ گیا۔

ولادت باسعادت: آنحضور قبلہ ام سَراپا نور اپنے جدّ اعلیٰ حضور خواجہ عربی غریب نواز کے زمان سعادت نشان ہی میں انکے وصال پُر ملال سے تقریباً چار سال پہلے ۱۳۲۶ھ میں رونق افروز خاندان عالیشان ہوئے۔ فقیر کاتب الحروف نے تاریخی نام مغفور تجویز کیا ہے سعادت مند فرزند دلبند نے جب اس جہانِ رنگ و بو میں آنکھ کھولی تو والدہ محترمہ مکرّمہ کے علاوہ پدر بزرگوار، جدّ امجد اور جد اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں سے ہر ایک کی نگاہِ تصرّف نومولود کی قسمت کو چار چاند لگانے کے درپئے ہوئی اور بحمدہ تعالےٰ ان سب حضرات کے بارہ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ؎

آنان کہ بنظر خاک را کیمیا کنند : سگ را ولی کنند مگس را ہما کنند

یعنی ایسے ہی نفوسِ قدسیہ اپنی نظر فیض اثر سے مُشت خاک کو کیمیا مکھی کو ہُما اور کتے کو ولی بنا دیتے ہیں۔ پھر عالی نسب فرزندِ آدم کے بارہ میں تیرا کیا خیال کہ انکی نظر سے کیا رُتبہ پایا ہوگا۔

جہاں آنحضور سَراپا نُور کے آبا، اجداد کا ذکر خیر مقدم ہو چکا وہاں مناسب سمجھتا ہوں کہ علیٰ سبیل الایجاز والاختصار انکی والدہ مکرّمہ کا ذکر بھی ہو جائے کہ بچّہ کی تربیّت میں والدہ بھی اہم کردار ادا کرتی ہے تو اس لحاظ سے ان کا تعارف نفع سے خالی نہ ہوگا۔

ذکر سَراپا شفقت والدہ مکرمہ: آنحضور قبلہ ام کی والدہ ماجدہ جنہیں ہم سب اہل خانہ ہی نہیں بلکہ موافقین و مخالفین، خویش و اغیار سب "بڑی امّاں صاحبہ" کے نام سے یاد کرتے تھے، حضرت ابوالحفاظ مولانا عبدالحق صاحب کی دُختر نیک اختر تھیں۔ یہ حضرت ابوالحفاظ صاحب حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مریدان خاص سے تھے۔ انہیں حق تعالیٰ جل شانہٗ نے پانچ فرزند دلبند اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائی تھیں۔ انکی تمام اولاد علم و عمل، زہد و تقویٰ اور حُسن اخلاق میں مشہور زمانہ تھی تمام فرزندان والاشان پختہ حافظ، شب زندہ دار اور بعض صائم الدھر بھی تھے۔

مولانا محمد عبدالعزیز صاحب استاذ الحفاظ جن کا واقعۂ بیعت گلزار دوم کے چمنِ اوّل میں بہ عنوان اشاعتِ سلسلہ عالیہ کے ذیل میں آچکا ہے انہی میں سے ایک تھے۔ بڑی امّاں صاحبہ انہی کی ہمشیرہ نیک نصیبہ تھیں جو تقویٰ و عبادت میں یکتائے زمانہ اور حضور خواجہ عربی غریب نواز سے بیعت تھیں۔ گرمیاں ہوتیں یا سَردیاں انہیں اکثر و بیشتر بحالت روزہ پایا جاتا، شب و روز میں بہت کم وقت آرام فرماتیں، تلاوت کلام اللہ شریف، درس و تدریس اور ادائیگی معمولات و وظائف کے علاوہ خدمتِ مسافران و مہمان نوازی میں مصروف رہنا ان کو انتہائی پسند تھا۔ دس پارے تقریباً

روزانہ کی منزل کے علاوہ ختم خواجگان کی مکمل تعداد اکیلے پڑھ لیتیں، ختم سرّی شریف دلائل الخیرات بھی ان کے معمولات بہ وظائف تھے، نوافل بھی کثرت سے پڑھتیں۔ بچوں، بوڑھوں اور بیوہ عورتوں پر بڑی شفیقہ تھیں۔ انکی مالی جسمانی خدمات سے جو بھی ممکن ہوتا دریغ نہ فرماتیں۔ زیارت حرمین شریفین کی اس قدر مشتاق تھیں کہ مطلق ذکر آجانے پر ہی گریہ طاری ہو جاتا۔ بحمدہ تعالےٰ متعدد بار یہ مبارک سفر انہیں نصیب بھی ہوا بلکہ ایک مرتبہ تو خلافِ معمول ساری رات حرم نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہی رہ گئیں کہ مسجد شریف کے کسی گوشہ میں محو عبادت تھیں اور تمام ابواب مقدسہ بند کر دیئے گئے۔ جب معلوم ہوا تو یہ سوچ کر کہ حکومتی ارکان کے نزدیک یہ ایک جرم ہے قدرے خوفزدہ تو ہوئیں مگر فرمایا کرتی تھیں کہ رب تعالےٰ اجلّ مجدہ نے صاحب روضہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ایسا کرم فرمایا کہ خدام والاشان بغرض صفائی میرے آس پاس سے تو گزر جاتے مگر ساری رات مجھ سے ہمکلام بھی نہ ہوتے۔ الحمدللہ علےٰ ذٰلک۔

زہد میں یہ مقام پایا تھا کہ انتہائی سادہ لباس سادہ خوراک استعمال فرماتیں۔ انکی رہائش ایسے چوبارہ پر تھی جہاں حاجت خانہ بھی نہ تھا ضعف و پیرانہ سالی کے باوجود نیچے آکر قضا حاجت فرماتیں کوئی اس امر کا ارادہ بھی ظاہر کرتا کہ اوپر ہی بیت الخلاء بنا دیا جائے تو سختی سے منع فرماتیں کہ دو روزہ زندگی ہے گزر جائیگی محض اپنی سہولت کی خاطر اس کام کی اجازت نہیں دے سکتی یہ فقیر کاتب الحروف انکی زیارت سے مشرف ہوا ہے کہ رشتہ میں میری پرنانی صاحبہ تھیں تاہم میرا بچپن تھا اور

یہ باتیں مجھے اپنی والدہ مکرمہ مدظلہا العالی نے انکے متعلق بتائیں۔ ان کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں حال پوچھا تو فرمایا" اللہ تعالےٰ کی کس کس نعمت کا جو مجھے میسر ہے ذکر کروں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے جو طعام پک کر تیار ہوتا ہے اسکی تقسیم میرے ذمہ ہے۔ سبحان اللہ تعالےٰ وبحمدہ لنگر عبیدیہ رحمانیہ کا خود کو ساری زندگی ادنیٰ خادمہ سمجھیں تو مالک الملک جلّ جلالہ نے کیا صلہ عطا فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالےٰ ہمیں بھی توفیق خدمت ارزاں فرماویں آمین۔ ان سے متعدد کرامات کا ظہور بھی ہوا مگر یہاں ان کا ذکر مقصود سے ہٹا دے گا، لہٰذا اسی پر کفایت کرتا ہوں ع آمدم برسرِ مقصد

عہدِ طفولیت کی فقید المثل کرامت :

والدہ مکرمہ مدظلہا العالی بیان فرماتی ہیں کہ محترمہ بڑی اماں صاحبہ اگرچہ کسر نفسی کے طور پر اس سارے خاندان کی یہ فرماتے ہوئے بے حد عزت واکرام فرماتیں کہ میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مریدنی ہوں اور تم سب انکی اولاد۔ تاہم ہم اہلِ خانہ اس بات سے تعجب کرتے تھے کہ باوجود حضور سراپا نور کے منع فرمانے کے بھی انکی آمد پر بڑی اماں صاحبہ موقعہ پاکر سروقد تعظیم کو کھڑی ہو جاتیں۔ ہم نے اپنے والد مکرم کا یہ اکرام ہوتا دیکھ کر ایک دفعہ پوچھا تو محترمہ بڑی اماں صاحبہ نور اللہ تعالےٰ مرقدہا نے فرمایا۔

"میں اپنے سراپا کرامت فرزند دلبند میں بزرگی کے آثار وعلامات کا انکی ولادت کے وقت سے لے کر اب تک مشاہدہ کر رہی ہوں پھر کیوں نہ انکی تعظیم کروں یہ مجھ سے لاکھ حجاب کریں ان کا صاحب

مقام اور علو شان ہونا مجھ سے مخفی نہیں ۔ ازراہِ تبیانِ تفصیل یہ
بھی فرمایا کہ میں اپنے اس فرزند دلبند کو مدت رضاعت میں کبھی بھی
بے وضو دودھ دینے پر قدرت نہ پا سکی جونہی دُودھ دینے کا ارادہ
کرتی کوئی غیبی قوت وضو پر مجبور کرتی حتیٰ کہ وضو کر کے ہی یہ فریضہ
انجام دیتی فضلاً علیٰ ہذا اس سے طرفہ تر قصہ اور فقید المثل کرامت
بیان فرمائی کہ ایامِ پرورش میں چونکہ بوجہ پہلے فرزند ہونے
کے مجھے ان سے بیحد محبت تھی لہٰذا اکثر اوقات انہیں گود میں
رکھے رکھتی لیکن حیران ہوتی کہ اس باادب فرزند نے کبھی بھی میرے
بدن اور لباس کو اپنی نجاست یعنی بول و براز سے ملوث اور
ناپاک نہ کیا کہ میرے نیچے لِٹا دینے کے بعد ہی سب تقاضے
پُورے کرتے ۔"

اس میں شک نہیں کہ یہ فقید المثل کرامت ہے جس کا ظہور آپ
سے بچپن ہی میں ہوا ،

ع با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

اس کے علاوہ چند اور فضائل و کمالات بھی گنوائے جن کا ذکر ان شاء اللہ
اپنے موقعہ پر آئے گا ۔

زہے دولت مادر روزگار
کہ پورے چنیں پرورد در کنار

ترجمہ: وہ کتنی خوش قسمت والدہ ہے جو ایسے باادب لڑکے کی
لازوال نعمت کو اپنی گود میں رکھے پرورش کرتی ہے ۔

زمانہ تعلیم اور چند تربیتی واقعات : آنجناب حضور قبلہ سیدی مرشدی کی عمر شریف تین
سال سے کچھ زائد ہوئی تو جدِ اعلیٰ حضور خواجہ عربی غریب نواز نے ازراہِ شفقت
و محبت جو اس نومولود سے تھی خود رحل اور قاعدہ ابتدائیہ عطا فرماتے
ہوئے چند حروف سبقاً پڑھائے اس کے بعد اس کے بعد اس کام
کا ذمہ جدِ امجد حضور مفتی اعظم زبدۃ المحققین نے خود لیا ۔ جن دنوں آپ داؤ
جزمی پڑھ رہے تھے تو حضور جدِ اعلیٰ اور والدِ محترم برائے ادائیگی حج حجاز
مقدس تشریف لے گئے ۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضور خواجہ عربی غریب
نواز نے حجاز مقدس سے اپنے فرزند دلبند حضور مفتی اعظم کو خط لکھا تو
آنجناب کا ذکر بھی کچھ اسطرح کیا کہ میرا عزیز از جان فرزند ان دنوں کیا
پڑھ رہا ہے ؟

آپ نے کلام اللہ شریف اپنے جدِ امجد ہی سے حفظ کیا ۔ اپنے بچپن کا
ایک واقعہ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز میں بیٹھا اپنی والدہ مکرمہ
کو آموختہ سُنا رہا تھا اور کہیں کہیں والدہ مکرمہ مجھے لقمہ بھی دیتیں ۔ اسی
دوران محترم والدِ بزرگوار نے مجھے دیکھ لیا تو ارشاد فرمایا اے عزیز! والدہ
کے حقوق از رُوئے والدہ ہونے کے تم پر اتنے ہیں کہ انہی کی بجا آوری بھی
بہت مشکل کام ہے اور تم انہیں اُستاد بنا کر اُستادانہ حقوق بھی اپنے
اوپر لازم کر رہے ہو ایسا ہرگز نہ کیا کرو کہ اس میں بجز اپنے اُوپر بوجھ ڈالنے
کے اور کچھ نہیں ۔ ہاں استادِ محترم کے علاوہ کسی کے تعاون کی ضرورت
پیش آئے تو مجھے یاد کر لیا کرو ۔ سبحان اللہ انتہائی بچپن میں کی گئی ایسی جامع
اور مفید نصیحت آنجناب والا صفات کو یاد رہی اس میں بھی آپ کی ادا

آپ کے والدِ گرامی کی عظمت کا نشان نمایاں ہے۔ اور ظاہر کے ساتھ باطن کی صفائی کا اہتمام بھی بچپن ہی سے ہونا چاہیئے یہ واقعہ اس طرف بھی راہنمائی کرتا ہے۔

الغرض انتہائی کم عمر میں حفظ قرآن شریف سے فرصت حاصل کرنے پر آپ نے حضور والد گرامی اور حضور جدِ امجد کی گرانمایہ شخصیات کے سامنے علوم متداولہ کے حصول کے لئے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور خاندانی روایات کے مطابق بہت ہی جلد جمیع علوم وفنون فارسیہ عربیہ میں تکمیل فرمائی۔

حصولِ تعلیم کے دوران جہاں آپ خود کتب سیر و تصوف کے مطالعہ میں مصروف رہے وہاں ہر دو مذکور سرپرست بھی موقعہ بموقعہ تربیت فرماتے رہے جس سے اتباع شریعت اور خدمت خلق کے جذبہ کے ساتھ ساتھ نفس کشی بھی ہوتی رہی۔

اس فقیر کاتب الحروف نے آنجناب قبلۂ حاجات سے اپنے بچپن میں پوچھا کہ سبز رنگ کی جوتی خرید چکا ہوں اب طبیعت گوارا نہیں کرتی شرعاً اس کا کیا حکم ہے تو اسپر آپ نے اپنے زمانۂ بچپن کا ایک واقعہ سنایا کہ بچپن ہی سے نیلی چادر کے استعمال کی عادت تھی مگر ایک موقعہ پر عید سے پہلے میں نے بڑے شوق اور اہتمام سے ایک نئی چادر کو سبز رنگ کروایا اور عید ہی کے دن اسے باندھ کر خوشی خوشی آیا مگر جب حضور جدِ امجد کی نگاہ اس پر پڑی تو فرمایا بیٹا! سبز رنگ کا کوئی لباس زیرناف استعمال کرنا خلافِ ادب معلوم ہوتا ہے کہ اس میٹھے رنگ کو ہم سب کے آقا اور سردار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مطہرہ کے رنگ سے نسبت ہے لہذا ابھی تبدیل کر لو چنانچہ میں نے اپنا پرانا نیلا باندھ کر

نمازِ عید ادا کی لہذا تم بھی اس رنگ کی چپل کے استعمال سے گریز کرو۔ آنجناب قبلہ ام نے یہ بھی فرمایا کہ اس وقت میری عمر پندرہ سال سے کافی کم تھی کہ اس وقت تک فرائض امامت میرے سپرد نہ ہوتے تھے حالانکہ پندرہ سال کی عمر میں ہی حضور جدامجد نے مجھے امامت کا اہم منصب سونپ دیا تھا۔

اس واقعہ میں کس قدر نفس کشی تھی یہ ہر کوئی اپنے بچوں پر آزما کر دیکھے کہ عین عید کے دن تجربہ کے طور پر ہی انہیں کہے کہ یہ پسندیدہ لباس مت پہنو بلکہ پرانے پر کفایت کرو تو معلوم ہو جائیگا لیکن عظیم بچوں کی تربیت کے دوران انکے والدین اس سختی کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ انکی حسنِ تربیت ہی انہیں ہر چیز پر مقدم ہوتی ہے۔

ہر کہ در خردیش ادب نکنی ۔۔۔ در بزرگی فلاح ازو برخاست
چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ ۔۔۔ نشود خشک جز بہ آتش راست

ترجمہ: جسے بھی تو بچپن میں ادب نہ سکھائے گا تو سمجھ لے بڑی عمر میں کامیابی بھی اس کے قدم نہ چومے گی۔ گیلی لکڑی کو، تو اپنی خواہش مطابق ہر طرف موڑ سکتا ہے مگر خشک ہونے پر تو اسے آگ سے ہی سیدھا کرنا ممکن ہوگا۔

مراد یہ ہے کہ تربیت کے لئے یہی کم عمری ہی کا زمانہ ہوتا ہے کہ جوان ہونے پر اولاد اس درجہ کی فرمانبردار نہیں رہتی جیسے بچپن میں ہوتی ہے۔

ہر آں طفل کو جور آموزگار ۔۔۔ نہ بیند جفا بیند از روزگار

یعنی جو لڑکا بھی استاد کی سختی برداشت نہیں کرتا وہ (عدم

تربیت اور جہالت کے سبب) زمانے کے ظلم سہتا ہے۔

حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں لکھ چکا ہوں کہ کسی
غلام نے آپ کے نبیرگان کو صاحبزادہ کہا تو آپ نے ہنس کر فرمایا عزیزو!
انکی باتوں میں نہ آنا صاحبزادہ کہلانے کے مستحق تو حضرات بہاروی اور
تونسوی صاحبان ہی کی اولاد ہیں ہم تو مولوی ہی ہیں اور بس۔ یعنی نفس
کی انانیت کو جس بات سے بھی ذرا تقویت ملتی آپ فوراً اس کا تدارک
فرمادیتے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایسے والدین اور مربی نصیب فرماویں۔ آمین

بیعت اور تکمیلِ سلوک: زمانہ تعلیم کے دوران ہی آپ اپنے جدِ امجد زبدۃ المحققین قطبِ دوراں جناب
حضرت خواجہ مفتی محمد عبدالعلیم ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوئے پھر
سفر و حضر میں انکی خدمت بابرکت میں ہی رہ کر مستفیض ہونے لگے۔
انہی کی تربیت سے شریعت کو ہر بات پر مقدم رکھتے ؎

چوں براہ صفا قدم بکشاد : گام برگام مصطفیٰ بنہاد

ترجمہ: جب آپ نے صفائی باطن کے راستہ کی طرف قدم بڑھائے
تو سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش
قدم پر ہی چلے۔

خویش و اغیار سب اس بات پر معترف ہیں کہ جتنی محبت اور جذبہ
سے حضور مفتی اعظم کی خدمت اس نبیرۂ محترم نے کی اتنی کسی رشتہ دار
اور مرید و خادم نے نہیں کی۔ آپ خود کو حضور مفتیٔ اعظم کے تخلص
"مسکین" کی نسبت سے "خادم المسکین" لکھا کرتے تھے۔ آپ خود

ارشاد فرماتے کہ پیر و مرشد کی خدمت میں میری ہر وقت کی حاضری پر بعض
رشتہ دار حسداً مجھے خوشامدی اور چمچہ کہا کرتے تھے جس سے میں اور زیادہ
خوش ہوتا اور انہیں کہتا لوگ اپنے افسروں اور بادشاہوں کی خوشامد
کرتے ہیں میں نے جنہیں اپنا بادشاہ مان لیا ہے۔ تو انکی کفش برداری
پر فخر کیوں نہ کروں۔ یہ بھی منقول ہے کہ جس طرح والدہ بچے کی خدمت میں
تھکان محسوس نہیں کرتی اسی طرح آپ بھی پیر و مرشد کے فرامین کی تعمیل
اور انکی ذاتی خدمت میں اصلاً تھکان محسوس نہ فرماتے اور سستی اور کاہلی
کو یہاں گذرنے کا بھی موقع نہ دیتے۔

آپ کے چچا محترم جناب مولانا محمد عبدالقدوس صاحب نے یہ
بات بیان فرمائی کہ حضرت قبلہ ام مفتی اعظم کی خدمت کرنے میں جن لوگوں
نے حد کردی انہی میں میرے محترم بھتیجے حضرت ممدوح و موصوف بھی تھے
کہ حضور قبلہ ام کو جب اسہال کی شکایت ہوئی تو بوجہ بار بار تقاضا ہونے
کے جناب بھتیجہ ام حضرت موصوف اپنے جدِ امجد کے فضلات کو اپنے ہاتھوں
میں لے لیتے یہ منظر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور حیران ہوئے۔

والدین اور جد امجد کی خدمت کے علاوہ مسافروں، مہمانوں اور
طلباء کی خدمت میں بھی آپ نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور یہ سب کام
اپنے پیر و مرشد کے اشارہ اور فرمان و تربیت کے مطابق انجام دیتے۔

اسی خدمت پر معاملہ ختم نہ تھا اس کے علاوہ بھی دوران تکمیل سلوک
آپ نے مختلف قسم کے مجاہدات و ریاضات کی کٹھن منزلیں طے فرمائیں
سلسلہ چشتیہ بہشتیہ کے جمیع اوراد و وظائف پر بڑی استقامت سے
پابندی فرمائی۔ ختم سری شریف کی زکوٰۃ کے طور پر آپ نے متعدد بار

چالیس روزے رکھے اور ان کے دوران حسبِ قاعدہ گھی، مصالحہ، پیاز اور
لہسن وغیرہ کے بغیر خوراک استعمال کرنے کی کڑی شرط پر عمل فرمایا۔
عالم شباب ہی سے شبِ بیداری کا خود کو خوگر بنایا اور زہد و تقویٰ
میں منفرد مقام پایا۔
فرصت کے اوقات میں آپ حضور اعلیٰ کے رسائل مبارکہ اپنی قلم
سے نقل فرماتے۔ آپ ہی کے قلمی رسائل جو آپ نے صرف سترہ سال کی
عمر میں نقل فرمائے انتہائی خوشخط اب بھی موجود ہیں۔

پیر و مُرشد کی توجّہ کا مرکز اور انکی نظرِ منظوری : جب پیر و مُرشد نے آپ میں قیمتی
جوہر مخفی دیکھے تو اپنی توجہاتِ رُوحانیہ سے انہیں نوازنے میں کوئی دقیقہ
فرد گزاشت نہ فرمایا۔ اور انہیں اپنے بعد کسی کی توجہ کا محتاج نہ چھوڑا۔
تکمیل سلوک کے لئے اپنے ہر دلعزیز نبیرہ محترم کو سعادت حج کے حصُول
کی خاطر اپنی رفاقت بخشی اور اس سفر میں بے حد فوائد بخشے۔ منبع
فیوضات صمدانی ومعدن برکات لامتناہی حضور سیّدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی اپنی نگرانی میں پیش کر کے انکی خیرات مبارکہ
سے حِصّہ دلوایا۔
اس مقدس سفر میں آپ کے عم محترم مولینا محمد عبد القدوس
صاحب بھی ہمراہ تھے آنجناب قبلہ ام خود بیان فرماتے تھے کہ سفر سے
پہلے حضور قبلہ جد امجد نے مجھے فرمایا کہ تمہارے چچا محترم سفر کے رفقاء
میں شامل ہیں از روئے رشتہ وہ چچا ہیں اور تم بھتیجہ لہٰذا تم پر ان کا اکرام
لازم ہے اور حضور چچا محترم کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے نبیرہ محترم میاں

عبدالشکور صاحب جی اگرچہ تمہارے بھتیجہ ہیں تاہم عمر میں آپ سے بڑے
اور استاد ہیں لہٰذا دورانِ سفر ان کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھنا ہوگا۔
سبحان اللہ مُربّی کامل نے کس طرح دونوں کو اپنے اپنے فرائض کا
احساس دلایا۔
میں نے بہت بزرگوں اور متوسّلین سلسلہ عالیہ سے یہ بات سنی
کہ جب کبھی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دورانِ محفلِ سماع حالت
طاری ہوتی تو آپ اپنے اس منظور نظر پوتے حضرت ممدوح قبلہ ام کا طواف
فرماتے اور آپ بھی اس حالت کو دیکھ کر سر وقد ادباً کھڑے ہو جاتے
مگر جب خود آنجناب قبلہ ام سے میں نے یہ بات پوچھی تو از راہِ انکساری فرمایا
کہ یہ لوگوں اور حاضرین کا حُسنِ ظن تھا کہ حضور قبلہ ام مجھ گنہگار کا طواف کرتے
تھے بلکہ معاملہ یوں تھا کہ جب آپ حالتِ وجد میں کھڑے ہوتے تو میں
اس خوف سے کہ مبادا بوجہ ضعف گر جائیں، بہ نیّت سہارا غلامی کا شرف
اسطرح حاصل کرتا کہ خود بھی کھڑا ہو کر ان کا دست راست اپنے شانہ پر رکھ
لیتا اور وجد فرو ہونے تک کھڑا ہی رہتا۔ سُبحان اللہ۔ بہرحال دونوں
صُورتوں میں اوّل حضرت مفتی اعظم کی توجّہ اور ثانی آپکی خدمت پر دلالت
کرتی ہے۔
حضور خواجہ عربی غریب نواز کے مُریدِ خاص اور نواب صاحب بہاولپور
کے مشیر جناب صوفی محمد عبد الغفور خان صاحب احمد پوری مرحوم اور جناب
حافظ محمد عبد الرحیم صاحب داماد حضرت مفتی اعظم نے اپنی اہلیہ مکرمہ سے
روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے بارہا حضور قبلہ مفتی اعظم رضی اللہ عنہ
کو یہ فرماتے سنا کہ میرے ہر دلعزیز پوتے جناب میاں محمد عبدالشکور صاحب جی

تو میرے ہاتھ، کان اور آنکھ ہیں کہ (انکی خدمات اور خلوص کے سبب) ان کے مشورہ کے بغیر کسی کی سُنتا ہوں نہ کسی کی طرف دیکھتا ہوں اور نہ کوئی کام کرتا ہوں۔ آپ کے جذبۂ خدمت کے سبب لنگر کے جمیع اُمور مہمانوں کی خدمت اسباب کی نگہداشت وغیرہ سب آپ ہی کے ذمہ تھے۔ آپ بھی کوئی کام حضور جدِ امجد کی منشاءِ مرضی اور مشورہ کے خلاف سرانجام نہ دیتے۔

میرے پیرِ صحبت حضور معراجِ انسانیت فرماتے تھے۔ جب ہم حضور مفتی اعظم کے دفن سے فراغت پا چکے تو جدِ امجد حضور ولی لاثانی جو اُس وقت انتہائی مغموم تھے، نے ارشاد فرمایا حضور والدِ محترم مفتی اعظم (کے فرمان مطابق اُن) کے مُبارک زمانہ میں بھی جملہ اُمور میرے فرزند دلبند حضور سراپا نور کی حسنِ تدبیر سے سرانجام ہوتے تھے اب میں بھی یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہیں سلامت رکھیں۔ کام تو انہیں ہی کرنا ہوں گے۔ میرا تو صرف نام ہی ہے۔ اللہ اکبر۔

آپ کے والدِ محترم حضور ولی لاثانی یہ بھی فرماتے تھے کہ میرے والدِ محترم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بارہا یہ فرمایا میں نے اپنی تمام اولاد پر یکساں محنت کی ہے۔ لیکن میرے یہ پوتے (حضور سراپا نور) اپنی متانت، سنجیدگی، فہم و فراست، حلم و حوصلہ اور زہد و تقویٰ کی بنیاد پر سب سے ممتاز ہو گئے ہیں اور کبھی فرماتے سب پر توجہ یکساں رہی مگر بحمدہٖ تعالیٰ یہ بہت کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمدللہ علےٰ ذٰلک۔

پیر و مُرشد کی عنایات و توجہات بھی کم نہ تھیں اور اللہ کریم نے آپکو بھی بے شمار خوبیوں اور صفات کا مالک بنایا تھا۔ جن لوگوں نے آپ کو اپنے والدِ گرامی کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے، ہمکلام ہوتے اور سفر کرتے

دیکھا وہ بیک زبان اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ ایسا بیٹا اور باپ دیکھنے میں نہیں آیا۔

والدِ گرامی کا ادب و احترام آپ اس حد تک فرماتے کہ ان کے ساتھ ہمکلام ہونے کے دوران کبھی بھی آنکھ اُٹھا کر انہیں نہ دیکھتے اور انکے سامنے اُونچی آواز سے نہ بولتے۔ اسکی منظر کشی آپ کے بھتیجے جناب حافظ محمد عبد الجمیل صاحب یوں کیا کرتے ہیں کہ آپ کے بیٹھے ہوئے حضور ولی لاثانی تشریف لاتے تو فوراً سروقد کھڑے ہو جاتے اور اگر کھڑے ہونے کی حالت میں تشریف لاتے تو فوراً دست بستہ ہو کر سرنگوں ہو جاتے، شرم و حیا کے سبب اکثر دیکھا جاتا کہ آنکھیں بھی حیاء کا وہ منظر پیش کرتی تھیں کہ زبان و قلم اس کیفیت کو بیان نہیں کر سکتے اور سچ ہے کہ

ع ہر کہ یافت از خدمت و ادب یافت

ترجمہ: جس نے جو بھی پایا خدمت اور ادب ہی کے سبب پایا۔

حضور ولی لاثانی بھی کوشش فرماتے کہ اپنے منظور نظر فرزندِ عزیز کو پُشت تک نہ ہو چنانچہ حافظ محمد عبد الجمیل صاحب ہی بیان فرماتے ہیں کہ اگر حضور ولی لاثانی کہیں کھڑے ہوتے اور چچا بزرگوار سراپا نور پیچھے سے گزرنا چاہتے تو آپ اپنی پُشت مبارک کو چُپکے سے پھیر لیتے تو ہم سمجھ جاتے کہ یہ انحراف اپنے منظور نظر فرزند دلبند کے حق میں احتراماً فرمایا ہے۔ اللہ اکبر۔

شرف امامت و خلافت سے مشرّف ہونا: جب آپ کی خدمات اور طہارت و پاکیزگی کے سخت اہتمام (جسکی تفصیل اپنے موقعہ پر آئے گی) اور دیگر اوصاف

کے سبب حضور قبلہ مفتی اعظم کی نگاہ میں آپ کو مقبولیت تامہ نصیب ہوئی تو انہوں نے مسجد رحمانیہ شریف میں امامت کا فریضہ اور منصب عظمیٰ آپ کو سونپ دیا۔ اس وقت آپکی عمر شریف صرف پندرہ سال کی تھی بحمدہ تعالیٰ اس عمر ہی میں علم و عمل اور تقویٰ میں یہ معیار تھا کہ زبدۃ المحققین مفتی اعظم جیسی شخصیت نے اپنی امامت کے لئے منتخب فرمایا اور معلوم رہے کہ وہ آپ کو اکثر و بیشتر "میرے امام" کے نام سے بھی یاد فرماتے۔ جمعہ و عیدین میں بھی خطبہ و امامت کے فرائض آپ انجام دیتے اور حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ کی اذان دیتے۔

حضور معراج انسانیت سے سنا کہ خطیب العصر حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ نے کافی عرصہ نماز جمعہ مسجد رحمانیہ ہی میں آپ کی اقتداء فرماتے ہوئے ادا کی وہ مسجد شریف کے شمالی برآمدہ ہی میں آکر جلوہ افروز ہوتے اگر حضرات میں کوئی ازراہ ادب اگلی صف میں آنے کی دعوت دیتا تو فرماتے آپ کے خدام کے ساتھ بیٹھنے میں فخر محسوس کرتا ہوں اور اللہ والوں کے آستانوں پر تو جوتیوں والی جگہ بھی بیٹھنے کو مل جائے تو زہے نصیب۔ یہ بھی منقول کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ باوجودیکہ فن خطابت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ حضور سراپا نور کا خطبہ سنکر جھومنے لگ جاتے اور خوب ذوق پاتے حالانکہ خطبہ میں آپکا طریقہ کار انتہائی سادگی سے یہی تھا کہ پہلا خطبہ مع ترجمہ بزبان ملتانی اور دوسرا خطبہ صرف عربی زبان میں ہی پڑھتے۔

ایک مرتبہ حضور ولی لاثانی نے قبلہ شاہ صاحب سے پوچھا کہ آخر آپ

خطیب العصر ہونے کے باوجود نماز یہاں کیوں پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا: قبلہ مفتی صاحب! سارے سال کی نمازوں کا مجھے اعتماد نہیں مگر عید اور جمعہ کی جو نمازیں آپ کے نور نظر فرزند دلبند کی اقتداء میں پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ فضل و کرم سے ان پر مطمئن ہوں۔

آپ کو منصب امامت ایسا ملا کہ جہاں بھی تشریف لے گئے امام ہی بنے جب دوسری بار حج کی سعادت حاصل فرمائی تو اسی سال متعدد مشائخ کرام جن میں تونسہ شریف کے دو مایہ ناز بزرگ جناب حضرت خواجہ خان محمد صاحب اور حضرت خواجہ نظام الدین صاحب علیہما الرحمۃ بھی تھے مدینہ شریف حسن اتفاق سے جمع ہوئے۔ نماز عصر بسبب اختلاف اوقات حنفی ہونے کے سبب چونکہ علیحدہ پڑھی جاتی تھی لہذا ان حضرات مشائخ کرام نے بالاتفاق حضور سراپا نور کو امامت کے لئے منتخب فرمایا تو مدینہ شریف کے قیام کے دوران یہ حضرات اپنے رفقاء کے ساتھ آپ کی اقتداء ہی میں نمازیں پڑھتے رہے۔

۱۳۴۱ھ سے لے کر ۱۳۹۶ھ تک پچپن ۵۵ سال کا دراز عرصہ آپ نے مسجد رحمانیہ شریف میں امامت فرمائی اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور اسکے بعد آپ نے اپنے ہر تین صاحبزادگان میں نمازیں تقسیم فرما کر انہیں امامت کے لئے مقرر فرمایا۔

امامت کا عہدہ سنبھالے کچھ عرصہ گزر گیا تو حضور جد امجد مفتی اعظم نے آپ کو منصب خلافت سے بھی سرفراز فرما کر سلسلہ رشد و ہدایت جاری کرنے کا امر فرمایا۔ آپ اگرچہ ازراہ ادب والد گرامی اور جد امجد کی موجودگی

میں کسی کو بیعت میں لینا پسند نہ فرماتے تاہم انہی کے حین حیات ہی بہت لوگ آپ سے وابستہ اور دامن گرفتہ ہوئے۔

سفرِ حج اور خدمت والدہ مکرمہ :

آنجناب قبلہ سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل تین مرتبہ حج کی سعادت حاصل فرمائی اور چوتھی مرتبہ اپنے وصال سے چند ماہ قبل عمرہ شریف کے لئے بھی حاضری دی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

پہلے حج میں اپنے پیر و مرشد اور جد امجد کی خدمت کا موقع ملا دوسرے حج کے موقع پر والدہ مکرمہ اور اہلیہ محترمہ ہمراہ تھیں اور قدم قدم پر والدہ مکرمہ کی خدمت فرما کر آپ نے بے شمار برکات حاصل فرمائے تیسرے اور چوتھے سفر میں دوسرے ساتھیوں کے علاوہ میرے والد محترم مدظلہ العالی (آپکے داماد) بھی ہمراہ تھے۔

دوسرے حج کے دوران آپ نے ضعیف والدہ مکرمہ کی خدمت فرما کر جو کچھ حاصل کیا وہ احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ آپ کے ایک ہاتھ میں والدہ محترمہ کا ہاتھ اور دوسرے میں ان کے لئے کرسی ہوتی جہاں بھی انہیں تھکان محسوس ہوتی انہیں بٹھا کر مٹھیاں وغیرہ بھر لیتے الغرض واپسی پر والدہ مکرمہ نے جب حضور ولی لاثانی کے سامنے اپنے فرزند دلبند کی خدمات کا ذکر کر کے اپنی انتہائی خوشنودگی اور رضا کا اظہار فرمایا تو حضور ولی لاثانی نے آنجناب قبلہ ام کو بلا کر یہ خوشخبری سنائی کہ نور چشمی عزیز از جان! تمہاری والدہ مکرمہ نے جس قدر راضی ہونے کا اظہار میرے سامنے کیا ہے میں اللہ جل شانہ کے کرم سے پُر اُمید ہو کر کہتا ہوں کہ تم اگر آج کے بعد (ماسوا فرائض کے) کوئی عمل نہ

بھی کرو تو تمہاری مغفرت کے لئے یہی قدر کافی ہے۔

مُلتان جنّت نِشان کی چابیاں عطا ہونا :

آپ کی والدہ مکرّمہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنے خوش بخت فرزند دلبند کے عین عالمِ شباب میں ایک مرتبہ ایک صاحب جلال و جمال، انتہائی پرکشش بزرگ کی خواب میں زیارت کی جو گھوڑے پر سوار مع خدام ہمارے گھر تشریف لائے ان کے ساتھ ہی ایک گھوڑے پر بڑے چابیاں ہی چابیاں لدی ہوئی تھیں۔ مَیں نے خواب ہی میں پوچھا یہ کس صاحب سطوت خدا رسیدہ شخصیت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہمارے گھر کو رشکِ گلزار بنا دیا ہے کہ یکایک سارا گھر منوّر ہو گیا ہے تو بتایا گیا یہ غوث العالمین شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی علیہ الرحمۃ ہیں پھر تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور موقعہ پا کر قدم بوسی کو حاضر ہو کر تشریف آوری کا سبب پوچھا تو فرمایا خوش بخت ماں! تمہیں مُبارک ہو یہ چابیاں ملتان دارالامان کی ہیں جو تمہارے فرزند دلبند سراپا نُور و سرور کو عطا کرنا تھیں۔ لہٰذا میں خود حاضر ہو کر انکے سپرد کرنے آیا ہوں۔ پھر اس کے بعد فوراً ہی میری آنکھ کھُل گئی تو حمدِ خُداوندی بجا لائی اور مجھے اس سے انتہائی خوشی حاصل ہوئی۔

آنجناب حُضور قبلہ ام سراپا نُور کو بھی حضور غوث العالمین ملتانی قدس سرہٗ سے کمال درجہ محبّت اور عقیدت تھی کوئی ان کا نام نامی بدون القاب کے لے لیتا تو آپ رنجیدہ خاطر ہوتے اور ارشاد فرماتے شیخ الاسلام اور غوث العالمین جن کے القاب مُبارکہ ہوں تمہیں ان کا نام لیتے حیا نہیں آتی۔ اسی طرح آپ سواری پر سوار ہونے کی حالت میں ہی ان کے روضہ شریف سے گزرتے

توضرور رُکنے کا امر فرماتے چنداں ٹھہر کر کچھ کلام پڑھتے اور ہم خدام بھی حاضر کلام پڑھ کر اس کا ثواب آپ کو بخشتے پھر آپ ایصالِ ثواب سے پہلے یا بعد میں ارشاد فرماتے کہ حضور غوث العالمین چونکہ ملتان کے لئے بڑی پشت پناہ ہیں لہذا یہ سوچ کر رُک جاتا ہوں کہ آپ کو کہیں بے نیازی سے گزر جانے پر غیرت نہ آئے۔ اللہ اکبر۔

قطبِ مُلتان دَارالامان

حُضور غوث العالمین کی عنایت بے نہایت کے بعد بحمدہ تعالیٰ آپ قطبیّتِ ملتان کے اعلیٰ عہدہ پر بھی فائز ہوئے۔ شہادتِ عادلہ کے طور پر مَیں اپنے محسن جناب شیخ غلام محمد نظامی صاحب کے قلمی بیاض سے چند سطور نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

صاحب مراتب عالی حاجی محمد عثمان زالی جو حضرت چراغ تونسوی خواجہ محمد محمود علیہ الرحمۃ سے بیعت اور صدر المشائخ حضرت نظام بادشاہ تونسوی کے خلیفہ مجاز تھے۔ ڈیرہ غازیخاں شہر میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے بیان کرتے تھے کہ مَیں نے سمیجہ آباد ملتان میں قطعہ اراضی لے لیا تاکہ وہاں مسجد اور دینی درس گاہ بنا کر مدینۃ الاولیاء کے باشندگان کی خدمت کروں، چنانچہ مُرشدِ کامل سے تعمیر کے لئے اجازت چاہی تو فرمایا

”بابا! ملتان کے قطب سے اجازت طلب کرو وہ منظوری عطا کریں گے تو سارے کام راس ہو جائیں گے۔“

مَیں نے عرض کی حضور! مجھے کیا خبر وہ کون ہیں؟ آپ رہبری

فرماویں۔ آپ نے کہا اچھا آج رات سونے سے پہلے ایک سو گیارہ مرتبہ اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَاللّٰہِ پڑھ کر سو جانا تمہیں قطبِ ملتان کی زیارت ہو جائے گی۔ کیا دیکھتا ہوں؟ مسجدِ رحمانیہ کے جنوبی برآمدہ میں آپ (سراپا نور و سُرور) حسبِ معمول تپائی آگے رکھے بیٹھے ہیں۔ دائیں بائیں اولیاء کبار کی قطار ہے جنہیں آپ ہدایات دے رہے ہیں اور نظر کے سامنے مالابدمنہ فارسی کتاب ہے۔ صبح دس بجے حاضرِ خدمت ہوا میری درخواست سے پہلے ہی آپ نے فرمایا۔

”آپ مسجد شریف و درسگاہ کا سنگِ بُنیاد رکھیں انشاء اللہ مسجد آباد ہو گی اور مدرسہ دینی تعلیم کا سرچشمہ ثابت ہو گا۔“

حُسنِ اتفاق وہی کتاب جس کی خواب میں زیارت ہوئی آپ کے سامنے تپائی پر رکھی تھی۔ مَیں نے سلسلہ کلام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی تو (اخفاء حال کے لئے) فرمایا:

”فی امان اللہ! جائیں رجال الغیب وہاں منتظر ہیں اور لمبا طول نہ کریں (بات مت بڑھائیں)۔“

سُبحان اللہ! سمیجہ آباد میں آج بھی رشک والی (تین گنبدوں والی) مسجد سلیمانی مع مدرسہ آباد ہے۔

سیّد ولد عُبید اللہ: حضور سراپا نور و سرور ایک دفعہ کسی شادی کی محفل میں جس میں خاندان عالیشان حُضورِ اعلیٰ کے اکثر افراد شامل تھے بیٹھے کسی استغراقی اور وجدانی کیفیت میں الہامی کلمات آہستہ آہستہ اور بار بار بطورِ تحدیث بالنعمۃ زبانِ گوہر فشاں سے فرما رہے تھے انا سید ولد عبید اللہ ولا فخر کہ مَیں ہی حضرت مولنٰا محمد عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کی اولاد امجاد کا سردار ہوں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ معلوم رہے کہ یہ کلمات آپ نے کسی حالت میں فرمائے۔ ورنہ "ذکر بیعت و تلقین و ارشاد" میں آنجناب کے کلمات مبارکہ مبنی بر عجز و انکسار سے کچھ درج کرونگا۔

قبلہ عالمِ دوران : آپ کے ربیب محترم جناب صوفی خواجہ مشتاق احمد نقشبندی صاحب جن کا مختصر حال آئندہ گلزار میں آئے گا نے آپ کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا کہ کسی مقتدائے زمانہ بزرگ کے جنازہ میں ایک جم غفیر کے ساتھ شریک ہیں پوچھنے پر کوئی ذی وقار شخصیت بتاتی ہے کہ یہ قبلہ عالم و عالمیان کا جنازہ ہے۔ فرماتے تھے میں حیران ہوا کہ حضور قبلہ عالم مہاروی غریب نواز کو تو پردہ پوش ہوئے دو صدیاں گزرنے کو ہیں اب انکے جنازہ کا کیا مطلب؟ تو مجھے انہوں نے فرمایا کہ "قبلہ عالم" بھی ہر زمانہ میں جدا ہوتے ہیں اس زمان سعادت نشان کے قبلہ عالم، حضور سراپا نور و سرور تھے جن کا وصال اب ہوا ہے۔ سبحان اللہ قبلہ عالم سے آپ کو جو والہانہ محبت تھی اس کا قدرے بیان آئندہ سطور میں آپ پڑھیں گے۔ علاوہ ازیں حضور قبلہ عالم کے عادات و اطوار سے آپکی موافقت ہمیں حیرت میں ڈالے رکھتی۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا کہ کوئی آپ کے پاؤں مبارک دبا رہا ہوتا تو آپ انگوٹھے میں درد کا احساس اسے دلاتے کہ اسے مت دباؤ۔ کسی نے علاج کا کہا تو فرمایا موروثی امراض عموماً لاعلاج ہوتی ہیں۔ جب اس احقر نے حضور قبلہ عالم کے حالات کا گلشن ابرار میں مطالعہ کیا تو اسی درد کا ذکر حضور قبلہ عالم نے بھی کسی خادم کو کیا تو میں پڑھ کر حیران ہوا اور جان گیا کہ یہ مرض حسبًا آپ کو ورثہ میں ملی ہے نہ کہ نسبًا۔

ہم شکل مصطفٰے خیر الوریٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہٗ نے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثالی حسن سے ظاہراً و باطناً ایک حصہ عطا فرمایا تھا۔ ظاہر بین آپ کے ظاہری حسن پر اور اہل باطن باطنی کمالات پر فریفتہ تھے۔

مجھے آپ کے محترم بھانجے جناب الحاج الحافظ السید نور الحسن شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ کے قلمبند مبشرات دیکھنے کا موقعہ ملا تو ان میں متعدد بار اس کا ذکر تھا کہ وہ عالم رؤیا میں حضور پُر نور سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت فیض بشارت سے پوری پوری رات مشرف ہوتے اور ان کے جمالِ جہاں آرا، پروانہ و شیدا ہوتے رہے۔ کبھی قدم بوسی وغیرہ سے بھی مشرف ہوتے مگر جب بھی آنکھ کھلی تو یہ سوچ کر حیران ہوتے کہ وہ مبارک صورت جس کے حسن نے مجھے ساری رات مسحور کئے رکھا عین میرے ماموں محترم حضور سراپا نور کی شبیہ تھی، سبحان اللہ!

جنّیں نہیں دیکھا مرشد احمد ٭ ویکھے مرشد میرا نہیں خوشامد

اس میں آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں کمال حاصل ہونے کی طرف بھی اشارہ موجود ہے۔

چنانچہ اس فقیر کاتب الحروف نے بھی خواب ہی میں ایک مرتبہ مختلف مشائخ زمانہ کی زیارت کی دور دراز کے سفر پیدل اور سوار ہو کر طے کئے مگر جہاں بھی پہنچا اور جس کی بھی زیارت کی اپنے اعمال کی نحوست کہ ان بزرگوں میں اتباع شریعت کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی کمی محسوس

ہوئی۔ مگر بالآخر جب سفر سے واپسی پر اپنے مُرشد کریم حضور سَراپا نور سرور
کو ایک عالیشان تخت پر جلوہ افروز اپنے نورانی حُسن کی رعنائیاں بکھیرتے دیکھا
تو دل گواہی دینے لگا کہ حضور پُرنور سیّد یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
اتباع میں اگر کمال حاصل ہے تو انہی کو ہے۔ سُبحان اللہ جب جاگ ہوئی
تو شکر خُداوی بجا لایا،

ع شکر شکور کہ شیخ من عبدالشکور شد

علمی شغف و مقبولیّت مدرسہ

بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ جمیع علوم متداولہ میں کمال حاصل فرمانے پر
خاندان عالیشان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپ نے بھی تدریسی سلسلہ
شروع فرمایا پدر بزرگوار اور جد امجد کی حیاتِ طیبہ میں طلباء کا ہجوم آپ کے
سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے رہتا اور والد گرامی کے دور میں ہی انہی کے
فرمان سے فتویٰ نویسی کا اہم کام بھی آپ نے اپنے ذمّہ لے لیا۔ مدرسہ
رحمانیہ شریف کو آپکے آباء اجداد کے بعد آپکی سرپرستی ملی تو الحمدللہ رونق
میں کسی قسم کی کمی نہ آئی۔ زندگی بھر بغیر چندہ جات کے ہی نہایت سادگی سے دین کی جو
خدمت للہ فی اللہ ہو سکی آپ نے فرمائی بارہا لوگوں نے مدرسہ رجسٹرڈ
کرانے کا مشورہ دیا کہ اسطرح کچھ سرکاری امداد وغیرہ بھی مل سکتی ہے مگر
آنجناب قبلہ ام فداہ روحی وقلبی یہی فرماتے میاں! ہم نے اپنی مصروفیت کا
ایک ذریعہ بنایا ہوا ہے مدرسہ تو بڑے لوگ چلاتے ہیں ہمیں ان چندہ جات
اور سرکاری امدادوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔

آپ خود کتبِ ابتدائیہ مثلاً صرف گھوٹوی، نحو میر، کریما نام حق وغیرہ
سے لیکر کتب اخیرہ مثلاً فقہ میں ہدایہ، اصول فقہ میں توضیح تلویح علم معانی
میں مطوّل نحو میں شرح جامی و ملا عبدالغفور، حدیث میں صحاح ستہ اور
تفاسیر میں جلالین کے علاوہ کشاف و مدارک اور حسینی وغیرہ درساً
پڑھاتے۔ آپ کے پڑھانے کا انداز بڑا مشفقانہ تھا۔ زدوکوب اور زجر
توبیخ، جیسا کہ ابتدائی طلباء پر کی جاتی ہے آپ فرماتے، البتہ صرف نحو
کے جو طلباء بہت کُند ذھن ہوتے کبھی کبھار انکی تعلیم کے دوران آپ سے
اُونچی آواز سُنی جاتی۔

تفہیم مسائل میں آپ کو بڑی قدرت حاصل تھی مشکل سے مشکل مسئلہ
اس انداز سے سمجھاتے کہ فوراً ذہن نشین ہو جاتا۔

حضرت شیخ غلام محمد نظامی صاحب کی یادداشتوں میں مذکور ہے
کہ انہیں حضرت مولانا حافظ محمد حیات صاحب نظامی فاضل دار العلوم
دیوبند مرحوم نے ایک ملاقات میں فرمایا۔ "بندہ نے چھ ماہ حُضور سراپا نور
کے بہنوئی جناب مولانا سیّد نور محمد شاہ صاحب بخاری علیہ الرحمۃ سے
مدرسہ رحمانیہ میں قرآن پاک حفظ کیا اور باقی علوم اسی مدرسہ کے حضرات کرام
سے۔ حضور سراپا نور کے فرزند اکبر مولانا محمد عبدالودود صاحب، مولانا محمد صدیق
صاحب قریشی تونسوی اور مولانا غلام لیٰسین صاحب جھنگوی میرے ہم سبق
تھے۔ استاذیم سَراپا کرامت حضور سَراپا نور و سرور مولانا محمد عبدالشکور
صاحب قبلہ کی جوانی تھی اور علم بھی بحمدہٖ تعالیٰ جوان تھا۔ ہم رات کو مطالعہ
کرتے تو چونکہ علم کلام میرا دلچسپ مضمون تھا۔ لہذا سوالات سوچ کر جاتا۔
حضرت استاذیم چشم زدن میں تسلّی بخش جواب دیتے۔ کرم بالائے کرم

معقولات میں جواب سے ہی سوال نکال کر ہماری طرف پھینک دیتے۔ لو بھئی اب جگر تھام کے بیٹھو۔ میری باری آئی۔ لہٰذا ان سوالات کے جوابات مجھے حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوتے ہی القاء ہو جاتے تو میں سمجھ جاتا یہ حضرت کا باطنی فیض ہے۔"

حضرت نظامی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ آپ کو اسماء رجال پر بڑا عبور تھا کہ دورانِ درس مشکوٰۃ شریف اس فن کے عجیب فوائد سننے میں آئے۔

تدریس کے لئے کوئی اوقات مقرر نہ تھے بلکہ صبح سے شام تک جب بھی کوئی آکر پڑھنا چاہتا پڑھ لیتا۔ میں نے خود آنجناب کی زبان گوہر فشاں سے سنا ارشاد فرماتے تھے ایک زمانہ تھا شاگرد اساتذہ سے وقت لیتے تھے مگر اب لوگوں کی علمِ دین کے بارہ میں عدم توجہی کو دیکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم اس کام کے لئے ہر وقت فارغ ہیں تم علم حاصل کرنے والے بنو جب بھی آکر پڑھنا چاہو پڑھو۔ اس سلسلہ میں آپ کی انتہائی خواہش تھی کہ آپ کا ہر متوسل اور تعلق دار علوم شرعیہ کی چند ضروری کتابیں ضرور درساً پڑھ لے۔

دورانِ تدریس آنجناب قبلہؒ کی نشست کبھی دوزانو کبھی مربع بھی ہوتی

درسی کتب پر خواہ جس فن سے بھی ان کا تعلق ہو آپ کو اس قدر عبور تھا کہ میرے پیرِ صحبت حضور معراجِ انسانیت فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے کبھی بھی نہ دیکھا کہ آپ نے جو اسباق پڑھانا ہوتے تھے انکی پہلے تیاری فرمائے ہوں بلکہ جس فن میں زیرِ تعلیم طالب علم جو کتاب لے کر پہنچ جاتا آپ پڑھانا شروع فرما دیتے اور روزانہ دس بارہ اسباق مختلف کتابوں کے بغیر تیاری کے ہی پڑھاتے۔ اسی طرح فرماتے کہ ہمیں جب بھی کسی کتاب

میں کوئی مشکل پیش آتی تو آنجناب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر مشکل حل کرواتے کہ آپ اسی مقام کو دیکھتے ہی سمجھ جاتے اور اس عبارت کے معانی و مطالب فوراً آسان لفظوں میں سمجھا دیتے۔

تفسیر و حدیث پڑھانے کے دوران آپ پر وہ وجدانی کیفیت طاری رہتی جسے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ترغیب و ترہیب اور عشق و محبت سے متعلقہ عبارات جب طلباء کرام پڑھتے تو آپ پر گریہ طاری ہو جاتا۔ محترم جناب سید عاشق حسین شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث شریف کے متعدد اسباق آپ کی مبارک مجلس میں سنے تو مجھے وہ منظر نہیں بھولتا کہ طلباء عبارت پڑھتے اور آپ رو رہے ہوتے تھے۔

آپ کے شاگردِ رشید جناب شیخ غلام محمد راشد نظامی زید مجدہٗ کی، مدرسہ رحمانیہ سے وابستہ چند قلمی یادگاروں میں لکھا ہے کہ حضور سراپا نور و سرور کے انتہائی منظورِ نظر شاگردِ رشید جناب حضرت مولانا محمد صدیق صاحب قریشی علیہ الرحمۃ م ۱۴۱۱ھ سے بندہ نے سوال کیا آپ نے پوری زندگی حضرات (خاندانِ عبیدیہ) کی غلامی (مدرسہ رحمانیہ) میں علمِ دین فی سبیل اللہ پڑھاتے ہوئے گزار دی کیا آپ کو پڑھانے کی جگہ نہیں ملتی تھی؟ جواباً فرمایا۔

"یہ حضرات ہمہ صفت موصوف کامل بزرگ ہیں جو بھی در اقدس پر آیا اسے اپنے روحانی فیضان سے مالا مال فرما دیا۔ بندہ کو بارہا امام اہلسنت حضرت علامہ السید احمد سعید کاظمی محدث ملتانی نے اپنے مدرسہ عالیہ میں معقول تنخواہ پر پڑھانے کی پیش کش فرمائی، حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب تونسوی میرے جگری یار تھے آپ نے دارالعلوم محمودیہ تونسہ شریف میں آنے کا اصرار فرمایا، جامعہ معینیہ ڈیرہ غازی کے

احباب تقاضا فرماتے رہے مگر یہاں جو قلبی سکون میسّر تھا مجھے وہ اور
کسی جگہ نظر نہ آتا تھا۔"

پھر فرمایا —— "حضرات نقشبندیہ جس ولایتِ صغریٰ کا
ذکر فرماتے ہیں کہ فلاں فلاں مجاہدے سے مل جاتی ہے، میرے
ذوق میں جو مسجد رحمانیہ کے شمالی برآمدہ میں داخل ہو جاتا ہے
ولایتِ صغریٰ بلامُزد اسے انعام میں مل جاتی ہے تو میں ایسے
بابرکت دروازے کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔"

فتویٰ نویسی کے فن میں جن شہیر علماء نے آپ سے تربیّت لی انہی
میں مدرسہ انوار العلوم کے مایہ ناز اور نامور مفتی جناب حضرت علامہ غلام مصطفےٰ
رضوی صاحب مدظلہٗ کا شمار بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے چند اسباق پڑھنے
کے علاوہ فتویٰ نویسی میں بھی آپ ہی سے مہارت حاصل کی۔

حضرت شیخ نظامی صاحب کے قلمی بیاض میں ہے۔ اللہ پاک نے آپ
کی ذات والاصفات کو محبوبیّت کا شرف بخشا تھا ہر مکتبِ فکر کے علماء،
فدایانِ مسلک احناف آپ کے اوصافِ جمیلہ کے شیدائی تھے اور علمی استفادہ
آن کرتے تھے۔

شمالی قبائلی علاقہ غیر کے مولانا گل بادشاہ افغانی، غلام زکریا بلوچستانی،
مولانا عبدالحمید خاں حیدرانی، مولانا محمّد ادریس قندھاری، مفتی دیارِ مغرب
مولانا عبدالقادر کوہ سلیمانی، مولانا خان محمد کھوسہ، مولانا حکیم محمد عبداللطیف
نومسلم، مولانا سراج احمد میانوالی، مولانا قاضی محمد عبدالکریم کوٹ سلطانی،
مولانا ہیبت علی کابلی، حضرت مولانا غلام جہانیاں معینی ڈیروی، حضرت
مولانا پیر محمد اکبر جگی شریف، مولانا محمود اختر و مولانا محمد مسعود ملتان دیوبندی،

مولانا شمس الحق اہلحدیث، مولانا محمد الدین خان بارکھانی قابلِ ذکر ہیں۔
مفتی عبدالقادر کوہ سلیمانی نے اپنی ایک ملاقات میں ٹھنڈی سانس بھر
کے کہا الحمدللہ ہمارے اُستاد (سَرا پانور) جیسا ساجل رشید دھرتی کی ماں
نے جَننا بھی چھوڑ دیا ہے کہ علم و حکمت اور استقامت میں آپ کوہِ ہمالیہ
تھے فقہی جزئیات ہزار ہا کی تعداد میں زبانی یاد تھیں اور حافظ بھی بحمدہٖ تعالیٰ
بلا کا تھا۔

حضرت شیخ نظامی صاحب ہی کے قلمی بیاض میں ہے کہ حماد پور
کے سفر میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا بحمداللہ موضع الافتاء
مدرسہ رحمانیہ کو پورے ملک اور بیرون ملک اعتماد حاصل ہے۔ جن حضرات
کا ہمارے ساتھ رابطہ ہے ان میں چند ایک کے نام آپ نوٹ کر لیں۔

دارالعلوم آستانہ عالیہ پاک پتن شریف، جامعہ فخر المدارس آستانہ عالیہ
مہار شریف، مولانا علی گوہر صاحب دارالعلوم محمودیہ سلیمانیہ تونسہ شریف، مفتی
پاک و ہند مولانا احمد بخش ڈیروی، شیرِ پنجاب مولانا قطب الدین صاحب جھنگوی
مولانا مفتی دین محمد شاہ محدّث مظفرگڑھی، مولانا مفتی امید علی خان صاحب
گیانوی، مفتی نظام الدین ملتانی ثم وزیرآبادی، مفتی محمد اشرف ملتانی، مفتی
غلام حیدر ملتانی، مفتی نور محمد صاحب کندیاں، مولانا مفتی فضل حق ڈیروی،
مفتی محمد جعفر شاہ بھاکری، شیخ الفقہ بلوچستان، مولانا محمد اسحاق سلیمانی،
مولانا مفتی محمد عبدالکریم نقشبندی الحسنی سابق صدر مفتی انوار العلوم ملتان،
مفتی آستانہ عالیہ پیر سواگ شریف، مولانا اللہ بخش حلوائی ملتانی، مولانا
کریم بخش زخمی ملتانی، مولانا مفتی محمد بخش نواب پوری، خانوادہ حضرت
شیخ محمد موسیٰ ملتانی، ؏ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

کوئی آپ سے آپ کا مسلک بریلوی دیوبندی کے اعتبار سے پوچھتا تو عموماً ارشاد فرماتے ہیں اپنے مشائخ عظام کے طریقہ پر قائم اہلسنت والجماعت سے ہوں اور بس۔

اسی ضمن میں بعض غیر ضروری اختلافات کے سبب فریقین میں شدت کی کوئی بات سن لیتے تو فرماتے یہ بھی علامات قیامت سے ہے کہ لوگ ضروری کاموں کی تو پرواہ نہ کریں گے مگر نفلی اور غیر ضروری کاموں میں جھگڑا کریں گے

فتویٰ نویسی

بقول مصنف "فقہائے ملتان" آپ بھی خانوادہ عبیدیہ کے نامور فرد تھے اور فقہی مہارت میں اپنے بزرگوں کے صحیح اور نامور جانشین تھے۔ آپ نے فقہ اسلامی اور علم فتویٰ نویسی میں کمال حاصل کیا۔ آپ فقہی امور میں باریک بین اور صائب الرائے تھے او علم میراث میں فاضل اجل تھے

آپ کے فتاویٰ جات کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بحمدہ تعالےٰ آپ انتہائی بے باک مفتی ثابت ہوئے تھے ایوب خان صدر پاکستان کے دور میں عائلی قوانین نافذ کئے گئے جو سراسر خلاف شرع تھے اس کے خلاف ہر مکتبۂ فکر کے مفتی صاحبان کے فتاویٰ جات قلمبند کر کے انہیں کتابی شکل دی گئی چنانچہ آپ کو بھی اس بارہ میں سوالات بھیجے گئے کسی نے کہا بھی کہ حکومت وقت کے خلاف نشانہ بننے والی بات ہے لہذا جواب مت لکھیں مگر فرمایا، حق بات کہنے سے رکا نہیں جا سکتا اور ایسا مدلل مگر مختصر جواب تحریر فرمایا،

جسے اس مجموعہ میں بوقت طباعت سر فہرست رکھا گیا۔ یہاں بسبب اختصار آپ کے فتاویٰ جات سے صرف دو فتوے تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

دیوبندی بریلوی اختلاف: حضور قبلہ ام اختلافات مابین بریلوی دیوبندی کو گاہے گاہے لفظی نزاع قرار دے کر متوسلین کو ان میں نہ اُلجھنے کی نصیحت فرماتے کہ ان میں پڑنے سے عوام الناس کا ایمان اور خواص کا وقت ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ الغرض اس بارہ میں آپ کی مختصر تحریر اب نقل کرتا ہوں

السلام علیکم و علےٰ من لدیکم دیوبندی اور بریلوی اگرچہ وہ ایک دوسرے کو کفر اور ابتداع کی نسبت کیا کرتے ہیں لیکن ہمارے حضرات علیہم الرضوان نے دونوں کے متعلق فتویٰ کفر نہیں دیا بعض دیوبندی جو غلام خانی عقائد رکھتے ہیں خود اکابر دیوبند نے انکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی لکھ دی ہے اور بریلوی جو غالی ہیں بعض صفات الٰہیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شریک کر بیٹھتے ہیں ان کا حال بھی اسی طرح ہے بعض پر کل کا قیاس نامناسب ہے واللہ اعلم

خانقاہ میں نماز باجماعت پڑھنا: مسجد میں صحیح وقت پر جماعت کے ہوتے ہوئے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو ترک کرنے اور اسی احاطہ میں خارج مسجد علیحدہ دوسری جماعت قائم کرنے میں کئی مفاسد ہیں۔ تفریق بین المسلمین اور ہتک جماعت اور حق تلفی مسجد شریف کی ہے نیز مسجد کے ثواب عظیم سے محرومی بھی ہے بغیر عذر شرعی کے اس امر کی عادت بنالینی اور زیادہ قبیح ہے باقی رہا قرب جوار بزرگ کی فضیلت وہ بھی بہر حال مسلّم ہے لاکن یہ فضیلت احاطہ خانقاہ شریف کے اندر مسجد شریف میں نماز پڑھنے سے

بدرجہ اکمل حاصل ہے۔ روضہ شریف کے اندر اگر قبر سامنے نہ ہو نوافل وغیرہ
ادا کئے جا سکتے ہیں اور ان نفلوں کی فضیلت دوسری جگہ ادا کرنے سے کئی
درجہ زیادہ ہے لاکن فرض نماز حسب حکم وارشاد حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے مسجد میں ادا کرنی نہایت ضروری ہے۔

قطب الاقطاب حضرت الشیخ رکن الدین والعالم ملتانی علیہ الرحمۃ کے
احاطہ دربار میں مسجد شریف کی موجودگی کے باوجود چند لوگ مل کر فرضی
نماز باجماعت پڑھتے تھے جسے آپ نے نامناسب سمجھتے ہوئے یہ فتویٰ
تحریر فرمایا۔ بحمدہ تعالیٰ یہی فتویٰ عرصہ دراز تک قبر شریف کے ساتھ فریم شدہ
آویزاں بھی رہا

مجھے خواجۂ ملت شاہ نظام الدین تونسوی علیہ الرحمۃ کے خادم خاص
جناب صوفی غلام قادر صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ انہیں فخر المشائخ حضرت خواجہ
غلام فخر الدین تونسوی علیہ الرحمۃ نے تین علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر ایک ہی
سوال لکھا دے کر ارشاد فرمایا کہ اس مسئلہ کا جواب مدرسہ رحمانیہ انوار العلوم
اور قاسم العلوم سے لکھوا کر لاؤ مگر یاد رکھو میں یہ کام تجربہ کی خاطر کرا
رہا ہوں ورنہ میرے معتمد علیہ مفتی مفتیٔ اہلسنت حضرت مولانا محمد عبد الشکور
صاحب ہی ہیں کہ بے لوث دینی خدمت جس قدر مدرسہ رحمانیہ والوں
کے حصہ میں آئی ہے شاید ہی کسی کے مقدر ہوئی ہو۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

معاصرین کی نظر میں

بحمدہ تعالیٰ جمیع علماء کرام ومشائخ عظام خواہ وہ کسی مسلک سے
بھی تعلق رکھتے ہوں آنجناب انکے نزدیک غیر متنازعہ شخصیت کی حیثیت
رکھتے ہوئے عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

علماء کرام ومشائخ عظام جو آپکے ہمزمان تھے بحمدہ تعالیٰ بسبب علمی روحانی
کمالات کے آپ کی قدر ومنزلت دل وجان سے مانتے اور احترام کرتے تھے۔

حضور قبلہ عالم وعالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور
نظر سجادہ نشین خواجہ نور جہانیاں صاحب علیہ الرحمۃ دوران عرس چونکہ بخاری
شریف کا ختم ایک علیحدہ کمرہ میں علماء کرام کو جمع فرما کر کرواتے تھے تو اسی
سلسلہ میں احتراماً آنجناب کو اس مخصوص کمرہ میں نہ بلواتے بلکہ بنفس نفیس
مسجد شریف میں جہاں بھی آپ بھی تشریف فرما ہوتے حاضر ہو کر پارہ دو
پارہ بخاری شریف کے دے جاتے پھر اسی طرح خود ہی تشریف لا کر پارے
بھی واپس لے جاتے تو آپ اس وقت انہیں ثواب بخش دیتے اور وہ
قبول فرماتے حالانکہ اس معاملہ میں آپ نے باقی علماء پر سخت پابندی
عائد کی ہوئی تھی کہ جتنی دیر پڑھیں اسی کمرہ میں بیٹھ کر ہی پڑھیں آپ
بھی حضور خواجہ صاحب کا از حد اکرام فرماتے دست بستہ انکی آمد پر قیام
فرماتے اور بوقت روانگی دونوں ہاتھ قدمین شریف پر رکھنے کی کوشش
فرماتے تھے۔

اسی طرح حضور خواجہ حاجی غوث محمد مہاروی علیہ الرحمۃ سے بھی آنجناب

کو بڑی عقیدت تھی اور وہ بھی خوب مہربانی اور شفقت سے پیش آتے۔
اس احقر نے بارہا دونوں حضرات والاشان کو یکجا ایک دوسرے کو ملاقات
کرتے دیکھا دونوں تقاضا ہائے ادب پورے فرماتے۔ ایک دفعہ بر موقعہ
عُرس شریف حضور قبلہ عالم غریب نواز آپ چشتیاں شریف میں ان سے
ملاقی ہوئے تو انتہائی لجاجت سے دست بستہ عرض کیا حضور! آپ کو حضور
قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف دو واسطوں سے قرب کا شرف حاصل
ہے لہٰذا آپ جتنے وظائف ادا فرماتے ہیں ان سب کی اجازت طلب کرتا
ہوں اور بروایت مطبوعہ رسالہ "خواجۂ ما غوث مہار" آپ نے عرض کیا
چونکہ حضور کو حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو واسطوں سے قریبی
رابطہ ہے اگر اس بے ہیچ کو اپنی رخصت اور اجازت سے نوازیں تو میری
نیک نصیبی ہوگی۔ بہر حال آپ نے جو بھی عرض کیا اس پر حضرت خواجہ حاجی
غوث محمد مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے اور حضرت قبلہ عالم غریب نواز
کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے دو نہیں کیونکہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان
تونسوی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ کے
حق میں ونفخت فیہ من روحی کہ میں نے ان میں اپنی رُوح پھونک
دی ہے اور لحمك لحمي کہ تمہارا گوشت (وجود) میرا گوشت (وجود)
ہے ارشاد فرمایا تھا تو پھر جب فرق نہ رہا اور ایک ہوئے تو واسطہ بھی ایک
ہی رہا۔ اس وضاحت کے بعد حضرت حاجی صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ
نے ذوق میں بھری زبان سے فرمایا:

"حضرت مولوی صاحب جی! میں کون ہوں جو آپ کو اجازت
دوں۔ بہر حال آپ نے طلب فرما ہی لی تو سنئے۔ آپ کو ان تمام

وظائف کی جو میں پڑھتا ہوں صرف پڑھنے کی ہی اجازت نہیں
بلکہ میری طرف سے آپ دوسروں کو تلقین و ارشاد فرمانے کے بھی
مجاز ہیں۔"

آپ اس جواب باصواب پر سرنگوں دست بستہ شکریہ بجا لائے بعد
ازاں چند وظائف پر دونوں حضرات محوِ گفتگو رہے خصوصاً حضرت صاحب
مہاروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ختم سرّی شریف میں بڑے راز ہیں مگر اس میں
ناغہ نہ چاہیئے میں نے جب سے شروع کیا ہے ناغہ نہیں کیا اس پر آنجناب حضور
قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی جواباً ارشاد فرمایا بحمدہٖ تعالیٰ
میں نے بھی ابتدائے عالم شباب میں یہ وظیفہ مبارکہ شروع کیا تھا اور اب تک
ناغہ نہیں ہوا۔ اس پر حضرت صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ نے خوشی کا اظہار فرمایا
اور استقامت کی دُعائیں دیں۔ مجھے یہ روایت بالتفصیل حضرت صاحب
مہاروی علیہ الرحمۃ کے مرید اور حضور قبلہ ام کے شاگردِ خاص جناب مولانا
محمد شفیع غوثوی نے سُنائی جو اس بابرکت محفل میں موجود تھے۔

حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی علیہ الرحمۃ پاک پتن شریف
میں آنجناب قبلہ ام سے بعد مجلس سماع ملاقی ہوئے تو بڑی محبت اور شفقت سے ہمکلام
ہوئے یہ بھی فرمایا حضرت مولانا صاحب! آپ سے مل بیٹھنے کو دل بہت کرتا ہے مگر
لوگ جان نہیں چھوڑتے جہاں جاتا ہوں فرصت نہیں دیتے۔ اگر کبھی
تونسہ شریف تشریف لاویں تو بندہ اپنی خواہش پوری کرے گا۔ مجھے یہ
روایت آنجناب قبلہ ام کے بھتیجے جناب حافظ میاں محمد عبدالجلیل صاحب نے
سنائی۔ جو آپ کے ہمراہ تھے۔

حضرت خواجہ خان محمد صاحب اور حضرت خواجہ نظام الدین صاحب

تونسوی علیہا الرحمۃ اور انکے رفقاءِ حج کا آپ کو امامت کے لئے منتخب فرما کر آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنا لکھ آیا ہوں۔

سلسلہ غفوریہ نقشبندیہ کی مایہ ناز شخصیت حضرت قبلہ سید محمد علاؤ الدین شاہ صاحب شیخو پورہ والے علیہ الرحمہ جن کا حلقہ احباب اندرون بیرون ملک پھیلا ہوا ہے جب بھی ملتان تشریف لاتے تو اپنے جانشین و خلیفہ مجاز جناب حضرت غلام ناصر الدین خان صاحب خاکوانی مدظلہ، کے ہاں قیام فرماتے اور اس دوران اپنے احباب بمعیت آنجناب قبلہ ام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو دوست رکھتے ایک دفعہ اس احقر نے ان کو حضور قبلہ ام کی دست بوسی بھی کرتے دیکھا اور بعد از وصال مزار گوہر بار پر فاتحہ خوانی کرتے بھی حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ قدر دانی دراصل انکی اپنی ولایت پر دلالت کرتی ہے کہ ؏ ولی را ولی می شناسد ، یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے۔

آپ کے شاگردِ خاص مولانا محمد شفیع غوثوی فرماتے ہیں سیال شریف حاضری دی تو حضور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ نے حاضرین سے فرداً فرداً ان کا نام وغیرہ پوچھا، میں نے اپنی باری پر اپنے نام کے ساتھ حضور استاذیم قبلہ سراپا نور کا نام نامی لیا کہ ان کے مدرسہ سے آیا ہوں تو اس پر حضور شیخ الاسلام سروقد کھڑے ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے اور بہت شفقت سے مہمانی فرمائی۔

جناب شیخ نظامی صاحب کے قلمی بیاض سے چشتیاں شریف کے ایک یادگار سفر کا مختصر حال نقل کرتا ہوں انشاء اللہ قارئین محظوظ ہوں گے۔

حضرت قبلہ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کی آمد آمد تھی آپ (حضور سراپا نور) اُٹھتے بیٹھتے وِرد فرما رہے ہوتے ہ

ساڈا دوست دلیں دا نور محمدؐ خواجہ : ڈھولا یار جہیندا نور محمد خواجہ
عرب وی تیڈی عجم وی تیڈی : سندھ پنجاب دا راجہ

ذیقعد کے آخری ایام تھے غالباً ۱۳۸۳ھ میں آپ کی غلامی میں خانقاہ شریف خیر پور شریف و چشتیاں شریف حاضری کی سعادت نصیب ہوئی بے حد روحانی سکون نصیب ہوا آپ ہر جگہ آداب و مناقب بیان فرماتے گئے۔

حضرت قبلہ عالم و عالمیان شہنشاہِ اولیائے زمان کے دربار مقدس پر آپکی زیارت کا منظر عجیب تھا جو محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر بیان میں نہیں آ سکتا۔ مسجد کے شمالی برآمدہ میں آپ رونق فرما تھے مولانا محمد اکرم شاہجمالی مولانا محمد اعظم شاہ جمالی مولانا خورشید احمد فیضی و دیگر اکابر علماء و مشائخ اہلسنت زیارت سے مستفید ہو رہے تھے آپ سب کو دعائے خیر اور آداب زیارت سے آگاہ فرماتے رہے بعض عقیدتمندوں کو فرمایا روضہ مبارکہ کی جانب پیٹھ نہ کرو اور خبردار رہو بڑے ادب کا مقام ہے۔

اسی دوران مولانا سید نور احمد شاہ نقشبندی نواب پوری نالہ و شیون کرتے ہوئے آ گئے غریب نواز! میں مر جاؤں گا آگ لگی ہوئی ہے تن من میں - آپ نے فرمایا،

" تو ادھر آیا کیوں ہے؟ ایک رتی ملی تو دوڑ پڑا تمہیں پتہ نہیں یہ سلسلہ عشقیہ (چشتیہ) کے بادشاہ کا دربار ہے جلدی جا"
روضہ مبارک کی مغربی جالی سے باہر کھڑے استغاثہ کر

؏ قبلہ عالم بن بے سر دِساماں مددے "

گھنٹہ بعد واپس آیا تو طبیعت میں ٹھہراؤ تھا دعا دی،

" آباد رہویں، بچا گھتی "

سجادہ نشین درگاہ معلیٰ حضرت میاں نور جہانیاں کی زیارت کی،
نذرانہ پیش کیا بڑی محبت سے پیش آئے اور دعا طلبی کی درخواست کی۔
مسجد شریف کے جنوبی کمرہ میں صدر المشائخ مرشدِ عالم خواجہ نظام الدین
تونسوی جلوہ گر تھے آپ بھی زیارت کے لئے گئے دیکھتے ہی مرشدِ عالم سرو قد کھڑے
ہو کر بغلگیر ہوئے اپنے قریب بٹھایا خیر خیریت معلوم کی، باتیں ہوئیں مگر
راز کی صرف ایک مصرعہ جو حضرت نظام بادشاہ نے زور سے پڑھا
جو سمجھ آیا ع بے حجابانہ درآ از در کاشانۂ ما

بعد از مغرب آپ وظائف میں مشغول تھے جھگڑ امام کے سادات کی
ہمراہی میں عارف خدادانی مولانا شاہ بخش ملتانی تشریف لائے آپ نے
استقبال فرمایا عزت افزائی سے بٹھایا اور تبرک پیش کیا۔ وہ گویا ہوئے،
حضرت خواجہ محمد غوث مہاروی فرماتے ہیں آپ کے پاس کب وقت فارغ
ہوگا ہم حاضر ہو کر کچھ مسائل شرعیہ پوچھ لیں، آپ نے وقت دیکھ کر فرمایا
نمازِ عشاء کو ابھی کافی وقت پڑا ہے میں خود حاضر ہو کر زیارت سے
فیض یاب ہوتا ہوں۔ حضرت کی حلقہ بگوشی میں جانے کی سعادت سراپا
رحمت میسر آئی، غوث مہاراں نے والہانہ استقبال فرمایا اپنے قریب
بیٹھنے کی جگہ دی آپ نے خیر خیریت کے بعد نذر پیش کی انہوں نے
بھی قبلۂ عالم کے لنگر شریف کا خاص تبرک بخشا۔ پیر پناہ علی شاہ
تو گیرہ شریف کے مولانا احمد دین، ماہر لسان عربی مولانا غلام علی گولڑوی
استاذ الکل مولانا عبدالکریم ایمن آبادی و دیگر زائرین محفل زینت تھے۔
حضرت غوث مہاراں نے ایک کاغذ جیب سے نکالا اور فرمایا ہمارے
بزرگ آپ کے بزرگوں سے لاینحل مسائل پوچھا کرتے تھے وہ سنت بھی

پوری ہو جائے اور شریعت پاک کے مسائل پوچھنے کا ثواب بھی مل جائے۔
پھر آپ نے نمبروار سوال کئے اور حضرت امام الفقہاء (سراپا نور) نے ان کے
ایسے تسلی بخش جواب دیئے کہ مباحثہ کی ضرورت بھی نہ آئی۔ وقفہ میں حضرت
مولانا غلام مہر علی گولڑوی نے استفسار فرمایا کہ وہابیہ کے بارے میں آپ
کی کیا رائے ہے آپ نے فرمایا ہمارے حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ
نے بلا لومۃ لائم لکھ دیا ہے "ہمہ از خارجی بودن خالی نیستند" پھر فرمایا
میری رائے بھی یہی ہے کہ کوئی شاتم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو اس کے
لئے نرم گوشہ رکھنا خسرالدنیا والآخرۃ ہے۔

پھر آپ اجازت لے کر واپس تشریف لائے اور نمازِ عشاء باجماعت
ادا کی بعد میں مولانا عبدالرحمان شاہ دامانی المعروف شاہ ملتانی نے سرائیکی
میں دو گھنٹے وعظ فرمایا۔ قبلہ عالم کے شیدائی چشتی مشائخ نے خوب داد دی
امام الفقہاء (سراپا نور) نے بھی نذرانہ پیش کرتے ہوئے فرمایا،

ع کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

یوں رات گئے محفل اختتام پذیر ہوئی۔

حضرت شیخ نظامی صاحب کے قلمی بیاض کے مطابق آخر رمضان المبارک
۱۹۶۲ء/۱۳۸۲ھ رؤیت ہلال کے سلسلہ میں مدرسہ انوار العلوم ملتان میں امام
اہلسنت حضرت علامہ السید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ کی صدارت
میں علماء کرام کا اجلاس منعقد تھا خیر المدارس کے مفتی شیخ الحدیث جناب
مولانا محمد عبداللہ صاحب مہمان خصوصی تھے جناب مفتی سید مسعود علی قادری
صاحب نے ملک بھر کے علماء کرام سے ٹیلیفون پر رابطہ کیا ہوا تھا کہ ناگہانی
طور پر مغیث اہلسنت نجیب الطرفین شیخ طریقت امام فقہائے پاک و ہند

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالشکور ملتانی اپنی تمام تر سادگی کے ساتھ تشریف لائے
سب نے بڑھ کر استقبال کیا اور ادب و احترام سے صدر نشین بنا کر ہونے
والی کاروائی اور ٹیلیفون و تاروں کی کثرت کے علاوہ مخلوق کے اژدھام
کی طرف سے واقع ہونے والی تشویش کا اظہار کیا تاکہ اس معاملہ میں آپ کے
دیرینہ تجربہ سے مستفید ہوا جا سکے کہ ملتان میں جدید سہولیات سے آراستہ
رجسٹرڈ مدارس اسلامیہ کے قیام سے پہلے رویت ہلال کا فیصلہ ہمیشہ مدرسہ
رحمانیہ سے جاری ہونے کے بعد ہی عید اور رمضان کا اعلان کیا جاتا تھا۔
آپ نے دھیمے لہجے میں فرمایا۔

"حضرات! ٹیلیفون و تار کی باتیں چھوڑیں محبوب پروردگار کی
بات کریں رویت ہلال کے مسئلہ پر حضور رحمت عالم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے یہ فرمایا کہ اپنا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور اپنا چاند
دیکھ کر افطار کرو، ہماری واضح رہنمائی فرما دی ہے۔ لہٰذا اولاً دعا
کرو پروردگار جل مجدہ انشاء اللہ العزیز ہمارے حال پر رحم فرماویں
گے اور کوئی فیصلہ کن بات سامنے آئے گی۔"

بخدا ابھی دعا کے ہاتھ منہ پر نہیں گئے تھے کہ چار پانچ متشرع مسلمان
صدر چھاؤنی سے آئے جنہوں نے حلفیہ بیان دیا کہ ہم اپنی آنکھوں سے چاند
دیکھ آئے ہیں اب علماء کرام و عوام الناس کا منظر دیدنی تھا۔ علامہ مفتی
سید مسعود علی قادری صاحب نے برملا فرمایا یہ زندہ کرامت اور خالص برکت
حضرت امام الفقہاء (حضور سراپا نور) کی ہے ورنہ ہم تو گھنٹوں سے مغز ماری
کر رہے تھے۔ بنابریں متاثر ہو کر جامعہ غوثیہ پشاور کے شیخ الحدیث مولانا
مولانا پیر محمد خان چشتی، مولانا امیر حمزہ پہاڑی، علامہ نذیر احمد مہردی اور

مولانا سید عزیز شاہ بخاری نے عقیدت سے آکر آپ سے شرف تلمذ
حاصل کرنے کی سعادت عظمیٰ پائی،

ع باتیں ان کی یاد رہیں گی

مجھ ناکارہ کو جب چند دوستوں نے جو حضرت پیر محمد عبداللہ بارو نقشبندی
صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے انکی زیارت کے لئے مجبور کیا تو میں حضور
قبلہ ام سراپا نور کی خدمت فیضدرجت میں اجازت کے لئے حاضر ہوا۔
آنجناب قبلہ ام نے بصد خوشی اجازت کے ساتھ دعا بھی فرمائی اور ساتھ ہی
یہ بھی فرمایا کہ بوقت ملاقات میری طرف سے بھی عرض کرنا کہ ملتان میں ایک
خادم، مسکین، فقیر حقیر رہتا ہے وہ بھی سلام نیاز کے ساتھ درخواست دعا
پیش کر رہا ہے۔ اس کے بعد میں آپکے فرزند دلبند اپنے پیر صحبت استاذ محترم
حضور معراج انسانیت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے سنا تو فرمایا ؎

لاکھ سہوں گر لاکھ برائی ہو گی　　گر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی

میں نے عرض کیا اسی خاطر تو اجازت لینے کو حاضر ہوا ہوں۔ انشاء اللہ
دعوی غلامی کا آنجناب قبلہ ام سے محکم ہے پھر اجازت فرمائی تو میں حضرت
قبلہ پیر بارو صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ کی زیارت فیض بشارت سے مشرف
ہوا، اور آنجناب قبلہ ام کے سلام نیاز کے ساتھ درخواست دعا پیش کی تو حضرت
پیر بارو صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے دست ہائے مبارکہ کو اپنی رانوں پر مارتے
ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر متعدد بار فرما کر ارشاد فرمایا ایسی برگزیدہ ہستی اور جامع
علم و عمل شخصیت نے مجھ حقیر کو یاد کیا اتنی شفقت فرمائی اللہ اکبر بعد ازاں دعا
فرمائی۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

خصائل و شمائل، عادات و اطوار، معمولات و ملفوظات

راقم الحروف جاروب کش آستانہ عالیہ عُبیدیہ عرض پرداز ہے کہ آنحضور قبلہ سراپا نور و سرور کے مناقب اور محامد و محاسن انتہائی مختصر طریق پر بیان کرنے کے بعد میں آپ کے معنوی صفات اور رُوحانی مدارج مثلاً "حقیقتِ ایمان و عرفان، عشق و محبت شرح صدر و صفائی باطن غنائے نفس، خوف خدا، بلندی نگاہ، فقیری میں سکندری اور توکّل و استغناء وغیرہ کو بالتفصیل بیان کرنے سے قاصر ہوں کہ میرے علم اور قلم میں اتنی وسعت نہیں البتہ آنجناب والاصفات کے خصائل و شمائل، عادات و اطوار اور شبانہ روزی معمولات و ملفوظات طیّبات جن کا تعلق ظاہر سے ہے نہ باطن سے صرف اور صرف اس نیّت سے زیبِ قرطاس کرتا ہوں کہ اسرار الاولیاء میں حضور شیخ کبیر شیخ شیوخ العالم بابا فریدالدین محمد مسعودن الاجودھنی گنج شکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو ملفوظ شریف نقل کیا گیا ہے اسکی فضیلت حاصل کروں اللہ تعالیٰ صدق نیّت کے بعد شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ آمین۔ ترجمہ ملفوظ شریف مطالعہ فرماویں۔

"زہے سعادت اس مُرید کی جو اپنے شیخ کی زبان سے سُنے ہوئے الفاظ قلمبند کرے فدائے قیامت ایک ایک حرف کے بدلے ہزار سال طاعت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا۔ اور مرنے کے بعد اس کی جگہ اعلیٰ علّیین میں ہوگی۔"

اس ضمن میں مجھے اور آپ کو خوشی ہوگی کہ پہلے آنجناب کی شبیہ مبارک کا مختصر بیان کروں۔

شبیہ مُبارک: رنگ گندم گوں سفیدی مائل قد میانہ، رُخِ انور تقریباً گول مائل بہ درازی نہایت جاذبِ نظر، پیشانی مبارک کشادہ، بینی مبارک دراز اور ہر دو چشمہائے مُبارکہ بڑی اور بن پیئے ہمہ وقت مخمور اور سیاہ جن میں شب بیداری کے آثار نمایاں، رُخسار مبارک قدرے پُرگوشت پلکیں سیاہ، ابرو قوس نما گھنے مگر کم لمبائی والے بالوں کی انتہائی دلکش، لب مُبارک باریک، دندان مُبارکہ ہمچو گوہر ہائے سپید آپس میں ملے ہوئے، آپ کے شوارب (مونچھیں) ناک سے ملی ہوئی ابرو کے بالوں کے برابر اور لب کا بالائی کنارہ بالوں سے صاف رہتا اسطرح آپ کے شوارب کی باریک تحریر دونوں طرف سے ریش مُبارک سے جاملتی تو حلقہ، کمان کی مثل نہایت جاذب نظر اور بھلی معلوم ہوتی، ریش مُبارک نہایت موزوں گول اور مشت برابر، بال ہلکے پیچ دار، آپ کے لبِ زیریں اور ٹھوڑی کا درمیانی حصہ بھی ریش مبارک کے بالوں میں گم تھا۔ عمر کے آخری حصّہ میں جلد مبارک سے متصل بال سیاہ اور مرسل بال زیادہ سفید کم سیاہ تھے خضاب آنجناب نے کسی قسم کا بھی استعمال نہ فرمایا تھا جلد مبارک نہایت نرم و نازک کہ مس کرنے سے ریشم سے زیادہ نرم و ملائم محسوس ہوتی۔ کمر مُبارک پر تو بال نہ ہونے کے برابر تھے، بطن مبارک اور بازو و پنڈلیوں پر بھی انتہائی کم بال نہ ہونے کے برابر تھے۔ ہر دو دست و پا کی پشت قدرے پُرگوشت اور بالوں سے صاف تھی۔ الغرض آپ سَراپا حُسن و جمال تھے، کہ دیکھنے والے کو انتہائی بھلے معلوم ہوتے اور آثار بزرگی و ولایت کے چہرۂ اقدس پر نُمایاں تھے۔

یہ بجا ہے اور بھی لاکھوں حسیں ہوں گے مگر
میں نے دیکھی ہے جو صُورت وہ کہیں ملتی نہیں

میں نے ایک دفعہ تجربہ کیا کہ میرے سر میں شدید درد تھا تو محض آپکی زیارت فیض بشارت کی غرض سے اپنے گھر سے نکلا جونہی دیدار فیض آثار سے بہرہ مند ہوا صحت پائی سچ ہے لقاء الخلیل شفاء العلیل دوست کی ملاقات ہی بیمار کے لئے شفا ہے۔

ذکر حجامت: حجامت کے لئے پنجشنبہ کا دن پسند تھا حجام سے عموماً حلق سر کرواتے اور کبھی لب مبارک کے بال بھی حجام ہی لیتا۔ ریش مبارک اکثر وبیشتر خود درست فرماتے اور اس بارہ میں ارشاد فرماتے داڑھی حجاموں سے مت بنوایا کرو کہ مشت سے کم کر دیتے ہیں اور خبر بھی نہیں ہوتی۔ کوئی حجام آپ سے بیعت ہوتا، اسے داڑھی مشت سے کم کرنے یا شیو کرنے سے توبہ کرواتے تو بعض پیر بھائیوں نے یہ پیشہ ترک بھی کر دیا۔ انگریزی فیشن کی حجامت بالکل پسند نہ تھی بلکہ سخت نفرت فرماتے، حلق یا کانوں تک برابر بال رکھنا پسند فرماتے۔

مجھے اپنے سکول کے زمانہ میں بیعت سے پہلے کی یہ بات یاد کہ آنجناب نے میری گردن پر اونچے نیچے چوٹی کی طرز کے بال بنے ہوؤں پر ہاتھ پھیر کر فرمایا یہ نشیب و فراز کیا ہے، صرف اس فرمان کی برکت کہ میں نے اسکے بعد کبھی چوٹی نہ بنوائی اللہ تعالیٰ ہی انکی قبر کو منوّر فرمادیں۔ دست و پا کے ناخن بھی آپ مروج نیل کٹر کی بجائے نہیرن سے خود ہی کاٹتے زیر ناف بال لینے کے لئے استرا استعمال فرماتے۔ بدن سے جدا شدہ بال اور ناخن گلی کوچوں میں نہ پھینکتے بلکہ کسی پاک جگہ دفن فرماتے۔

ذکر لباس مبارک: آپکا لباس مبارک نہایت سادہ رسمی تکلفات سے پاک ہوتا حتیٰ کہ استری شدہ

لباس بھی کبھی زیب تن نہ فرمایا۔ جدید کپڑا ازراہ تقویٰ خود تین مرتبہ دھو کر نچوڑ لیتے یا کسی ایسے خادم کو جو مسائل طہارت سے واقف ہوتا اس امر کے لئے منتخب فرماتے۔ کپڑہ کہیں سے پھٹ جاتا تو اسے مرمت یا پیوند ہمیشہ خود فرماتے ایک دفعہ آنجناب پیوند سازی بنفسہ فرمارہے تھے تو مجھے خیال آیا کہ اتنے خدام کی موجودگی میں آپ کام خود سرانجام دیتے ہیں تو میرے قلبی خطرہ پر مطلع ہو کر فرمایا سید عالم صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم اپنے علاوہ دوسرے لوگوں اور بیوہ عورتوں وغیرہ کا کام بھی فرما لیا کرتے تھے تو ہمیں کم از کم اپنا کام تو خود کر لینا چاہیئے۔ او کما قال

موسم کے لحاظ سے باریک اور موٹے کپڑے کا سفید کرتہ، ہلکے نیلے رنگ کی چادر اور سفید ٹوپی پر مشتمل لباس آپ کا معمول تھا۔ البتہ گاہے گاہے سفید یا مخطط (لکیر دار) چادر بھی استعمال فرماتے۔

ان میں کوئی لباس بیش قیمت نہ ہوتا۔ بلکہ متوسط درجہ کا کپڑا استعمال فرماتے۔ کرتہ گھٹنوں سے نیچے ہوتا اور چادر مبارک نصف پنڈلی سے نیچے مگر ٹخنوں سے کافی اُوپر رہتی۔

نماز فجر، اور عیدین کے موقعہ عمامہ شریف زیب راس فرمانے کا معمول تھا باقی نمازوں کے اوقات میں موقع پالیتے تو استعمال فرما لیتے ورنہ ٹوپی پر بھی کفایت فرما لیتے۔ عمامہ شریف عموماً سفید اور کبھی سبز جس کا شملہ نصف کمر سے زائد نہ ہوتا، استعمال فرماتے۔ جوتی چمڑے کی سُرخ رنگ (کنیالی) استعمال فرماتے مگر بوقت غسل لکڑی یا ربڑ کی جوتی میسر ہو جاتی تو استعمال فرما لیتے۔ سردیوں میں چمڑے کے موزے بھی پہنتے اور روئی بھری ٹوپی، اور کم قیمت سادہ جیکٹ (واسکٹ) بھی کبھی زیب تن فرماتے۔ ورنہ سردیوں میں صرف

شال اور رومال جس سے کان اور سر ڈھانپ لینے پر کفایت فرماتے،

گھڑی کلائی والی کبھی نہ باندھی بلکہ جیب میں رکھنے والی استعمال فرماتے۔ اسی طرح مروج پن یا پنسل کی بجائے ہمیشہ سیاہی، قلم یا لکڑی کا ہولڈر جس پر نب لگائی جاتی، استعمال فرماتے۔

کپڑوں کے عموماً دو جوڑے ہوتے اور کبھی تین ہو جاتے تو کسی مانگنے والے کو ایک عنایت فرما دیتے اکثر و بیشتر آپ کے مستعمل کپڑے عقیدت مند لوگ اپنے نومولود بچوں کو تبرکاً پہنانے کے لئے کاٹ کر لے جاتے، کپڑے میلے ہونے پر خود دھو لیتے یا کسی خادم کو یہ سعادت حاصل کرنے دیتے۔ عموماً جب آپ کپڑے دھوتے یا اسی قسم کے اپنے ذاتی کام میں مصروف ہوتے تو بھی کوئی نہ کوئی طالب علم اس دوران عبارت وغیرہ پڑھتا رہتا اور آپ سنتے۔

ذکر مسند شریف و چارپائی: حضرت ممدوح قبلہ ام کی مسند شریف عام چٹائی تھی البتہ کبھی معمولی کپڑہ دو تہہ لگا کر نیچے بچھا لیتے۔ باوجود ضعف کے ہم نے کبھی آپ کو تکیہ لگائے نہ دیکھا البتہ کہیں مدعو ہوتے اور میزبان آداب بجا لاتا اور آپ کی نشست گاہ کو تکیہ سے آراستہ کرتا تو اسکی خوشی کو دوچند فرمانے کی خاطر کچھ دیر تکیہ کا سہارا لے لیتے۔ اکثر اوقات آپ اپنے پدرِ بزرگوار کے حین حیات مسجد شریف میں جلوہ افروز رہتے اور انکے بعد انہی کے خام حجرہ شریفہ واقعہ شمالاً مسجد رحمانیہ شریف میں انکی نشست گاہ سے اُدگاہٹ کر رونق افروز رہتے۔ دھوپ و ہوا کی ضرورت ہوتی تو باہر جلوہ افروز ہو کر ہر خاص و عام کو مستفید فرماتے۔ مسجد شریف میں اندرون و بیرون آپ کے لئے کوئی نشست گاہ مقرر و مخصوص نہ

تھی اور نہ ہی آپ کی آمد اور تشریف آوری سے پہلے خدام اسکا اہتمام کرتے بلکہ آپ جہاں بھی تشریف فرما ہونا چاہتے اپنے ہی رومال سے اس جگہ کو جھاڑ کر بیٹھ جاتے آپ کی اکثر نشست بوقت ہمکلام ہونے لوگوں کے اسطرح ہوتی کہ ایک زانو کھڑا ہوتا یا بحالتِ تشہد اور بحالتِ مربع بہت کم دیکھا جاتا۔ شب و روز میں بہت کم وقت چارپائی پر ظاہراً آرام فرماتے ورنہ اکثر اوقات آپ کی آرامگاہ پاک و صاف فرش یا چٹائی یا لکڑی کا تخت پوش ہوتا جسپر احتیاطاً اپنا رومال ہی بچھا لیتے۔ موسم گرما میں جب بدون کرتہ آپ ان اشیاء پر استراحت فرماتے تو بدن مبارک پر ان چیزوں کے نشان واضح پائے جاتے۔ آپ کی چارپائی شریف عام چارپائیوں سے اونچائی میں بہت کم اور چوڑائی میں نصف تھی تکیہ اور رضائی بھی انتہائی کم وزن اور سائز میں بھی مختصر استعمال فرماتے۔ چارپائی پر آپ لیٹ جاتے تو بوجہ کم اونچائی ہونے کے جو بھی مٹھیاں بھرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا نیچے بیٹھ کر بہ آسانی یہ شرف حاصل کر لیتا۔ اتباعِ سنّت میں سخت حریص ہونے کے سبب آنجناب چارپائی پر لیٹنے سے پہلے اپنی چادر شریف سے ہی اس کو جھاڑنے کی سنّت پر جو اگرچہ سُنن زوائد سے ہے بھی عمل فرماتے۔

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ❊ ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

ذکر رفتار آنجناب: آنجناب قبلہ ام عام آدمی سے قدرے تیز رفتار تھے۔ رفتار میں انتہائی متانت اور سنجیدگی ہوتی آوارہ ہاتھ ہلانا اور دائیں بائیں بلا ضرورت دیکھنا آپ کی عادات مبارکہ میں نہ تھا۔ گھر سے باہر قریب یا دور کہیں بھی جانے کا ارادہ ہوتا تو عموماً عصا

مبارک ہاتھ میں رکھتے۔ عصا اور عمامہ شریف کو آپ بہت محبوب رکھتے اور بطور افسوس عموماً فرماتے یہ دونوں سنتیں متروک ہو چکی ہیں۔ گھر سے باہر نکلتے تو سر اور شانوں پر رومال بھی ڈال لیتے جس سے حیا میں زیادتی معلوم ہوتی۔

ذکر خورد و نوش: اپنے آباء و اجداد کی طرح آپ بھی قلیل الغذا تھے۔ عام آدمی کی خوراک کی نسبت تقریباً تہائی خوراک کا معمول تھا اور گرمیوں میں بوجہ ضعف چوتھائی خوراک رہ جاتی۔ گرمیوں میں بطور ناشتہ صرف چند لقمے روٹی کے لسّی یا آم کے ساتھ لینا مرغوب تھے۔ دوپہر کے وقت جو سالن تیار ہوتا تناول فرما لیتے اور شام کو دودھ مختصر مقدار میں لے لیتے۔ موسم سرما میں عموماً دیکھا گیا کہ دودھ آپ بوقت تہجد نصف شب کے بعد نوش فرماتے سردیوں میں صبح چند لقمے پراٹھا کے پسند فرماتے مگر فرمائش کرنے کی کوئی خاص عادت نہ تھی جو مل جاتا تناول فرماتے۔ بعض دنوں میں آپ ناشتہ اصلاً نہ فرماتے تو پھر عشائیہ کے طور پر صرف چند لقمے بھی دودھ کے ہمراہ لے لیتے۔ اگر آپ کا کھانا باہر آتا تو مختصر ہونے کے باوجود کسی کو اپنے ساتھ شریک فرما لیتے، بعض دفعہ تو یہ بھی دیکھا گیا کہ آپ کا کھانا دوسروں کے کام آیا اور آپ خود علمی مشاغل یا زائرین و حاضرین کی کثرت کے سبب اس وقت کا کھانا نہ کھا سکتے۔

عموماً کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے، کُلی فرماتے مگر ہاتھ خشک نہ فرماتے پھر دایاں گھٹنا کھڑا کرتے اور دائیں ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے لقمے لیکر خوب خوب چبا کر کھاتے۔ طعام کا خوب احترام فرماتے کچھ گر جاتا تو دسترخوان

سے اُٹھا کر بھی کھا لیتے بسم اللہ سے ابتدا فرماتے اور متواتر کئی کئی لقموں کے ساتھ بار بار الحمدللہ، الحمدللہ فرماتے رہتے۔ پانی بھی تین سانس میں تسمیہ و تحمید کے ساتھ نوش فرماتے۔

کھانے میں عیب نہ نکالتے البتہ دورانِ دعوت طعام میں جو نقص بلا تکلیف دور ہو سکتا مثلاً نمک کی کمی محسوس فرماتے۔ اس کے بارہ میں دوسروں سے پوچھ کر انکی خوشی کی خاطر دور فرما لیتے۔

دوران طعام بالکل خاموشی اور ترک قیل و قال نہ فرماتے بلکہ موقعہ پاکر مصلح کلام فرماتے رہتے۔ پانی، سالن اور روٹی وغیرہ ضرورت کے وقت دائیں بائیں دینے میں بھی مصروف رہتے تاکہ شرکاء سے اُٹھنے سے پیش قدمی بھی نہ ہو اور بسیار خوری سے بھی محفوظ رہا جا سکے۔ فراغتِ طعام پر ہاتھ دھوتے کُلی فرماتے ضرورت ہوتی تو خلال بھی فرماتے اور ہاتھوں کی تری بدن پر خشک فرماتے ادعیہ مسنونہ پڑھتے پھر حمد پر مشتمل ماثورہ دُعائیں پڑھتے اور آخر میں ہاتھ اُٹھا کر عموماً یہ دُعا مانگتے،

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ
وَلِاٰکِلِیْہِ وَلِبَاذِلِیْہِ
وَلِمَنْ سَعٰی فِیْہِ۔

اے اللہ! صاحبِ دعوت، کھانے والوں، خرچ کرنیوالوں اور جنہوں نے اسکی تیاری میں کوشش کی، ان سب کی مغفرت فرما۔

اس کے بعد ہلکی آواز میں یہ دُعائیہ اشعار بھی پڑھتے ؎

صاحب ایں طعام را یارب
از بلائے زماں امانش دہ
من ندانم کہ چیست مقصودش
آنچہ مقصود خیر اوست آنش دہ

ترجمہ: اے پروردگار صاحب دعوت کو آفاتِ زمانہ سے امن نصیب فرما اور مجھے تو اس کے مقصود کا علم نہیں۔ لہٰذا جو بھی اس کا نیک مقصد ہو اسے عطا فرما۔

امراء اور اغنیاء کی دعوتوں کی نسبت غریب اور مفلوک الحال مخلصین کی دعوت پر زیادہ خوشی سے تشریف لے جاتے اور انکی از گرہ خود کچھ امداد بھی فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے کئی دعوات کی اجابت اس لئے نہ فرمائی کہ وہاں کھڑے ہو کر کھانے کا مثل یہود و نصاریٰ کے اہتمام ہوتا یا فوٹوگرافی وغیرہ ممنوعاتِ شرعیہ اس محفل میں پائے جاتے۔

سادگی کا یہ عالم تھا کہ کسی میزبان نے روٹی پر چند پتاسے رکھ کر پیش کئے تو بھی بڑی خوشی سے تعریف کرتے ہوئے مزے لے کر تناول فرمائے۔

ذکرِ وضو: آفتابہ میں پانی بھر کر وضو فرماتے یا لوٹی سے بہر حال پانی بہت کم استعمال فرماتے اور وضو پر کچھ زیادہ وقت بھی خرچ نہ فرماتے۔ البتہ اس چیز کا خوب اہتمام ہوتا کہ کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے اس احقر کو وضو میں پانی زیادہ خرچ کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا وہم نہ کیا کرو "ولہان" ایک شیطان کا نام ہے جو صرف وضو میں وہم دلانے پر مامور ہے کہ حاضر ہو کر کہتا ہے کہ فلاں فلاں جگہ خشک ہے حالانکہ سب وہم ہوتا ہے۔ آپ کوئی عضو تین دفعہ سے زائد نہ دھوتے۔

آخر عمر میں جب دندان مبارک کمزور ہو گئے تھے تو مسواک صرف تہجد کے وقت فرماتے۔ مگر عام آدمی کی نسبت زیادہ دیر تک فرمایا کرتے زبان مبارک پر مسواک پھیرتے ہوئے گلے سے آواز بھی نکالتے دن کو اگر

کوئی چکنی چیز استعمال فرماتے تو مسواک کر لیتے ورنہ انگلی پھیر لینے پر کفایت فرما لیتے۔

وضو کے بعد سردیوں میں اعضاء وضو خشک کرنے کے لئے کپڑہ استعمال تو فرماتے مگر بہت رگڑ کر خوب خشک نہ فرماتے اور گرمیوں میں ہاتھوں کو جھٹک کر قطرے نہ گراتے بلکہ دونوں ہاتھوں کو بازوؤں پر پھیر کر نچوڑ لیتے۔

دورانِ وضو کسی سے امداد لینے کی عادت نہ تھی البتہ کسی عذر سے کبھی کسی خوش بخت کو پانی بھر کر لانے کا موقعہ نواز دیتے۔

ایک مرتبہ پاک پٹن شریف میں بر موقعہ عرس مبارک چونکہ آپ کسی ناہموار جگہ پر آفتابہ سے وضو فرما رہے تھے۔ لہٰذا جب پاؤں مبارک دھونے لگے تو میں نے پانی ڈالنے کی خواہش ظاہر کی مگر آنجناب نے اسے بھی روا نہ رکھا اور میں اس سعادت سے محروم ہی رہا۔

پاؤں دھو کر فوراً نعلین میں نہ ڈالتے بلکہ خشک ہونے دیتے یا رومال وغیرہ سے خشک فرما لیتے اسی لئے اگر نعلین پہنے ہوئے بقایا وضو فرماتے تو پاؤں دھونے کے لئے چارپائی یا کسی پاک جگہ پر بیٹھنے کا اہتمام فرماتے۔

اس حکایت کو بیان کرنے سے بھی میری مراد یہی ہے کہ آنجناب قبلہ من تن آسان نہ تھے کہ معمولی معمولی کاموں کے لئے دوسروں کو امر نہ فرماتے بلکہ خود ہی کر لیتے۔

دورانِ وضو اور بعد میں مسنونہ دعائیں بھی آپ سے سُنی جاتیں۔

خیر لوپر شریف موسم سرما میں دن کے وقت ایک دفعہ میں موقعہ

پاکر آنجناب سراپا نور کی مٹھیاں بھر کر دل کو راحت پہنچانے لگا تو جونہی میرا ہاتھ پنڈلی کے بالائی حصہ پر پہنچا آپ نے پاؤں مبارک اکٹھا فرمالیا جیسے درد کی وجہ سے کھینچ لیا ہو میں نے دیکھا تو چوٹ کا نشان بھی تھا پوچھا تو فرمایا آج تہجد کے وقت پانی لینے جارہا تھا تو بیرونی گندے پانی کی بڑی نالی میں اندھیرے کے سبب ٹھوکر لگنے سے گر گیا تھا۔ اسوقت تو معلوم نہ ہوا اور اکیلے ہی نکلے پر جاکر اپنے کپڑے دھوئے خود نہایا اور وضو کرکے حجرہ میں آگیا مگر اب درد محسوس ہورہا ہے۔

ذکر نماز و دُعا: آنجناب فداہ روحی وقلبی کی نماز کی معنویت اور حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں مگر اس کے ظاہری حسن اور آداب کو بھی صحیح طور پر بیان نہ کر سکوں گا کہ عرب و عجم میں طویل قیام اور لمبے رکوع و سجود کرنیوالے بہت حضرات دیکھنے میں آئے مگر آپ کی نماز جیسا وقار میرے دیکھنے میں نہ آیا۔

نماز سے پہلے اگر حاجت ہوتی تو تقاضا بشریہ سے بڑے اطمینان سے فراغت حاصل کرکے پوری طہارت حاصل فرماتے پھر وضو فرماکر ہمیشہ اپنی مخصوص جائے نماز جو انتہائی سادہ سوتی کپڑے کی خود ساختہ، طولاً عام جائے نماز سے قدرے زیادہ اور عرضاً تقریباً نصف ہوتی بچھاکر بڑے وقار سے حنفی قاعدہ کے موافق سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے نماز ادا فرماتے اپنے متوسلین میں جو امام ہوتا اس کے لئے بھی آپ پسند فرماتے کہ جائے نماز اسکی مخصوص ہو تاکہ یقیناً پاک رہ سکے۔ نقشہ والی جائے نماز جس پر خانہ کعبہ یا روضہ مطہرہ کی تصویر ہوتی پسند نہ فرماتے کہ اسپر پاؤں آجانا ادب کے خلاف سمجھتے اور ارشاد فرماتے یہ یہود و نصاریٰ کی سازش ہے کہ جو چیزیں

ہمارے نزدیک محترم ہیں انکو پاؤں میں روندا جائے یہ بھی ارشاد فرماتے۔ جس تصویر کا بنانا جائز اس کا احترام بھی جائز جیسے کعبہ شریف وغیرہ اور جس کی تصویر بنانا ناجائز جیسے آدمی اور ذی روح کی تو اس تصویر کا احترام بھی ناجائز ہے۔ سُبحان اللہ وبحمدہ۔

فرضی نمازیں مسجد میں باجماعت ادا فرماتے سفر ہوتا یا حضر، اگر دوسرے امام کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو پھر مسجد شریف کی صفِ اول میں داہنی جانب بیٹھنے کا اہتمام فرماتے اپنی جائے نماز عین تکبیر تحریمہ کے وقت کھول لیتے اور سلام پھیرنے کے فوراً بعد سمیٹ کر اکٹھی فرما لیتے تاکہ امتیاز نہ رہے، پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے اور اتنے میں آپ کچھ وظیفہ پڑھ لیتے تو از سرِ نو اسے نئی جگہ پر بچھا کر بقیہ نماز ادا فرماتے۔ دورانِ سفر اسی اہتمام نماز ہی کی خاطر کسی مسجد کے قریب اور بر موقعہ اعراس مسجد ہی میں ٹھہرنا پسند تھا۔ چنانچہ چشتیاں شریف حضرت سجادہ صاحب جناب خواجہ نور جہانیاں علیہ الرحمۃ نے متعدد بار سرائے میں کمرہ دینے کی پیش کش فرمائی مگر آنجناب یہی عذر پیش کرتے کہ اسطرح ممکن ہے جماعت سے رہ جاؤں لہٰذا صفِ اوّل ہی میں مسجد شریف کے شمالی برآمدہ میں رونق افروز ہوتے۔

عمر کے آخری حصہ میں آپ کسی طرح پیدل چلتے ہوئے گر گئے تو پاؤں میں موچ آگئی جس سے سخت تکلیف تھی مگر نمازیں باجماعت پڑھتے رہے چند دنوں کے بعد تکلیف اور بڑھ گئی تو مشہور و معروف ماہر ہڈی جوڑ جناب احمد بخش صاحب کو دکھایا وہ حیران ہوئے کہ اتنے دن کیسے صبر سے کام لیا بہرحال باندھنے کے بعد انہوں نے تنبیہ کی کہ اتنے دن قدم نیچے نہیں رکھنا تو اسی احتیاط کے دوران ایک دن آنجناب قبلہ ام کی آواز

غم سے بھر آئی اور فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے زندگی میں پہلی بار بیمار ہوا ہوں کہ مسجد میں نماز میسر نہیں تو میں سمجھا کہ آنجناب، بیماری اسی کو سمجھتے ہیں جو مسجد آنے جانے سے روک دے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ساری زندگی مسجد ہی میں نماز ادا ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

تمام نمازیں حنفی مذہب کے موافق اوقاتِ مستحبہ میں ادا فرماتے۔

دورانِ امامت تکبیرِ اولیٰ میں تکبیرات انتقالات کی نسبت اور تکبیرات انتقالات میں قرات کی نسبت، اپنی آواز کو زیادہ بلند فرماتے اور قرات میں آواز ایسی معتدل ہوتی کہ سننے والوں کو بھلی معلوم ہوتی نہ بہت آہستہ کہ سننے میں دقت محسوس ہو اور نہ بہت اونچی کہ طبیعت پر گرانی ہو۔

دورانِ امامت قرات مسنونہ کا بھی اہتمام فرماتے یعنی صبح اور ظہر میں طوال مفصل، عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل سے تلاوت فرماتے۔ قرآن شریف درستی مخارج اور ترتیل کے ساتھ بغیر تصنع اور بناوٹ کے اس طرح پڑھتے کہ سننے والے ایک خاص قسم کی وجدانی کیفیت محسوس کرتے اور ذوق پاتے۔

نماز میں پہلی رکعت کی نسبت دوسری رکعت میں قرأت بہت مختصر فرماتے، مگر دوسری نمازوں کی دونوں رکعات میں قرأت تقریباً برابر فرماتے۔ آپ کے نبیرہ محترم حضرت استاذیم مولانا محمد عبدالعلی صاحب فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں دورانِ سفر مجھے امامت کا حکم فرمایا تو میں نے اذا زلزلت الارض اور سورۃ اخلاص تلاوت کی تو آنجناب قبلہ نے فرمایا دوسری رکعت کی نسبت پہلی رکعت میں قرات لمبی اور زیادہ کرنا صرف فجر کی نماز میں مستحب ہے دوسری نمازوں میں احتیاط اس میں ہے کہ قرأت برابر کی جائے یا ایک، دو آیتوں

کا فرق ہو زیادہ نہ ہو۔

سنت اور نوافل میں آپ لمبا قیام فرماتے خصوصاً ظہر کی سنتوں اور شبِ جمعہ میں عشاء کی سنتِ موکدہ میں قرات از حد طویل فرماتے۔

نماز کے دوران جو چیز حضورِ قلب کو مضر ہوتی اسے پسند نہ فرماتے اس احقر کو چونکہ بیعت سے پہلے بھی آنجناب قبلہ فداہ روحی وقلبی سے بسبب نانا محترم ہونے کے بھی، بے حد محبت تھی لہذا مجھے بچپن کی یہ بات یاد ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد آپ سنت یا نفل ادا فرما رہے تھے موسم انتہائی گرم تھا اور ہوا بند تو میں ہاتھ میں پنکھا لئے آپ کو جھلنے کی سعادت حاصل کرنے لگا۔ سلام پھیرنے پر آنجناب نے مجھے منع فرما دیا تو میں سمجھ گیا کہ دورانِ نماز آپ کو یہ پسند نہیں ورنہ کوئی پنکھا جھلتا تو آپ اسے یہ سعادت کمانے دیتے تھے

فرض نماز ادا کرنے کے بعد اگر سنت پڑھنے ہوتے تو انہیں مؤخر نہ فرماتے بلکہ میں نے دیکھا کہ اگر نوعمر بچے باتوں میں مصروف ہو جاتے تو آنجناب والاصفات انتہائی شفقت و محبت سے انہیں فرماتے بیٹا! اس طرح (بلا عذر) سنتوں کو مؤخر کرنا ثواب کو ضائع کر دیتا ہے اگر سنت نماز کا پورا پورا اجر چاہتے ہو تو انہیں مؤخر نہ کیا کرو۔ اس سے دو فائدے ہوتے بچے نماز میں مصروف ہوتے اور مسجد میں گفتگو کا سلسلہ بھی بند ہوتا۔ مسجد میں گفتگو کرنیوالوں کو آنجناب کی زبان گوہر فشان سے ان الفاظ سے بھی میں نے نصیحت فرماتے سنا کہ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا نیکیوں کو ایسے ختم کرتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا کر ختم کر دیتی ہے۔

آپ امام ہوتے تو سلام پھیرنے کے فوراً بعد پشت جنوب کی جانب فرما کر صف کی دائیں جانب والوں کی طرف رخ انور فرما لیتے۔ اگر جنوبی جانب

کوئی دینی کتاب یا کلام اللہ شریف کسی چوکی یا رحل پر ہوتا تو اسے وہاں سے ہٹوا کر ہی پُشت مُبارک پھیرتے اگر جنوبی سمت کوئی بزرگوں میں سے ہوتا تو آپ شمالاً پھر جاتے تاکہ انہیں پُشت نہ ہو اور اگر آپ صف میں ہوتے تو جو لوگ آپ کے قریب ہوتے، وہ اَدباً چار انگشت پیچھے ہٹ جاتے۔

سلام پھیرنے کے بعد آپ دُعا کو وظیفہ پر مقدم رکھتے مگر صبح کی نماز کے بعد آیۃ الکرسی ایک مرتبہ، وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًاوَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ ایک مرتبہ، سُورۃ فاتحہ بالبسم اللہ ایک مرتبہ، سورۃ اخلاص بالبسم اللہ تین مرتبہ، درود شریف تین مرتبہ پڑھ کر آسمان کی جانب دم فرماتے اور پھر دُعا مانگتے۔

معلوم رہے کہ یہ وظیفہ مشہورہ حضور پیرِ پیران غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے منقول ہے جو سلسلہ عالیہ چشتیہ میں بے حد مقبول و معمول بہ ہے فائدہ اس کا مجھے اپنے پیرِ صحبت حضور معراجِ انسانیت نے بوقت تلقین فرمانے کے یہ فرمایا کہ اسکی برکت سے رُوح آسانی سے نکلتی ہے اور فرمایا مجرّب بھی ہے کہ اِس وظیفہ کے عامل کو موت کی سختی میں نہیں دیکھا گیا۔

صبح کی نماز کے بعد پہلی دُعا نسبتاً دوسری نمازوں کے بعد کی دُعا سے ذرا لمبی ہوتی۔ دُعا کے فوراً بعد شدّ و مدّ و تصحیح مخارج کی رعائت رکھتے ہوئے آنجناب قبلہ تقریباً دس مرتبہ باآوازِ بلند کلمہ شریف کا وِرد فرماتے صحیح نہ پڑھنے والے لوگ سُن کر درستی کر لیتے اور صف میں بیٹھے لوگ بھی یہ بابرکت وِرد کرتے۔ اس وقت آپ کے رُخِ انور سے وہ نور اور روشنی ظاہر ہوتی کہ ہر دیکھنے والا محسوس کرتا۔ لَا کہتے وقت بڑی

متانت اور وقار سے آہستہ آہستہ سرِ مبارک ناف سے بائیں کندھے کی طرف لے جاتے اِلٰہَ کے وقت دائیں کندھے کی طرف اور اِلَّا اللّٰہ کے وقت دِل پر ضرب لگا کر محمد رسول اللہ کہتے ہوئے ایک ہی سانس میں پُورا کلمہ شریف ختم فرماتے۔ یہ ایسا پُرکشش وِرد ہوتا کہ سُننے والا مست ہو جاتا اور اس کی لذّت خوب محسوس کرتا۔

الغرض اس کے بعد پہلی دعا کی نسبت مختصر مگر دو دُعائیں مانگتے بعدہٗ دَرود شریف کا وِرد اشراق کا وقت داخل ہونے تک چلتا رہتا۔ پھر آپ تین دعائیں مانگ کر اپنے مصلّی شریف سے کھڑے ہو جاتے معلوم رہے کہ آپ دعائیں آہستہ آواز سے مانگتے۔

جمعہ کے دن خطبہ کے وقت سے پہلے ہی آپ صاف ستھرہ لباس پہنے، مکمل اہتمام اور تیاری یعنی غسل تیل کنگھا خوشبو وغیرہ کے استعمال کے بعد صفِ اول میں تشریف فرما ہو کر سنت پڑھ لینے کے بعد دلائل الخیرات یا کسی وظیفہ میں مشغول رہتے۔ فراغت پر بَرسرِ منبر سَراپا جمال جلوہ افروز ہوتے سُبحان اللہ اب بھی جب کبھی آپ کا وہ دلکش اور نورانی چہرہ یاد آتا ہے تو آنکھیں بے اختیار بہہ جاتی ہیں اور دل دھڑکنے لگتا ہے۔ ہاں ایسا کیوں نہ ہو کہ:

ع میں نے دیکھی ہے جو صُورت وہ کہیں ملتی نہیں

بہرحال اس کے بعد کوئی اذان کہتا اور آپ خُطبہ کے بعد نماز پڑھاتے اکثر سورۃ اعلیٰ اور غاشیہ تلاوت فرماتے۔

عیدین کے موقعہ پر صفیں خود درست فرماتے بچّوں کو اہتمام سے پیچھے بھیجتے اور تکبیرات کیلئے مکبّر مقرر فرما کر ہی نماز شروع فرماتے۔ بعد ازاں خطبہ سے

پہلے صفیں توڑ کر سب کو منبر کے قریب جمع ہونے کا حکم فرماتے پھر خطبہ پڑھتے جس کے پہلے حصّہ میں عیدین کے احکام مثلاً صدقہ فطر قضاء روزہ و مسائل قربانی وغیرہ انکے اپنے موقعہ پر عربی میں مع ترجمہ پڑھتے پھر دُوسرا خُطبہ صرف عربی میں پڑھ کر دُعا مانگتے۔ اس کے بعد لوگوں کا جمِ غفیر آپ کی قدمبوسی دست بوسی اور بغل گیری کا شرف حاصل کرتا بقرہ عید ہوتی تو جلدی سے مذبح جا کر اپنے سامنے جانور ذبح کرواتے۔

نماز جنازہ میں آپ تیسری تکبیر میں اَللّٰھم اغفر لحینا الخ مشہور دعا کے علاوہ دیگر ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے۔ بعد سلام پشت بہ قبلہ بر سرِ میت ایستادہ کچھ پڑھتے تمام لوگ بھی کچھ پڑھ کر ثواب آپ کی ملک کرتے تو آپ ایصالِ ثواب کے علاوہ میت اور ورثاء کے حق میں آہستہ آواز سے دعائیں مانگتے۔

خیر کے کاموں میں آپ اگرچہ کسی سے پیچھے نہ رہتے تاہم کسی عُذر سے خواجہ منظور حسین صاحب کے جنازہ کی نماز پر آپ اس وقت پہنچے جب دعا ہو رہی تھی تو فرمایا بحمدہ تعالےٰ آج سیّدنا وابن سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث پر عمل ہو گیا کہ آنجناب بھی ایک جنازہ پر نماز ہو چکنے کے بعد پہنچے تو بہ آواز بلند فرمایا اے جماعتِ صحابہ کی! نماز میں تو مجھ پر سبقت کر لی مگر دعا میں نہ کرنا لہذا دعا میں شامل ہو گئے۔

دعاؤں میں اختصار اور آہستگی آپ کا معمول تھا کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

ترجمہ: اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور آہستہ آواز میں دُعا مانگو بیشک وہ حد سے گزر جانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

محشی جلالین شریف میں بحوالہ البحیر اسی مقام پر حدیث شریف نقل ہے کہ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوۃ فی السر تعدل سبعین فی العلانیۃ یعنی جو دعا آہستہ مانگی جائے وہ ایسی ستّر دعاؤں کے برابر ہے جو بُلند آواز سے مانگی جائیں اور معتدین یعنی حَد سے گزُرنے والے کون ہیں اس بارہ میں اسی مقام پر بحوالہ مدارک شریف حضرت علامہ ابنِ جریج کی تفسیر یوں نقل کی ہے۔ الرافعین اصواتھم بالدعاء وعنہ الصیاح مکروھۃ وبدعۃ وقیل ھوالاسھاب فی الدعا۔ یعنی حَد سے گزرنے والے وہ ہیں جو دُعا میں اپنی آوازوں کو بُلند کرتے ہیں اور انہی حضرت ابنِ جریج ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ دُعا میں چیخنا مکروہ ہے اور بدعت اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حد سے گزُرنے سے مراد دُعا کو بہت لمبا کرنا ہے۔ فضائلِ دعا میں حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ والد ماجد حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ نے آدابِ دعا کے ذیل میں لکھا ہے:

"دُعا جامع قلیل اللفظ اور کثیر المعنی ہو۔ تطویل بے جا سے احتراز کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے آخر زمانہ کے لوگ دُعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔ حالانکہ آدمی کو اس قدر دعا کفایت کرتی ہے کہ اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بہشت عطا فرما اور ہر اس قول اور فعل کی توفیق دے جو بہشت کے قریب کرے"

اس مختصر بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ لاؤڈ سپیکر پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دُعا میں مصروف رہنے اور مصروف رکھنے والوں دونوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ دُعا ہمیشہ مختصر اور آہستہ ہی مانگنا فضیلت رکھتی ہے احناف نے اسی بناء پر آمین بالجہر سے

بھی روکا ہے کہ وہ بھی دُعا ہی ہے بعض مشائخ کرام سے ساری رات دعا میں مصروف رہنے کی نقل بھی انکے لئے حجت نہیں بن سکتی کہ وہ انفرادی دعا ہوتی تھی نہ اجتماعی اور خفیہ ہوتی تھی نہ بالجہر۔

حضور قبلہ ام فداہ روحی وقلبی عموماً ماثورہ دعائیں ہی مانگتے اکثر حاجات کے لئے درج ذیل جامع دُعائیں یا انکی مثل سُننے میں آتیں۔ ہاں ادائیگی قرض یا خیریت سفر وغیرہ کا خاص مقصد لے کر کوئی حاضر ہوتا تو اس کیلئے بھی مخصوص دُعا ہی مانگتے۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا خَیْرَ الدَّارَیْنِ وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ الدَّارَیْنِ وَاخْتِمْنَا عَلَی الْاِیْمَانِ۔

اے اللہ! ہمیں دونوں جہان کی بھلائیاں نصیب فرما اور دونوں جہاں کے شر ہم سے پھیر دے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔

اے اللہ! ہمارے ہر کام کا انجام بہتر فرما اور ہمیں دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب سے بچا لے۔

(۳) فَسَھِّلْ یَا اِلٰھِیْ کُلَّ صَعْبٍ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَھِّلْ۔

اے اللہ! ہر مشکل بطفیل حضور سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم آسان فرما۔

(۴) اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔

اے اللہ! بے شک آپ ہی معاف فرمانے والے بخشنے والے ہیں معافی کو پسند بھی فرماتے ہیں ہم آپ سے معافی کا سوال کرتے ہیں لہذا ہمیں معاف ہی فرما دیں۔

کوئی عقیدت مند ازراہِ محبت واعتقاد خالصتہً للہ کچھ لنگر میں داخل کرتا یا ہدیہ پیش کرتا تو اسکی موجودگی میں یا غیبت میں جیسے بھی موقع پاتے دعا فرماتے عموماً اس مقصد کے لئے یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلَیَّ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَبَارِکْ لَھُمْ فِیْ مَا رَزَقْتَھُمْ وَعَافِھِمْ وَاعْفُ عَنْھُمْ وَحَصِّلْ مَقَاصِدَھُمْ۔

اے اللہ! جس نے بھی (اپنی توفیق مطابق) میرے ساتھ احسان کیا تو (ازراہ کرم اپنی شان مطابق میری طرف سے) اس کے ساتھ احسان فرما اور اسکی مغفرت فرما اور اسپر رحم فرما اور جو کچھ تو نے انہیں عطا فرمایا ہے ان کے لئے اس میں برکت عطا فرما، اور انہیں عافیت نصیب فرما اور ان سے درگزر فرما اور ان کے مقاصد (خیر) انہیں عطا فرما۔

دعا کے لئے آپ ہاتھ مبارک سینہ بے کینہ فیض گنجینہ تک اُٹھاتے اور اختتام پر دونوں ہاتھ مبارک منہ پر پھیرتے۔ بعض عوام وخواص کو دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کی بجائے منہ کی طرف انگلیوں یا ہتھیلیوں کو ہلکی سی حرکت دے کر ہاتھ اُلٹے کرتے دیکھا گیا ہے۔ آپ ایسا نہ فرماتے کہ اس میں ایک گونہ قباحت اور استخفاف و بے پرواہی پائی جاتی ہے جو آدابِ دعا کے منافی ہے۔

ذکر شب بیداری، نوافل و وظائف مبارکہ: سارا دن علمی مصروفیات کے باوجود بحمدہ تعالیٰ آپ کو شب بیداری کی صفت میں درجہ کمال حاصل تھا۔ جب تک اہلیہ محترمہ نانی صاحبہ حیات تھیں آپ گھر ہی شب باشی فرماتے والدہ مکرمہ کا کہنا

ہے کہ آپ صرف ایک نیند فرماتے تھے جاگ ہونے پر ہی مصروفِ عبادت ہو جاتے ۱۲۹۶ھ سن وصال محترمہ اہلیہ۔ اس کے بعد آپ اپنے حجرہ شریفہ ہی میں شب باشی فرماتے یا بلحاظِ موسم باہر صحن میں۔ آپکی صحبت فیض درجت میں رہنے والوں نے شب بیداری کی عجیب کیفیت دیکھی وہ اسطرح کہ تقریباً ساری رات آپ کروٹ بدلتے اور بے چین رہتے۔ آپ بعد نماز عشاء فوراً لیٹ جاتے حاضرین سمجھتے کہ آپ آرام فرما رہے ہیں لہذا وہ بھی خاموشی سے لیٹ جاتے چند افراد مٹھیاں بھرنے کو حاضر ہوتے۔ کبھی اس ناکارہ کو بھی موقع ملتا تو ہم مٹھیاں بھرنے کے دوران کچھ دیر آپ کو کلام اللہ شریف پڑھنے یا کسی ذکر میں مصروف پاتے مگر فوراً ہی آپ بالکل خاموشی اختیار فرما لیتے، ہمیں یقین ہوتا کہ آپ پر نیند غالب ہو گئی ہے تو ہم بھی سونے کی تیاری کرتے مگر اتنے میں آپ کروٹ بدلنا شروع کر دیتے اور زمزمہ فرماتے یعنی ایسا ذکر فرماتے جسکی آواز تو سنتے مگر سمجھ نہ سکتے کیا پڑھ رہے ہیں۔ بعض دفعہ تو ہمیں نیند آنے سے پہلے ہی آپ بیدار ہو کر ذکرِ الٰہی میں مکمل طور پر مصروف ہو جاتے اور بعض دفعہ ہم ایک نیند کر کے اُٹھتے تو آپ کو تنہا مصروفِ ذکر پاتے بعض دفعہ ہم آپ کو ایک ہی رات میں متعدد بار لیٹا اور متعدد بار بیٹھ کر ذکر فرماتے یا نوافل میں مصروف دیکھتے۔ ایک دفعہ کسی نے اس بے چینی کے متعلق پوچھا تو فرمایا نیند کا غلبہ ہو تو نفس کا حق سمجھ کر سو جانا چاہیئے اور پھر پہلی دفعہ آنکھ کھلنے پر حق تعالیٰ جل شانہٗ کا حق سمجھتے ہوئے فوراً ہوشیار ہو کر اس کو یاد کرنا چاہیئے ۔

دیدہ باشند از رخِ یار اندک جلوۂ ٭ ورنہ از احیاء شب شب زندہ داراں را چہ حظ

ترجمہ: اپنے محبوبِ حقیقی کے وجہ کریم کے دیدار فیضِ آثار سے کوئی جلوہ

اُنہوں نے ضرور پایا ہوگا ورنہ رات بھر عبادت کرنیوالوں کو رات جاگنے سے کیا حاصل۔

گویا آپ عوام کی طرح صرف رات کے پچھلے حصّہ کو ہی زندہ نہ فرماتے بلکہ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا کا مظہر اور وَقَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ کی تصویر اور اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ الخ کے عملی نمونہ اور تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا الخ پر بار بار تھے۔ پہلی آیت میں حق تعالےٰ جل شانہٗ نے عبادالرحمٰن کی صفات بیان فرماتے ہوئے فرمایا: "اور وہ جو اپنے پروردگار کے لئے رات سجدہ اور قیام میں گزار دیتے ہیں"۔ دوسری آیت میں جنت میں پہنچنے والے پرہیزگار لوگوں کی صفات بتلاتے ہوئے کہ وہ دنیا میں کس طرح وقت گزارتے تھے۔ ارشاد فرمایا: "اور وہ رات کو کم سویا کرتے تھے"۔ تیسری آیت ہیں جو میں نے پوری نقل نہیں کی، عقلمندوں کی صفات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا: "جو اللہ تعالےٰ کو کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں الخ"۔ اور چوتھی آیت سے بھی میں نے جو حصّہ نقل کیا ہے وہ حق تعالےٰ جل شانہٗ نے اپنی آیات پر ایمان لانے والوں کی صفات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: "انکے پہلو اپنے بستروں کے جُدا ہوتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور اُمید کی حالت میں پکارتے ہیں"

رات کا ایک مخصوص حصّہ آپ کلمہ طیبہ کے وِرد میں اسطرح گزارتے کہ متعدد بار انتہائی روانی سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا تکرار فرمانے کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے۔ اس ذکر میں سُننے والے کو بھی ایسی لذت محسوس ہوتی کہ

وہ حسی طور پر بھی محسوس کر لیتا۔ کانوں پر اس مبارک ذکر کی آواز پڑ جاتی تو پھر سب کچھ فدا کرنے کو دل چاہتا تھا۔ یہ ذکر آپ بالکل اندھیرہ میں یا چراغ کی انتہائی کم روشنی میں فرماتے۔ جب اس احقر بے ہیچ کو آنجناب سراپا نور و سرور نے یہ ذکر تعلیم فرماتے ہوئے روزانہ مختصر تعداد پڑھنے کا حکم دیا تو چھ مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ لینے کے بعد ساتویں مرتبہ محمد رسول اللہ (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہنے کا حکم فرمایا۔ حضور زیبِ آستانہ عالیہ فرزندِ مکرم آنجناب سے سنا کہ لا الہ الا اللہ کا وردِ بلاشمار کرتا رہے جب سانس ٹوٹنے لگے تو محمد رسول اللہ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہہ لے۔

رات کے آخری حصہ میں آپ نمازِ تہجد انتہائی حضورِ قلب اور خشوع خضوع سے لمبی قراءت کے ساتھ ادا فرماتے اور صبح صادق سے پہلے کچھ دیر مراقب ہو جاتے۔ بعض دفعہ بالکل خاموشی ہوتی اور بعض دفعہ یا اَللّٰہُ یا اللّٰہُ وظیفہ اسم ذات کی ایک ہزار گیارہ کی تعداد پوری فرماتے پھر صبح صادق ہونے پر خود اذان کہہ کر یا سُنکر دو رکعت نماز سنتِ فجر مختصر طور پر پڑھ کر دائیں کروٹ لیٹ جاتے۔ پھر صبح کی چاندنی اور سویرے میں بیدار ہو کر تازہ وضو فرماتے ہی مصلّائے امامت پر تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھاتے یا صفِ اوّل میں دائیں جانب جگہ پا کر تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تبارک وتعالیٰ شب زندہ داروں کے طفیل اس احقر لاشئ کو اپنی محبت کا ذرّہ نصیب فرما کر رات کی بے ریا مقبول عبادت نصیب فرماویں کہ اتنی عمر کے باوجود اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہوں۔

ہر کہ وقت صبحدم دَر یادِ حق بیدار نیست ❊ او محبت را چہ داند لائق دیدار نیست
خفتہ باشد ہمچو حیوان عمرِ خود ضائع کند ❊ رخت او دزدی برد چوں پاسبان بیدار نیست

ترجمہ: جو بھی صبح کے مبارک وقت میں یادِ حق کی خاطر بیدار نہیں ہوتا اسے محبت کی کچھ خبر نہیں اور وہ تو محبوب حقیقی کے دیدار کے لائق بھی نہیں کیونکہ وہ تو جانوروں کی طرح سو کر عمر ضائع کرتا ہے۔ اور جب چوکیدار خود بیدار نہ ہوں تو سامان چور ہی لے جاتا ہے۔ یعنی اس وقت سونا عمر کا قیمتی سرمایہ ضائع کرنا ہے۔

نمازِ تہجد میں قرأت کے بارہ میں عرض کیا کہ کہیں یہ ترتیب لکھی دیکھی ہے کہ ہر رکعت میں سورۃ اخلاص کی تعداد ایک ایک کر کے بڑھاتا رہے یعنی پہلی میں ایک بار دوسری میں دو بار اور تیسری میں تین بار اسیطرح بڑھاتا رہے تو فرمایا تہجد کی نماز کا وقت ایسا مبارک ہے جس میں کوشش کی جائے تو حضورِ قلب نصیب ہو جاتا ہے لہذا شمار کرنے سے توجّہ تقسیم ہو گی جو اسوقت کے مناسب نہیں بہتر ہے کہ بڑی سورت جو بھی یاد ہو وہی تلاوت کرنا چاہیئے۔ مجھے یاد پڑتا ہے شاید یہ بھی فرمایا کہ قاعدہ شرعیہ کے بھی یہ طریقہ خلاف ہے کہ پہلی رکعت کی نسبت دوسری میں قرأت بڑھ جائے گی اور اگر کوئی بڑی سورت یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں سورۃ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھ لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ کے بھتیجے جناب مولانا محمد عبد الجمیل صاحب فرماتے ہیں کہ حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک صفتِ خاص جس سے حق تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کو موصوف فرمایا تھا میں نے اپنے خاندان کے کسی بزرگ میں نہیں دیکھی کہ جب بھی آپ کی والا صفات ذات بابرکات کو خلوت میں دیکھنے

کا موقعہ ملا تو آپ پر خوفِ خدا کے سبب لرزہ طاری ہوتا اور یہ ایک وجدانی
کیفیت آپ پر نمایاں ہوتی مگر جوں ہی کوئی آدمی حاضر ہوتا آپ اپنی حالت
بدل کر اسکی طرف متوجہ ہوتے۔ کہتے ہیں مَیں نے اس صفت کا اظہار اپنے
جدِ امجد حضور ولی لاثانی اور برادرِ مکرّم حضور معراج الانسانیت سے بھی کیا
تو سب نے تسلیم کیا کہ ہاں خلوت میں جو خدا خوفی ان کو حاصل ہے وہ انہی کا
ہی حصّہ ہے۔ اللھم نور قبرہ دفوض الینا فیوضہ۔

دن کے نوافل میں آپ بہت اخفا فرماتے لہذا طلباء اور سائلین سے
فرصت اگر میسر ہوتی تو چاشت کے نوافل حجرہ مبارکہ کے اندر ہی ادا فرماتے۔

جو نوافل آپ بیٹھ کر ادا فرماتے ان میں بوقتِ رکوع صرف اتنا جھکتے
کہ سرِ مبارک زانو کے مقابل ہو جاتا۔

اوابین بڑی ملازمت اور پابندی سے ادا فرماتے اس میں عموماً یہ ترتیب
دیکھی گئی کہ مغرب کے فرض ادا کر لینے کے بعد دو سنت کھڑے ہو کر پھر دو
نفل بیٹھ کر پڑھتے بعد ازاں حفظ الایمان کی نیت سے دو رکعت اس طرح
پڑھتے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورۃ اخلاص اور
ایک مرتبہ سورۃ فلق دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ
سورۃ اخلاص اور ایک مرتبہ سورۃ ناس پڑھتے ـــــ پھر سلام
پھیرنے پر سجدہ میں جا کر تین مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ۔
پڑھتے پھر سرو قد کھڑے ہو کر دو رکعت مزید پڑھتے۔ اتنی تعداد رکعات
کی پڑھنا پختہ معمول تھا بعض دفعہ اس سے زیادہ بھی پڑھتے۔

آپ کے انتہائی محبوب پیر بھائی خادم القرآن جناب حافظ عطا بخش
صاحب کوٹھے والا کے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے حفظ الایمان کی دونوں رکعتوں

میں قرأت کی ترکیب پر اشکال ہوا تو آنجناب کے فرزندِ کلاں حضور معراجِ
انسانیت سے پوچھا تو آپ نے فرمایا فقہاء کے قاعدہ کے تو خلاف ہے۔
بہر حال حضور قبلہ والدِ گرامی سے پوچھ لیتے ہیں چنانچہ پوچھا گیا تو آنجناب
حضور سراپا نور و سرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا بزرگانِ دین کے
افعال و اقوال سوچے سمجھے ہوتے ہیں ان میں مزید سوچنے اور تحقیق کی
ضرورت نہیں ہوتی ہمیں تو اقتداء ہی کرنا چاہیئے۔

فقیر کاتب الحروف عرض پرداز ہے کہ نقل موجود ہو تو قواعدِ فقہاء سے
بعض چیزیں مستثنیٰ کرنا پڑتی ہیں۔ جیسے نماز جمعہ کی مسنون قرأت کہ پہلی
رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں غاشیۃ چونکہ آپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے لہذا یہاں دوسری رکعت میں پہلی کی نسبت لمبی
قرأت کرنا مکروہ تو العیاذ باللہ درکنار بلکہ سُنّت قرار دی گئی جو عمل کرے
اجرِ عظیم پاوے لہذا اکابرین مشائخ کو نماز حفظ الایمان میں اس ترکیب کے
ساتھ قرات کی سَند کا ملنا بھی تو ممکنات سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سابقہ گلزاروں میں جو وظائف آپ کے آباء و اجداد کے درج کر چکا
ہوں مثلاً ختم سری شریف، دلائل الخیرات انیقہ شریف، پنج سورہ بعد نماز
پنجگانہ وغیرہ سب آپ کے معمول بہ وظائف تھے جن پر بڑی ملازمت فرماتے۔

میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ سونے سے پہلے کے وظائف احادیث
میں کثرت سے وارد ہیں ان کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے اور اگر کوئی
رہ جائے تو قضا ہے یا نہیں تو فرمایا غروب کے بعد ان کا وقت شروع ہو جاتا
ہے اور کوئی رہ جائے تو دوسرے دن زوال سے پہلے پہلے ادا کر
لینے سے اجر پورا مل جاتا ہے چنانچہ احادیث صحیحہ میں آنجناب قبلہ عالم کے

اس فرمان ذیشان کی تائید موجود ہے۔ اسی لئے دیکھا گیا کہ آنجناب قبلہ ام سورۃ الٓم سجدہ جو عموماً سورۃ ملک کے ساتھ بعد عشاء پڑھی جاتی ہے۔ قبل از عشاء پڑھ لیتے اور میں دیکھتا کہ عشاء کی نماز کے لئے مصلائے امامت پر تشریف لاتے تو پہلے اسکا سجدہ تلاوت ادا فرماتے۔

ختم خواجگان شریف۔ آپ بعد نماز ظہر اپنی سرپرستی میں گٹھلی بادام پر پڑھواتے اول خود آہستہ آواز میں ایک بار سورہ فاتحہ سات بار سورۃ اخلاص بالبسم اللہ پڑھ کر خواجگانِ چشت اہلِ بہشت کی ارواح طیبہ کو اس کا ثواب بخشتے اتنے میں حاضرین وظیفہ شروع کر چکے ہوتے اسکی ترکیب یہ ہے کہ تین سو ساٹھ کی تعداد پر کر سب پہلا دور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْہُ اِلَّا اِلَیْہِ کا دوسرا دور سورہ الم نشرح الخ با بسم اللہ اور تیسرا دور پھر لاحول ولا قوۃ الخ کا پڑھتے جمعہ کے دن تین دور مزید درود شریف سورۃ لایلف قریش با بسم اللہ اور درود شریف کے بھی پڑھے جاتے آخری دور میں آنجناب سورۃ جمعہ آہستہ آواز سے اکیلے پڑھ کر نو مرتبہ درود شریف پڑھتے اتنے میں حاضرین فارغ ہو چکے ہوتے تو سب ختم شریف کا ثواب آپ کی ملک کرتے، آپ فرداً فرداً سب کے جواب میں قَبِلْتُ کہ میں نے قبول کیا فرماتے بعد ازاں پہلی دعا میں مشائخ سلسلہ عالیہ کی ارواح کو ایصالِ ثواب فرماتے پھر دو دعائیں مزید مانگ کر یہ مبارک مجلس ختم فرماتے۔ حلقہ ختم شریف میں کسی کا گھٹنا دوسرے سے آگے نہ بڑھنے دیتے، سب کو دو زانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے۔ ہجوم زیادہ ہوتا جاتا تو حلقہ وسیع کرنے کا حکم فرماتے مگر ایک دوسرے کو پشت کر کے نہ بیٹھنے دیتے۔ کوئی نو وارد آتا جسے وظائف معلوم نہ ہوتے تو صرف

درود شریف پڑھنے کا حکم فرماتے۔ جمعہ کے روز کچھ تبرک کوئی لے آتا تو وہی یا پھر اپنی طرف سے کچھ تقسیم فرماتے۔

عصر کے بعد عموماً آپ دلائل الخیرات وغیرہ پڑھا کرتے تھے اسی وقت میں اگر آپ کو کہیں جانا ہوتا تو مجموعہ وظائف اپنے ہمراہ لے جاتے ایک دفعہ اپنے کسی عزیز کی شادی پر اس حقیر کو بھی ہمراہ جانا تھا تو حضور قبلہ ام اپنے وظیفہ کی کتاب ہمراہ لے گئے اس دن آپ نے سرمائی رنگ کی شال جو آپ نے چند روز پہلے خرید فرمائی تھی اوڑھی ہوئی تھی جب آپ محفل میں شال اوڑھے وظیفہ پڑھ رہے تھے تو آپ کے حسن و جمال پر ہزاروں دولہے قربان کرنے کو دل کرتا تھا۔ اسی طرح آپ جب کوٹ مٹھن شریف دربار عالیہ کی مسجد میں وظیفہ پڑھ رہے تھے اور میں پنکھا جھل رہا تھا تو آپ کے نورانی حسن کی وہ تجلیات بھی نہیں بھولتیں۔

ذکر معمولات رمضان المبارک:

آنجناب قبلہ ام فداہ روحی وقلبی کا ہر روز روزِ عید اور ہر شب شبِ قدر تھی اس لئے رمضان وغیر رمضان کے معمولات میں کوئی اہم تبدیلی اس کے علاوہ نہ ہوتی کہ طلباء کو اس مبارک ماہ میں چھٹی کے سبب جو وقت بچ رہتا اس میں تلاوتِ کلام اللہ شریف کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ علم میراث پڑھنے کے لئے بعض دفعہ مقیمی و مسافر طلباء کافی تعداد میں آجاتے تو ان پر آپ اور آپ کے صاحبزادگان والا شان خوب محنت فرما کر صرف دو ماہ میں ہی رسالہ ابیات علم میراث وما یتعلق بہا من الابحاث مع سراجی وشریفی پڑھا کر عبور کرا دیتے اور سند بھی عند الطلب ادا فرماتے آپ جو سند دیتے وہ قلمی تحریر فرماتے چھپی ہوئی نہ ہوتی ۱۲۸۰ھ یعنی حضور ولی لاثانی کے

زمانۂ مبارکہ میں ہی آنجناب قبلہ ام کی قلم سے لکھی گئی ایک سند کا مضمون تبرکاً نقل کرتا ہوں۔

نحمدہ و نستعینہ ونصلی علی رسولہ الکریم وبعد فان الاخی المکرم المدعو... المتوطن... قرأ عند خدام المدرسۃ العالیۃ الرحمانیہ الرسالۃ فی المیراث الملقبۃ برسالۃ المیراث ومایتعلق بہا من الابحاث والکتاب السراجی المتداول فی فن علم المیراث وشرحہ الشریفی سبقا سبقا فی مدۃ الشہرین من سنۃ ... من الہجرۃ وبالغ فی اثناء التعلم فی استخراج الصور جدا حتی ظننا انہ سیکون بالتائید الالٰہی ماہرا فی ہذا الفن ان داوم علی بحثہ وتدریسہ وتخریج مسائلہ فاجزناہ ورخصناہ توکلاً علی اللہ سبحانہ ان یعلم لمن یطلب فیہ التعلیم ویفتی بہ لمن یستفتیہ واوصیناہ جدا ان یطالع کتب الفن ویداوم علی بحثہ واستخراج صور مسائلہ ویکون متیقظا فی اثناء الاستخراج ولا یکون غافلا لان الخطاء فی الاستخراج لیس بنادر فی ہٰذا الفن المبارک بارک اللہ فی صلاحہ وعلمہ وتعلیمہ وھو علی کل شئی قدیر وبالاجابۃ جدیر واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

ہذہٖ سند الفراغ من المدرسۃ العالیۃ الرحمانیہ ببلد الملتان دار الامان۔

سحری آنجناب قبلہ ام فداہ روحی وقلبی جملہ خدّام، مسافران، مہمانان اور

طلباء کو کھلانے کے بعد اتباعِ سنت کے طور پر بالکل مختصر فرماتے پھر حسبِ معمول سُنتِ فجر پڑھ کر کچھ دیر آرام فرماتے۔

جب تک آنجناب کے صاحبزادگان حفظ نہ فرما چکے تو آپ نمازِ تراویح میں بھی خود امامت فرماتے پھر بعد ازاں انہی میں سے کوئی امام بنتا اور آپ سامع کے فرائض انجام دیتے۔ فرض اور وتر میں آپ خود امامت فرماتے۔ آنجناب اتنی توجہ اور فکر سے کلام اللہ شریف سنتے کہ اعراب یا شدّ و مدّ کی غلطی بھی برداشت نہ فرماتے بلکہ فوراً لقمہ دیتے مگر اتنی آواز سے کہ سوائے امام یا چند نمازیوں کے علاوہ کوئی نہ سُنتا۔ ہر ترویحہ یعنی چار رکعت سے پہلے دُعاء معروفہ سُبحان ذی الملك والملکوت الخ پڑھ کر انتہائی ذوق وشوق اور محبت بھرے انداز میں ادب سے بحالت دوزانو معمولی جہر کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پڑھتے جس میں یہ صیغے عموماً سُنے جاتے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ   الصلوٰۃ والسلام علیك یا خیر خلق اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیك یا سید المرسلین   الصلوٰۃ والسلام علیك یا امام المتقین
الصلوٰۃ والسلام علیك یا خاتم النبیین   الصلوٰۃ والسلام علیك یا رحمۃ للعلمین
الصلوٰۃ والسلام علیك یا شفیع المذنبین   الصلوٰۃ والسلام علیك یا قائد الغر المحجلین
الصلوٰۃ والسلام علیك یا من اوتی علم الاولین والاٰخرین۔

بعد ازاں آپ کے قیام فرمانے پر اگلا ترویحہ شروع ہوتا۔

حضور دلی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مبارک دور میں نمازِ عشاء بہت تاخیر سے پڑھی جاتی تو تراویح تقریباً نصف شب کو ختم ہوتے مگر آنجناب والاشان لوگوں کی سُستی کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنی تاخیر اگرچہ نہ فرماتے تاہم عام مساجد سے قدرے مؤخر فرماتے۔ میرے محترم ماموں جناب خواجہ مشتاق احمد

صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے میں نے رمضان المبارک میں
آنجناب قبلہ ام کو سوتے ہوئے نہیں دیکھا کہ تراویح کے بعد بھی نوافل یا
تلاوت میں مشغول رہتے پھر بوجہ کثرتِ مہمانانِ سحری کے انتظام میں مشغول
ہوتے یہ عالمِ شباب کا ذکر فرماتے اور جب آپ کے صاحبزادگان والاشان
جوان ہوئے تو لنگر کی خدمات حضور معراج انسانیت بڑی طیب خاطر
اور محنت و لگن سے سرانجام دینے لگے۔

حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ ہی سے آپ
اعتکافِ مسنونہ بڑی پابندی اور آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرماتے۔
دن کو بھی آرام کا کوئی خاص وقت مقرر نہ تھا البتہ ظہر کی نماز چونکہ دیر سے
پڑھنے کا معمول تھا اس لئے بعض دفعہ لوگوں کی آمد و رفت کم ہوتی تو
ظہر سے پہلے قدرے آرام فرما لیتے ورنہ انکی حاجت روائی مقدم رکھتے۔
مغرب اور عشاء کے درمیان بھی آپ بظاہر لیٹ جاتے اور کوئی سعادت
حاصل کرنے والا مٹھیاں بھرتا۔

غیر رمضان میں آپ عموماً تلاوت کلام اللہ شریف نمازِ تہجد میں یا بالغیر
قرآن شریف کھولے فرماتے مگر رمضان المبارک میں عموماً دیکھا گیا کہ آپ
لکڑی کے سادہ رحل پر قرآن شریف رکھے بڑے اہتمام اور توجہ سے پڑھتے۔
کسی دور کرنے والے سے دور بھی فرما لیتے۔

اس کے علاوہ باقی معمولات مطالعہ کتب، فتویٰ نویسی اور حاضرین کی
حاجت روائی پر عام دنوں کی طرح ہی کاربند رہتے۔

عوام الناس کی طرح آپ چاند نظر آنے پر اپنا اعتکاف ختم نہ فرماتے
بلکہ عید کی رات جو انتہائی برکتوں کو اپنے اندر لئے ہوتی ہے میں بھی اعتکاف

فرماتے اور عموماً فرمایا کرتے یہی رات ڈھیری اٹھانے کی ہوتی ہے پورا مہینہ تو
ڈھیری جمع کی جاتی ہے اور جب اٹھانے کا وقت آئے اور آدمی غافل
ہو جائے تو اسے کون عقلمند کہے گا ڈھیری ملتانی زبان میں گندم کے اس ذخیرہ
کو کہتے ہیں جو گندم کی فصل کاٹنے والے کاٹ کاٹ کر ایک جگہ ڈھیر لگا کر
جمع کرتے ہیں۔

بچپن میں ایک دفعہ یہ احقر اپنے برادر بزرگوار سمیت رمضان المبارک
کی تیئسویں شب آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا مقصود صحبت فیض اثر
سے مستفید ہونا اور تلاشِ شبِ قدر تھا عرض کی تو خوش بھی ہوئے اور
اشارہ بھی فرمایا کہ اکیسویں شب کو بھی آتے جس سے ہم سمجھے کہ شبِ قدر
گزر گئی ہوگی چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس سال اکیس کی رات ہی
شبِ قدر تھی بہرحال آنجناب قبلہ ام نے ہمیں وظیفہ اسم ذات یا اللہ
ایک ہزار گیارہ یا تین ہزار گیارہ مرتبہ پڑھنے کا حکم فرمایا اور صلوٰۃ التسبیح
اور دیگر اذکار میں ہمیں رات بھر مصروف رکھا۔

فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن ما جزی مرشدا عن مریدہٖ و
افضل ما جزیٰ استاذا عن تلمیذہٖ وتقبل اللہ منا انہ ھو السمیع
العلیم وتجاوز اللہ عنا خطایانا بفضلہ العظیم وکرمہ العمیم
وبحرمۃ نبیہ الکریم الرؤف الرحیم وصلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ
علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

اسی شب یہ مسئلہ بھی فرمایا کہ زکام وغیرہ کی شکایت ہو تو صلوٰۃ التسبیح
کی نیت بجائے چار رکعت کے دو دو رکعت کی بھی کر سکتا ہے کہ اصل مقصود
حضورِ قلب ہے جس کا حصول بوجہ زکام وغیرہ لمبی نماز میں مشکل ہو جاتا ہے۔

ذکر بیعت و تلقین و ارشاد: آنجناب قبلہ ام سراپا رشد و ہدایت نابالغ بچوں سے بیعت نہ لیتے اسی طرح
بیعت پر بیعت بھی نہ فرماتے۔ چنانچہ ایک متبع شریعت نوجوان جو حریص
طاعت و عبادت تھا چند روز آپ کی صحبت بابرکت میں رہا باوجود نوعمری
کے میں نے اسے اتباعِ سُنّت میں بہت حریص پایا وہ ہر وقت ہاتھ میں عصا
بھی رکھتا تھا۔ ایک روز بعد نمازِ فجر عرض کرنے لگا تقریباً پورا پاکستان
گھوم پھر لیا ہے صرف آپ ہی کی ذات مجسم کرامت اور سراپا ہدایت معلوم
ہوئی ہے لہذا بیعت سے مشرف فرمادیں اور یہ بھی عرض کیا کہ میں فلاں فلاں
وظائف پر کاربند بھی ہوں۔ آپ کے پوچھنے پر کہ پہلے تو کہیں بیعت نہیں؟
وہ کہنے لگے کہ ہاں تونسہ شریف کے فلاں بزرگ (مجھے ان کا نام یاد نہیں
رہا) میرے پہلے پیرو مرشد ضرور ہیں مگر اب طبیعت نہیں لگتی اس پر آنجناب
سراپا نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا پیر پٹھان بہت غیرت والے
پیر ہیں نہ تیرا کچھ رکھیں گے نہ میرا۔ لہذا میں بیعت نہیں کرتا البتہ تم صحبت اختیار
کرو اس سے منع نہیں کرتا مگر جو فیض پہنچے اپنے مرشدِ کریم کی توجّہ کا نتیجہ سمجھنا۔

آپ کو اس امر کا بھی بالکل شوق نہ تھا کہ مُرید کثرت سے ہوں بلکہ
میں نے کبھی کسی کے بارہ میں آپ کی زبان گوہر فشاں سے یہ نہیں سُنا کہ
فلاں ہمارا مُرید ہے بلکہ یوں ارشاد فرماتے فلاں دوستدار نے دعوت کی
ہے فلاں تعلق دار کی یہ بات ہے کبھی کسی کی خدمات پر خوش ہوتے تو اس
کے بارہ میں یوں فرماتے وہ تو حضور اعلیٰ یا غریب نواز کے لنگر کا خادم ہے

اس احقر لاشئی کو محلہ کے دو دوستوں نے بیعت ہونے کی
خواہش ظاہر کی تو میں نے انہیں آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا تو

آپ رنجیدہ خاطر ہوئے اور کچھ اس قسم کے کلمات ارشاد فرمائے کہ یہ
سلسلہ محبت پر مبنی ہے جو چاہے اپنی محبت سے خود حاضر ہوا کرے لے
لے کر آنے کی حاجت نہیں میں نے کوئی پیری مُریدی کی دکان نہیں کھولی
ہوئی الغرض انکی عرض گزارنے پر آپ نے انہیں بیعت فرمالیا پھر چند روز
بعد وہ ازراہ محبّت حاضر ہوئے تو آپ نے نہ پہچانا انہوں نے یاد دلایا
کہ ہم آپ ہی کے مُرید ہیں مجھ ناکارہ کا نام لیکر کہا اس کے ساتھ حاضر
ہو کر بیعت ہوئے تھے۔ آنجناب قبلہ نے فرمایا مجھے بدنام کرتے پھرتے
ہو کہ فلاں کے مُرید ہیں حالانکہ تمہاری شکل وصورت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی
حجامت شرعی لحاظ سے درست نہیں اور داڑھی بھی نہیں رکھی چنانچہ
وہ تائب ہو کر اصلاح کے درپے ہوئے۔

ایک مُعمر سفید ریش پیر بھائی نے مجھے بتلایا کہ میں سن رسیدہ
ہونے پر بیعت کی غرض سے حاضر ہوا تو فرمایا اب تک کوئی پیر نہیں پکڑا؟
میں نے عرض کی حضور تلاش میں رہا ہوں فرمایا کیسا پیر تلاش کرتے
تھے میں نے عرض کی آپ جیسا تو کسرِ نفسی کے طور پر فرمایا میں کیا ہوں؟
میری حقیقت تو مَوْتُ الْکُبَرَآءِ کَبَّرَنِیْ ہے یعنی بڑوں کی موت نے مجھے
بڑا کر دیا ورنہ من آنم کہ من دانم کہ میں اپنے حال کو خود ہی جانتا ہوں۔
آپ ایسے مواقع پر کلماتِ مذکورہ ارشاد فرماتے اور کبھی از راہِ عجز وانکساری
یہ شعر بھی پڑھتے۔

چوں کس نباشد در سرا ؛ موش باشد کدخدا

ترجمہ: گھر میں جب کوئی نہ ہو تو چوہا ہی مالک ہوتا ہے۔

فرماتے کہ میرا حال بھی گھر کے اس چوہے کی مانند ہے جو اہلِ خانہ کی

عدم موجودگی میں کھانے پینے کی اشیاء پر بیٹھ جاتا ہے اور خود کو مالکِ گھر سمجھتا ہے حالانکہ مالک کے آنے پر اسکی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ فرماتے اکابرین گزر چکے۔ اگر ہوتے تو کون مجھے پہچانتا۔ اللہ اکبر۔ یہ بھی اکثر فرماتے کہ مَیں تو فقراء کا غلام ہوں اللہ والوں کا درجہ تو بہت بُلند ہوتا ہے۔

آپ کسی کو بیعت فرماتے وقت خود بھی باوضو ہوتے اور اس کو بھی وضو کرواتے پھر اگر وہ مَرد ہوتا تو اس کا دایاں ہاتھ اپنے ہر دو دست مبارک میں لے کر اور عورت ہوتی تو اسکا ہاتھ کسی کپڑے کے نیچے رکھا کر ان سے یہ کلمات کہلواتے۔ پہلے آپ خود پڑھتے پھر اس سے بغور سنتے وہ دُرست نہ پڑھتا تو دوبارہ پڑھواتے اور تصحیح فرماتے آپ عموماً ملتانی زبان ہی میں یہ کلمات کہلواتے مگر مَیں یہاں کمی بیشی کے بغیر وہی کلمات اُردو میں نقل کر رہا ہوں۔ کلمات یہ ہیں۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اس کے بعد فرماتے عربی زبان میں یہ مذہب اسلام کا کلمہ ہے جو ہم نے پڑھا اب ترجمہ کرتے ہیں۔ "نہیں کوئی لائق عبادت کے سوا اللہ تعالےٰ کے اور حضرت محمد صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھیجے ہوئے اللہ تعالےٰ کے ہیں۔" شریعت کے جتنے حکم حضرت محمد صاحب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں مَیں نے وہ سب تسلیم کئے۔ میں تمام احکام شرعیہ پر ایمان لایا مَیں نے اسی بات کی بیعت کی۔ میں نے اسی بات کا وعدہ کیا اے اللہ مجھے اس وعدہ کا پابند بنا۔ مجھے شریعت کی

پابندی نصیب فرما۔ یا اللہ مجھے اپنے فضل کرم سے اپنی محبت نصیب فرما لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے بعد آپ طالب کا ہاتھ پکڑے رہتے اور خطبہ بیعت کے طور پر ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ مکمل پھر آیۃ شریفہ ھوالذی انزل السکینۃ سے لیزدادو ایمانا مع ایمانھم تک پھر آیۃ شریفہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ سے فسیؤتیہ اجرا عظیما تک پھر درود شریف اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد و بارک وسلم پڑھتے پھر اس کے دائیں ہاتھ پر دم فرماکر تاکیداً کہتے کہ اسے قمیص کے اندر سے اپنے سینہ پر پھیر لو۔ بعد ازاں نماز روزہ اور تمام احکام شریعت پر پابندی کا عہد لیتے اور چند نصائح بھی فرماتے مثلاً جھوٹ نہ بولنا غیبت نہ کرنا کسی کو دھوکہ نہ دینا بڑوں کا ادب کرنا چھوٹوں پر شفقت کرنا وغیرہ آخر میں سبحان ربك رب العزۃ عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین پڑھتے۔ پھر عمومی وظیفہ جو اس خاندانِ عالیشان میں حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہر مبتدی کو تلقین کیا جاتا ہے پر پابندی کی تاکید فرماتے کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ کلمہ شریف لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دس مرتبہ سورۃ اخلاص با بسم اللہ شریف دس مرتبہ درود شریف اللھم صل علے سیدنا ومولانا محمد و علے اٰل سیدنا ومولانا محمد و بارك وسلم درستی اعراب و تصحیح حروف کے ساتھ پڑھا کرو پھر فرماتے وظیفہ پڑھ کر اپنے تمام مقاصد خیر کے لئے دُعا مانگا کرو خصوصاً رزق حلال، صحت اور خاتمہ بالایمان کی دعا ضرور مانگا کرو بعد ازاں مبارک دے کر دعا مانگتے۔ اگر وہ کوئی شیرنی لایا ہوتا تو اسے تقسیم فرماتے ورنہ اپنی طرف سے بھی بعض دفعہ تبرک لُٹے اور حاضرین

کو عطا فرماتے۔

یہ وظیفہ بلا امتیاز عالم جاہل سب کو تلقین فرماتے اور کسی خوش نصیب کو تسبیحات خاتونِ جنت سیّدہ طاہرہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا یعنی ہر نماز کے بعد اور سونے سے پہلے تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللہِ تینتیس ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کو بھی ارشاد فرماتے پھر سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ منظومہ بعض کو مانگنے پر بعض کو بے طلب عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے جن واسطوں سے فیض پہنچا ہے یہ ان کے اسماء گرامی ہیں اور اس کے روزانہ پڑھنے کو باعثِ برکاتِ کثیرہ فرماتے، اور خود بھی بلا ناغہ بڑے شوق اور ترنم سے لذّت پا کر اس کا وِرد فرماتے۔

کوئی مزید طلب کرتا یا آپ اس کے احوال کے مطابق مناسب سمجھتے تو کلمہ شریف دو ۲۰۰ سو یا پانچسو ۵۰۰ مرتبہ سونے سے پہلے پڑھنے کو فرماتے۔ کوئی اس پر بھی زیادتی چاہتا تو پہلے سابقہ وظائف کی بابت ضرور پوچھ لیتے کہ پابندی ہو رہی ہے یا نہیں اگر وہ پابند ہوتا تو وظیفہ اسمِ ذات یَا اَللّٰہُ تین ۳۱۱ سو گیارہ یا ایک ۱۰۱۱ ہزار گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھنے کو فرماتے یہ بھی ارشاد فرماتے اگر وقت بچ رہے تو اتنی تعداد وظیفہ اسمِ ذات کی دوبارہ پڑھ لیا کرو۔ جو قرآن شریف پڑھے ہوئے ہوتے انہیں قرآن شریف کی روزانہ تلاوت کی بھی تلقین فرماتے اور بالترتیب پانچ سورتیں ہر نماز کے بعد یٰسٓ، نوح، عصر، واقعہ اور ملک پڑھنے کو فرماتے۔

معلوم رہے کہ وظائف کو پابندی سے ادا نہ کرنے والے سے آنجناب کا رویّہ اس جیسا نہ ہوتا جو پابند وظائف سے ہوتا تھا۔ مجھے بعض پیر بھائیوں نے کہا کہ آنجناب قبلہ ہم سے وہ شفقت نہیں فرماتے

جو فلاں سے تو میرے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وظیفہ نہ پڑھتے تھے پھر جب میرے کہنے پر پابندی شروع کی تو انہوں نے خود اقرار کیا کہ بحمدہٖ تعالےٰ اب معاملہ درست ہے۔

علماء و ائمہ مساجد جو صحیح طور پر وظائف ادا کر سکتے کو ختم خواجگان دلائل الخیرات، وظیفہ صغیرہ، ختم سرّی شریف وظیفہ انیقہ حسبِ استطاعت تلقین فرماتے۔ کوئی قلبی اشغال کا طالب ہوتا تو نفی اثبات اور پاس انفاس بھی تلقین فرماتے، اور اس کا طریقہ یوں بیان فرماتے کہ تصوّر ہی تصوّر میں سانس باہر نکالتے وقت سمجھو کہ لَآ اِلٰہَ کہا جا رہا ہے اور اندر لیتے وقت اِلَّا اللہُ کہا جا رہا ہے یا سانس اندر لیتے وقت اللہ کا تصوّر کرو اور باہر نکالتے وقت، ھُو کا یعنی ملا کر اللہ کا وِرد تصوّر میں ہوتا رہے نہ کہ زبان سے۔

محنت مجاہدہ اور چلہ کشی کے شائقین کو نمازِ تہجد اوّابین حفظ الایمان وغیرہ نوافل کے علاوہ علم شریعت کی تعلیم، معاملات میں راستی اور دیانتداری و صحبت صلحاء اور مطالعہ کُتبِ دینیہ کا درس دیتے۔

مراقبات اور خوابوں سے مغیبات پر اطلاع یا زیارات مشائخ کرام اور مکاشفات و کرامات کا کوئی طالب ہوتا تو فرماتے اتباعِ شریعت پر مستقیم رہو ان مُبشرات کے حصول پر بعض دفعہ نفس غرور میں آتا ہے جو مہلک مرض ہے لہٰذا ان کے درپے نہ ہونا چاہیئے حق تعالےٰ جل شانہٗ بہ طفیل منبع فیوضات ربّانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و پیرانِ کبار سلسلہ عالیہ علیہم الرضوان خود بخود ایسی نعمت ارزاں فرما دیں تو زہے نصیب مگر محنت اور کوشش خالصتہً اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی کے حصول کے لئے ہونا چاہیئے نہ کہ حصولِ مُبشرات کے لئے۔

بزمِ جاناں تک رسائی یہ کہاں تقدیر میں
ان کے ہم نقشِ قدم پر سر جھکا کر چل دیئے

سونے سے پہلے دن بھر کے افعالِ خیر و بد کے محاسبہ کے لئے بھی تلقین فرماتے کہ سوچ لیا کرو اگر کوئی توفیقِ الٰہی سے اچھا کام ہوا ہو تو شکر بجالایا کرو کہ اس سے نعمت بڑھتی ہے۔ خدانخواستہ برائی سرزد ہوئی ہو تو توبہ کر کے سویا کرو۔ یہ سب کچھ میں نے اپنی یاد اور ان اشارات کے تعاون سے لکھا جو میں حضور قبلہ ام کے مبارک زمانہ میں لکھتا رہا اور اس میں معانی و مقاصد کو مدِّنظر رکھا نہ کہ الفاظ و کلمات کو کہ عرصہ دراز گزرنے پر ذہن میں بعینہٖ انہی کلمات کا رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔

ذکرِ معمولاتِ سفر و اعراس مبارکہ: حضور قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدھ کے روز کسی بھی طرف سفر شروع نہ فرماتے اور باقی دنوں میں مطابق شعر حضور خواجہ عربی غریب نواز جہاتِ مختلفہ کا لحاظ فرماتے ہوئے مختلف سمتوں میں مختلف ایام میں سفر فرمانا پسند نہ تھا۔ شعر گلزارِ دوم چمن اوّل میں بعنوان "حاضری بدرگاہِ سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ" درج کر چکا ہوں۔

علاوہ ازیں تونسوی خاندان کے ممتاز بزرگ جناب خواجہ گل محمد قلندر سلیمانی کے متعلق فرماتے علم نجوم میں انہیں خوب مہارت حاصل تھی مجھے بھی ایک فارمولا دے گئے تھے اگرچہ شرعاً اس کا اعتبار نہیں مگر خالی از فائدہ بھی نہیں۔ قارئین کے لئے وہ تحفہ حاضر ہے اور معلوم رہے کہ یہ حضور خواجہ عربی غریب نواز کے شعر کے عین موافق ہے ۔

چھنچھن [ہفتہ] سوم نہ وَنجیں [ست جانا] مشرق، آدِتّ [اتوار] جمعہ غروب دوں [کی طرف]
منگل، بُدھ شمال نہ جاویں، منج خمیس جنوب دوں

تفریحی مقاصد کیلئے ہمیں آپ کا کوئی سفر یاد نہیں اور نہ ہی اسکی کوئی روایت ملی ہے۔ زیاراتِ حرمین شریفین زادھما اللہ تعالیٰ تعظیما وتشریفا کے علاوہ آپ نے یا تو برائے زیاراتِ مشائخ کرام و پیرانِ عظام علیہم الرضوان اجمیر شریف دہلی شریف، احمد آباد گجرات شریف، پاکپتن شریف چشتیاں شریف، خیرپور شریف، کوٹ مٹھن شریف، حاجی پور شریف، تونسہ شریف، لاہور شریف اور قصور شریف وغیرہ کی طرف سفر فرمائے یا بعض مخلص دوستوں اور غلاموں کی پُرزور فرمائش پر مختصر وقت کے لئے انکی دلجوئی کو تشریف لے جاتے۔ آنجناب قبلہ ام خود فرمایا کرتے تھے کہ اب لوگوں کو حلال و حرام کی تمیز ہے نہ ہی پاکی ناپاکی کے مسائل سے بخوبی واقفیت ۔ لہٰذا اب سفر کرنے کو دل نہیں کرتا۔

دورانِ سفر تکلّفات پسند نہ تھے اور نہ ہی آپ تن آسان تھے، بلکہ مشقّت پسند تھے اس لئے اپنی سہولت کی خاطر کوئی خصوصی انتظام نہ فرماتے ریل گاڑی کی عام کلاس میں ہی سفر فرماتے یا بس میں، مگر دورانِ سفر نمازوں کے اوقات کا تحفّظ بڑے اہتمام سے فرماتے۔ سادگی کا یہ عالم تھا کہ کسی علاقہ یا بستی کو اپنے وجودِ مسعود سے رشکِ گلزار بنائے ہوتے اور اس کے قرب و جوار میں کوئی تعلق دار شوق و محبت سے لے جانا چاہتے مگر وہاں گھوڑا، سائیکل، ٹرالی یا بیل گاڑی کے علاوہ پہنچنے کا دوسرا ذریعہ موجود نہ ہوتا تو ان ہی سواریوں کے ذریعہ سفر فرمالیتے۔

دورانِ سفر عصا مبارک ہمیشہ ہاتھ میں رہتا۔ اس کے علاوہ مسواک آفتابہ، جائے نماز کنگھا، سُرمہ دانی، تعویذات کی کتاب اور کوئی کتاب مطالعہ کے لئے ساتھ رکھتے۔

شب باشی جہاں فرماتے۔ حاجت خانہ معلوم فرماتے کہاں ہے یا کہیں قریب ہی کسی سے ہلکا سا گڑھا رات ہی سے بنوا کر رکھتے کسی سے اتنا کام خود بھی فرما لیتے اسی طرح پانی کا انتظام مشکل ہوتا تو رات ہی سے ہمسفر ساتھیوں کی ضرورت کے مطابق گھڑا دو گھڑے پانی بھروا رکھتے۔

اگر کوئی غلام اپنی مخصوص سواری موٹر کار، جیپ وغیرہ لے کر حاضر ہوتا تو ازراہِ کرم اسکی بھی دلجوئی فرماتے۔ ایک دفعہ برائے حاضری عُرس مُبارک حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی روانگی سے قبل یہ بے ہیچ خاک قدم درویشان اپنے والدِ گرامی مدظلہ، کی مخصوص وین لے کر حاضر ہوا۔ تقریباً آنجناب قبلہ ام سمیت بارہ آدمی اس میں بیٹھ گئے۔ میں نے اجازت لے کر وین چلانا چاہی تو پوچھا سب ساتھی بیٹھ گئے ہیں؟ عرض کی جتنے اس وقت حاضر تھے ان میں سے ایک رہ گیا ہے وہ بعد میں آنے والوں کے ساتھ آجائے گا تو وین سے اُترتے ہوئے یہ فرمایا کہ میں اتنا تن آسان نہیں کہ میرا ساتھی تو بذریعہ بس سفر کرے اور میں خصوصی وین میں چنانچہ میں نے فوراً اُتر کر اُس شخص کو جلدی سے جگہ دیتے ہوئے وین میں بٹھا دیا اور عرض کیا حضور! تشریف فرماویں جگہ بن گئی ہے تب آنجناب قبلہ ام راضی ہوتے۔ سبحان اللہ یہ آپ کی لجپالی کی ادنیٰ مثال ہے۔ سبحان اللہ! ایسے ہی کریمانہ اخلاق کے پیش نظر ہر شخص یہ کہتا تھا کہ آپکو جتنا پیار مجھ سے ہے اور کسی سے نہیں۔

دورانِ سفر جو حضرات بھی آپ کی رفاقت یا سعادت سے مُشرف ہوتے عموماً ان کا سفر خرچ آپ اپنی گرہ سے ادا فرماتے تھے خصوصاً اعراس مُبارکہ خیر پور شریف۔ چشتیاں شریف اور پاک پٹن شریف کے مواقع پر فراخدلی اور طیب خاطر سے خرچہ فرماتے اسی طرح سفر و حضر میں کوئی نہ کوئی شیرینی پتاسے یا چنے پھلے وغیرہ تبرک ہمراہ رکھتے اور ہر آنے والے کو کچھ نہ کچھ عطا فرماتے۔

آپ بہشتی دروازہ پاک پٹن شریف بڑی عقیدت و محبت سے گزرتے بحمدہ تعالیٰ اس احقر لاشئ کو بھی ایک مرتبہ آپ کی رفاقت میں یہ سعادت نصیب ہوئی۔

آستانہ بوسی کے دوران آپکا یہ معمول تھا کہ خانقاہ شریف کے داخلی دروازہ پر اس طرح بیٹھتے کہ ہر دو زانو مبارک کھڑے رہتے پھر اسی حالت میں چوکھٹ شریف کا بوسہ لیتے اس انداز سے بیٹھنے میں ہی رکوع اور سجدہ کی مشابہت سے آدمی محفوظ رہ سکتا ہے۔ بعد ازاں اندر مزار شریف کا بوسہ اسی احتیاط سے لیتے اور پشت بہ قبلہ، رُو بہ مزار شریف کئے بڑے ادب و احترام سے جیسے انکی حیاتِ دنیویہ میں انکے سامنے کھڑے ہوں کافی دیر قیام فرماتے۔ پھر سب ساتھی اور آپ خود ختم شریف یا کوئی کلام پڑھتے جب آپ دُعا کی خاطر ہاتھ بلند فرماتے تو سب ساتھی اپنے پڑھے کلام کا ثواب آپ کو بخشتے اور آپ تقبلت فرما کر کہ میں نے قبول کیا مصروفِ دعا ہوتے۔ عموماً ایک ہی دعا کے بعد آپ بحالت تشہد کافی دیر کے

لئے بیٹھ جاتے پھر جب آپ واپسی کا ارادہ فرماتے تو بعض دفعہ زمین بوسی
کے بعد کھڑے ہوتے اور دو یا تین دعائیں مانگتے یہ دعائیں کبھی بیٹھے ہوئے
بھی مانگ لیتے۔ کوئی اپنی مخصوص حاجت پیش کرتا تو اسکی خاطر خصوصی
دعا بھی فرماتے۔ پھر بعض دفعہ مزار شریف کا واپسی پر بھی بوسہ لیتے اور
بعض دفعہ صرف دونوں ہاتھ مبارک پیشانی تک اُٹھائے قدرے سر
جھکائے سلام فرماکر واپس ہوجاتے موقعہ پاکر حاضری سے پہلے یا بعد میں
اپنے رفقاء کو صاحبِ مزار کا تعارف انکے حالات وکرامات سُناکر
کرواتے جس سے حاضرین محظوظ و مُستفید ہوتے۔

ایک دفعہ خیرپور شریف آستانہ عالیہ کی بیرونی چار دیواری والے
دروازہ شریف سے آپ گزر رہے تھے تو فرمایا باکرامت وصاحب ولایت
بزرگ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ یا فرمایا حضرت
خواجہ جمال الدین مہاروی صاحب علیہ الرحمۃ کو میں نے دیکھا کہ باوجود سخت
ہجوم کے جب بھی تشریف لاتے اسی بیرونی دروازہ شریف کی چوکھٹ کو
بھی بوسہ دیتے پھر فرمایا جس میں جتنا ادب اور عاجزی زیادہ ہوتی ہے مرتبہ
کمال میں بھی وہ اتنا زیادہ ہوتا ہے۔

دورانِ سفر کسی کے گھر کو رونق بخشتے تو جتنی دیر وہاں رہتے ذکر و
فکر میں مشغول رہتے یا لیٹ جاتے تو کوئی مُٹھیاں بھرتا۔ آپ اگرچہ موقع
پاکر قولی نصیحت بھی کرتے مگر عموماً آپ کی نصیحت حالی اور فعلی ہوتی

؏ "پند فعلی خلق را جذاب تر"

کہ مخلوق خداوندی عملی نصیحت ہی کو زیادہ قبول کرتی ہے۔

آستانہ عالیہ عبیدیہ پر آپ جدِ امجد، جدِ اعلیٰ اور حضورِ اعلیٰ رضی اللہ

گلزار پنجم

تعالیٰ عنہم کے عرسوں کا اہتمام سادگی اور باقاعدگی سے فرماتے۔ ہر عرس
پر تین روز تک روزانہ بعد نمازِ صبح آپ اپنی سرپرستی میں خانقاہ
شریف یا مجلس خانہ میں کلام اللہ شریف کا ختم کرواتے اور تینوں دن
حاضرین کی تعداد کو مدّنظر رکھتے ہوئے طعام بھی تیار کرواتے جس میں
دوپہر کے وقت میٹھا بھی ہوتا عموماً پہلے دن حلوہ شریف دوسرے دن
کھیرنی اور تیسرے دن زردہ ہوتا۔

محفل سماع آپ صرف شب چراغاں اور روزِ ختم شریف منعقد
کرتے۔ آخری دن طعام محفل شریف سے پہلے ہی تقسیم فرمادیتے طعام
تقسیم فرمانے سے پہلے بھی ختم شریف پڑھنے کے لئے آپ کسی کو امر فرماتے
وہ پڑھتے اور آپ ایصال ثواب فرماتے۔

محفلِ سماع میں بھی اول آخر ختم شریف پڑھا جاتا۔ آخری ختم شریف
عموماً آپ خود اور آپ کے برادرِ خورد مل کر پڑھتے یا بعض دفعہ آپ
اپنے برادرِ خورد اور فرزندِ اکبر کو ملکر ختم شریف پڑھنے پر مامور فرماتے۔
آیت شریفہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الخ میں جب
اسم گرامی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچتے یا سنتے تو ابہامین شریفین
کو بعد بوسہ یا بغیر بوسہ دیئے چشمہائے مبارکہ پر رکھتے اور درود شریف
پڑھتے اسی طرح آیت شریفہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا سننے یا پڑھنے کے
بعد درود شریف پڑھتے آپ کے اس عمل اور فعلِ مبارک کی سب
حاضرین بھی اتباع کرتے۔

پہلے ختم شریف کے متصل بعد قوالی شروع ہوتی ۔ جتنی جوڑیاں قوالوں کی موجود ہوتیں آپ سب کو موقعہ عطا فرماتے ۔ اگر نماز یا کوئی اور قوی عذر ہوتا تو جتنی جوڑیاں رہ جاتیں ان کو از گرہ خود ضرور کچھ نقدی عطا فرما کر ہی روانہ کرتے ۔

دوران محفل آپ میر مجلس کی حیثیت کے باوجود آخر تک دو زانو بحالتِ تشہد ہی رونق افروز رہتے ۔ تمام حاضرین و سامعین قوالوں کو جو کچھ دینا چاہتے اوّل آنجناب قبلہ ام کو یا دوسرے معزّز حضرات مثل صاحبزادگان و برادرِ خورد آنجناب و بھتیجگان و سجادگان والاشان وغیرہم کو دیتے ۔ آپ خود بھی از راہِ کرم قوالوں کو عطا فرماتے رہتے جس جوڑی کو بند کروانا مقصود ہوتا صرف دستِ راست کو تھوڑا سا اونچا فرما کر انہیں قوالی ختم کرنے کا اشارہ فرماتے وہ اشارہ پاکر رُک جاتے ۔

آنجناب قبلہ ام کو قوالی میں ڈھول اور تالی کی آواز بہت پسند تھی کسی جوڑی کے ساتھ اگر تالی بجانے والا نہ ہوتا تو آپ حکماً کسی کو اپنے ساتھ ملا کر تالی بجانے کے لئے اپنے ہاتھ مبارک پر دوسرا ہاتھ مبارک مار کر بغیر آواز نکالے تالی بجانے کا اشارہ فرماتے ۔

قوالوں کو ہمہ قسمی قولی اور فعلی غلطی پر تنبیہ فرماتے وہ فوراً اصلاح کرتے

آپ اگرچہ عربی ، فارسی ، اُردو اور سرائیکی کلام سب سنتے مگر فارسی عربی پر مشتمل حمد ، نعت اور غزل زیادہ شوق سے سنتے ۔ بعض دفعہ کسی قوال کے ساز بجانے کا انداز پسند آجاتا تو اس سے صرف ساز سننے پر بھی کفایت فرما لیتے ۔

قوالوں کے لئے کچھ نقدی پیش

میں جو خوش بخت وجدانی کیفیت میں آپ کے زانو مبارک پر سر رکھتے ، آپ انکی پشت پر اپنا دست مبارک پھیرتے جس سے وہ تسکین پاتے اور ہاتھ مبارک یا زانو شریف کو بوسہ دے کر اُٹھ جاتے ۔

آپ چونکہ سراپا نور و جمال تھے لہذا دوران محفل شریف بعض خوش بخت نگاہ جمائے آپکے جمال باکمال کو دیکھ کر بھی سیر ہوتے رہتے مگر جس کے دیکھنے میں آپ بھی اسے دیکھ لیتے تو فقط اسکی نگاہ ہی نیچی نہ ہو جاتی تھی بلکہ آپکی نگاہِ فیض میں یہ اثر تھا کہ وہ ذوق سے بھر جاتا اور بعض کو حالتِ وَجد بھی طاری ہو جاتی ۔

جناب صوفی عبدالقادر لاہوری صاحب دورانِ حالت یا وجد فرش پر چت لیٹ کر چرخی کی طرح گھومنے لگتے جس سے اہلِ محفل کو تشویش ہوتی کہ کبھی گھومتے گھومتے اِدھر اور کبھی اُدھر والوں سے جا لگتے تو آپ دو قوی غلاموں کو حکم فرماتے کہ انہیں اُٹھا کر باہر سرائے کے کسی حجرہ میں رکھ آؤ ۔ چنانچہ وہ سر اور پاؤں سے اُٹھاتے تو لکڑی کے تختہ کی طرح وہ اُٹھائے جاتے ۔ ہاں اگر گھومنے کے دَوران آنجناب سراپا کرامت کی گود مبارک میں آپڑتے تو دستِ شفقت پھیرنے سے وَجد فرو ہوتا تو اُٹھ کر زانو مبارک کو بوسہ دیتے ۔

بعض اصحابِ وجد اپنی حالت کے دَوران کھڑے ہو کر صرف گھومنے لگتے اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا لیتے اسطرح معمولی رقص کا نقشہ پیش کرتے تو آپ بھی آدابِ وجد بجالاتے ہوئے سَرو قد دست بستہ کھڑے ہو جاتے جس سے ساری محفل ذوق میں آکر کھڑی ہوتی اور عجیب سماں ہوتا ۔ ایسی حالت میں قوال بھی وہی شعر تکرار کے ساتھ پڑھنے پر مامور ہوتا ،

جس پر صاحبِ رقص نے ذوق پایا تھا۔ ایک دفعہ اس احقر پر ذوق
غالب تھا آنکھیں بند کئے سماع کی لذّت پا رہا تھا۔ جب اچانک آنکھیں
کھلیں تو اپنے علاوہ سب اہلِ محفل کو دست بستہ بحالت قیام پا کر از حد
حیران ہوا اور فوراً کھڑا ہو گیا اِس مبارک گھڑی میں کوئی ہو گا جس کی آنکھ
نے محبّت کا رونا نہ رویا ہو ۔

ہائے جو بیچتے تھے دوائے دِل ، : وہ دکان اپنی بڑھا گئے

عموماً جامی دوراں حضرت خواجہ منشی غلام حسن شہید علیہ الرحمۃ کی
مشہور زمانہ نعت ،

قسم بہ قبلہ روئے تو یارسُول اللہ : رواست سجدہ بسوئے تو یارسُول اللہ

ہی اختتامی قوالی کے طور پر پڑھی جاتی پھر ختم شریف اور تین دُعاؤں پر
محفل شریف برخواست ہوتی ۔

محفل کے بعد آپ خانقاہ شریف حاضری دیتے تو اکثر لوگ ساتھ ہو
لیتے وہاں بھی فاتحہ خوانی اور دُعا ہوتی پھر بعد از نمازِ ظہر اپنے حجرہ مُبارکہ
میں رونق افروز ہوتے تو جانے والے حضرات ملنے کو آتے اور ہدایا پیش
کرتے ۔ آپ بھی اس دن بہت خیرات فرماتے دُور دراز سے آنیوالے
غریب اور مفلوک الحال لوگ بہت کچھ لے کر واپس جاتے ، کچھ خوش
نصیب ایک یا دو راتیں مزید بھی رہ کر واپس جاتے ۔

عرس شریف کے آخری روز بعد نمازِ مغرب اندرونِ خانہ تشریف
لے جاتے تو آپ کے عزیزوں کے اندرون خانہ اور بچے مل کر راحت پاتے ۔
آپ ان پر بھی اس روز خوب فیّاضی فرماتے جس پر سب تشکر یہ بجا لاتے ۔

خیر پور شریف اور ملتان کے چار عرس جن کا ذکر حضورِ اعلیٰ کے

حالات میں گزرا ، میں آپ محفلِ سماع ، مجلس خانہ میں بیٹھ کر شریکِ محفل
ہونے میں سعادت محسوس فرماتے اور حضرات سجادگان کرام خصوصاً مہاروی و
اور نگ آبادی صاحبان کو جہاں کہیں بھی ملتے نذرانہ پیش فرمانے میں سعادت سمجھتے ۔

ان محافل کے علاوہ ملتان دارالامان میں ہفتہ عشرہ کے بعد کوئی قوال
از غیب آ کر کچھ سُنانا چاہتا تو آپ خوشی سے کچھ سُن لیتے اسی طرح عیدین
کے موقعہ پر بھی بعد نمازِ عید کوئی قوال حاضر ہو کر چند غزلیات سُنا جاتا تھا ۔

معلوم رہے کہ عید کے روز خود حضورِ پُرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے سُرود سننا ثابت ہے میں اختصاراً بلا تبصرہ صرف ایک حدیث
شریف جو صحیح بخاری جلد اوّل کتاب المناقب ص۵۰۰ پر درج ہے تبرکاً نقل
کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں ۔

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ دخل علیہا وعندھا جاریتان فی ایام منی تغنیان
وتدففان وتضربان والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متغش بثوبہ
فانتھرھما ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فکشف النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن وجھہ فقال دعھما یا ابا بکر فانھا ایام
عید وتلک الایام ایام منی ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ منیٰ میں
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے پاس اسوقت تشریف
لائے جب انکے پاس دو لونڈیاں منیٰ میں دَف بجا کر گا اور رقص کر
رہی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کپڑہ لپیٹے تشریف فرما تھے
پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو جھڑکا تو نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رُخِ انور سے کپڑہ مُبارک ہٹا کر ارشاد فرمایا اے ابو بکر انہیں مت روکئے (اور گانے دیجئے) کیونکہ یہ عید کے دن ہیں اور حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ (حج کے بعد) یہ منیٰ میں گزارنے کے دنوں کا واقعہ ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حمد و نعت و عشقیہ کلاموں میں سے کچھ آپ کا پسندیدہ کلام بطورِ نمونہ جو آپ اپنی محافل میں شوق و محبت اور بعض دفعہ بطورِ فرمائش بھی سُن کر ذوق پاتے، نقل کر نے پر اِس عنوان کو ختم کروں۔

حمدِ باری تعالےٰ

(حضرتِ حکیم سنائی علیہ الرحمۃ)

مَلِکا ذکرِ تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من بجز آں رہ کہ تو آں رہ بنمائی

ہمہ درگاہ تو جویم ہمہ در کار تو پویم
ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی

تو خداوند مبینی تو خداوند یساری
تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی

تو زن و جفت نہ جوئی تو خور و خفت نخواہی
احد بے زن و جفتی ملکا کام روائی

نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی

ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را غیب تو دانی
ہمہ را رزق رسانی کہ تو با جود و عطائی

نہ بُدے خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی

نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق
نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی

بری از چون و چرائی بری از عجز و نیازی
بری از صورت و رنگی بری از عیب و خطائی

بری از خوردن و خفتن بری از تہمت مردن
بری از بیم و اُمیدی از رنج و بلائی

تُو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نمائندۂ فضلی تو سزاوار خدائی

نتواں وصف تو گفتن کہ تو در وصف نگنجی
نہ تواں شرحِ تو کردن کہ تو در شرح نیائی

احداً لیس کمثلی صمداً لیس کفضلی
لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

لب و دندانِ سنائی ہمہ توحید تو گویند
مگر از آتشِ دوزخ بودش زود رہائی

ثنائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

(حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمۃ)

یا رسولَ اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بی ہمتا توئی

نازنینِ حضرتِ حق صدر بدر کائنات
نورِ چشمِ انبیاء چشم و چراغ ما توئی

در شبِ معراج بودت جبرائیل اندر رکاب
پا نہادہ بر سرِ گنبد خضراء توئی

یا رسول اللہ تو دانی اُمتانت عاجز اند
عاجزاں را راہنمائی جملہ سامان ما توئی

شمس تبریزی چہ داند نعت گوئیہائی تو
مصطفےٰ و مجتبےٰ و سیّد اعلےٰ توئی

نعت شریف

(از حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ)

تنم فرسودہ جان پارہ زہجران یارسول اللہ
دلم پژمردہ آوارہ زعصیان یارسول اللہ

چو سوئے من گذر آری من مسکین زناداری
فدائے نقش نعلینت کنم جان یارسول اللہ

زکردہ خویش حیرانم سیاہ شد روز عصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیمان یارسول اللہ

زجام حب تو مستم بہ زنجیر تو دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخن دان یارسول اللہ

چوں بازوئے شفاعت را کشائی بر گناہگاراں
مکن محروم جامی را دراں آن یارسول اللہ

نعت شریف

(حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ)

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمدؐ را خبر کن

توئی سلطان عالم یا محمدؐ
ز روئے لطف سوئے من نظر کن

بریں جانِ مشتاقم در آنجا
فدائے روضۂ خیر البشر کن

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

غزل

(حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ)

محمد بخش عربی مرحوم قوال صاحب نے خیرپور شریف ایک مرتبہ آپ کو یہ غزل سنائی تو آپ نے سراپا مست ہو کر اسے سنا جس سے حاضرین پر بھی وجدانی کیفیت طاری ہوئی اُس روز آپ نے قوال مذکور کو اپنی جائے نماز چند پارچہ جات بہت نقدی عطا فرمائی جس پر وہ ہمیشہ ناز فرمایا کرتے تھے۔

از حسن ملیح خود شور بجہاں کردی
ہر زخمی بسمل را مصروفِ فغاں کردی

بے جرم و خطا قتلم از ناز بتاں کردی
خود تیغ زدی بر من نام دگراں کردی

مدہوش بہ یک ساغر اے پیر مغاں کردی
دل بردی و جاں بردی بیتاب تواں کردی

دُرِ معکم سفتی فی انفسکم گفتی
در چشم نظر بازاں پردہ بجہاں کردی

شد جامی بے چارہ در عشق تو آوارہ
آوارۂ غربت را در خاک نہاں کردی

غزل

(حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ)

اور یہ بھی منقول کہ یہ غزل حضرت خواجہ عثمان مروندی المعروف حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمۃ کی ہے اور آخری مصرع یوں ہے۔

منم عثمان مروندی الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میدانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم | مگر نازم باین ذوق کہ پیش یار می رقصم
اگرچہ قطرۂ شبنم نپوئید بر سرِ خارے | منم آں قطرۂ شبنم بنوکِ خار می رقصم
تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خونِ من ریزی | من آں بسمل کہ زیرِ خنجرِ خونخوار می رقصم
بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں | بصد سامانِ رسوائی سرِ بازار می رقصم
منم عثمانِ ہارونی کہ یارِ شیخ منصورم | ملامت می کند خلقے و من بر دار می رقصم

غزل

(حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ)

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم | بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم
پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے | سراپا آفت دل بود شب جائے کہ من بودم
رقیباں گوش بر آواز او در ناز من ترساں | سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم
خداخواہد خدابین حالِ این مرے کہ تو گفتی | خدا بود و محمد بود شب جائے کہ من بودم
بسوزاندروں ہر کس قلندر نعرہ میگفتے | عجب شورے بہ محفل بود شب جائے کہ من بودم
سرور و کیف حاصل بود شب جائیکہ من بودم | میسر جذب کامل بود شب جائے کہ من بودم
چہ رنگین تیغ قاتل بود شب جائیکہ من بودم | نہ پردہ بین حائل بود شب جائے کہ من بودم
عجب پاکیزہ منزل بود شب جائیکہ من بودم | محمد بود و حیدر بود شب جائے کہ من بودم
زفیضِ مصطفٰے و مرتضیٰ و خواجہ اجمیری | میسر پیر کامل بود شب جائے کہ من بودم
عجب شان مصور بود شب جائیکہ من بودم | زسر تا پا منور بود شب جائے کہ من بودم

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

غزل

(حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ)

بہ خوبی ہمچو مہ تابندہ باشی | بہ ملکِ دلبری پائندہ باشی
من درویش را کشتی بہ غمزہ | کرم کردی الٰہی زندہ باشی
جفا کم کن کہ فردا روزِ محشر | بروئے عاشقاں شرمندہ باشی
ز قید دو جہاں آزاد باشم | اگر تو ہمنشینِ بندہ باشی
جہاں سوزی، اگر در غمزہ آئی | شکر ریزی اگر در خندہ باشی
بہ رندی و بشوخی ہمچو خسرو | ہزاراں خان و ماں برکندہ باشی

منقبت

خواجۂ من قبلۂ من دینِ من ایمانِ من | من بقربانت شوم اے یوسفِ کنعانِ من
من بدامانِ معین الدین حسن دست زنم | خواجۂ من سیدِ من خضرِ من مولائی من
یا شہنشاہِ ولایت خواجۂ ہند الولی | یک نگاہے گاہے گاہے از طفیلِ پنجتن
فیض یاب بارگاہ خواجۂ عثمان ولی | شاہ معین الدین چشتی خواجۂ ابن حسن
دست مخمور مئے وحدت سراپا نور و نور | گفت محبوبِ الٰہی خواجۂ پاک پتن

غزل

(بیدم وارثی علیہ الرحمۃ)

بے خود کئے دیتے ہیں اندازِ حجابانہ | آ دل میں تجھے رکھ لوں اے جلوۂ جانانہ
کیوں آنکھ ملائی تھی کیوں آگ لگائی تھی | اب رخ کو چھپا بیٹھے کر کے مجھے دیوانہ

میں ہوش و حواس اپنے اس بات پہ کھو بیٹھا — تم نے جو کہا ہنس کر آیا میرا دیوانہ
جس جا نظر آتے ہو سجدے وہیں کرتا ہوں — اس سے نہیں کچھ مطلب کعبہ ہو یا بت خانہ
معلوم حقیقت ہو تب میرے جلانے کی — تو شمع بنے ساقی میں بن جاؤں پروانہ
جی چاہتا ہے بھیجوں تحفے میں تمہیں آنکھیں — درشن کا ہے درشن اور نذرانے کا نذرانہ
پینے کو تو پی لوں گا پر یاد ذرا رکھنا — اجمیر کا ہو ساقی، بغداد کا پیمانہ
ساقی کو دکھا دوں گا یہ حال فقیرانہ — ٹوٹی ہوئی بوتل ہے چھوٹا ہوا پیمانہ
سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی — سجدہ نہ سمجھ نجدی سر کرتا ہوں نذرانہ

بیدم میری قسمت میں سجدے ہیں اسی در کے
چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا سنگِ درِ جانانہ

انکے علاوہ بھی آپ عربی میں حضرت حسّان بن ثابت، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہما کا نعتیہ کلام اور مثنوی حضرت مولانا روم و حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کوٹری علیہما الرحمۃ کا عارفانہ کلام ذوق شوق سے سنتے۔

مولود شریف

(حضرت خواجہ منشی غلام حسن شہید ملتانی علیہ الرحمۃ)

قسم بقبلہ روئے تو یا رسول اللہ — رواست سجدہ بسوئے تو یا رسول اللہ
زبانست تازہ بذکر تو اے حبیبِ ازل — دل است زندہ بہ بوئے تو یا رسول اللہ
کمال حسن ازل راست مظہرِ اعلیٰ — جمال روئے نکوئے تو یا رسول اللہ
بود بہ مذہب ما حجِ اکبرِ معنی — طواف کعبہ کوئے تو یا رسول اللہ

ز بند دام جہان چوں حسن بود آزاد
اسیر حلقہ موئے تو یا رسول اللہ

ذکر آدابِ گفتگو: حضور قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوقت گفتگو بقدر ضرورت آواز بلند فرماتے اور جو حاضرین سن رہے ہوتے سب کی طرف رُخِ انور پھیرتے تاکہ ہر کوئی سمجھے کہ میری طرف بھی متوجہ ہیں۔

زبان میں ایک خاص قسم کی تاثیر تھی اگر کوئی ہمہ تن گوش بسمعِ قبول آپ کی نصیحت سنتا تو فوراً تائب ہوتا قصّہ ہائے ترغیب و ترہیب سناتے وقت بعض دفعہ آوازِ مبارک میں تغیّر پیدا ہوتا جس سے سامعین سمجھ جاتے کہ آنجناب کا دل غلبہ شوق سے بھر چکا ہے۔

ہر آنے والے کے ساتھ اسکے مزاج کے موافق کلام فرماتے۔ ہم نے بارہا تجربہ کیا کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ کہ لوگوں سے انکی سمجھ کے مطابق گفتگو کرو، پر پورا عمل تھا۔ صوفیاء سے صوفیانہ علماء سے عالمانہ بچوں سے خوش طبعی آمیز کلام فرماتے۔

ہر کہ آمد ز عالم و مجہول — گفتگو ساختے بقدر عقول
با معلّم شدے ز علم شروع — با مزارع حکایت مزارع

ترجمہ: عالم یا جاہل کوئی بھی آتا اسی کے عقل کے مطابق سلسلہ گفتگو شروع فرماتے معلّم سے علم اور کاشتکار سے کاشت ہی کے موضوع پر کلام فرماتے۔

حاضرین کی گفتگو بھی بڑی توجہ اور بشاشت قلبی سے سنتے اور انکی حاجت روائی کو ہر کام پر مقدم رکھتے۔ بعض لوگ آداب سے ناواقف ہوتے اور دورانِ وظیفہ ہی اپنے معروضات شروع کر دیتے تو آپ انہیں بھی

خندہ پیشانی سے اختتام وظیفہ تک سرِ مبارک ہلاکر نفی اثبات میں یا ہاتھ کے اشارہ سے جواب عطا فرماتے رہتے جس سے اسکی دِل شکنی نہ ہوتی۔

بے فائدہ گفتگو آپ سے سُننے میں نہیں آئی۔ بے ضرورت اصلاً نہ بولتے اور ضرورت کے وقت خاموش نہ رہتے۔ ؎

دو چیز طیرۂ عقل است دم فروبستن ۔۔۔ بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی

ترجمہ: عقل کے لئے دو چیزیں عیب ہیں بولنے کے وقت خاموش رہنا اور خاموشی کے وقت بولنا۔ ؎

بہ نطق آدمی بہتر است از دواب ۔۔۔ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب

ترجمہ: انسان کو جانور پر بولنے کی وجہ سے بھی فضیلت حاصل ہے لہذا اگر تو اچھی بات کرنے کا عادی نہیں تو سمجھ لے جانور تجھ سے بہتر ہے

گلدستہ ہائے بے خار

میں نے یہ عنوان حضور قبلہ ام سراپا نور و سرور فداہ روحی وقلبی کے بعض مختلف واقعات متعلقہ خصائلِ حمیدہ وملفوظاتِ شریفہ جن کو علیحدہ عنوانات کے ذیل میں لکھنا طوالت کا سبب بنتا، افادہ عام کی غرض سے یکجا جمع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز ان گلدستوں کا ہر پھول "ہر گلے را رنگ و بُوئے دیگر است"، کی مثال ہو گا۔

حُضور قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عاداتِ مبارکہ میں تھا کہ قرآن وحدیث سے جو بھی بیان فرمانا چاہتے تو آیۃ مطلوبہ یا حدیث مقصودہ عموماً بزبان عربی سُنا لینے کے بعد ہی اس کا لفظی ترجمہ ارشاد فرماتے اس سے آپکی علم حدیث سے والہانہ عقیدت ومحبت ظاہر ہوتی

تھی۔ آپ ارشاد بھی فرمایا کرتے تھے کہ قرآن شریف وحی متلوّ (جس کی تلاوت کی جاتی ہے) اور حدیث شریف وحی غیر متلوّ ہے مگر دونوں ہیں وحی ہی۔

یہ بھی زبانِ گوہر فشان سے سنا کہ علم حدیث کو اس لئے بھی دُوسرے علوم پر فضیلت حاصل ہے کہ اسکی تعلیم کے دوران استاذ وشاگرد دونوں دَرود شریف پڑھتے رہتے ہیں لہذا حصُولِ علم کے ساتھ ساتھ مبُارک ذکر بھی جاری رہتا ہے جس کے اثرات مجلس واہلِ مجلس پر برابر پڑتے رہتے ہیں۔ اللّٰھم صَل علے سَیّدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم

اس احقر نے علوم شرعیہ کی ابتدائی کتب ہی پڑھی تھیں کہ آنجناب نے مشکوٰۃ شریف مترجم مطالعہ کے لئے عطا فرمائی اور اس علم کے فضائل گنوائے جب اس احقر نے غالباً اصولِ فقہ کی کوئی کتاب ختم کی تو ارادہ ہوا کہ بچپن میں حفظ نہیں کر سکا اب کر لوں لہذا مشورہ کیا تو فرمایا ابھی بہت کچھ پڑھنا ہے تفسیر وحدیث جیسے مبُارک علوم شروع کرنے سے پہلے ہی تم سلسلۂ تعلیم بند کرنا چاہتے ہو؟ سنو! حفظ بچپن میں کیا جاتا ہے یا علوم شرعیہ کے حصُول کے بعد لہذا اسی سلسلہ کو جاری رکھنے کا اَمر فرمایا، یہ بھی فرماتے کہ کلام اللہ شریف بقدر ما یجوز بہ الصلوٰۃ یعنی اِتنا جس سے نماز جائز ہو سکے یاد کرنا فرض اور مکمل پڑھنا سُنّت ہے جبکہ علم پڑھنا فرض ہے لہذا علم پڑھو۔ یہ مشورہ آپ ان معمر لوگوں کو بھی دیتے جو قرآن ناظرہ پڑھنا چاہتے حالانکہ علم سے بالکل ناواقف ہوتے۔ اسی طرح ایک دفعہ عدم فرصتی کے سبب والدہ ماجدہ نے مجھے سلسلۂ تعلیم بند کرنے کا مشورہ دیا میں نے آنجناب قبلہ سے ماجرا عرض کیا تو فرمایا اِن لَّمْ یُدْرَکْ کُلُّہٗ لَمْ یُتْرَکْ کُلُّہٗ اگر پُورا علم حاصل نہ کیا جا سکے تو مکمل ترک بھی نہ کرنا چاہیئے۔

لہٰذا اگرچہ ایک سبق رکھو، رکھو ضرور۔ چنانچہ والدہ ماجدہ بھی اس مشورہ سے راضی ہوگئیں اور بحمدہ تعالےٰ وہ معمول چلتا رہا۔

حضور قبلہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخبار الاخیار کے حوالہ سے حضرت شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری کے حالات میں مذکوران کے استاذ محترم کا قول مبارک اکثر و بیشتر اپنی مجالس مبارکہ میں سناتے جس کا ترجمہ ہے۔

"اس جہانِ رنگ و بو میں تمام نعمتوں سے بڑھ کر دو نعمتیں فی الواقع موجود ہیں مگر لوگ عملاً انکی قدر و منزلت کما حقہٗ نہیں پہچانتے اور نہ ہی انکے حصول کے لئے حتی الوسع کوشش کرتے ہیں بلکہ انکی تحصیل سے غافل ہیں۔ پہلی نعمتِ عظمیٰ یہ کہ حضور سید الکونین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجودِ مسعود بہ صفت حیات مدینہ منورہ میں موجود ہے مگر لوگ اس سعادت کو حاصل (کرنے کا حق ادا) نہیں کرتے۔ دوسری نعمت عظمےٰ قرآن مجید کہ پروردگار جلّ مجدہٗ کا کلام ہے گویا حق تعالےٰ جل شانہٗ بے واسطہ اپنی مخلوق سے ہمکلام ہوتے ہیں مگر مخلوق اس سے غافل ہے۔"

گویا دین اور قرآنی تعلیمات سے بے پرواہی و حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت میں کمی آپ کے لئے باعثِ تشویش بنی رہتی۔

آپ درس و تدریس لوگوں کی حاجت روائی اور وظائف سے فرصت پاتے تو کتبِ دینیہ کے مطالعہ میں مصروف ہوجاتے عموماً آپ تفسیر حسینی، مسندِ امام اعظم، عوارف المعارف، کشف المحجوب، خزینۃ الاصفیا، نفحات الانس، فوائد الفواد، تذکرۃ الاولیاء، اخبار الاخیار، گلشنِ ابرار، نزہۃ المجالس،

فتوحاتِ مکیہ، فصوص الحکم، سرِّ دلبران و دیگر کتب مصنفہ حضور اعلیٰ کے علاوہ دیوانِ حافظ، دیوان معینی وغیرہ کتب سفر و حضر میں زیرِ مطالعہ رکھتے۔

جناب علامہ حافظ محمد بخش صاحب باروی نے آپ سے ہی تفسیر حسینی پڑھی، فرماتے ہیں جو اسرار معرفت اور رموز حقیقت آپ سے سنے کسی سے سننے میں نہیں آئے یہ تفسیر آپ کو بہت پسند تھی اس احقر کو بھی اس تفسیر شریف کے مطالعہ کی ترغیب دی۔

موسم گرما میں آپ کو ضعف کا شدید حملہ ہوجاتا جس کے سبب نصیب دشمناں طبیعت ناساز رہتی اور اس مرض کو موروثی مرض قرار دے کر قابلِ علاج بھی نہ سمجھتے۔ مگر طلباء کے اسباق برابر رہتے میرے والد گرامی نے ایک مرتبہ موسم گرما کوہ مری گزارنے کا مشورہ دیا اور عرض کیا کہ وہاں بھی نیک ماحول ڈھونڈنے سے میسّر ہوجاتا ہے لہٰذا اسکی پرواہ نہ فرمادیں تو آنجناب نے کمال کسرِ نفسی سے فرمایا کہ وہ کتنے خوش بخت لوگ ہوتے ہیں جو سفر میں بھی مشغول بحق رہتے ہیں میں ناکارہ تو گھر رہ کر بھی غافل رہتا ہوں۔ اللہ اکبر یہ عاجزی تھی ورنہ درحقیقت معاملہ یہ تھا ؎

بلذتہائے جسمانی غمت را کے فروشم من — کہ دادن ابلہی باشد بہ سبزی من و سلویٰ را

ترجمہ: اے محبوب! تیرے غم کو اپنی جسمانی لذت کے حصول کی خاطر کیوں بیچ دوں جبکہ میں جانتا بھی ہوں کہ سبزی کے بدلہ میں من و سلویٰ جیسی نعمت دینا بے وقوفی ہی ہے۔

مرا ز پیر طریقت نصیحتے یاد است — آنچہ غیر یاد خداست بر باد است

ترجمہ: مجھے پیر طریقت کی طرف سے ایک ہی نصیحت یاد ہے کہ

یادِ خداوندی کے علاوہ جو بھی ہے بے کار و برباد ہے۔

کوئی کسی کا عیب بیان کرتا اور گلہ شکوہ کرتا تو عموماً یہ شعر پڑھتے ہوتے اسے محاسبۂ نفس کی ترغیب دے کر خود بینی و بد بینی سے محترز رہنے کی تاکید فرماتے ؎

نفس ما را کمتر از فرعون نیست　　لیک او را عون ما را عون نیست

ترجمہ: ہمارا نفس فرعون سے کم نہیں مگر اسے برائی کرنے کے مواقع اور ماحول، بطور مدد و اعانت ہر لحظہ میسّر تھے اور ہمیں یہ چیزیں میسّر نہیں۔

کبھی یہ حدیث شریف بھی اسی تعلیم اور مقصد کے لئے پڑھ کر غیبت کنندہ کی تربیّت فرماتے۔

فَطُوْبیٰ لِمَنْ شَغَلَ عَیْنُہٗ مِنْ عُیُوْبِ النَّاسِ۔

ترجمہ: پس جس شخص کو اسکی آنکھ دُوسروں کے عیُوب دیکھنے سے باز رکھے اسے مُبارک ہو کہ یہ اسکی خوش بختی ہے۔

جناب شیخ نظامی صاحب کے قلمی بیاض میں ہے کہ انہیں پروفیسر مغیث احمد لیکچرار نے بیان کیا کہ جب ملتان میں تحریک نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکتۂ عروج پر پہنچی اور پہلے دن کچھ کڑیل نوجوان شہید ہوئے تو صبح سویرے میں حضور سراپا نور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپکی طبیعت مُبارک پر گرانی تھی میں نے عرض کی حضور! کوئی تو بات ہے؟ فوراً ہی آپ کی آنکھوں مبارک سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور فرمایا۔

"غازی علم الدین کے پیروکار ناموسِ رسالت پر جان وار کے بارگاہِ اقدس میں پہنچ گئے۔ ہم حرماں نصیب ویسے ہی بیٹھے ہیں

جنہیں دنیا داڑھی منڈا فاسق کہتی ہے آج وہ ہم سے بازی لے کر مقامِ حضوری پا گئے۔"

میں نے عرض کیا حضور! ان کو شہادت مل گئی؟ فرمایا شہادتِ عظمیٰ کہو، کاش حضرت جامی قدس سرہ والی لذّت نصیب ہو،

ع　یک بار میر دھر کسے، بیچارہ جامی بار ہا

تحریک نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہادر سپہ سالار مولانا شاہ احمد نُورانی کو بلوچستان کی ہولناک گرم ترین جیل میں ڈال دیا گیا جہاں انکی زندگی خطرے میں پڑ گئی تو مولانا کی والدہ محترمہ کے ایک اخباری بیان کا تراشہ جس سے مجاہدانہ آن بان ثابت ہوتی تھی، مولانا قاری غلام رسول سروری نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے پڑھ کر فرمایا۔ "شاباش نُورانی کی ماں! ایک مسلمان مجاہدہ عورت کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔"

پھر خوشی و مسّرت میں بار بار بے شمار افراد کو سُنایا اور تراشہ اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ (قلمی بیاض حضرت شیخ نظامی صاحب)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اہلِ بیت عظام، صحابہ کرام و اولیاء کرام علیہم الرضوان سے بے حد محبت تھی اسی لئے بعض دفعہ تو ان کے اسماء گرامی لیتے ہی آپ کی ہر دو چشمہائے مبارکہ نمناک ہو جاتیں جس سے سامعین پر بھی رقّت طاری ہوتی اور سب ایک مخصوص قسم کا حَظّ پاتے۔ اسی طرح بوقت زیارت تبرکات مستعملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام و مشائخ کبار بھی آپ پر کیفیّت طاری ہوتی۔ بزرگان دین کے نام نامی القاب

کے ساتھ بیان فرماتے۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے ﷺ یا صلعم، رضی اللہ تعالیٰ کی بجائے رضؓ اور رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے رحؒ پر کفایت کرنا روا نہ رکھتے۔ بزرگانِ دین کے اسماءِ گرامی پر سڑکوں کے نام رکھنا جیسے حافظ جمال روڈ وغیرہ بالکل پسند نہ فرماتے اور اسکی مذمت فرماتے۔

کوئی اس امر کا اظہار کرتا کہ وہ فلاں دینی امر میں کوشاں ہے مثلاً حج کرنا چاہتا ہے۔ علم حاصل کرنا چاہتا ہے وغیرہ تو آپ اس پر بہت خوشی کا اظہار فرماتے اور دُعاؤں اور توجّہات سے نوازتے۔ ایک دفعہ آپ کے ہر دلعزیز پوتے حضرت اُستاذیم مستغنی عن الالقاب اور اس احقر کاتب الحروف نواسۂ آنجناب نے شعبان المعظم میں ختم سرّی کا چلّہ کرنے کی اجازت چاہی تو اوّلاً بہت خوش ہوئے اور اس کا اظہار یوں فرمایا کہ پھر تو وہ واہ ہے۔ قریب تھا کہ ہمیں طریقہ تعلیم فرماتے مگر فرمایا اب ایک دو دن اُوپر ہو چکے ہیں آخر رمضان تک چالیس روزے پُورے نہ ہو سکیں گے۔ پھر فرمایا وہ نہ سہی تو یہ سہی، تم چالیس روز تک نمازیں باجماعت تکبیرِ اُولےٰ کے ساتھ ادا کرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا کرنے والے کو نفاق اور جہنّم کی آگ سے خلاصی کا پروانہ عطا فرمایا ہے جب چالیس روز پورے ہو جائیں تو دو رکعت نماز نفل بطورِ شکرانہ اس طرح پڑھنا کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص پڑھنا۔ آنجناب قبلہ ام کی دُعا برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسکی توفیق مرحمت فرمائی اور حضرت استاذیم مدظلہٗ نے تو آپ کے وصالِ پر ملال کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا حافظ محمد عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ سے طریقہ دریافت فرما کر ختم سرّی کا چلّہ بھی پورا فرمایا مگر

یہ احقر دنیاوی مصروفیات کی بناء پر اس نعمت سے اب تک محروم ہے۔ اللہ تعالےٰ سہولت سے اسکی توفیق ارزاں فرمادیں۔ آمین۔

دین و دینی امور سے نفرت اور دینداروں سے بے رغبتی کا عوامی رجحان دیکھ کر عموماً عالمِ افسردگی میں یہ فرضی مثال سناتے کہ کسی بستی میں ناک کٹے رہتے تھے۔ ان میں کوئی ناک والا کبھی پہنچ جاتا تو وہ سب جمع ہو کر ہنستے ہوئے اس کا یُوں مذاق اڑاتے کہ وہ واہ دیکھو جی نکّو صاحب (ناک والے) آگئے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ شرمندہ ہوتے خود اسے شرمندگی ہونے لگتی۔ اس سے آپکی مُراد یہ بھی ہوتی کہ جس دینی کام کا رواج ہو اس پر عمل کرنا غیر مروّج کاموں کی نسبت آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے گھروں کا ماحول دینی بنانا چاہیئے تاکہ ہماری اولادیں آسانی سے اثر قبول کر سکیں۔

جب یہ احقر حُصولِ سعادت حج کے لئے جانے لگا تو سٹیشن پر قدم بوس ہو کر عرض کیا کوئی مختصر وظیفہ اس سفر کے لئے تجویز فرمادیں۔ تو ایک کاغذ پر درجِ ذیل کلام اپنے دستِ مُبارک سے لکھدی اور فرمایا ہر نماز کے بعد اول آخر درود شریف کے ساتھ پانچ مرتبہ پڑھا کرو کہ حضور اعلےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قبولیتِ دعاء کی خاطر فرمایا کرتے تھے کلام یہ ہے۔

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ دُعَا لَیْسَ وَرَآءَ اللّٰہِ
الْمُنْتَہٰی مَنِ اعْتَصَمَ بِحَبْلِ اللّٰہِ نَجٰی۔

آپ کے پیر بھائی اور خلیفہ مجاز حضرت مولانا حافظ محمّد عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے دشمنوں کی پسپائی کی خاطر وظیفہ پُوچھا تو

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ کَیْدَ مَنْ اَرَادَنَا بِسُوْءٍ فِیْ نَحْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ہر نماز کے بعد ایک معین مقدار پڑھنے کا حکم فرمایا مزید فرمایا خط کشیدہ الفاظ پر دشمنوں کا تصوّر کر کے ان پر ضرب لگانا فرماتے تھے چند دن ہی یہ وظیفہ پڑھنے پر مجھے اپنا مقصد حاصل ہوگیا پھر میں نے پوچھا کہ اب دشمن کوئی نہیں رہا پھر بھی وظیفہ پڑھتا رہوں ؟ تو فوراً تبسّم کناں ارشاد فرمایا حافظ صاحب ! کیا فرماتے ہو ؟ دشمن کوئی نہیں رہا سنو ! نفس و شیطان سب سے بڑے دشمن ہیں وظیفہ پڑھتے رہو اور انہی پر ضربیں لگاتے رہو۔

آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کے وصال کے بعد جب اپنی آنکھ کا آپریشن نشتر ہسپتال سے کرایا تو پہلی رات اس احقر لاشئی کو ہسپتال میں رہنے کا موقع ملا۔ آپ نے وہ رات بھی غفلت میں نہ گزاری مکمل پٹی بندھی ہونے اور ڈاکٹروں کی طرف سے سجدہ کی اجازت نہ ہونے کے باوجود آنجناب علی الصبح اٹھ کر قضاءِ حاجت سے فارغ ہوئے طہارتِ کاملہ کے حصول پر مجھے فرمایا اذان کہو میں نے اذان کہی آپ نے سنّتِ نماز ادا فرمائی مجھے ہی امامت کا حکم فرمایا۔ قربان جاؤں آپ نے کھڑے ہو کر اقتدا فرمائی میں نے کچھ عرض کرنا چاہا تو فرمایا ڈاکٹر بیوقوف ہوتے ہیں انہیں نماز کی اہمیت کیا معلوم۔ الغرض میں نے سورۃ الطارق اور الشمس تلاوت کی بہت خوش ہوئے مخارج کی درستی اگرچہ آپ ہی نے کرائی تھی تاہم پوچھا قرآن کس سے پڑھے تھے اچھا پڑھتے ہو۔ عرض کی کہ اپنی نانی محترمہ صاحبہ (آپ کی اہلیہ محترمہ) سے ان کا چونکہ قریب زمانہ میں وصال ہو چکا تھا انہیں اور انکی دینی خدمات کو بھی کہ قرآن کی معلّمہ تھیں، بہت یاد

فرمایا ۔ میں نے دل میں سوچا کہ سنا تھا بزرگوں کی خدمت میں رہو تو کچھ عطا فرماتے ہیں لہذا جب آپ کے آئینۂ دل پر میرے خیال کا عکس پڑا تو فرمایا سورۃ حشر کی آخری تین آیات پڑھا کرتے ہو؟ عرض کی نہیں فرمایا اس طریقہ پر پڑھا کرو۔ صبح شام تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو سے آخر سورت وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک ایک مرتبہ فرمایا میں تو اس سے پہلے چھ جہات کی طرف منہ کر کے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ پڑھتا ہوں پھر وظیفہ بالا جو حدیث شریف میں مذکور ہے پڑھتا ہوں۔ حدیث شریف میں اسکی یہ فضیلت بیان فرمائی گئی ہے کہ جو شخص صبح پڑھے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اور شام کو پڑھے تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر اسی دن یا رات کو پڑھنے کے بعد مرا تو شہید ہو کر مرے گا۔ میں نے آنجناب قبلہ کو یہ وظیفہ بھی بعد نمازِ عصر پڑھتے سنا ہے کہ فرشتوں کی تبدیلی کا وقت ہوتا ہے

اسی ہی نشست میں یہ بھی فرمایا حل مشکلات کے لئے سورۃ ممتحنہ کی آیت شریفہ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ پڑھا کرو یا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ پڑھا کرو میں آداب بجا لایا اور شکریہ ادا کیا۔ ایک عرصہ بعد پوچھا کہ جب کوئی مشکل درپیش نہ ہو تو اس وظیفہ کو پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ فرمایا عجیب بات کرتے ہو سب سے بڑی مشکل خاتمہ بالایمان کی باقی ہے جب تک حل نہ ہو اسی مشکل کا تصوّر کرتے ہوئے یہ وظیفہ پڑھا کرو۔ سبحان اللہ، اللہ والوں کو کیسا مراقبہ ذہن نشین ہوتا ہے کہ لفظ مشکل سنتے ہی خاتمہ کی مشکل دھیان

میں آئی اور دشمن کا نام سُنتے ہی نفس وشیطان ذہن میں آئے۔ واقعی دنیا ایک وہم وخیال اور خواب کی حیثیت ہے اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی وکامرانی سے سرفراز فرمادیں. اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان برحق ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.	اور یہ دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود۔ اور بیشک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے۔ کیا اچھا تھا اگر جانتے

(دنیا اور آخرت کی حقیقت کو تو دنیائے فانی کو آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے)

غم دین خور کہ غم غمِ دین است — ہمہ غمہا فرو تر ازیں است
غمِ دُنیا مخور کہ بیہود است — ہیچ کس در جہاں نیاسُود است

ترجمہ: دین کا غم کھا کہ غم نام ہی دین کے غم کا ہے کیونکہ سب غم اس غم سے درجہ میں بہت کم ہیں تو دُنیا کا غم ہرگز نہ کر کہ بالکل بیہودہ ہے کیونکہ دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو (ہر لحاظ سے) آسودہ ہو

میں نے اپنے مرشد کریم حضور قبلہ ام سراپا نور کو کسی مریض کی عیادت کے دوران اسکو تسلّی دیتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرماتے سُنا کہ دُنیا کا ہر دُکھ اور سُکھ فانی ہے لہذا یہاں کے سُکھ یعنی راحت وآرام اور کسی نعمت کے حصول پر غرّہ نہ ہونا چاہیئے کہ یہ دنیوی نعمت آج نہیں تو کل چھن جائے گی اگر وہ نہ بھی چھنی گئی تو موت تو بہرحال چھڑا ہی دے گی۔ اسی طرح کسی مُصیبت اور تکلیف سے اتنا پریشان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بھی ایک دن

ختم ہو جائے گی۔ نہ بھی ہوئی تو موت آنے پر اس سے نجات مل ہی جائیگی۔

کسی کو غفلت کی ہنسی اور قہقہہ میں مُبتلا دیکھتے تو فرماتے شانِ مسلم سے یہ بات وَرا ہے کہ دخولِ جنّت سے پہلے ہنسے بلکہ ارشاد فرماتے اگر ایک پاؤں جنت میں داخل ہو چکا تو بھی ہنسنے کا وقت نہیں، ہاں دونوں پاؤں حصولِ رضا باری تعالےٰ کے بعد، داخل ہو جائیں تو پھر اس کریم جلّ مجدہٗ کا چونکہ وعدہ ہے کہ اب باہر نہ نکالے گا لہذا ہنسنے تو روا ہے ؎

آیا وقت فرید چلن دا — گیا ویلا کھلن ہسن دا
اوکھا پینڈا ھا یار ملن دا — جان لباں تے آندی ہے

حضور قبلہ ام سیّدی مرشدی کے فرمان ذیشان کی تائید ہی میں یہ حدیث شریف بھی ملتی ہے جسے صاحب سبع سنابل نے درج کیا ہے کہ اَلْمُؤْمِنُ لَا يَسْكُنُ اضْطِرَابُهٗ وَلَا يَأْمَنُ رَوْعَتُهٗ حَتّٰى يُخَلِّفَ جِسْرَ جَهَنَّمَ۔

ترجمہ: مومن کے اضطراب کو سکون نہیں مل سکتا اور اس کا دل بے خوف نہیں ہو سکتا جب تک جہنّم کے پُل سے گزر نہ جائے گا۔

خوشی کی خبر سُننے پر آنجناب قبلہ ام کو فوراً ہی الحمد للہ فرمانے کی اس قدر عادت تھی کہ جب آپ کے نبیرۂ محترم جناب حضرت استاذیم مستغنی عن الالقاب پیدا ہوئے تو آنجناب قبلہ ام نماز تہجّد میں مشغول تھے۔ حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالے نے کمرے میں داخل ہوتے ہی یہ خبر سنائی تو زبان مُبارک سے نکلا الحمد للہ پھر خود ہی فرمایا نماز تو جاتی رہی لہذا ازسرِ نو نیت فرمائی۔ اسی طرح مصیبت اور غم کی خبر سُنتے تو فوراً استرجاع یعنی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے۔

یکم شعبان ۱۴۰۰ھ اس احقر بے ہیچ کو حق تعالےٰ جل شانہٗ نے پہلی

لڑکی عطا فرمائی تو میں نے خود حضور قبلہ ام کو حاضر ہو کر مبارک دی تو شکر
تحمید کے بعد ارشاد فرمایا دو لڑکیوں کی پرورش پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے کتنی بڑی خوشخبری دی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنی انگلیوں کو جوڑ
کر دکھاتے ہوئے حدیث شریف پڑھی۔

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتہائے مبارکہ کو جوڑتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے بھی دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی وہ اور میں قیامت کے دن اسطرح ایک ساتھ ہونگے۔

یہ سنکر میں بھی شکر بجالایا اور بعد میں گمان کیا کہ آنجناب قبلہ ام
کے فرمان کی برکت سے دوسری بھی لڑکی پیدا ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب
پُر امید ہوں کہ خاتمہ بالخیر کے بعد اللہ تعالے حدیث شریف میں مذکور فضیلت
نصیب فرماویں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضرت خواجہ حاجی نور محمد ثانی نارووالہ علیہ الرحمۃ کی حاضری کے دوران
حضور قبلہ ام کی چادر مبارک پر کچھ مٹی گارا لگ گیا تو کوئی رفیق سفر پانی لے
آئے مگر مٹی بہت مشکل سے اترنے میں آئی تو سراپا نور قبلہ ام نے تبسم کناں
ارشاد فرمایا یہاں کی خاک پاک سے بھی وفا کی بو آتی ہے۔

آنجناب سراپا نور و جمال مسجد شریف کے شمالی برآمدہ میں تشریف فرما
تھے کہ کسی سیلاب زدہ نے خود یا کسی اور نے سیلاب کی خبر وحشت اثر سنائی
تو استرجاع کے بعد فرمایا یہ سب ہمارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے بلکہ اللہ تعالے
بہت قابل مواخذہ جرائم معاف بھی فرمادیتے ہیں پھر قرآن شریف کی یہ آیت

شریف تلاوت فرمائی۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ۝

تمہیں جو بھی مصیبت پہنچی تو وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور احسان لو کہ وہ کریم اور رؤف و رحیم ذات) بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے۔

ایک دفعہ بڑے سیلاب کے دوران ملتان دارالامان کے شہری علاقہ
کو بھی خطرہ لاحق ہوا تو کسی نے بذریعہ خط خیریت معلوم کی جواباً آنجناب
قبلہ ام نے جو نامہ مبارک تحریر فرمایا اس میں سے چند سطور نقل کرتا ہوں
پڑھ کر مستفید ہوں۔

"ہماری سیاہ کاریوں اور منعم حقیقی کی ناشکری اور بے فرمانیوں، بدکرداریوں
کی نحوست نے ملک کو آگھیرا قدرت نے تنبیہ کی مگر پس ماندگان
نے عبرت نہ لی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ہمارے ہاں ملتان شہر
کے غربی علاقے کے متعلق خطرہ کے الارم بج چکے تھے شکر ہے ذات
والا صفات کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل امن امان بخشا ورنہ
ہلاک شدگان اور سیلاب زدگان سے ہمارے قصور کم نہ تھے انہیں
مہلت نہ ملی اور ہمیں کرم اور فضل سے رہائی عطا فرمائی۔ الحمد للہ ثم
الحمد للہ پھر بھی اسی کے فضل و کرم کی آس اور امید ہے دعا فرماتے
رہیں اللہ تعالیٰ ملکی و ملی اور آسمانی بلیّات و آفات سے محفوظ و
مامون فرمادیں اور خاتمہ بالخیر ہو آمین الخ"

میرے والد گرامی مدظلہ نے ایک مرتبہ عرض کی کہ بعض دفعہ جمائی

رُکنے میں نہیں آتی تو ارشاد فرمایا چونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمائی نہ آتی تھی لہٰذا اسوقت یہ تصور کرلینا چاہیئے کہ انہیں تو جمائی نہ آتی تھی۔ پھر فرمایا تجربہ ہے کہ اس تصوّر کی برکت سے ہی جمائی رُک جاتی ہے سبحان اللہ! اولیاء کرام کے تو ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کسی خوبی اور صفت مبارکہ کے محض تصوّر ہی سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ اکبر!

آپکے بھتیجے حضرت مولانا محمد عبد الجلیل صاحب کہتے ہیں ایک دفعہ مَیں نے عرض کی حضور! آپکے ماموں زاد بھائی جناب مولانا محمدؐ شفیع صاحب بانی مدرسہ قاسم العلوم سخت عقیدہ ہیں آخر کیا وجہ ہے؟ سُبحان اللہ ارشاد فرمایا ایک وقت آئے گا انشاء اللہ العزیز نرم ہوجائیں گے۔ چُنانچہ انکے مرض الوصال میں آپکے ہمراہ عیادت کی غرض سے گیا تو مَیں نے دیکھا کہ سلام دُعا اور طبع پرسی کے بعد وہ بڑے پُر درد لہجہ میں ترنم کے ساتھ ذوق شوق میں متواتر "مرحبا سیّد مکی مدنی العربی"، مشہورِ زمانہ نعت پڑھتے رہے اس وقت مجھے حضور سراپا نور؛ چچا محترم نے فرمایا بیٹا! تمہیں جس وقت کے متعلق کہا تھا دیکھو اب آگیا ہے۔ جوانی مسلمان کی جیسے گزرے بہر حال ایک وقت آتا ہے کہ اسے حضور رحمت عالم شفیع مجرمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔

اس احقر بے ہیچ نے حدیث شریف لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ پڑھی جس کا ترجمہ ہے "جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ نماز ہی نہیں"۔ تو اس کے متعلق دریافت کیا تو ارشاد فرمایا اگرچہ حدیث شریف میں نماز کے

کامل ہونے کی نفی مُراد ہے تاہم صوفیاء کرام نے اتنا حضور قلب ضروری لکھا ہے کہ نمازی جس رُکن میں ہو کم از کم جانتا ہو کہ کونسا رُکن ادا کر رہا ہوں۔ البتہ بحالتِ نماز دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جانا اگرچہ خواص کا مقام ہے تاہم انہیں بھی ہر وقت یہ حالت میسّر نہیں ہوتی چنانچہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نماز کے دوران ہی جنگی صفوں کو ترتیب دینا منقول ہے پھر فرمایا کوشش تو ضرور چاہیئے۔ دَورانِ وضو آدابِ وضو کا خیال کرتے ہوئے دل کو حاضر رکھنا، نماز میں جو پڑھ رہا ہے اسکے معانی پر غور کرنا اور اپنی نگاہ کو مخصوص مقامات پر رکھے رہنا حضور قلب پیدا کرنے میں مفید ثابت ہوتا ہے۔

حضور قبلہ ام کے وصال پر ملال کے بعد انکے فرزند ارجمند حضور معراجِ انسانیت سے عرض کی کہ نمازوں میں حضور قلب نہیں خدارا کوئی علاج تجویز فرماویں۔ فرمایا کم از کم فرائض اس دھیان سے پڑھا کرو کہ انکی برکت سے باقی نمازوں میں بھی دل کی حاضری نصیب ہو جائے پھر تاکیداً فرمایا فرائض تو کم از کم حضور قلب سے ہونے ہی چاہئیں۔

ایک دن موقعہ پاکر حضور بحر العلوم سے یہی مسئلہ عرض کیا تو انہوں نے فرمایا نماز کا کوئی ایک رُکن حضور قلب سے ادا ہو جائے تو اس کی برکت سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ تمام نماز مقبول ہو گی جیسے پوری جماعت میں ایک شخص کی مقبولیت کے طفیل سب کی نماز قبول ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

مَیں نے خیر المجالس ملفوظات حضور سید نصیر الدین محمد محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دیکھا کہ اگر تکبیر تحریمہ اور سلام کے وقت

دل حاضر ہو تو بھی امید قبولیت نماز کی کیجائے گی جیسے غنی کہ اوّل و آخر سال
میں صاحب نصاب ہو تو زکوٰۃ فرض ہوتی ہے درمیان سال میں پُورا زمانہ
صاحبِ نصاب ہونا شرط نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

کسی نے ٹیلیویژن کی فروخت کے لیے دکان کھولنے کا مشورہ لیا تو فرمایا
چونکہ اعانت علی المعصیۃ ہے لہٰذا ناجائز ہے اور قرآن شریف میں واضح
ارشادِ ربانی موجود ہے ۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تو ایک دُوسرے کی مدد
کرو مگر گناہ اور ظلم کی باتوں میں ایک دُوسرے کا تعاون نہ کرو۔

کسی نے اس زمانہ کے صُوفیوں کے وَجد پر اعتراض کیا کہ حقیقی وَجد
کے دوران اگر کوئی تلوار بھی مارے تو معلوم نہ ہونا چاہیئے جبکہ آجکل وجد کنندگان
کی یہ حالت نہیں ہوتی تو فرمایا ذوق و وَجد کی حالت میں دیگر حوادثات کا علم
ہونا مانع وَجد نہیں پھر بطورِ مثال فرمایا کسی کو سانپ یا بچھو یا بھڑ نے کاٹ لیا
ہو اور درد کی وجہ سے وہ ہائے ہائے کہہ رہا ہو تو کیا اگر اسی نالہ و فریاد کے
دوران اُسے دوسرا سانپ وغیرہ نظر آئے تو وہ حفاظتی تدبیر اختیار نہ کرے گا
چنانچہ فرمایا بعینہٖ اسی طرح صوفی بھی ایک خاص قسم کے ذوق میں ہوتا ہے
جس کے دَوران بیرونی حادثات سے بالکلیہ بے خبر ہونا کوئی شرط نہیں ۔

اس احقر نے شکار کے جواز و عدم جواز کے متعلق استفسار کیا، تو
فرمایا بغرض نشانہ بازی جانوروں اور پرندوں کو نشانہ بنانا ہرگز جائز نہیں
البتہ ضرورت کے تحت شکار کھیلنے کے جواز میں خود قرآن شریف ناطق ہے ۔
وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ۔ یعنی جب تم احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو

سُرود و قوالی کے متعلق آپ نے مدرسہ دارالعلوم دیوبند ایک استفتاء بھیجا
کہ اگر قوالی بالکل حرام ہوتی تو کم از کم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے یہ بات
کسی طرح بھی ثابت نہ ہوتی کہ یہ حضرات بالاتفاق صغائر و کبائر سے معصوم
ہوتے ہیں تو ایک روز آپ کپڑے دھو رہے تھے کہ اس دَوران ڈاکیہ
نے خط آ کر دیا آپ نے فوراً ہاتھ خشک کر کے کھولا تو پڑھ کر ارشاد
فرمایا ان کے جواب سے دل مطمئن اور خوش نہیں ہوا جواباً یہی لکھا ہے
کہ چونکہ ہمارے اکابرین کی تحقیق سَرود کے خِلاف ہے لہٰذا ہم وہی کہیں
گے جو اُنہوں نے کہا ۔ قریب بیٹھے ہوئے دیگر علماء کرام نے بھی اس
جواب کو پسند نہ فرمایا ۔

ایک دن گلی سے کسی پختون کی صدا سنکر آپ فوراً حجرۂ عالیہ سے باہر
نکل کر اس کے پاس تشریف لے گئے واپسی پر آپ تبسّم فرماتے حجرہ مُبارکہ
میں داخل ہوئے اور ارشاد فرمایا حضرت مولانا علی حیدر صاحب پیر بھائی
حضور قبلہ عالم و عالمیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک شعر میں پشتو کا لفظ ،
"دل تراشا" پڑھا تھا جس کا مطلب معلوم نہ تھا ۔ پٹھان سے پوچھا تو اس
نے بتایا اس کا معنی ہے ۔ "اِدھر آ" ۔ شعر یہ ہے ؎

یارِ من پشتو بگوید من ندانم چہ کنم : او بگوید دل تراشا من ندانم چہ کنم

ترجمہ : میرا دوست پشتو بولتا ہے میں نہیں جانتا کہ کیا کروں وہ کہتا
ہے ، " دل تراشا " میں نہیں جانتا کہ کیا کروں ۔

حضور قبلہ ام کو حضرت علی حیدر صاحب کے ہندی رباعیات وغیرہ بھی
بہت پسند تھے جب آپ نے انکی اور حضرت بی بی مائی صفورہ صاحبہ کی
زیارت کے لئے ارادہ فرمایا تو اس فقیر حقیر کو رفاقت باسعادت سے بھی نوازا ۔

جب آپ حضور قبلہ و عالمیان مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو آستانہ عالیہ کے بیرونی دروازہ شریف پر لکھے درج ذیل شعر کو بڑے ذوق و شوق اور محبت سے جھومتے ہوتے گنگنا کر پڑھتے جس سے سب رفقاء حظ پاتے۔

الٰہی تا بہ ابد آستان یار رہے : یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

آپ مساجد کا بے حد احترام فرماتے تھے جب آپ کے صاحبزادگان والاشان کو مسجد شریف میں جھاڑو پھیرتا آپ کی اہلیہ محترمہ دیکھتیں یا سُن لیتیں تو کبھی عرض کر دیتیں کہ اس کام کے لئے کوئی خادم مقرر ہو جائے تو بہتر ہے اسپر آپ مسجد شریف کی صفائی اور آبادی کا خیال رکھنے پر فضائل گنواتے کبھی محترمہ نانی صاحبہ بچوں کے بارہ میں مشورہ دیتیں کہ کوئی کاروبار وغیرہ انہیں کرادو تو فرماتے جب تک مسافروں کی خدمت اور مسجد کی آبادی کا خیال رکھیں گے اللہ تعالیٰ انکا وقت باعزت گزاریں گے۔ مسجد میں سائیکل کھڑا نہ فرمانے دیتے حالانکہ لوگوں کی عادات سے ہے کہ سائیکل کی حفاظت کی خاطر اسے مسجد ہی میں کھڑا کر دیتے ہیں۔

فضائل مسجد میں یہ حدیث شریف بھی اکثر بیان فرماتے۔

اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ	اللہ تبارک و تعالیٰ کو تمام آبادیوں میں
مَسَاجِدُ ھَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ	اسکی مساجد سب سے زیادہ محبوب ہیں اور
اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا۔	سب سے زیادہ ناپسند اس کے بازار ہیں۔

اسی لئے آنجناب قبلہ ام فرمایا کرتے تھے مسجد میں جلدی آؤ، اور دیر سے جاؤ اور جلدی واپس آیا کرو۔

یہ بھی فرمایا کرتے کہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا جیسے بہترین کام ہے اسی طرح مسجد کو بلغم تھوک وغیرہ سے ملوّث کرنا بدترین کام ہے مسجد میں شور کرنا اصلاً ناپسند تھا اس بارہ میں مشکوٰۃ شریف میں "اشراط الساعۃ" کے عنوان سے موجود باب کی دُوسری فصل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث شریف بیان فرمایا کرتے تھے جس میں چودہ علاماتِ قیامت کے ظہور پر پے در پے فتنوں اور عذابوں سے ڈرایا گیا ہے۔ چنانچہ انہی میں ساتویں علامت ظہرت الاصوات فی المساجد ہے یعنی مساجد میں آوازوں کا بلند ہونا پھر بحوالہ مرقاۃ شریف اسکی شرح میں بیان فرماتے قَدْ نَصَّ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِی الْمَسْجِدِ وَلَوْ بِالذِّکْرِ حَرَامٌ۔ یعنی بے شک ہمارے علماء کرام نے صراحۃً کہہ دیا ہے کہ مسجد میں اُونچی آواز کرنا حرام ہے اگرچہ ذکرِ الٰہی ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ اسی لئے مسجد میں حلقہ بنا کر بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا آنجناب نے معمول نہ بنایا تھا مگر جہاں موقعہ مل جاتا تو اگرچہ آپ خود دھیمی آواز سے پڑھتے تاہم شریک حلقہ ہو جاتے کہ اصل الامر یعنی صلوٰۃ و سلام پڑھنا موجب برکاتِ کثیرہ جانتے خواہ جس صیغہ جس زبان اور جس حالت میں بھی ہو۔ چنانچہ حضرت شیخ نظامی صاحب کے قلمی بیاض میں ہے کہ ایک دفعہ انہیں بھی مظفر آباد سے آگے آپ کی غلامی میں محفل میلاد شریف میں شمولیت کا موقع ملا۔ آپ نے وہیں شرح وقایہ کا سبق پڑھا کر محفل میں شرکت فرمائی اور تمام حاضرین کو ارشاد فرمایا کوئی بغیر وضو نہ بیٹھے اور ہر کوئی درود پاک پڑھتا رہے۔ ذکر خیر سے آپ پر خاص رقت طاری ہوئی صلوٰۃ و سلام میں بحالت قیام آپ نے شرکت کرتے ہوئے

فرمایا ایسی بابرکت محفلوں سے ایمان طاقتور ہوتا ہے۔

مسجد کے احترام میں ایک دفعہ آپ نے مصنف مثنوی تذکرہ عُبیدیہ مولوی الٰہی بخش صاحب کے بارہ میں ایک حکایت سنائی کہ مولوی صاحب مسجد میں کھڑے مجھ سے ہمکلام تھے کہ اچانک تیزی سے چل کر چند لمحات کے لئے ہی مسجد شریف سے باہر گئے اور پھر واپس آگئے میں نے سبب پوچھا تو کہا ریح خارج کرنے گیا تھا کسی سے یہ حدیث شریف سنی ہے کہ فرشتوں کی مخصوص جماعت اس امر پر مامور ہے کہ جو لوگ مساجد میں ریح خارج کریں، اس کو اپنے منہ میں لے لیں تاکہ مساجد کا ماحول بدبودار نہ ہو لہٰذا اسی دن سے شرم سی آتی ہے کہ فرشتوں کو جو پاک طاہر مخلوق ہے اسکی تکلیف دوں۔

احقر کاتب الحروف نے ایک مرتبہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز میں شامل ہونے کی آخری حد دریافت کی تو فرمایا تیسیرًا یہی قول معتبر ہے کہ جو بھی امام کے، دوسری (رکوع والی) تکبیر کہنے سے پہلے شامل ہو جائے اُسے تکبیر اُولیٰ کا ثواب مل جاتا ہے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ قرأت شروع ہونے سے پہلے شامل ہو جائے تاکہ اتفاقی طور پر اس کا ثواب حاصل کر سکے۔

دنیاوی تعلیم یعنی سکول و کالج کے ماحول میں رہ کر علم حاصل کرنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا جائز ہے اگر اسلامی تشخّص برقرار رہے اور اس ماحول کا اثر قبول کر کے یورپین فیشن میں رنگے جانے کا خطرہ نہ ہو۔

رمضان المبارک میں دورانِ اعتکاف آنجناب قبلہ ام وعظ و نصیحت فرما رہے تھے تو اسی دوران مفصل حدیث شریف سنائی جس میں حضور

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرفات مزدلفہ اور منیٰ میں دعاؤں کا مانگنا پھر قبول ہونے پر شیطان کا گوز مارتے ہوئے اور سر میں خاک ڈالے ذلیل و رسوا ہو کر دوڑنا اور بھاگنا بھی ذکر فرمایا۔ بعدازاں حج مبرور و مقبول کے فضائل میں ارشاد فرمایا کہ ایسا مبارک عمل ہے جس سے صغیرہ کبیرہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ حاجی اس دن گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج والدہ کے پیٹ سے باہر آیا ہو مگر جب آنجناب سراپا نور و سرور فداہ روحی و قلبی اس مقام پر پہنچے تو آپ پر گریہ طاری ہو گیا پھر بہتے آنسوؤں اور کانپتی آواز میں زبان درفشان سے ارشاد فرمایا۔ اللہ جلّ مجدہٗ کی بے نیاز ذات ہم جیسے بدکاروں کے ساتھ نہ معلوم حج کر لینے کے بعد کیا معاملہ فرماتی ہو گی کہ ؎

خرِ عیسیٰ اگر بمکہ رَوَد : چوں بیاید ہنوز خر باشد

ترجمہ: سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا مبارک گدھا بھی اگر مکہ شریف جائے تو واپس آنے پر (حاجی نہ بن جائے گا جس کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہوں بلکہ) تاحال گدھا ہی رہے گا۔

حضور قبلہ عالم و عالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو بے حد محبّت تھی انکے خلفاء اور انکی اولاد کے تذکرہ سے بہت خوش ہوتے اکثر و بیشتر ارشاد فرماتے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل وہ کرم فرمایا کہ پنجاب کے خطّہ میں حضور بابا گنج شکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد ایسے شاہباز لامکان کو بھیجا کہ جتنے بھی تشنگانِ معرفت تھے، ان سب کو سیراب فرمایا (بلکہ سیراب کرنے والا بنا دیا اور کسی کا محتاج نہ چھوڑا)

ایک مرتبہ آپکی تیسری پشت میں صاحبِ تصانیف بزرگ خواجہ امام بخش صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ جن کا مزار مبارکہ حضور قبلہ عالم کے روضہ شریف سے متصل

غربی جانب ہے کے متعلق سُنایا کہ دفن کے وقت ان کے رُخ انور کو قبلہ کی جانب کیا جاتا مگر وہ عمداً روضہ شریف کی جانب ایسے پھیرتے جیسے زندہ آدمی پھیرتا ہے آخر انکو اسی حال پر چھوڑ دیا گیا تو رات کو خواب میں انہیں تنبیہ فرمائی کہ ہمیں مسئلہ معلوم تھا اور قیامت تک متوجہ الی القبلہ ہی رہنا تھا مگر جنکی محبت میں زندگی گزار دی ہمیں ایک لحظہ کے لئے بھی ان (حضور قبلہ عالم) کی زیارت نہ کرنے دیتے تھے سُبحان اللہ وبحمدہ۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے یہ حکایت خود انھوں نے سُنائی جو شریک دفن تھے۔

آپ کی سَراپا شفقت ذات طلباء کرام پر انتہائی مہربان تھی باوجود اس کے کہ دورانِ تعلیم سختی نہ فرماتے۔ تاہم ختم کتاب پر بعض دفعہ معافی طلب فرماتے چنانچہ مولوی عبدالقادر بلوچ تونسوی صاحب نے جس روز ہدایہ اخیرین ختم فرمائی میں حاضر خدمت تھا رقتِ قلبی کے ساتھ آپ نے فرمایا مولانا! کتاب مشکل تھی اگر کچھ سخت و سُست الفاظ مجھ سے صادر ہوئے ہوں تو للہ فی اللہ مجھے معاف رکھنا۔ یہ سنکر مولانا صاحب دم بخود ہو گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے۔

جو طالب علم حصول علم کے ساتھ ساتھ کسبِ حلال مثلاً جلد سازی یا خیاطی وغیرہ کا کام بھی کرتا اس سے بہت خوش ہوتے اور فرماتے یہ صالحین کے شعار سے ہے۔

کوئی نرا حصولِ دنیا کی خاطر وظیفہ پوچھتا تو فرماتے صِرف دنیا میں عزت کا خواہاں ہونا مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔

طلباء کو فرماتے تمہیں لنگر خانہ میں جگہ مسجد کی آبادی کی غرض سے دی گئی ہے لہذا رات کی نماز (تہجد) سے بھی مسجد کو آباد رکھا کرو۔

کسی نے یہ اشکال ظاہر کیا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر کئی کئی اموات واقع ہوتی ہیں تو سیّدنا حضرت عزرائیل علیہ السلام ہر جگہ کیسے پہنچتے ہیں تو فرمایا خداوند تعالیٰ کی عطا شدہ قدرت سے کچھ بعید نہیں اور سیدنا حضرت عزرائیل علیہ السلام کا وجود اتنا بڑا ہے کہ کائنات اُنکی دو رانوں کے درمیان رہتی ہے وہ ایک ہی جگہ بیٹھے سب پر ہاتھ رکھنے کی حالت میں رہتے ہیں۔

طلباء کرام سے بہ ایں خوف کہ تعلیم کا معاوضہ نہ بنے ہدایا بھی قبول نہ فرماتے چنانچہ جس روز میاں غلام حسین علی پوری طالب علم نے قبلہ ام سے ناظرہ قرآن شریف ختم کیا تو ایک جوڑہ کپڑوں کا اور ایک رومال از رُوئے محبّت پیش کیا۔ آپ اوّلاً رنجیدہ خاطر ہوئے پھر فرمایا تمہیں کس نے یہ مشورہ دیا تھا؟ عرض کی کہ حضور! صِرف اور صرف از رُوئے محبت پیش کر رہا ہوں۔ خدارا قبول فرمادیں۔ تو فرمایا بہتر۔ بعد ازاں تین کپڑوں پر مشتمل جوڑہ جو ان کے کپڑوں کی نسبت بیش قیمت اور بہت عمدہ تھے لے آئے اور فرمایا مولوی صاحب! تمہارے کپڑوں کا ثواب تمہیں اور میرے کپڑوں کا مجھے اور قرآن شریف کی تعلیم مفت۔ سبحان اللہ وبحمدہ!

پھر اسی پر بس نہیں ان کے شوق کو دیکھتے ہوئے اسی روز روٹی گوشت تیار کرا کے طلباء کو جمع کیا اور انہیں فرمایا یہ دعوت میاں غلام حسین صاحب کی طرف سے ہے کہ انہوں نے قرآن شریف ختم کیا ہے، مولوی صاحب کہتے ہیں حالانکہ یہ سب اہتمام قبلہ ام نے از گرہ خود فرمایا تھا۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس خیرات کو اسی میں شمار فرمائیں کہ دایاں ہاتھ دے تو بائیں کو خبر نہ ہو تو بعید از رحمت نہیں۔ اس عمل کی فضیلت جس حدیث شریف میں وارد ہے وہ نقل کرتا ہوں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ فِیْ خَلَآءٍ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ کَانَ قَلْبُہٗ مُعَلَّقًا فِی الْمَسْجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ اِلٰی نَفْسِہَا فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَاتَعْلَمُ شِمَالُہٗ مَاصَنَعَتْ یَمِیْنُہٗ

فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ سات شخصوں کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرماویں گے جس دن انہی کی رحمت کے سائے کے علاوہ کہیں سایہ نہ ملے گا۔ انصاف کرنیوالا بادشاہ اور وہ نوجوان جس نے اللہ عزوجل کی عبادت جوانی میں گزاری اور وہ شخص جس کی آنکھوں سے خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے آنسو نکل پڑے اور جس شخص کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہو اور وہ دو شخص جنہوں نے اللہ عزوجل کے لئے ایک دوسرے کو دوست بنایا ہوا ہو اور وہ شخص جسے کسی حسینہ اور منصب دار عورت نے برائی کی دعوت دی مگر وہ کہہ اٹھا کہ مجھے اللہ عزوجل کے عذاب سے خوف آتا ہے اور وہ شخص جس نے کوئی خیرات کی پھر اسے اس حد تک مخفی رکھا اور چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہونے دیا کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا۔

ایک دفعہ عرض کی حضور! آپکی معیت میں جس قدر ذوق عبادت رہتا ہے وہ تنہائی یا اپنے گھر میں رہتے ہوئے نہیں ہوتا،

ع اللہ اللہ کا مزہ مرشد کے میخانہ میں

لہٰذا دعا فرماویں یہ غفلت ختم ہو تو فرمایا حضرات صحابۂ کرام علیہم الرضوان

بھی ایسا ہی فرمایا کرتے تھے۔

حافظ ربنواز صاحب مرادآباد والوں نے عرض کیا حضور! میرا نام ربنواز رکھا گیا ہے مگر دل کرتا ہے کہ محمد ربنواز ہوتا تو فرمایا ایسا ضرور چاہیے کہ روز محشر بھی ہماری پہچان اسی مبارک نام "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہوگی

نواب مطیع اللہ خان خاکوانی نے عرض کی حضور! کسی شخص کا دل کسی پیر پر مطمئن نہ ہو اور وہ کسی سے بھی بیعت نہ کرے تو کیا ایسا شخص مراتب سلوک طے کر سکتا ہے یا محروم ہی رہے گا تو آنجناب قبلہ ام نے ارشاد فرمایا ایسا شخص یا وہ جسے اس کا پیر مطلوبہ منزل تک نہ پہنچا سکا ہو، دونوں کو چاہیئے کہ درود شریف اس محبت اور کثرت سے پڑھیں کہ خود منبع فیوضات صمدانی ممدوح یزدانی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا واسطہ سلسلۂ فیضان جاری فرمائیں کہ انکے دامانِ رحمت سے یہ بعید نہیں کہ اپنے چاہنے والوں کو بلا واسطہ نواز دیں ۔

گرچہ ابتر باشی وبہتر شوی گر درود بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوی شوی

سبحان اللہ وبحمدہ میرے آقا و مولا سراپا نور قدس سرہٗ العزیز کا یہ فرمان ذیشان سیاہی چشم سے لکھنے کے لائق ہے کہ ان دنوں اکثریت خود بینوں اور عیب چینوں کی ہے تو وہ بھی مدارج سلوک طے کرنے سے محروم نہ رہیں گے اگرچہ بیعت کی مروج و مسنون نعمت سے مشرف نہ ہوئے ہوں۔

آنجناب قبلہ ام اس میت کے گھر کا کھانا نہ کھاتے جس کے ورثاء میں یتیم بھی ہوں ہاں اگر تمام بالغ مل کر اپنی گرہ سے خرچ کرتے تو روا رکھتے بعض دفعہ تو ایسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اپنے تعلق داروں اور ہمسایوں کی قل خوانی وغیرہ کا مکمل خرچہ اپنی طرف سے ادا فرما دیتے تاکہ یتیموں (نابالغوں)

کا مال محفوظ رہے اور اس میں خیانت واقع نہ ہو اور بالغ ورثاء کو یتیموں کے
مال کی حفاظت اور اس کے ناجائز استعمال کے گناہ کا مسئلہ بڑی شدّ و
مدّ سے سمجھاتے۔

بحمدہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ آپ کا دستِ مبارک دست سخا تھا۔ فتوحات کی
کی تقسیم میں بھی بہت جلدی فرماتے اور بعض مجالس میں آمد سے زیادہ مقدار
فقراء و اقرباء کو عطا فرماتے دیکھا گیا۔

مُرید کے لئے یہ پسند فرماتے کہ اسے شیخ کے سامنے بے اختیار ہو کر
رہنا چاہیئے۔ جیسے مُردہ غسّال کے آگے۔

کسی نے گھریلو استعمال کے لئے موٹر کار خریدنے کا مشورہ طلب کیا
تو بوجہ اختصار پسندی فرمایا ؎

بے تعلق زیستن خوش زیستن   باتعلق زیستن نگریستن،

یعنی بے تعلق زندگی گزارنے میں خوشی اور سلامتی ہے اور تعلقات کو
بڑھانا گویا رونا اور مصیبت میں پڑنا ہے۔

اگر آپ کو مشورہ دیا جاتا کہ کوئی سواری خرید فرمالیں تو از روئے غنائے
نفس ارشاد فرماتے پورے شہر کے رکشے، تانگے اور تمام کرایہ کی سواریاں اپنی
ہی ہیں جسے چند ٹکے دوں پوری تابعداری کرتا ہے اپنی سواری لی تو مصروفیاتِ
دنیویہ میں اضافہ کے علاوہ کیا حاصل ہو گا۔

مساجد کے لئے آپ کو جدید طرز سے سیدھی چھت کی نسبت
گنبد والا کمرہ بہت پسند تھا اور اس بارہ میں ارشاد فرماتے کہ بہشت
کی عمارات بھی گنبد نما ہوں گی لہٰذا یہاں مساجد اسی نقشہ والی دل کو
بھلی معلوم ہوتی ہیں۔

آپ کی عادات طیّبات سے تھا کہ ہر نو وارد سے اگر نماز کا وقت ہوتا
تو استفسار فرماتے کہ نماز پڑھ چکے ہو یا نہیں۔ ایک مرتبہ ماہِ رمضان المبارک
میں دورانِ اعتکاف آپ نے میاں محمود جان احمد پوری سے روزہ کے بارے
میں پوچھا تو انہوں نے عرض کی مسافر ہوں بعد میں رکھوں گا اس پر آپ نے
وان تصوموا خیر لکم کے تحت رُخصت کے باوجود روزہ رکھنے میں
خیر یوں سمجھائی کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے بیشک مسافروں کو رخصت تو عطا
فرمائی ہے مگر سوچو تو جو اس ماحول میں روزے نہیں رکھتے وہ بھلا بعد میں کیسے
رکھیں گے آج کل سفر انتہائی سہولت والے ہیں پھر آپ تو اپنی گاڑی پر
آتے ہیں لہٰذا اس کام میں سُستی نہ چاہیئے۔

زندگی گزارنے کے لئے فرماتے کہ ایسی طرز پر گزارنا چاہیئے کہ مخلوقِ
خدا بھی راضی رہے اور خالق تعالیٰ جل مجدہٗ بھی، عموماً یہ قطعہ بھی پڑھتے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو   ہمہ خنداں بودند و تو گریاں
آنچناں زی کہ وقت مردن تو   ہمہ گریاں بودند تو خنداں

ترجمہ:- تجھے بھلا یاد ہے کہ بوقت ولادت سب ہنس رہے تھے
اور تو رو رہا تھا اب ایسی زندگی گزار کہ مرنے کے وقت سب
رو رہے ہوں اور تو ہنس رہا ہو۔

اس احقر نے ایک سال عرس مبارک حضور بابا فرید الدین گنج شکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حاضری کی اجازت لی تو فرمایا بیٹا برموقعہ
اعراس مبارکہ مرد عورتوں کا اختلاط اور قبروں کے سامنے کھانا یہ دو اُمور
چونکہ عموماً واقع ہو ہی جاتے ہیں اور روکنے پر قدرت کے باوجود نہ

روکے تو کلمہ حق سے گریز کا جرم عائد ہو جاتا ہے لہٰذا کسی اور وقت میں حاضری دینا تو احقر رک گیا اور میں کہتا ہوں کہ حضور قبلہ ام اعراس مبارکہ کے موقع پر حاضری کو سعادت سمجھتے تھے لہٰذا اس بار روکنا یا تو امتحاناً تھا یا میری عمر یا حالات کا تقاضا یہی تھا کہ نہ جایا جائے کہ مرشد کریم بھی اس بارہ میں مرید کے حالات بہتر جانتے ہیں ورنہ مشہورِ زمانہ تصنیف "موت کا منظر" میں حضرت علامہ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان نقل ہے کہ اگر زیارت کرنیوالے قبر کے پاس بدعات اور برُے کام کرتے ہوں تو اس وجہ سے زیارتِ قبر کو ترک کرنا بڑی غلطی ہوگی، چاہیئے کہ قبر کی زیارت کرتے رہیں اور برُائیوں کے روکنے اور بند کرنے کی کوشش کریں۔

آپ چونکہ تصویر کشی سے سخت نفرت فرماتے تھے اس لئے عموماً جس مجلس میں فوٹو گرافی کا اہتمام ہوتا یا تو تشریف نہ لے جاتے اگر جانے پر معلوم ہوتا تو رُخِ انور پر رومال رکھے رہتے۔ ملتان کے مشہور و معروف تاجر جناب خواجہ محمد یوسف صاحب کا نکاح پڑھنے کو آپ تشریف لائے تو فوٹو گرافر بھی سامنے آگیا حضور قبلہ ام نے فوراً رُخِ انور پر رومال رکھتے ہوئے ہاتھ سے فوٹو گرافر کو منع فرمایا پھر بہ آوازِ بلند بھری مجلس میں زبان گوہر نشان سے بحوالہ حدیث شریف بیان فرمایا کہ ایسے شخص کو جو برُائی روکنے پر قدرت کے باوجود نہ روکے اور تماشہ بین بنا بیٹھا رہے اندھا اور گونگا بہرا شیطان کہا گیا ہے لہٰذا فرمایا اس کام سے توبہ کر لو ورنہ جب تک میں موجود ہوں، یہ فوٹو گرافی کا سلسلہ منقطع رکھا جائے یا مجھے اجازت دی جائے کہ چلا جاؤں

اسی سلسلہ میں اس احقر سے زمانہ سکول کے دوران پوچھا اخبار پڑھتے ہو عرض کی جی ہاں، تو فرمایا پڑھا کرو مگر فوٹو مت دیکھا کرو۔ معلوم

رہے کہ آپ نے کبھی اخبار قصداً نہ پڑھا اور اسی طرح ریڈیو بھی گھر میں منع تھا۔

تاریخ ملتان کے مصنّف مرحوم نے خود حاضر ہو کر اپنی تصنیف کا ایک نسخہ پیش خدمت کیا۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول فرما لیا جب کھولنے پر معلوم ہوا کہ پہلے ہی ورق پر انکی تصویر لگی ہے تو یہ فرماتے ہوئے کتاب واپس کر دی کہ ملتان کی تاریخ اور سیرتِ اولیاء لکھنا مقصود تھا یا اپنی تصویر کی نمائش؟ پھر بطورِ کلمۂ حق تصویر کشی اور اسکی بلاضرورت اشاعت پر مذمت فرماتے ہوئے چند احادیث مبارکہ جن میں اس عمل پر وعیدیں مذکور ہیں، بھی سنائیں۔

میرے والد گرامی جب اپنے گھر کے قریب مسجد خواجہ آباد کی تعمیر مکمل فرما چکے تو جا کر عرض کی امامت کے لئے کوئی معقول طالب علم چاہیئے جو طہارت وغیرہ کا خوب اہتمام کرتا ہو۔ لہٰذا جسے مناسب سمجھیں مقرر فرمائیں۔ قدرے توقف کے بعد فرمایا۔ خود معقول بنا پڑے گا اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے جیسے دکان کارخانہ وقت پر کھولنے کے لئے وہاں جاتے ہیں اسی طرح مسجد بھی فکر سے آئیں گے ورنہ سستی بھی ہو سکتی ہے، چنانچہ والد صاحب مدظلہٗ نے مشورہ پر سرِ تسلیم خم کیا، اور بحمدہ تعالےٰ آپ کی توجہ و برکتِ دعا کے سبب اتنا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود مسجد کا انتظام بڑی استقامت سے خود ہی چلا رہے ہیں قبلہ والد صاحب یا ہم بھائیوں سے کوئی نماز پڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قصوریں معاف فرما کر قبولیت کا درجہ عطا فرما دیں۔ آمین۔

حجۃ الاسلام خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمۃ کے مرید خاص نواب

صوفی عطا محمد خاکوانی جو آپکے بار بار بتلانے کے باوجود ایک شرعی نقص دُور نہ کر رہے تھے، نے خالص چینی کے پیالہ میں ٹھنڈا اور عُمدہ فالودہ عبدالرحیم خان بزدار صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ کے ہاتھ تحفۃً بھیجا تو آپ نے واپس کرتے ہوئے فرمایا شریعت مُصطفوی فالودہ کی محتاج نہیں۔ پہلے شرعی نقص دُور کرو۔ (قلمی بیاض شیخ نظامی صاحب) سُبحان اللہ! یہ آپکے الحب للہ والبغض للہ کی ادنیٰ مثال ہے۔

کوئی عقیدت مند اپنے بیٹے اور بہو میں محبت نہ بننے کی شکایت لے کر دُعا طلبی کو حاضر ہوا تو آنجناب والا صفات نے پوچھا میاں! رشتہ سے پہلے بیٹے سے بھی مشورہ لیا تھا یا نہیں؟ عرض کی حضور! نہیں، تو فرمایا بہو سے تُو نے نبھاؤ کرنا تھا یا بیٹے نے۔ اس وقت لڑکوں کو مہمل چھوڑ کر ان سے مشورہ تک نہیں لیتے پھر دُعائیں کرواتے پھرتے ہیں یعنی آپ کو یہ رواج کہ والدین اولاد کی مرضی بغیر جہاں چاہے رشتے کر دے، پسند نہ تھا۔

اولاد نیک ہو، اس مقصد کے لئے آپ عموماً قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھنے کی تلقین فرماتے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

ترجمہ: اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و رشد کو راسخ فرما دے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں۔ اور میں

تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں ہوں۔

مدارس اسلامیہ جو حیلوں کے ذریعہ زکوٰۃ و دیگر واجبی صدقات کی رقم مدرسہ پر خرچ کرتے آپ کو یہ پسند نہ تھا، بلکہ اس کام کے لئے یہ مشورہ دیتے کہ متولی و مہتمم کو چاہیئے کہ خود ہر وقت اس حال میں رہے کہ زکوٰۃ لینے کا استحقاق اس کے لئے ثابت رہے یعنی خود مستحق ہونے کے سبب زکوٰۃ لے سکے تو بہت بہتر ہے کیونکہ اس کے علاوہ جملہ حیل تقویٰ اور پرہیزگاری کی رُو سے مدارس اسلامیہ کے مہتمم حضرات کے لئے مناسب نہیں۔ سُبحان اللہ! آپ کے فرزندِ محترم حضور معدن جود نے اپنے راسخ الاعتقاد مُرید اور جیّد عالمِ دین مولانا صاحب یار بستی ملوک والوں کے مدرسہ میں بے شمار طلباء کا ہجوم دیکھ کر انہیں ارشاد فرمایا۔ "مولانا! روزِ محشر تم سے اس بارہ میں سوال نہ ہوگا کہ اتنے طلباء کو قرآن کیوں نہ پڑھایا تھا؟ ہاں اگر زکوٰۃ کی مد میں آئی ہوئی رقم جائز طور پہ استعمال نہ کی تو پُرسش ہوگی لہذا اس معاملہ میں خوب مُحتاط رہا کریں۔"

حضور سراپا نور لاؤڈ سپیکر پر جماعت کی نماز اور شبینہ کو اچھا نہ سمجھتے بلکہ ایسے مواقع پر احتیاط فرماتے کہ اتنا قریب کھڑے ہوتے کہ اکی آواز بغیر لاؤڈ سپیکر کے وہاں تک پہنچ سکے۔ اس ضمن میں عموماً یہ فرماتے کہ شریعت مطہرہ نے مقتدیوں تک مکبّرین کے ذریعہ تکبیرات کی آواز پہنچانے کا اہتمام تو کیا ہے مگر قرأت کی آواز پہنچانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا لہٰذا یہ ضروری بھی نہیں۔ حرمین شریفین کا ایک خود بینی واقعہ سُناتے کہ ایک دفعہ وہاں بجلی فیل ہونے کے سبب چونکہ مکبّرین کا مکمل انتظام نہ تھا لہذا نماز میں بہت خرابی واقع ہوئی جس سے میں سمجھا کہ اگر

قدیم طریقہ کے مطابق مکبّر مقرر ہوتے تو آج پریشانی نہ اُٹھانا پڑتی ۔

محترمہ نانی صاحبہ کے وصال کے بعد والدہ محترمہ ایک دفعہ بعد نمازِ عشاء اپنے والدِ گرامی حضور قبلہ ام کو ملنے گئیں تو آپ حسبِ معمول ابھی مسجد شریف کے بیرونی تخت پوش پر تشریف فرما تھے انتہائی طیبِ خاطر سے ملاقات فرمائی پرسشِ احوال کے بعد مجھے فرمایا کہ حجرہ مبارکہ میں جاکر دیکھو کچھ کھانے کی چیز موجود ہے یا نہیں آپ چونکہ فتوحات عموماً تقسیم فرماتے رہتے تھے اس لئے اسوقت کچھ موجود نہ تھا پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو چند روپے تھے جو مرحمت فرمائے والدہ مکرمہ نے تکلّفاً کہا آپ کی زیارت کو آئی تھی یہ کوئی ضروری ہے ؟ فرمایا اسی لئے تو دے رہا ہوں کہ زیارت کو آئے ہو کہ حدیث شریف میں ہے ۔

مَنْ زَارَ حَيًّا وَلَمْ يَذُقْ مِنْهُ شَيْئًا فَكَاَنَّمَا زَارَ مَيِّتًا ۔ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم ۔

جس نے کسی زندہ کی زیارت کی اور اس سے بطورِ مہمانی کچھ نہ چکھا تو ایسے سمجھے کسی میّت کی زیارت کی ہے ۔

اسی طرح آپ کسی کو کچھ عطا فرماتے وہ تکلّفاً عرض کرتا حضور خیر ہے اسکی کچھ حاجت نہیں تو تبسّم کناں فرمایا کرتے تھے، لینے میں بھی کچھ شر نہیں ۔

خواجہ محمد فاروق صاحب نے عرض کی عمروں میں برکت نہیں رہی کہ جوانی کی اموات بڑھ گئی ہیں فرمایا رشتہ داروں خصوصاً بہنوں کے حقوق کا تحفظ کرنا، ان سے میل جول رکھنا اور تحائف لینا دینا عمر میں برکت کے اسباب میں سے ہے۔ آنجناب قبلہ ام کے اس فرمان کی تائید میں احادیثِ صحیحہ موجود ہیں جو اختصاراً ترک کی جاتی ہیں، آنحضور قبلہ ام

بھی رشتہ داروں کے حقوق کا خوب تحفظ فرماتے بالخصوص اپنی ہمشیرہ محترمہ کا اس قدر احساس فرماتے کہ سفر سے واپسی پر بعض دفعہ مسجد سے ہوکر اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے جاتے پھر اپنے دولت خانہ تشریف لے جاتے اسی طرح دوسرے رشتہ داروں پوتوں پوتیوں نواسوں. نواسیوں وغیرہم سے خوب حُسن سلوک فرماتے ۔

حضرت مولانا محمد مسعود صاحب مرحوم فرماتے تھے ۱۹۷۱ء کوئٹہ سے چمن جاتے ہوئے میں بڑے ذوق سے حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی مشہور زمانہ نعت "نسیما جانب بطحا گذر کن الخ" پڑھتا رہا قریب بیٹھا ایک شخص بھی سُن کر میری طرح محظوظ ہو رہا تھا ملتان واپسی پر میں حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ کی زیارت سے مشرف ہوا تو آنجناب حضور سیّدی مرشدی نے عجب اپنے ان ماموں زاد بھائی کا خواب سُنا تو انہیں حج کی سعادت حاصل ہونے کی بشارت دی وہ فرماتے ہیں میں حیران کہ میرے پاس اتنی رقم کہاں، بہر حال چند دن ہی گزرے تھے کہ مجھے مبلغ سولہ سو روپے کا ڈرافٹ اور خط ملا جس میں لکھا تھا یہ اسکی طرف سے ہے جس نے کوئٹہ سے چمن تک آپ کے ہمراہ سفر کیا تھا تا کہ آپ سعادت حج حاصل فرما سکیں ۔

خواجہ محمد فاروق صاحب مرحوم نے خواب میں بار بار سورۃ کوثر پڑھنے کا ذکر کیا تو آنجناب قبلہ ام نے انہیں بھی عنقریب حج کے حصول کی بشارت دی. خواجہ صاحب بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے خیال میں بھی نہ تھا کہ حج کروں گا مگر اچانک گولڑہ شریف سے حضرت صاحب کا فون آگیا کہ تم بھی حج کے لئے ہمراہ چلو تو انتظام ہے چنانچہ چلا گیا ۔

حضرتم قبلہ والد صاحب مدظلہ نے استخارہ کے بعد خواب میں خود

کو عریاں ننگے کپڑوں کی تلاش میں اِدھر اُدھر پریشان پھرتا دیکھا تو آنجناب قبلہ ام نے تعبیر کے طور پر فرمایا بہتر خواب ہے اگر کپڑوں کی تلاش نہ ہوتی تو پھر اچھا نہ تھا کہ خود کو ننگا دیکھنا اپنے عیوب کو دیکھنا ہوتا ہے لہذا عیبوں پر پردہ اسی صورت میں پڑے گا جب وہی کام کرو گے جس کا استخارہ کیا ہے چنانچہ وہی کام کیا گیا تو بحمدہ تعالیٰ خوب بہتر انجام ہوا۔ ان واقعات سے میری مراد یہ کہ آنجناب قبلہ ام فن تعبیر میں بھی بڑی مہارت رکھتے تھے۔

عوام الناس میں رسمی تکلفات سے ہیبت پیدا کرنا آنجناب کا طریقہ نہ تھا بلکہ گھریلو کام کاج وغیرہ میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ خوش طبعی اور مزاح کو بھی پسند فرماتے۔ آنجناب قبلہ ام ایک دفعہ وضو فرما رہے تھے کہ کسی عقیدت مند نے کچھ نذر گزارنے کے لئے بے تکلفی کرتے ہوئے بجائے ہاتھوں میں دینے کے اپنا ہاتھ آنجناب کی جیب میں ڈالا تو آپ نے فوراً تبسم کناں ارشاد فرمایا میاں اگر جیب کاٹنا ہی ہے تو میری حیثیت کا خیال بھی کر لینا کہ فقیر آدمی ہوں جس سے وہ ہنس پڑا۔

اسی طرح اپنی اہلیہ محترمہ (نانی صاحبہ) سے بھی گاہے گاہے مزاح فرماتے وہ روٹی انتہائی آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھایا کرتی تھیں جس دن انہیں سخت بھوک لگی ہوتی اور وہ اپنے حصہ کی تھوڑی سی روٹی بچائے ہوتیں تو آپ مزاحاً ایک لقمہ توڑ لیتے وہ ذرا محسوس فرماتیں تو فرماتے بی بی! کیا کروں آپ کی روٹی سے لقمہ لوں تو اتنا خوش ذائقہ لگتا ہے کہ بتا نہیں سکتا جس سے وہ خوش بھی ہوتیں اور روٹی اٹھا بھی لیتیں۔

دورانِ سفر حاجی پور شریف میری کار کے پیچھے ایک کتا بہت

تیزی سے دوڑنے لگا، حتیٰ کہ کار کے برابر میں آ گیا اور متواتر بھونکتا رہا تو آنجناب قبلہ ام نے فرمایا میاں تمہارا سلام ہو گیا اب چلے جاؤ جس سے ہم سب رفقاء کو ہنسی بھی آئی اور بہ برکت فرمان ذی الاشان کتا بھی ہٹ گیا۔

مزاحیہ حکایات بھی کبھی کبھی سناتے، ایک دفعہ خیر پور شریف بیٹھے عشق و محبت کے موضوع پر گفتگو فرما رہے تھے تو ارشاد فرمایا عاشق صادق وحید العصر خواجہ غلام فرید صاحب کوٹوی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا حضور! عاشق تو دبلے پتلے ہوتے ہیں مگر آپ کیوں جسیم ہیں تو حضور خواجہ صاحب نے فرمایا "مجھے عشق و محبت کے بھڑوں نے کاٹ لیا ہے۔" یعنی نیش زنبور خوردہ (جسے بھڑ نے کاٹا ہو) بظاہر درد سے چلا رہا ہوتا ہے مگر دیکھنے میں وہی جگہ ورم کے سبب صحت مند اور جسیم دکھائی دیتی ہے۔

اسی طرح کوٹ مٹھن شریف بیٹھے ہوئے بھی آپ عشق و محبت کے بارہ میں فرما رہے تھے کہ بڑا صبر آزما کام ہے عاشق کہلوانا آسان ہے مگر اس کے امتحان بڑے سخت ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا کسی کے محبوب نے اس کے بے شمار خطوط کا جواب نہ دیا تو اس نے بالآخر محبوب کو لکھا۔

کاغذ قلم تے مس نوی	ڈیونڑ جواب دا ڈس نوی
یا عشق اساڈے دی چس نوی	ڈییں جواب یا چپ کروں

تو محبوب نے جواباً لکھا۔

کاغذ قلم تے مس وی ہم	ڈیونڑ جواب دا ڈس وی ہم
عشق تساڈے دی چس وی ہم	پر عاشق سڈوائی ذرا جھمب تاں سئی

کوئی گیارہویں شریف قل خوانی اعراس مبارکہ وغیرہ کے تبرکات کے متعلق کہتا کہ حضور! غیر مقلدین یا سخت قسم کے دیوبندی کیوں نہیں

کھاتے ؟ تو بطورِ خوش طبعی تبسّم کناں ارشاد فرماتے کھاتے تو دونوں ہیں ہم بھی وہ بھی مگر فرق اتنا ہے کہ بحمدہ تعالیٰ ہم حلال سمجھ کر کھاتے ہیں وہ حرام سمجھنے کے باوجود کھا جاتے ہیں۔

گاہے گاہے یہ قصہ بھی بیان فرماتے کہ میرے ماموں زاد بھائی جناب مولانا محمد شفیع صاحب بانی مدرسہ قاسم العلوم ملتان مجھ سے روزانہ دُودھ منگواتے تھے جب مہینہ گزرا اور رقم منگوائی تو ایک دن کے پیسے کم دیئے پوچھا تو فرمانے لگے گیارہویں شریف والے دن کا دُودھ تو ہم مفت پیا کرتے ہیں یہ بات فرما کر آپ تبسّم فرماتے پھر فرمایا مَیں نے کہا لوگوں کے لئے آپ حرام کہتے ہیں اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں تو فرمانے لگے لوگ سمجھتے ہیں گیارہویں کا دُودھ خیرات نہ کیا تو گائے مر جائے گی لہٰذا ان کا اعتقاد درست نہیں ہوتا تو مَیں نے کہا انہیں مسئلہ سمجھانا چاہیئے نہ کہ حلال کو حرام کہنا شروع کر دینا چاہیئے۔ معلوم رہے کہ باوجود اس اختلاف کے آپ کے زہد و تقویٰ کو دیکھتے ہوئے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نے آخری عمر میں اپنے جنازہ کی امامت کے لئے آنجناب قبلہ ام ہی کی وصیت فرمائی تھی۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ مسلم شریف جلد دوم کی یہ حدیث جب سے پڑھی گیارہویں شریف کے استحباب میں کوئی شک نہیں رہا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْھِجْرَۃِ فَقَالَ وَیْحَکَ اِنَّ شَانَ الْھِجْرَۃِ لَشَدِیْدٌ فَھَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَھَلْ تُؤْتِیْ صَدَقَتَھَا قَالَ نَعَمْ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی الَّتِیْ ذُکِرَ بَعْدَھَا قَالَ فَھَلْ یُحْتَلَبُھَا یَوْمَ وِرْدِھَا قَالَ

نَعَمْ) قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَنْ یَّتِرَکَ مِنْ عَمَلِکَ شَیْئًا۔ ترجمہ: سیدنا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے آنحضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارہ میں (شوق ظاہر کرتے ہوئے) سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شفقت فرماتے ہوئے فرمایا بیشک ہجرۃ کا معاملہ تو بہت سخت ہے پھر فرمایا کیا تمہارے کچھ اونٹ ہیں ؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں فرمایا کیا انکی زکوٰۃ ادا کرتے ہو عرض کی جی ہاں (ایک اور روایت میں ہے جو حضرت امام مسلم نے اس روایت کے بعد ذکر کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی پوچھا کہ جس دن اُونٹ کو پانی پلانے جاتے ہو اس دن کا دودھ دودھ کر خیرات کرتے ہو عرض کی جی ہاں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر چاہے سمندر پار (اپنے وطن میں رہ کر) بھی تم مصروفِ عمل رہے تو اللہ تبارک و تعالےٰ تمہارے عمل سے بلحاظِ اجر کچھ بھی کمی نہ فرمادیں گے

اور صاحبِ مشکوٰۃ نے کتاب الزکوٰۃ میں مسلم شریف ہی سے ایک طویل حدیث مبارکہ نقل کی ہے جس میں اُونٹوں کی زکوٰۃ نہ دینے پر جو وعید بیان کی گئی ہے اسی میں زکواۃ کے علاوہ ضمناً یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَمِنْ حَقِّھَا حَلْبُھَا یَوْمَ وِرْدِھَا کہ اُونٹوں کے بعض حقوق میں یہ بھی ہے کہ ہر پانی پلانے کی باری کے دن ان کا دُودھ خیرات کیا جاوے۔ سُبحان اللہ ! اس زمانہ میمونہ میں ہر باری پر دُودھ خیرات کیا جاتا تھا آج مہینہ بعد مسلمان یہ نیک عمل کرتے ہیں تو روکنے والے حیا نہیں کرتے کہ نیک کام خود نہ کریں تو کم از کم دوسروں کو تو نہ روکیں۔

حضور خواجہ غریب نواز کے متعلق آپ یہ بھی سُنایا کرتے تھے

کہ ایک مرتبہ آپ نے طلباء کرام کو اکٹھے ہو کہ کہیں سے آتے دیکھا تو استفسار فرمانے پر معلوم ہوا کہ کسی صاحب نے گیارہویں شریف کا اہتمام کیا تھا جس پر دعوت کر گئے تھے تو آنجناب نے انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا الحمد للہ ابھی نیک بخت اور سعادتمند لوگ موجود ہیں، حضور قبلہ امام سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے تھے کہ ضمناً معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف کا منکر اس جزوی سعادتمندی اور نیک بختی سے محروم ہے

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ یہاں اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ گیارہویں شریف کے متعلق عوام الناس میں مختلف رائیں موجود ہیں میں نے اپنے پیر صحبت معراجِ انسانیت حضرت مولانا مفتی محمد عبد الودود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو سُنا اسکا خُلاصہ یہ ہے کہ قطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت الشیخ محی الدین السید ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرس مبارک کو باقی مشائخ کرام کے اعراس مبارکہ سے ممتاز کرنے کے لئے بجائے سال میں ایک مرتبہ کے ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ کو فرماتے جس کی وجہ سے آپکی گیارہویں شریف کی شہرت ہوئی جیسا کہ تکملہ سیر الاولیاء میں بھی موجود ہے۔

غالباً حضرت پیر پیران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مُبارک گیارہ تاریخ کو تھا یا اس تاریخ کے تعین میں کوئی اور حکمت پوشیدہ تھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہرحال آپ کے اس عمل نے حق تعالیٰ جل شانہ کی مقدس بارگاہ میں وہ مقبولیت پائی کہ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو یہ نعمت بخشی کہ لوگ اب آپ ہی کی یاد ہر ماہ مناتے ہیں حالانکہ دراصل

یہ ماہ بماہ خود آقائے نامدار سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرس مُبارک ہی منایا جاتا ہے اور ضمناً اس بدعت حسنہ کے بانی حضور قطب ربانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی بھی ایصالِ ثواب کے وقت خصوصاً ذکر کیا جاتا ہے ورنہ حضرت پیر پیران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک کی تاریخوں میں نو ۹، تیرہ ۱۳ اور سترہ ۱۷ ربیع الثانی کی روایتوں کو گیارہ ۱۱ کی نسبت مؤرخین کے نزدیک زیادہ شہرت اور قوت حاصل ہے۔

یہ بھی معلوم رہے کہ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ کے مشائخ کرام بھی گیارہویں شریف کا اہتمام کرتے آئے ہیں اور اس میں بڑے فوائد اور حکمتیں معلوم کی ہیں جیسا کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی نشاۃ ثانیہ کے بانی جناب قطب الاقطاب حضرت الشیخ الشاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوباتِ شریفہ الموسوم بہ مکتوباتِ کلیمی کے مکتوب صد و ہفتدیم ۱۱۷ میں اس کا ذکر یوں موجود ہے۔ " وحفظ اوقات بذکر و مراقبہ و ہمیشہ عرس یازدہم لازم وقت دانند ناغہ نشود الخ " ترجمہ: اپنے اوقات کی، ذکر اور مراقبہ سے حفاظت کرتے رہیں اور گیارہویں شریف کے عرس مبارک کو اس دور میں ضروری سمجھتے ہوئے ہمیشہ کا معمول بنالیں اور اس میں ناغہ نہ ہونے پائے " پیر برادران کی خدمت عالیہ میں التماس کہ مخالفین کی بے ہودہ اور بے فائدہ گفتگو پر کان مت دھریں اور اپنے لئے اپنے سلسلہ عالیہ کے اس عظیم المرتبت رُوحانی پیشوا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانِ ذیشان کو کافی سمجھیں۔

قبلہ امام سراپا نور بچّوں پر بہت ہی شفیق تھے انکی خوشی میں کبھی رکاوٹ نہ بنتے البتہ نو دس سال کی عمر کے بچّوں کو ترکِ نماز پر زجر و توبیخ فرماتے

گا ہے گا ہے ہلکی ضرب بھی فرما دیتے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔

بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں (باوجود کہنے کے نہ پڑھیں تو) اس کے ترک پر انہیں مار بھی اور اس عمر میں ان کے بستر بھی علیحدہ بنا دو۔

بالکل کم عمر بچوں کو آپ خود کھیلتا دیکھ کر خوش ہوتے بلکہ ان کی خوشی میں اسطرح شریک بھی ہوتے کہ کسی بچے کو اپنی گود میں بٹھا کر اپنی شال اُوپر ڈال دیتے پھر اس کا نام لے کر دُوسروں کو فرماتے بھلا دیکھو وہ کہاں گم ہو گیا ہے وہ خوب اِدھر اُدھر ڈھونڈتے۔ فرماتے فلاں جگہ دیکھو فلاں جگہ دیکھو آخر میں کپڑہ اُوپر کر کے فرماتے دیکھو وہ نکل آیا وہ دیکھ کر خوش ہو جاتے۔

جن مریضوں کو خون لگوانے کی حاجت ہوتی اگر چہ اجازت فرماتے مگر از راہِ تقویٰ ایک مرتبہ مجھے فرمایا خدانخواستہ کبھی مجھے حاجت پڑے تو میرے لئے یہ انتظام نہ کرنا (غالباً اسی لئے فرمایا ہوگا کہ ناپاک چیز سے علاج مختلف فیہ ہے)

کسی سے آپ کو دینی رنجش ہوتی اور وہ صلح کے درپئے ہوتا تو ارشاد فرماتے تم صلح چاہتے ہو مگر میں اصلاح چاہتا ہوں لہذا تم اصلاح کر لو، صلح کی حاجت بھی نہ رہے گی یعنی رنجش ختم ہو جائے گی۔

اور آپ معمولی باتوں پر تنازعہ اور قطع تعلق کرنے والوں کو عموماً حدیث

شریف کا حوالہ دیتے ہوئے یوں نصیحت فرماتے کہ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ہمیں یہ مبارک درس دیا ہے کہ جو تم سے توڑے تم اس سے جوڑو، جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کرو، جو تمہیں محروم رکھے تم اسے عطا کرو۔

کوئی عقیدت مند نماز کا عادی نہ ہوتا تو اسے صرف پانچ فرض، صبح کی دو سنت اور وتر پر پابندی کی تلقین فرماتے وہ اس اختصار پر خوش ہو کر نماز شروع کرتا اور چند ہی دنوں میں نماز کا لطف پا کر آپ کی دعا اور توجہ سے پُوری نماز پڑھنے لگتا۔ اس طرح کی سہولت دینا آپکی عادات مبارکہ میں تھا اور اکثر یہ حدیث شریف بھی بیان فرمایا کرتے تھے یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا کہ دین میں آسانی پیدا کرو تنگی اور مشکل پیدا نہ کرو خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ او کما قال

نماز جنازہ سے پہلے یا بعد میں موقع پاتے تو دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرماتے جناب راجہ احمد یار صاحب مرحوم جو بہت مالدار اور بڑے زمیندار تھے کا جنازہ حماد پور سے اُٹھا تو ارشاد فرمایا راجہ صاحب! کبھی کہتے تھے میرا مال اور میری فلاں چیز آج سب کچھ یہیں پڑا ہے مگر تم جا رہے ہو۔ اس طرح دُوسروں کو نصیحت فرمائی کہ آخرت کی تیاری میں مصروف رہو کہ سب کو اسی طرح ہی سب کچھ چھوڑ کر چلے جانا ہے۔

حضرت قبلہ والد صاحب مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حرم مکہ شریف میں بیٹھا تلاوت کر رہا تھا سورۃ جن آنجناب قبلہ سراپا نور نے بغور سنی تو رقت طاری ہو گئی مجھے شان نزول اور معانی بتلائے اور یہ وقت عجب باذوق تھا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

والد گرامی ہی بیان فرماتے ہیں کہ حرم مکہ شریف میں جبکہ موسم

انتہائی گرم تھا ایک سیاہ فام جو بظاہر عوام الناس سے لگتا تھا نے بوقت اذان مغرب آپ کے سامنے روزہ افطار کیا تو بھی آپ کی طبیعت ذوق سے بھر گئی اور ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتے بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں پھر ارشاد فرمایا عوام الناس میں بھی خواص ہوتے ہیں لہٰذا کسی کو حقیر مت سمجھو (کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ متقی ہے اور تقویٰ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صاف صاف بیان فرمادیا کہ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا یعنی تقویٰ دل میں ہوتا ہے، اور دل کو کسی نے چیر کر نہیں دیکھا۔ سبحان اللہ!)

لنگر خانہ میں مقیم جناب صوفی الٰہی بخش صاحب قصاب مرحوم اور جناب میاں عبدالرزاق صاحب مرحوم دونوں کو جب آپ دیکھتے کہ اکثر روزہ دار ہونے کے علاوہ نیم شب کے بعد بیدار بھی رہتے ہیں تو فرماتے عوام میں خواص ہوتے ہیں انکا شمار بھی انہی میں معلوم ہوتا ہے۔

مولانا محمد عبدالرزاق صاحب سیت پوری مدظلہ، فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی ترغیب سے سیت پور ہی میں مدرسہ کی بنیاد رکھی تو آنجناب قبلہ نے اپنے دستِ سخا سے میری بھرپور امداد فرمائی پھر ہمیشہ سال بسال رمضان المبارک میں امداد فرماتے رہے، اور یہ بھی فرماتے کہ میں جو امداد کیا کروں اس کا علم کسی کو بھی نہ ہونا چاہیئے۔ حتیٰ کہ فرمایا میری اولاد کو بھی اسکی خبر نہ کرنا میں نے مدرسہ کے نام کے لئے عرض کیا کہ جدِّ اعلیٰ جناب

حضرت مولانا محمد مُراد صاحب علیہ الرحمۃ سے منسوب ہونا چاہیئے تو فوراً فرمایا، "مدرسہ عربیہ مُراد الاسلام" رکھ دو اور یہ بھی فرمایا کہ اس کام کی بنیاد رکھی ہے تو یاد رکھنا خلوص اور استقامت دونوں ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائیں (کہ عدم استقامت کے سبب مالی مشکلات کے دیکھتے ہوئے کام چھوڑ دو یا بوجہ عدم اخلاص آخرت کے اجر سے محروم رہو)

مولانا حق نواز صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے حضور سراپا شفقت ہر ہر بچّہ کی ولادت پر نقدی رقم کے علاوہ ایک چارپائی اور بستر عطا فرماتے اور اس کے علاوہ تعمیری ضرورت و دیگر حاجات کے وقت بہت امداد فرماتے تھے، غریب عیالداروں پر ویسے بھی بہت مہربان تھے گائے بھینس تک کا عطیہ فرمادیتے تھے۔ اسی طرح کسی کو رہائش کے زمین دی بعض کو نلکے لگوادیئے۔ الغرض اسطرح کی سخاوت کے قصّے بے شمار ہیں کہ بیوہ عورتوں یتیم بچّوں اور معذوروں کی دل کھول کر امداد فرماتے تھے۔

حاجی حافظ محمد بخش صاحب چوک منڈہ والے فرماتے ہیں کہ۔ مجھے ایک دفعہ کچھ رقم بطور قرضِ حسنہ ضرورت تھی چونکہ آپ کے فرزند اکبر جناب معراج النسانیت اس وقت موجود نہ تھے تو میں نے حضور بحر العلوم کی خدمت میں عرض کیا انہوں نے قبلہ والد صاحب حضور سراپا نور کی خدمت میں حاضر ہونے کو فرمایا میں نے عرض کیا آپ آرام میں ہیں تو فرمایا کوئی آرام نہیں جاکر پاؤں مبارک دباؤ خود پوچھیں گے کیسے آئے ہو۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو آپ نے فوراً آنے کا سبب پوچھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے واقعی آرام میں نہ تھے بلکہ پاس انفاس میں مشغول تھے تو میں نے مدعا ظاہر کیا اصلاً ناراض نہ ہوئے بلکہ فوراً اُٹھ کر میری حاجت

پوری فرمائی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

معلوم رہے کہ آپ حوصلہ اور استقامت کے پہاڑ تھے خویش و اغیار میں کوئی بھی کسی قسم کی زیادتی کرتا منجانب حق تعالیٰ سمجھتے اور انتقام نہ لیتے

اسی ضمن میں جناب حافظ الٰہی بخش کھیڑہ ساکن مٹّی پلی نے بیان کیا کہ حضور سراپا نور مسجد شریف کے جنوبی برآمدہ میں بیٹھے اپنے عین عالمِ شباب میں ولی محمد نامی جموں کشمیر کے طالب علم کو سبق پڑھا رہے تھے اور قریب ہی سڑک پر کھڑے چند لڑکے کھیل کود میں مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ شور و غل بھی مچا رہے تھے لہٰذا مسجد اور درس و تدریس کے احترام میں آپ نے ان کو معمولی زجر کے بعد دُور جانے کا حکم فرمایا۔ وہ دُور تو چلے گئے مگر ایک ناعاقبت اندیش نے سڑک سے ایک بڑا سا پتھر اُٹھا کر آپ سراپا حلم و حیا کو اس طرح نشانہ باندھ کر مارا کہ سیدھا کمر مبارک پر آ لگا۔ پتھر کا لگنا تھا کہ چشم زدن میں کشمیری طالبِ علم نے جو بڑا پھرتیلا اور انتہائی صحت مند تھا برآمدہ سے جست لگا کر لڑکے کو پکڑ لیا پھر اپنے استادِ محترم کے رُوبرُو پیش کیا۔ قربان جاؤں آپ کی حلیم الطبع ذات نے اصلاً انتقام لیا بلکہ اسے معاف فرما دیا حالانکہ اسوقت آپ کی پُشت مبارکہ میں شدید درد ہو رہا تھا۔

جناب حافظ غلام رسول صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے میں نے زمانہ طالبِ علمی میں آنجناب قبلہ ام سے عرض کیا کہ کسی غیر مقلد نے کہا کہ تم جو اعتقاد رکھتے ہو ؎ ملتان ما بجنّت اعلےٰ برابر است

کہ ہمارا ملتان اعلیٰ جنّت کے برابر ہے تو تمہیں جنّت سے دھکیل کر ملتان بھیج دیا جائے گا۔ اس پر حضرت قبلہ استاذیم نے فرمایا پھر تو وہ واہ ہے اگر ہماری جنّت میں ہمیں کوئی مسجد صفائی کرنے کو، چند کتابیں مطالعہ کو،

چند اہل اللہ درویش صحبت کو مل جائیں اور ہم اپنے مولا تعالےٰ جل شانہٗ کی یاد میں رہیں تو اور کیا چاہیں گے؟ گویا آنجناب قبلہ ام نے اشارہ فرمایا کہ جنّت میں ذوقِ عبادت نہ رہا تو جنّت کا مزہ جاتا رہے گا۔

حضور ولی لاثانی کے راسخ الاعتقاد مُرید جناب صوفی عبد القادر لاہوری بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ عرض کی حضور! بعض عقیدتمند جب میرے ہاتھ چُومتے ہیں تو بہت شرمندگی ہوتی ہے لہٰذا مناسب ہو تو سب کو منع کر دوں؟ سُبحان اللہ، فوراً ہی تبسم کناں ارشاد فرمایا: "صُوفی صاحب کہتے ہو میرے ہاتھ چُومتے ہیں تم نے کب سے یہ ہاتھ اپنے ہاتھ سمجھے ہوئے ہیں؟ میں نے تو جب سے یہ ہاتھ اپنے مرشدِ کریم کے ہاتھ میں دیا ہے پھر اسے اپنا نہیں بلکہ شیخ کا ہاتھ ہی سمجھا ہے بلکہ چند ہی واسطوں کے بعد نسبت کے سبب یہ ہاتھ خود آقائے نامدار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دستِ مبارک بن جاتا ہے جس کی لوگ تعظیم کرتے ہیں بھلا بتاؤ اگر یہ نسبت نہ ہوتی تو ہماری عزت اسی طرح ہوتی؟ ہرگز نہیں لہٰذا ماؤمنی کو دخل نہ دیا کرو۔"

گویا فنا فی الشیخ کے بعد فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا۔

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر ؏ ہم ان کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

ایک سال حج کے لئے فارم بھرے جانے لگے تو آپ نے بھی شوق فرمایا احقرِ بے ہیچ نے بھی ارادہ کر لیا تو گروپ لیڈر کی جگہ ہم سب ساتھیوں نے آپکا نام نامی لکھ دیا دستخط کرتے وقت دیکھ لیا تو فرمایا سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ کہ قوم کا سردار (لیڈر) قوم کا خادم ہوتا ہے، کے سبب جو بھی لیڈر بنے لازم ہے کہ وہ خدمت کر سکتا ہو لہٰذا میں تو اب

ضعیف ہوں خدمت کے لائق نہیں تو تم اپنے میں سے کسی کو مقرر کرو چنانچہ
اس احقر لاشئ کا نام تجویز ہوا مگر قسمت نے یاوری نہ کی اور اس مبارک
سفر میں کبھی آپ کی رفاقت باسعادت حاصل نہ کر سکا۔

اس احقر لاشئ نے ایک دفعہ پوچھا حضور! بعض لوگوں کی آمدن کچھ
حلال اور کچھ حرام وجہ سے ہوتی ہے تو اگر ایسے لوگ دعوت کریں کیا قبول
کرنا چاہیئے؟ فرمایا حق تعالٰے جل شانہ ارحم الراحمین ہیں فرشتوں کو حکم
فرماتے ہیں کہ میرا بندہ نیکی کا جو کام کرے تم وہ اسکی حلال آمدنی سے لکھنا تاکہ
درجہ مقبولیت کو پہنچے۔

حضور شیخ کبیر خواجہ فریدالدین محمد مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مناقب و فضائل بیان فرماتے ہوئے آپ نے جب یہ خوشخبری سنائی کہ حضور
باباصاحب شکر بار رضی اللہ تعالٰے عنہ نے اپنے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے
والے تمام مریدوں کے حق میں یہ بشارت دی ہے (جو مجھے اب یاد نہیں غالباً
دوزخ سے خلاصی یا وعدہ شفاعت فرمایا تھا واللہ تعالٰے اعلم) تو آپ پر گریہ
طاری ہو گیا اور فرمایا حضور باباصاحب شکر بار رضی اللہ تعالٰے عنہ نے
لفظ مرید فرمایا ہے اور مرید تو فرمانبردار ہوتے ہیں مگر ہمارا کیا بنے گا ہم تو
مرید ہیں یعنی سرکش اور نافرمان۔ آپ کے اس فرمان سے حاضرین متاثر
ہوئے کہ آپ خود تو کسر نفسی فرما رہے تھے اور انہیں سبق دے رہے تھے۔
لہذا خوش بختوں نے فرمانبرداری کا عزم کیا اور گناہوں سے تائب ہوئے۔

فرماتے دوسرے کا حق کھانا جیسے برائی ہے ایسے ہی اپنے حق کو ہر وقت
معاف کر دینا بھی معاشرتی برائی کا سبب ہے کہ لوگ عادی بن جاتے ہیں

آنجناب قبلہ کے اس فرمان کی تائید میں مخزن اخلاق میں امام المشارق
والمغارب سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰے عنہ کا یہ قول درج
ہے کہ اپنا حق لینے میں کوتاہی نہ کرو اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے
سے بچو۔

آپ سنتے کہ حجاز مقدس میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے کسی جانے
والے کو فلاں بیماری یا پریشانی یا مصیبت پہنچی ہے تو زبان گوہر فشان سے
فرماتے کھوٹ نکل رہا ہے آخر آگ کی بھٹی میں ہی ڈال کر سونا کندن کیا
جاتا ہے، مراد یہ کہ گناہ معاف ہو رہے ہیں۔ یہ بھی سنا کہ ارشاد فرماتے تھے
مدینہ منورہ ایمان و اسلام کا گھر ہے اگر یہاں اس سے وفا کی جائے یعنی ایمان و
اسلام کے تقاضے پورے رہیں تو وہاں سے ایمان و اسلام واپس ساتھ
آتے ہیں اگر معاملہ برعکس ہو تو ایمان کہتا ہے تو اب واپس جا کر پھر مجھ سے
وفا نہ کرے گا لہذا میں تو اپنے گھر یعنی مدینہ منورہ ہی رہتا ہوں تو اکیلا
واپس جا۔ حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالے سے اس فرمان کے متعلق
پوچھا تو فرمایا ہاں مولانا سلطان محمود صاحب تلیری مظفر گڑھ والے بطور
ترغیب و ترہیب کہا کرتے تھے اسکی سند واللہ اعلم کیا ہے۔

آنجناب قبلہ ام نے ٹھنڈے میٹھے موسم میں لوگوں کو بوقت عشاء
اختلاف کرتے دیکھا کہ کوئی کہتا سردی ہے نماز اندر پڑھیں کوئی کہتا
باہر پڑھیں آپ نے سنا تو کمال فراست سے فرمایا میاں بوڑھوں سے
پوچھ لو کہ ان میں جوانوں کی نسبت سردی گرمی برداشت کرنے کی طاقت
کم ہوتی ہے جیسے وہ کہیں ویسے کریں گے سبحان اللہ اس منصفانہ فیصلہ
سے سب راضی ہو گئے۔

پیدل چلتے ہوئے گرے پڑے لکھے ہوئے کاغذوں پر نظر پڑتی ہے۔ جس کے بارہ میں آپ سے پوچھا کہ اُٹھانا ضروری ہے یا نہیں۔ فرمایا دینی معاملات میں سستی کے سبب کاغذات کثرت سے گرے پڑے ملتے ہیں لہذا ہر ہر کاغذ کو لغور دیکھنا لازم نہیں کہ ایسا کرے گا تو چلنا دُوبھر ہو جائے گا ہاں البتہ اللہ تبارک وتعالےٰ یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمارِ گرامی و دیگر اسمارِ مقدّسہ یا کسی آیت شریفہ وغیرہ قابلِ احترام الفاظ پر نگاہ پڑے تو فوراً اُٹھانا لازم اور ضروری ہے۔

حجاج کرام کا حجاز مقدس سے مختلف اشیار خریدنے کے بارہ میں شرعی حکم پُوچھا گیا تو فرمایا جائز بلکہ ثواب کا کام ہے کہ مکّی اور مدنی باشندوں کا ذریعہ معاش اللہ تعالےٰ نے انہی زائرین کی خرید فروخت میں رکھا ہے اس بارہ میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دفعہ سرکاری طور پر مکّہ شریف سے جانے والوں پر دو تین دن مزید رہنے کی پابندی عائد ہوئی مکّہ شریف کے تاجروں نے جشن منایا فرمایا میں خود اس موقعہ پر وہیں تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس خریداری سے بہت خوش ہوتے ہیں آنجناب قبلہ امام غالباً اسی نیت سے بر موقعہ اعراس مُبارکہ عارضی طور پر دکانیں لگانے والوں سے کچھ نہ کچھ خرید فرمالیتے تھے۔

جب آپ نے اپنے ہی خاندان کی عورتوں کے تقویٰ اور پرہیزگاری کے کچھ واقعات سُنائے مثلاً یہ کہ جب انہوں نے باہر آکر تانگہ وغیرہ میں سوار ہونا ہوتا تھا تو چونکہ گھر مسجد کے سامنے تھا لہذا طلبار کو مسجد سے لنگر خانہ بھیجا جاتا سڑک کے دونوں کناروں پر محافظ کھڑے کئے جاتے

کہ کوئی نہ آسکے تانگے پر مکمل پردہ ڈالا جاتا پھر عورتیں باہر آیا کرتیں ورنہ لنگڑا کر چلتے ہوئے پُرانے کپڑوں میں ملبوس نکلتی تھیں، تو میں نے کم عمری کے سبب بے باکانہ عرض کر دیا کہ اب ایسا کیوں نہیں تو آنجناب قبلہ امام کی آواز بھر آئی اور عاجزی وکسرِ نفسی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا انکے مرد بھی مُتقی تھے اب ہمارا کیا حال ہے ہم ان کو انکی ایک خامی بتلائیں تو وہ ہمارے دس عیب گن کر بتا دیں گے فرمایا ہم خود مجرم ہیں دُوسروں کو کیا شرم دلائیں۔

قناعت آپکا پسندیدہ طریقہ تھا اور فضول خرچی سے سخت نفرت تھی فرمایا کرتے تھے ہم امرار اور غربار سب کی مجلس میں قناعت کے سبب ہی بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر یہ نعمت حاصل نہ ہو تو آدمی ہر مجلس میں بیٹھنے کے لائق نہیں رہتا۔

حضرت پیر محمد عبداللہ صاحب نقشبندی المعروف بہ حضرت پیر بارو صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کی رُوح فرسا خبر سُنی تو استرجاع کے بعد فرمایا کافی عمر پائی بس اللہ تعالیٰ نے دین کی جو خدمت ان سے لینا تھی اس کا وقت گویا مکمل ہو چکا تھا اس میں اشارہ تھا کہ انکی زندگی دین کی خدمت میں گزری۔

امامِ اہلسنت حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کی ایک جلد جناب شیخ نظامی صاحب نے پیش کی تو انہیں چند روز بعد ارشاد فرمایا، جوابات از حد مفصل و مدلّل ہیں اور حیرت ہے کہ دیوبند حضرات تو انہیں صرف نعت گو شاعر سمجھتے ہیں حالانکہ بڑے متبحر عالم ہو گزرے ہیں۔

پھر فرمایا یہ ایک جلد ہے اگر بارہ کی بارہ جلدیں آ جائیں تو کسی مفتی کے بیٹھنے کی جگہ بھی نہ رہے اسی طرح نام دیکھ کر فرمایا واقعی اس میں موجود جزئیات کو عطائے نبویہ ہی کہا جا سکتا ہے پھر نظامی صاحب سے اجازت طلب کی کہ چند روز اپنے مطالعہ میں رکھنا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو؟ انہوں نے عرض کی "ملک العبد للمولیٰ" تو بے حد خوش ہوئے اور دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔ اکثر اوقات فارغہ میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ فرماتے اور افادات حاصلہ پر امام اہلسنّت کے حق میں تعریفی نوٹ رقم فرماتے رہے مفتی غلام سرور قادری شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ گلبرگ لاہور نے نظامی صاحب کو بتلایا کہ حضور سراپا نور نے خود مجھے فرمایا "مولانا! چونکہ فتاویٰ رضویہ ہر کہ ومہ کی سمجھ میں نہیں آ سکتا لہٰذا جسے عطائے نبویہ سے کچھ حصہ ملا ہو مناسب ہے کہ اسکی شرح لکھے اور تعلیقات لگائے"۔

سبحان اللہ! آپ کے منہ سے نکلی بات پوری ہو رہی ہے کہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے اس فتاویٰ پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے

حضرت خواجہ خان محمد تونسوی علیہ الرحمۃ کی وفات حسرت آیات کے بعد کسی نے انکے صاحبزادہ صاحب کے متعلق کچھ اچھا تاثر پیش نہ کیا تو فرمایا جمع خاطر رہو اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی جگہ خالی نہیں چھوڑتے ایک نہ ایک دن انکی جگہ لے لیں گے انشاء اللہ العزیز۔

"ض" کے مخرج کے متعلق کسی نے تذکرہ کیا تو فرمایا جو اس دور میں واضح طور پر "ظ" پڑھتے ہیں انہیں کے پیش رو جناب حضرت مولانا حسین احمد مدنی دیوبندی علیہ الرحمۃ کے ساتھ مجھے حج کے سفر کا موقع ملا۔ بحری جہاز میں انسے ملاقات ہوتی رہتی تھی ایک دن میں نے ان سے یہی مسئلہ پوچھا تو

فرمایا اتنا تو مسلّم ہے کہ جو "ض" کو واضح طور پر "ظ" پڑھتے ہیں۔ ان بے وقوفوں کی نماز نہیں ہوتی البتہ "دال پُر" کی آواز سے نماز ہو جاتی ہے پھر فرمایا اگر سنکر صحیح اندازہ لگانا چاہتے ہیں تو میرا لڑکا میرے ہمراہ ہے جس نے بڑے مشاق قراء حضرات سے علم تجوید میں مہارت حاصل کی ہے اسے بلا کر سنواتا ہوں فرمایا صاحبزادہ صاحب نے ہمیں آکر سنایا تو بحمدہ تعالیٰ بالکل صحیح پڑھا۔

اس کے بعد ایک اور عجیب قصہ سنایا کہ مجھے حجازِ مقدس میں فتاویٰ قاضی خان خریدنے کا شوق ہوا تو کتب خانہ پر جاکر فتاویٰ قاضی خان مانگا مگر ایسے جیسے ہم اپنی زبان بولتے ہوئے کہ عموماً ض کو ظ پڑھتے ہیں جیسا کہ ق کو ک اور ص کو س اور ع کو ء وغیرہ تو میں نے دکاندار سے فتاویٰ کاظیخاں مانگا اس نے انکار کیا کہ یہ کسی کتاب کا نام نہیں میں حیران ہوا کہ اتنی مشہور کتاب اور یہ جانتے بھی نہیں پھر مجھے خود خیال آیا یا کسی نے مجھے صحیح مخارج کے ساتھ نام لینے کو کہا۔ بہرحال پھر میں نے کہا فتاوی قاضی خاں چاہیئے یعنی ض کو اپنے مخرج سے پڑھ کر اس سے پوچھا تو فوراً نکال کر دے دیا جس پر میں حیران ہوا۔

اسی موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ مولانا حسین احمد مدنی صاحب بھی کیا عجیب آدمی تھے مدینہ منورہ کی حاضری میں بوقت صلوٰۃ وسلام ان کو ایسا باادب کھڑا پایا جیسا کہ ان میں روح نہ ہو بالکل بے حس و حرکت سرنگوں دست بستہ اور چشم پوشیدہ۔ اللہ اکبر۔

یہ بھی بیان فرماتے کہ ایک دفعہ مولانا مدنی صاحب نے ملتان میں جنازہ کی نماز پڑھائی تو کسی کی فرمائش پر دعا بھی کر دی جس پر ملتان کے

علماء دیوبند نے کہا حضرت جی! آپ نے یہ کیا کیا؟ تو فرمایا تم لوگوں کو غلط مسئلہ کیوں بتاتے ہو جب ایک کام آخر جائز ہی ہے تو کسی کے کہنے پر کر دیا کرو جائز کو ناجائز بتلانا اور غیر ضروری کو ضروری کہنا دونوں غلط ہیں۔

مزید یہ بھی فرمایا کہ استاذ القراء جناب حضرت قاری مولانا رحیم بخش صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ سے میری پہلی ملاقات ریل گاڑی میں ہوئی ہم دونوں غائبانہ طور پر ایک دوسرے کو جانتے تھے مگر ملاقات نہ ہوئی تھی۔ آپ حسب معمول تلاوت میں مشغول تھے اور میں غور سے سن رہا تھا۔ اُنہوں نے ازراہِ کرم میرا شوق دیکھتے ہوئے آوازِ مبارک ذرا اونچی فرمائی تو میں نے مزید ذوق حاصل کیا کہ ایسا صحیح پڑھ رہے تھے کہ دل کرتا تھا وہ پڑھتے رہیں میں سنتا رہوں۔ جب انکی منزل اختتام پر پہنچی تو سلام دعا ہوئی۔ میں نے تعارف پوچھا تو فرمایا مجھے رحیم بخش کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی حضرت قاری صاحب خیر المدارس والے؟ فرمایا بس لوگ کہتے ہیں میں حیران ہوا اور پُر تکلف ہو کر ملا پھر اُنہوں نے میرا نام پوچھا میں نے کہا میرا نام عبدالشکور ہے فرمایا مدرسہ رحمانیہ والے مفتی صاحب تو نہیں؟ عرض کی مدرسہ کا ادنیٰ خادم ہوں پھر وہ بھی پر تکلف ملے میں نے پوچھا کہاں سے تشریف آوری ہو رہی ہے۔ فرمایا دو سَو قراء حضرات کا کراچی میں اس مقصد کے لئے اجتماع ہوا ہے کہ کوئی حرف ض کو اپنے مخرج سے بھی پڑھے اور ظ کی آواز نکالے مگر بحمدہ تعالےٰ ایسا کوئی نہیں کر سکا۔ جب بھی زبان مخرج پر لگائی جاتی ہے تو ظ کی آواز نہیں نکلتی عرض کی آپ کے بہت شاگرد ظ ہی پڑھتے ہیں۔ فرمایا صرف مجھے بدنام کرتے ہیں اسی طرح انکے استاد مسند القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب

علیہ الرحمۃ کا بھی فرماتے کہ انکے سامنے بھی کسی نے ض کو ظ پڑھا تو فرمایا غلط پڑھتے ہو اور میرے سلسلہ میں شاگردی کا دعویٰ کر کے مجھے بدنام کرتے ہو۔ اسی طرح کے بہت واقعات آپ سناتے کہ حضرت قاری رحیم بخش صاحب ملتانی علیہ الرحمۃ کی شاگردی رکھنے والوں کو جب بھی ان پر پیش کیا کہ ان کا قرآن سنیں تو انہوں نے ض کا مخرج سُنکر فرمایا کہ یہ نالائق مجھے بدنام کرنے پر تُلے ہوئے ہیں میں نے ایسا نہیں پڑھایا۔

حضرت شیخ نظامی صاحب کے قلمی بیاض میں ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے غیرت مند شیخ طریقت حضرت پیر محمد عبداللہ بارو علیہ الرحمۃ کی معرفت ڈیرہ اسماعیل خان کے علماء کا ایک نمائندہ وفد مولانا خان محمد ربانی امیر جماعت اسلامی ضلع ملتان کی پیشوائی میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ حضور! آپ کی جانب سے ض کو ظ یا ذ کی آواز میں پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا گیا ہے اس پر نظر ثانی فرمادیں کہ ملک کے حالات نازک ہیں اور علماء دیوبند نے عوام کی سہولت کے لئے اس کو معمول بنایا ہے لہٰذا آپ بھی کرم فرمادیں۔

آپ نے تبسم کناں متحملانہ انداز میں فرمایا۔

"ہمارے ہاں سوچ وبچار کے بعد فتویٰ لکھا جاتا ہے پھر نظر ثانی کی ضرورت نہیں رہتی۔ رہا علماء دیوبند کا معمول تو یہ فقط کہنے کی بات ہے انکے اکابر کا بھی یہ معمول نہ تھا کہ مجھے دورانِ سفر حج مولانا حسین احمد مدنی نے اسی مسئلہ پر گفتگو کے دوران فرمایا تھا ابنائے دیوبند میں ایسا کوئی نہیں پڑھتا ہاں جو مخارج سے جاہل اور گنوار ہو تو پناہ پروردگار از شرور نا ہنجار۔"

پھر آپ نے ان علماء کو اپنی قلمی بیاض دِکھائی جس پر مولانا مدنی کے دستخط مزیّن تھے۔

ایک دفعہ اس احقر کو کچھ موسمی پھل، والدۂ محترمہ کے لئے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، ہم ٹُنڈوں مُنڈوں یعنی لولے لنگڑوں کو بھی اللہ تعالیٰ گھر بیٹھے روزی پہنچاتے ہیں۔ اسطرح کہ لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں کہ فلاں مسجد میں چند اپاہج اور معذور لوگ بیٹھے ہیں۔ انکی خدمت کر آؤ ــــــ سُبحان اللہ وبحمدہ۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ جو اپنے دست و بازو اور تمام جوارح حتیٰ کہ حواسِ خمسہ کو گناہوں پر قدرت حاصل کرنے سے لولہا لنگڑا کر دے تو حق تعالے جلّ شانہ اس کے کفیل کیوں نہ بنیں اور لوگوں کے دلوں میں اسکی محبت کیوں نہ ڈالیں۔ اس عنوان کی تائید میں قرآن و حدیث میں موجود مواد اہلِ علم پر مخفی نہیں۔

کسی موقعہ پر مقروض حضرات کی وعدہ خلافی اور لیت و لعل پر گفتگو شروع کی تو فرمایا انہیں بھی وعدہ خلافی نہ چاہیئے کہ سخت گناہ ہے اور قرض دھندہ کو بھی دیکھنا چاہیئے کہ اگر مقروض بیچارہ تنگدست ہے تو اللہ تبارک وتعالے نے اسے مُہلت دینے کا حُکم فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○	اور اگر قرضدار تنگدست ہے تو اسے آسانی تک مُہلت دو اور اسپر قرض چھوڑ دینا (معاف کر دینا) تمہارے لئے

اور بہتر ہے اگر (اس کا اجر و ثواب) جانو۔

حاجی پور شریف حضور خواجہ نور محمد ثانی نارو والہ علیہ الرحمۃ کے روضۂ اقدس

میں مثنوی شریف کا شعر ؎

اولیا اطفالِ حق اند اے پسر : درحضور و غیب از تو باخبر

ترجمہ: اے بیٹا! اولیاء اللہ حق تعالے جلّ شانہٗ کے ہی بچے ہیں لہذا تو حاضر ہو یا غیب وہ تجھ سے باخبر رہتے ہیں۔

لکھا دیکھا تو عرض کیا اطفال کے لفظی معنی بچّوں کے ہیں اور اللہ تعالے بچوں سے پاک ہیں پھر یہ کہنا کیسے دُرست ہوگا کہ اولیاء کرام حق تعالے کے بچّے ہیں۔ نعوذ باللہ!

تو فرمایا حدیث شریف میں آتا ہے الخلق عیال اللہ۔ مخلوقِ خُداوندی اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے یعنی انکی کفالت و تربیت ذاتِ پاک جل مجدہ نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہوئی ہے۔ پھر فرمایا مثنوی شریف کے شعر میں مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی تربیّت چونکہ حق تعالیٰ جلّ شانہ خود فرماتے ہیں لہذا صرف اسی نِسبت سے ہی انکو اطفال کہہ دیا ہے

حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالے عنہ کی وصیت لا یفقد کہ الجانی کہ اے بٹیا تمہیں کوئی آنے والا گم اور غیر حاضر نہ پائے۔" کے مطابق آپ بھی ہمہ وقت رونق افروز مسند شریف ہوتے تھے اور اپنے آرام کے لئے کوئی وقت مقرر نہ فرمایا تھا کہ اس وقت میں ملنے جُلنے والوں پر پابندی ہوتی۔ چنانچہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں بعد نماز مغرب حسبِ معمول مختصر وقت کے لئے آپ بظاہر لیٹے ہوئے تھے اور یہ فقیر بے ہیچ مُٹھیاں بھرنے کی سعادت حاصل کر رہا تھا کہ آنجناب نے زبان گوہر فشان سے اپنے تئیں سنانے کی غرض سے یہ کلمات ارشاد فرمائے کہ ریح کی گولیاں لینے والے بھی نہیں چھوڑتے۔ معلوم رہے کہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی طرف سے درد ریح کے لئے عطا شدہ نسخہ کے مطابق دستی گولیاں تیار کر کے اس خاندان عالیشان کے بزرگ مفت تقسیم کرتے آئے ہیں تو شاید اس دن کچھ وقت بے وقت زیادہ لوگ آئے ہوں گے جس وجہ سے آپ کو تشویش ہو گی. آپ نے یہ بات اتنی آواز میں فرمائی تھی کہ قریب بیٹھنے والا بمشکل سن سکتا تھا مگر میں چونکہ مکمل توجہ رکھے بیٹھا تھا لہٰذا سُن لیا تو عرض کی حضور قبلہ! براہِ کرم اپنے آرام کے لئے کوئی وقت مخصوص فرمالیں تاکہ صحت مبارک اثرانداز نہ ہو اس وقت میں جو بھی آئے انتظار کرے. آپ نے یہ سنتے ہی فرمایا خیر میں نے تو کسی خیال بیچ بات کر دی ہے. اس کے بعد آپ نے سکندر نامہ کا ایک شعر پڑھا جو مجھے اب بالکل یاد نہیں البتہ اس کے معنی جو آپ نے خود بیان فرمائے وہ تقریباً یہ تھے کہ بیٹا میں کوئی سرخ گندھک کی مثل نہیں جو نایابی کے سبب ہر جگہ میسر نہ ہو کہ چھپ کر بھی بیٹھوں تو لوگ ضرور مجھے ہی ملیں کہ ان کا اور جگہ کام نہ ہوتا ہو بلکہ میری تو کوئی حیثیت نہیں کہ مجھ سے ہزاروں بہتر لوگ موجود ہیں آنے والے ان سے مل لیں گے. چھپے تو وہ جو نایاب ہو یہ سُنکر مجھے بہت شرمندگی ہوئی کہ ایسا نہ کہنا تھا.

ایک دفعہ عرض کی گئی کہ جس درخت مبارک کے نیچے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان لی اسے سیدنا امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں کٹوا دیا تو فرمایا چونکہ اس کا تعین صحیح طور پر نہ رہا تھا اس لئے کٹوا دیا گیا تھا نہ اس لئے کہ آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے اور آثارِ ظالمین سے مجانبت پران کا طریقہ اور عقیدہ نہ تھا کہ یہ امور تو مسلّم الکل ہیں جیسا کہ علامہ نووی شارح مسلم شریف علیہ الرحمۃ

نے اپنی شرح مسلم میں اس مسئلہ کو اس حدیث شریف کے ذیل میں ثابت کیا کہ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قوم ثمود کی زمین مقام حجر پر اُترے تو انہی کے چشموں اور کنوؤں سے پانی بھرا پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو حکم فرمایا اس پانی کو ضائع کر دو اور اس سے جو آٹا گوندھ چکے ہو اسے اونٹوں کا چارہ بنا دو اور حکم فرمایا کہ اُس (ابابرکت) کنویں سے پانی بھرو جہاں (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی وارد ہوتی تھی)

خیرپور شریف موسمِ سرما میں عُرس مبارک کے موقعہ پر آپ اپنے ہمراہ کافی بستر لے جاتے اور وہاں کے عقیدت مند حضرات بھی زائرین کے لئے کچھ بستر مہیا کرتے. ایک مرتبہ آپ اگرچہ سب بستر تقسیم فرما چکے تھے تاہم سردی زیادہ ہونے کے سبب آپ بار بار حجرہ شریف سے نکل کر مسجد کے کمرہ میں دیکھتے کہ شاید کوئی نیا مسافر جسے بستر کی حاجت ہو موجود ہو. سبحان اللہ! آپ نے اس رات اپنا ذاتی بستر بھی کسی کو عطا فرما دیا. پھر بھی دوسروں کا حال پوچھتے تھے کہ کسی کو بستر کی حاجت تو نہیں کسی کے آنے پر اس احقر سے پوچھا کہ کوئی چیز زائد ہے؟ عرض کی حضور میرے پاس دو کمبل ہیں، سردی اگرچہ سخت تھی تاہم فرمایا ایک کمبل میں گزارہ کرو ایک کسی کو دینا ہے. میں نے پیش کیا تو آپ نے کسی کو مرحمت فرما دیا. پھر آنجناب کو صرف اپنی معمولی شال ہی میں آرام فرماتے دیکھا تو تعجب کیا اور کچھ انتظام کرنے کی اجازت مانگی فرمایا مجھے قطعاً حاجت نہیں بے فکر رہو. الغرض میں نے دیکھا کہ آپ ابتداءً کچھ آرام فرمانے کے بعد ذکر و فکر اور نوافل میں مشغول ہو گئے. جب لوگ بیدار ہونے لگے تو آپ کسی کی رضائی لے کر بظاہر کچھ وقت کے لئے لیٹ گئے۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز : یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کیلئے

سبحان اللہ اس واقعہ میں ایثار کے علاوہ یہ پہلو بھی نمایاں ہے کہ آپ صرف نسبی شرافت کے سبب مخدوم زمانہ نہ تھے بلکہ "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کے تحت ہی مخدوم کِرہ دمِہ بنے۔

مجھے اسی قسم کا ایک واقعہ آپ کے فرزندِ اکبر حضور معدن جود کا بھی یاد ہے کہ انہوں نے بھی خیر پور شریف ہی میں ایک رات بغیر بستر کے حجرہ شریفہ کے کونہ میں گزار دی کہ سردی کے سبب سب بستر تقسیم فرما دیئے۔

کوئی سفر کی اجازت مانگتا تو ہمسفر کے متعلق پُوچھتے کون ہے اگر کوئی نہ ہوتا تو فرماتے الرفیق ثم الطریق پہلے ساتھی تلاش کرو پھر سفر اختیار کرو۔ آپ خود بھی سفر کے دوران نیک اور ہم مزاج ساتھی پسند فرماتے۔ حافظ محمد بخش صاحب چوک منڈہ والے فرماتے ہیں۔ ایک موقعہ پہ میں آستانہ عالیہ پر حاضر تھا کہ کسی صاحبِ دعوت نے اپنی کار آپ کو لینے کی خاطر بھیجی آپ نے عصر کی نماز سے فارغ ہونے پر ڈرائیور سے پوچھا کہ نماز پڑھی ہے اس نے عرض کیا نہیں تو فرمایا تو واپس چلا جائیں خود بخود آجاؤں گا کہ بے نمازی ڈرائیور کے ساتھ میں سفر نہیں کر سکتا چنانچہ اسپر اُس نے سخت معذرت کی اور فوراً وضو کر کے نماز ادا کی۔

مختلف دیوانوں بالخصوص دیوانِ حافظ سے تو بہت فال نکالتے استخارہ خود بھی فرماتے متوسلین کو بھی بعد نمازِ عشاء مسنون طریقہ کے مطابق نئے وضو سے دو نفل اور استخارہ کی مسنونہ دعا کے بعد ایک سو پچاس ۱۵۰ مرتبہ یا عَلِیمُ پڑھنے کو ارشاد فرماتے۔ اس احقر کو بھی یہی طریقہ ارشاد فرمایا۔ اور میرے پیرِ صحبت آپکے فرزند اکبر ایک سو ۱۰۰ مرتبہ یَا عَلِیمُ عَلِّمْنِی اے

جاننے والے مجھے بھی بتلادے، پڑھنے کو فرماتے تھے۔

ایک دفعہ دوران سفر برائے زیارت حاجی پور شریف کوٹ مٹھن شریف دریائے سندھ کا پتن عبور کرتے ہوئے اس احقر نے پوچھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر کسی کی شہ رگ سے قریب ہیں اور سب کا یہی عقیدہ ہے تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرآن مجید میں یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ متقین محسنین اور صابرین کے ساتھ ہیں تو ان دونوں معیتوں یعنی عوام و خواص کے ساتھ ہونے میں کیا فرق ہے تو آنجناب قبلہ ام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ بیٹا! معیت باری تعالےٰ (قرب خداوندی) کا تعلق اسکی مخلوق سے، جداگانہ ہوتا ہے جو معیت عامہ ہے یعنی سب کو حاصل ہے وہ تو علم اور قدرت کے ساتھ ہے کہ سب مخلوق پر کامل قدرت رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے ظاہر و مخفی حالات کو خوب جانتے ہیں انکی دعائیں سنتے حاجات جانتے اور پوری کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کا قرب ہے اور جو معیت خواص مثل متقی صابر اور محسن وغیرہم کے ساتھ ہے اس کا تعلق اعانت اور نصرت کے ساتھ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ ان خواص کے ہر معاملہ میں معین و مددگار بھی ہوتے ہیں بعدازاں فرمایا اسی لئے اللہ والوں سے دعا کرائی جاتی ہے کہ انہیں جس قسم کا قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے وہ عوام کو نہیں ہوتا۔

صحاح ستہ کی مشہور حدیث ہے کہ قریش کے قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت کو چوری کے جرم میں آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو قریش نے سفارش کے لئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پیش کیا کہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و قلبی

دامی وابی نے انہیں تنبیہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کا بھی یہی طریقہ تھا کہ جب ان میں کوئی شریف النسب چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے ہاں اگر کوئی رذیل اور عامی شخص چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیتے۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ (سیدتنا) فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم تسلیما) سرقت لَقَطَعْتُہَا

ترجمہ: "اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہے اگر چوری کرنے والی سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت جو حضرت محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم تسلیما کی محترمہ صاحبزادی ہیں بھی ہوتیں تو میں ان کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" جب طالبِ علم عبارت پڑھنے کے دوران اس جملہ پر پہنچا جو میں نے عربی میں لکھا ہے اور بہ امرِ مجبوری ترجمہ بھی کیا ہے تو آپ سراپا نور و سرور طالبِ علم کو پڑھنے سے روک دیتے اور ارشاد فرماتے دل میں پڑھ لو یا آہستہ پڑھو کہ ہمارے آقا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان پاک سے نکلے ہوئے کلمات ضرور ہیں مگر ہمیں تو کہنے اور پڑھنے کا حکم نہیں فرمایا پھر آپ پر گریہ طاری ہو جاتا۔

سبحان اللہ! بے شک آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اولاد امجاد کو بھی ادب سکھایا اور اپنی اُمت کو بھی ان کے اکرام کے ساتھ ساتھ ان کا ادب تعلیم فرمایا۔ اسی ادب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ کے عالیشان خاندان سے فرضی نمازوں میں سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰی نہیں سُنی گئی۔

ع زہے ادب زہے نصیب

اور باوجودیکہ ابولہب کا کفر یقینی ہے تاہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

رشتہ داری کے پیشِ نظر حضور سراپا نور سُورۃ تَبَّتْ کو فرضی نمازوں میں پڑھنا مناسب نہ سمجھتے۔

سچائی، دیانتداری اور معاملات کی درستی میں آپ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ دروغ گوئی سے آپ کو اس حد تک نفرت تھی کہ جس کلام میں جھوٹ کی آمیزش بھی ہوتی، اسے سُننا یا بولنا گوارا نہ تھا۔ کرایہ داروں اور مزارعین سے اس قدر عمدہ سلوک تھا کہ وہ اب تک کہا کرتے ہیں ایسا مالک دیکھنے میں نہ آئے گا۔ اپنے ان متوسلین کو جو کسی کے کرایہ دار ہوتے ہمیشہ اپنے مالک سے بہتر سلوک کرنے کی تاکید فرماتے۔ کوئی مالک مکان یا دکان چھوڑنے یا کرایہ میں اضافہ کی شکایت کرتا تو آپ اسے سخت تنبیہ کے بعد فرماتے کہ تمہارے لئے اسکی رضا کے بغیر اسکی جائیداد پر قابض رہنا جب شرعاً درست نہیں تو تم چھوڑ دو یا کرایہ بڑھا دو۔ چنانچہ خوش بخت عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت اور دستگیری کا اثر محسوس کرتے۔

سال دو کے بعد آپ مزارعین سے جتنی مستاجری بڑھانے کو فرماتے وہ بعض دفعہ بتاتے کہ ہم اس سے زیادہ بڑھانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر چونکہ آپ نے خود ہی فرما دیا لہذا ہم نے بھی فوراً تسلیم کر لیا۔

جناب محمد رفیع صاحب جو عرصۂ دراز تک آپ سے کرایہ دار کی حیثیت سے معاملہ کرتے رہے، کہتے ہیں ایک دفعہ آپ نے مجھے پراپرٹی ٹیکس کا چالان دکھایا کہ تم اتنا کرایہ دیتے ہو مگر ٹیکس اس حساب سے آیا ہے لہذا مناسب ہے کہ کرایہ اسی حساب سے دیا کرو تو میں نے کرایہ بڑھا دیا۔ اتنے میں آپ کے غلام جناب محمد شریف کھیڑا صاحب جو دفتر ایکسائز میں افسر تھے، نے سنا کہ آپ کو ٹیکس زیادہ کرایہ کے حساب سے آیا ہے تو انہوں

نے اپیل کرا کے کمی ٹیکس کی اطلاع دی۔ اب تک اس معاملہ کو سات آٹھ ماہ گزر چکے تھے۔ تاہم آپ نے مجھے بلوایا اور فرمایا میں نے تم سے یہ کہہ کر کرایہ بڑھوایا تھا کہ ٹیکس زیادہ کرایہ کے حساب سے آیا ہے مگر اب ٹیکس دوبارہ کم ہو گیا ہے لہذا اتنے ماہ کا اضافی کرایہ جو میں نے لیا ہوا ہے تمہاری امانت ہے واپس لے لو۔ کہتے ہیں چونکہ مارکیٹ کے حساب سے پہلے بھی دکان کا کرایہ کم دیتا تھا لہذا اپنے رویّہ کے مقابلہ میں آپکے اس حسنِ سلوک اور دیانتداری پر از حد حیران ہوا اور شکریہ بجالایا۔

صحاح ستہ کی مشہور حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عدم موجودگی میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے دو قبیلوں میں تلخ کلامی کے کے بعد تیر اندازی کی نوبت پر مصالحت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد بسیار انتظار کے نماز پڑھانا شروع کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر بعد ہی واپس تشریف لائے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر تالیاں بجائیں کہ باوجودیکہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورانِ نماز کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے متوجہ ہوئے تو ناگاہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو صفوں کو چیرتے ہوئے وہاں پہنچا دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ٹھہرے رہنے کا حکم فرمایا مگر بتقاضائے ادب وہ رہ نہ سکے بلکہ پچھلے پاؤں پیچھے ہٹے، حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی نماز پڑھائی پھر اتمام نماز پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اشارہ اور حکم کے پیچھے ہٹنے کا سبب اپنے محبوب خلیفہ سیّدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا مَا کَانَ اللّٰہَ لِیَرٰی ابْنَ اَبِیْ قُحَافَۃَ بَیْنَ

یَدَیْ نَبِیِّہٖ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی بھی ابن ابی قحافہ کو اپنے نبی معظم (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) سے آگے بڑھا ہوا نہ دیکھیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پیارے صحابیو! تمہیں معلوم نہیں کہ جب ایسی صورت پیش آئے (کہ امام یا نمازی کے آگے گزرنے والے کو متنبہ کرنا ہو) تو عورتیں تالیاں بجایا کرتی ہیں تم نے کیوں بجائیں؟ ہاں تمہیں ایسے موقع پر سبحان اللہ کہنا چاہیئے۔

جب طالبِ علم حدیث بالا پڑھنے کے دوران اس حصہ پر پہنچتا جو میں نے عربی میں نقل کیا ہے تو آپ سراپا نور قدس سرہٗ العزیز پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اور بار بار حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فدا ہوتے اور زبان گوہر فشان سے یہ بھی فرماتے کہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نام لینا پڑا تو نام ہی بھول گئے بلکہ کنیت یعنی ابو قحافہ کا بیٹا بول کر اپنا ذکر کیا۔ اسی طرح تمام احادیثِ مبارکہ جن میں عشق و محبت اور ترغیب و ترہیب کی بات ہوتی آپ پر کیفیت طاری کر دیتی تھیں۔

اس احقر خاک پائے درویشاں کو بوقت خواب سرمہ لگانے کی عادت تھی حضور بحر العلوم نے ایک دفعہ فرمایا ہارون الرشید یا فرمایا مامون الرشید کو ان کے کسی خاص حکیم نے کہا کہ رات کو سرمہ وہی لگائے، جس نے شب بیداری کرنی ہو ورنہ طبی اصولوں کے مطابق صبح کو لگانا چاہیئے کہ سرمہ لگا کر فوراً سو جانا آنکھ کو مفید نہیں۔ میں نے بخدمت آنجناب قبلہ ام یہ بات عرض کی تو فرمایا جو رات کو محض سنت سمجھ کر سرمہ لگائے گا اسے انشاء اللہ العزیز

ہرگز نقصان نہ دے گا (کہ حدیث شریف میں قید جاگنے کی نہیں آئی۔)

عالم باعمل کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے بارہ میں فرماتے چونکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث علماء کرام ہی ہیں تو گویا ان کے پیچھے نماز پڑھنا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ کے پیچھے پڑھنے کی فضیلت حاصل کرنا ہے

آپ اکثر وظائف سور قرآنیہ یا اسماء حسنیٰ وغیرہ کے ورد کے لئے انکے اعداد کا لحاظ فرماتے ہوئے تعداد فرمادیتے مثلاً گمشدگی کے لئے یَا مُعِیۡنُ کا وِرد صبح شام ۱۲۵ مرتبہ استخارہ کے لئے یا عَلِیۡمُ ۱۵۰ مرتبہ اور ختم لیٰسین شریف کی تعداد مطابق اعداد بلحاظ ابجد ۱۷ مرتبہ فرماتے تھے

ماہ محرم الحرام ربیع الاوّل شریف میں درود شریف اور رمضان المبارک میں تلاوت کلام اللہ شریف کی کثرت کرنے کو فرماتے ماہ رجب المرجب میں ایک ہزار مرتبہ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ مِنۡ جَمِیۡعِ الذُّنُوۡبِ وَالۡاٰثَامِ پڑھنے کو فرماتے اس کا ثواب تصانیف حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں" اوراد تمام سال وادعیہ" کے تحت لکھ آیا ہوں۔

پندرہ شعبان المعظم کی رات سورۃ زخرف اور دخان کی تلاوت فرمانا آپ کا بھی معمول تھا اور متوسلین کو بھی تلقین فرماتے۔ حفاظ کرام کو دوگانہ نفل نماز میں پڑھنے کو فرماتے مگر اس کام کے لئے دوسروں کو دعوت دے کر بلانا اور بڑی جماعت کی شکل میں دوگانہ ادا کرنا مکروہ فرماتے ہاں بغیر دعوت اور بلانے کے ایک یا دو شخص کسی پڑھنے والے کی اقتداء کر لیتے تو جائز فرماتے اس احقر بے ہیچ کو آپکی معیت میں آپ کے پوتے حضرت استاذیم مستغنی عن الالقاب کی اقتداء میں یہ دوگانہ نصیب ہوا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔

کسی دوست رشتہ دار کے دفن کے بعد پہلی رات بعد نماز مغرب صلوٰۃ الھول کی دو رکعت برائے خلاصی عذاب قبر و دوری وحشت قبر پڑھنا پسند فرماتے اور اس دوگانہ کی ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ شریف گیارہ مرتبہ سورۃ تکاثر پڑھتے میرے قبلہ والد ماجد بزرگوار سے تو حضور قبلہ ام نے عہد کیا تھا کہ اگر میں پہلے فوت ہوا تو آپ میرے لئے صلوٰۃ الھول پڑھیں گے اور اگر آپ پہلے فوت ہوئے تو میں پڑھوں گا۔ سُبحان اللہ وبحمدہ!

اسی طرح میت کو ستر ہزار کلمہ شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنے کی فضیلت بیان فرماتے کہ اس سے دوزخ کی آگ سے خلاصی ملنا بزرگان دین کے نزدیک مجرّب ہے اور اس کے لئے ستر ستر ہزار کا نصاب اپنے لئے بھی اور دوسروں کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے ذخیرہ کرنے کی ترغیب بھی فرماتے چنانچہ اس احقر کو جب بیعت فرمایا تو دو تسبیح کلمہ شریف روزانہ کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا اس طرح ہر سال میں ایک نصاب جمع ہوتا رہے گا جو اپنے بھی کام آوے گا اور بوقت ضرورت کسی کو بخشا بھی جا سکے گا۔ اس بارہ میں کتب فضائل میں جو مشہور روایت لکھی ہے وہ افادہ عام کے لئے نقل کرتا ہوں۔

شیخ ابو یزید قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ (کلمہ طیبہ) پڑھے اسکو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی میں نے یہ خبر سنکر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے اور جنّت دوزخ کا بھی اسے کشف ہوتا ہے مجھے اسکی صحت میں کچھ تردّد

تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے قرطبی کہتے ہیں مجھے اسکی گھبراہٹ دیکھ کر خیال آیا کہ ایک نصاب اسکی ماں کو بخش دوں چنانچہ میں نے اپنے ذخیرہ شدہ نصابوں میں سے ایک نصاب اسکی ماں کو وہیں بیٹھے بیٹھے چپکے سے بخش دیا کہ اسکی خبر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ ہوئی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا، دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہوا۔

آپ عام رواج کے مطابق قبر میں میت، کو سیدھا لٹا کر صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینے کو اچھا نہ سمجھتے بلکہ دائیں کروٹ لٹانے کی تاکید فرماتے جیسا کہ کتب فقہ میں بھی اسکی صراحت موجود ہے۔

ایک مرتبہ ابن امام النحو جناب مولانا محمد صدیق ڈیروی علیہ الرحمۃ نے آپ کی بارگاہ میں ڈیرہ غازی شہر میں سر درد کی وبا، کی شکایت کی کہ ہر پانچ میں سے چار آدمی اس مصیبت میں گرفتار ہیں تو آپ نے فرمایا۔ مولانا! یہ سب دماغ کا فتور اور ننانوے کا چکر ہے۔ ذکر الٰہی سے دماغ پاک صاف ہوں گے۔ حضرت! افضل الذکر سے ان کے دل و دماغ کو معطر کیجئے ساتھ ہی اول آخر درود شریف اور تین مرتبہ یہ فریدی نسخہ پڑھ کر دم کیجئے

کالی چڑی پہاڑ کی چن چن کنکر کھائے
نبی پاک کے صدقے اس کے سر کا درد جائے

مورخ اسلام جناب نور احمد خاں فریدی ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوئے اور بڑے ادب و احترام سے عرض کرنے لگے۔ "حضور! زمانہ بڑی برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے میرے پاس قلم کے سوا کچھ نہیں اب وہ قلم بھی رقیبان روسیاہ کو گوارا نہیں اسکو توڑ پھوڑ کر رکھ دینا چاہتے ہیں بخدا ہمارا آپ کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں ہر جگہ فریب کاری اور دکانداری چل رہی ہے آپ ہی ناچیز کے حال پر رحم فرمائیں۔" سبحان اللہ آپ نے فرمایا،

"ہم سب اللہ پاک کے عاجز اور گنہگار بندے ہیں۔ میں بارگاہِ ارحم الراحمین میں دعا کرتا ہوں اور آپ یہ وظیفہ درود شریف روزانہ ایک ہزار مرتبہ پڑھا کریں صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اللہ کریم آپ کو سعادت دارین بخشے گا اور اعداء خائب و خاسر ہوں گے۔"

حضور قبلہ امام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کرام کی صفوں میں غیر متنازعہ شخصیت تھے اور آپ کو بھی کسی سے کوئی بغض نہ تھا، حتی الوسع تاویل فرما کر سب پر اچھا گمان فرماتے۔ البتہ مرزائی، شیعہ اور غیر مقلد وہابی ایک آنکھ نہ بھاتے بلکہ ان کے عقائد سے اس قدر نفرت تھی کہ ایک غیر مقلد آپ کی مسجد شریف سے سائیکل پر بیٹھا مذہب اہلسنت پر اونچی آواز سے اعتراض کرتا گزر جاتا ایک، دفعہ آپ نے اسے پکڑوا کر تنبیہ فرمائی کہ آئندہ اس محلہ سے ہرگز نہ گزرنا تو بحمدہ تعالیٰ اسے پھر نہ دیکھا گیا۔

اسی طرح آپ نے کسی کے متعلق سُنا کہ وہ باوجود حنفی ہونے کے غیر مقلدین
کے مدرسہ میں پڑھ رہا ہے تو بَرملا ارشاد فرمایا ۔ "میاں! تیرا ایمان کھینچ لیں گے
اور تو جلی ہوئی لکڑی کی طرح بے کار ہو کر رہ جائے گا ۔"
کبھی یہ مثال کہ "اونٹ ہو اور اس کے منہ سے جال کی خوشبو نہ آئے،
ایسا ہو نہیں سکتا ۔" سُنا کر یہ مُراد لیتے کہ غیر مقلد ہو اور اسکی تحریر و تقریر
میں بے ادبانہ انداز نہ ہو، ایسا ہو نہیں سکتا ۔

رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی جلسہ کی کامیابی کے لئے وہاں سے جن علماء
وصلحاء کے نام ملتان کے مرکز کو دُعا کر لینے کی خاطر لکھ کر بھیجے جاتے ان میں
آپ کا نام نامی بھی ہوتا تھا ۔ ایک دفعہ کسی مالدار کے متعلق سنا کہ جماعت
والوں کے ساتھ وقت لگا رہے ہیں تو ہنس کر فرمایا ٹھیک ہے اپنا بستر
اور سامان سر بازار خود اُٹھا کر چلنے سے نفس کا غرور تو ٹوٹے گا ۔ بہر حال اس
سب کے باوجود آپ انکی مستقل صحبت کو ناپسند فرماتے تھے ۔ چنانچہ ابتداءً
چونکہ آپ کی مسجد شریف میں جماعتیں گاہے گاہے آکر ٹھہرتی تھیں اس لئے یہ
احقر بھی انکے ساتھ کچھ وقت لگاتا تھا میرے اُستاذ محترم چونکہ تقریباً میرے
ہم عمر تھے اس لئے ایک دفعہ ان کو میں نے انکے مرکز میں جانے کی دعوت
دی تو وہ اپنے جد امجد حضور سَرا پالوی سے اجازت لینے گئے تو آپ نے فرمایا
آج اس کام کی اجازت مانگی ہے پھر نہ مانگنا ۔
ایک دفعہ عرب ممالک کی جماعت آپ کی مسجد میں آئی اور بعد نماز مغرب
بیان ہونے لگا تو چونکہ آپ خود ان کا بیان سُننے کے لئے کبھی نہ بیٹھے تھے
لہٰذا مجھے فوراً بلا کر ارشاد فرمایا دیکھا فلاں شخص رفع یدین کر رہا ہے اور
اس جماعت کے ساتھ پھر رہا ہے میں نے ناسمجھی اور کم عمری کی وجہ سے عرض

کیا عرب لوگ ہیں، تو فرمایا خاک عرب ہیں یہ نالائق جو میں تمہیں دکھا رہا ہوں
بوہڑ دروازہ رہتا ہے اور غیر مقلد ہے یہ جو اِن کے ساتھ پھر رہا ہے اسکی
نحوست کہاں جائے گی، یہ اپنا زہر جہاں بھی بیٹھتا ہوگا ضرور اُگلتا ہوگا ۔
فقیر کاتب الحروف کہتا ہے، ہے بھی سچ کہ ہم نے کسی وہابی غیر مقلد
کو اس جماعت میں لگنے کے بعد نہیں دیکھا کہ وہ مقلد ہو گیا ہو ۔ مگر
بہت اہلسنت والجماعۃ کو دیکھا کہ وہ سخت عقیدہ بن گئے ہیں ۔ ایک دفعہ
پاک پتن شریف میں کسی سیالوی خاندان عالیشان کے معتقد نے آنجناب
سے اس جماعت کے متعلق سوال کیا تو فرمایا وہابی نہیں تو انکی بہنیں ضرور ہیں
بہر حال آنجناب قبلہ ام سے چند فرمودات ایسے سُننے اور خود بھی اندازہ لگایا
کہ انکی صحبت میں رہنے سے دِل میں احساس پیدا ہونے لگتا ہے کہ دنیا
جہان میں اگر کوئی نیکی کا کام کر رہے ہیں تو یہی لوگ کر رہے ہیں باقی سب علماء
صلحاء، وپیران کبار العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ اس درجہ کی خدمت نہیں کر رہے
اور دل سے بزرگوں، والدین، اکابرین و مُحسنینِ اہلِ سُنّت کی محبت نکلتی
دیکھی تو آپ کی توجہ اور دُعا سے اللہ تعالیٰ نے علم حاصل کرنے میں مشغول
کر دیا تو ان سے دُوری ہو گئی ۔ مجھے اپنے موضوع سے نکل جانے کا خطرہ
نہ ہوتا تو میں اس جماعت کے بارہ میں ایک تحقیقی مضمون ضرور شامل کرتا
کہ انکی جاہلانہ صحبت آدمی کو ضروریاتِ دین سے کس قدر دُور کر دیتی ہے ۔
جس کا احساس تک نہیں ہوتا ۔

حضور قبلہ ام کی اہلیہ محترمہ یعنی میری نانی صاحبہ مرحومہ مغفورہ جو انتہائی
تکلف مزاج تھیں کہ دُوسروں کے گھروں سے کھانا اگرچہ دعوت کے طور
پر بھی کیوں نہ ہو بہت گراں گزرتا تھا اور اپنا یہ عالم تھا کہ ان کا مہمان کھانے

اور ما حضر سے کچھ بچا رکھتا تو فرمائیں طعام پسند کے مطابق نہ ہوگا اسی لئے بچ گیا ہے اور اگر وہ سارا ختم کر جاتا تو فرمائیں کھانا بہت تھوڑا تھا لہذا بھوک رہ گئی ہوگی، ایک دن ہمارے گھر ٹھہری ہوئی تھیں۔ اگلے دن ناشتہ کے لئے حضور سراپا نور قبلہ نانا صاحب قدس سرہٗ العزیز کو بھی مدعو کیا گیا۔ والدین کریمین نے حسبِ استطاعت ناشتہ کے وقت ان برگزیدہ مہمانوں کے لئے انکی پسند کے چند کھانے جمع کئے تو محترمہ نانی صاحبہ مجسمہ شرم وحیاء یوں فرمانے لگیں کہ اگلے زمانہ کے ماں باپ، بیٹی کے گھر کا پانی پینا بھی روا نہ رکھتے تھے اور ہم ہیں کہ قسم قسم کے طعام کھانے کو تیار اور تلے بیٹھے ہیں۔ اللہ اکبر۔ ہم سب اہلِ خانہ نے انکی یہ بات سُنی مگر تاحال خاموش تھے کہ حضور قبلہ سراپا نور نے تبسم کناں ارشاد فرمایا۔ میری بی بی کہتی تو سچ ہیں کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں جن دوستوں اور رشتہ داروں کے گھروں سے (انکی عدم موجودگی میں یا ان سے پوچھے بغیر بھی) کچھ کھا لینے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے (بشرطیکہ وہ اس فعل کو ناپسند نہ کرتے ہوں ورنہ بلا اجازت ان گھروں سے بھی نہ کھانا چاہیئے خصوصاً اس زمانہ میں کہ فیاضی نہیں رہی۔ بہرحال) اُن میں لڑکی کا گھر صراحۃً موجود نہیں۔ اس کے بعد آپ نے سورۃ نور کی لمبی آیت شریفہ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ الخ پڑھی جس میں سے میں وہ حصہ نقل کرتا ہوں۔ جو یہاں مقصود ہے۔

وَلَا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ

اور نہ تم پر اس بات میں (کچھ حرج ہے) کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے

إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ أَوْ صَدِيْقِكُمْ ط

یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنے خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں (اس کے گھر سے)

آپ کے نبیرۂ محترم جناب حضرت مولٰنا محمد عبدالباقی صاحب زید عمرہ وصلاحہ ارشاد فرماتے ہیں میں اپنے بچپن میں ایک روز بعد نمازِ ظہر و ختم خواجگان جبکہ آنجناب قبلہ ام اپنے حجرۂ عالیہ میں تلاوت کلام اللہ شریف فرمانے میں مصروف ہو گئے تو حاضر ہوا۔ استفسار فرمانے پر عرض کی حضور! ہم بوقت شہادت ثانیہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ آخر اس کا فائدہ؟ تو تبسم کناں ارشاد فرمایا بیٹا! (اس مبارک عمل پر دوام کی برکت سے انشاء اللہ العزیز) زندگی بھر آنکھیں خراب نہ ہوں گی۔

ایک دفعہ یہ احقر بے ہیچ حضور قبلہ ام کے ہمراہ برائے زیارت اورنگ آبادی حضرات مہاروی صاحبان و شمولیت عرس مبارک حضرت محبّ اللہ المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا رہا تھا کہ کسی ساتھی نے آپ کے اس فرمان پر کہ کسی اور نے بھی ہمراہ جانا ہو تو پوچھ لو کہہ دیا کہ حضور بحر العلوم مولانا محمد عبدالمجید صاحب علیہ الرحمۃ سے بھی پوچھ لیں؟ اور وہ اس وقت مسجد شریف کے صحن میں بیٹھے طلباء کو پڑھا رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا میرا فرزند بحمدہٖ تعالٰے مصروفِ جہاد ہے اسے کچھ نہ کہو کہ اس دور پُر فتن میں علومِ شرعیہ کی تعلیم جہاد کے قائم مقام ہے (بالخصوص جبکہ لالچ کے

بغیر محض اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر ہو۔)

سبحان اللہ شیخ العرب والعجم عربی غریب نواز نے بھی اپنے وصیّتہ نامہ میں جو دوسرے گلزار میں مکمل نقل کر آیا ہوں یوں ہی فرمایا ہے کہ:

وَلَا تَالِ فِی التَّدرِیسِ اِعلَاءً لِلدِّینِ فَاِنَّہٗ فِی ھٰذَا الزَّمَانِ بِمَنزِلَۃِ الجِھَادِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ۔

اور دین کی سربلندی کی خاطر درس پڑھانے میں کوتاہی اور سستی نہ کرنا کہ اس زمانہ میں درس و تدریس جہاد فی سبیل اللہ کی مثل ہی ہے۔

تبرّکاً اس فرمان کی مؤیّد حدیث شریف جو صاحبِ مشکوٰۃ نے ابنِ ماجہ و بیہقی سے باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ میں نقل فرمائی ہے یہاں درج کرتا ہوں فرمایا حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے۔

مَن جَآءَ مَسجِدِی ھٰذَا لَم یَاتِ اِلَّا لِخَیرٍ یَتَعَلَّمُہٗ اَو یُعَلِّمُہٗ فَھُوَ بِمَنزِلَۃِ المُجَاھِدِ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَمَن جَآءَ لِغَیرِ ذٰلِکَ فَھُوَ بِمَنزِلَۃِ الرَّجُلِ یَنظُرُ اِلٰی مَتَاعِ غَیرِہٖ۔

جو شخص بھی میری اس مسجد شریف میں بھلائی سیکھنے یا سکھانے کی غرض ہی سے آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے اور جو کسی دوسری وجہ (دنیاوی غرض مثلاً صرف عمارت دیکھنے یا راستہ گزرنے کی نیّت) سے آئے تو اس شخص کی طرح ہے جو دوسرے کا اسباب تکتا ہے یعنی جیسے یہ تکنے والا محروم ویسے وہ دینی غرض لیکر نہ آنیوالا محروم۔

حضرت الشیخ المحقق مولانا محمد عبدالحق صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات میں صراحت فرمادی ہے کہ اس حکم میں دوسری تمام

مساجد بھی مسجد نبوی شریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تابع اور اسکی فرع ہیں۔

ایک دفعہ آنجناب قبلہ ام سے کسی نے پوچھا کہ مشائخ چشت اہلِ بہشت میں مراقبات و اشغال کے مخصوص طریقہ سے مُریدین کو منازل سلوک کیوں طے نہیں کرائے جاتے تو اسپر حضور قبلہ ام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آواز افسوس اور غم سے بھر آئی نیز ارشاد فرمایا "مجھے (مسند ارشاد پر رونق افروز ہوتے) اتنا عرصہ ہوگیا ہے مگر افسوس کہ کوئی طالب مولیٰ نہیں آیا جس نے (صدق دل سے) محض طلبِ مولیٰ کی خاطر بیعت کی ہو۔"

گویا ارشاد فرمایا ؎

ہم تو مائلِ بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں ؛ راہ بتلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے یہ اس شخص کی کور نظری تھی ورنہ اس میخانۂ محبت میں بحمدہٖ تعالےٰ ہر نعمت موجود ہے ؎

جہاں پر سماع است و مستی شور ولیکن نہ بیند در آئینہ کور

ترجمہ: نابینا ہی شیشہ میں کچھ نہیں دیکھتا حالانکہ یہ جہان اہلِ محبت کی محفلوں اور انکی مستی و اضطراب سے آباد ہی ہے۔

یہ آخری گلدستہ تھا جسے میں نے اس عنوان کے تحت ہدیۂ قارئین کرنے کا قصد کیا تھا۔

ع مجبوب کی باتیں تھیں کچھ تم کو سنادی ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین

مکتوباتِ مبارکہ

ملفوظاتِ شریف کے بعد تبرکاً بطورِ نمونہ تحریر چند مکتوبات و رقعہ جات آنجناب والاصفات یہاں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

مکتوب اوّل: جو اس احقر بے ہیچ کے ایک طویل خط مکتوبہ ۶ رجب ۱۳۹۶ھ مشتمل بر معروضاتِ مختلفہ جو زبانی گوش گزار کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا کے جواب میں آنجناب قبلہ ام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔ چونکہ آپ اسراف اور بے فائدہ اُمور سے بے حد پرہیز فرماتے تھے اس لئے جواب میں علیحدہ کاغذ استعمال نہ فرمایا بلکہ میرے خط کے حواشی پر ہی جواب باصواب تحریر فرما کر یہ مستقل سبق دیا کہ کاغذ کے استعمال میں بھی اسراف ہوتا ہے جس سے پرہیز لازم ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

اللہ تعالےٰ آپ کے ذوق شوق میں ترقی عطا فرماوے اور آپ کو نیک ارادوں میں کامیاب فرماوے۔ آمین!

برخوردار! ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اپنے شوق کا اظہار کیا کہ جی چاہتا ہے کہ حضور میں رہوں (ہر وقت حاضر باش رہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا۔ زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا۔ کبھی کبھی آیا کرو۔ محبت میں زیادتی ہوگی۔ ہر وقت حاضری ضروری نہیں عمل میں کوشش کرنی چاہیئے جتنا قدر ہو سکے عمل کو پوشیدہ کرنے میں فائدہ زیادہ ہوتا ہے جب کہیں دیکھو کہ عمل میں انگشت نما خلق ہو رہا ہوں اس کو ترک کریں یا پوشیدہ کریں۔

انبیاء۔ اور اہلِ اللہ اگرچہ ظاہر میں علیحدہ علیحدہ معلوم ہوتے ہیں لیکن مقصد کے لحاظ سے چونکہ ایک ہیں کچھ فرق نہیں جو لوگ کسی بزرگ سے وابستہ اور دامن گرفتہ ہیں سب پر ان کا فیض یکساں رہتا ہے۔ آپکا استخارہ درست ہے آپکا سلسلہ میں داخل ہونا بجا اور مقبول ہے چشت اہلِ بہشت کے زیر سایہ ہو۔ الحمد للہ!

تعلیم خداوندی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور ماں باپ کے تابعدار رہو ایسا نہ کرو کہ وہ آپ سے رنجیدہ ہو جائیں ورنہ سب عبادات کالعدم ہونے کا خطرہ ہے۔ ہر شام کو نفس کے ساتھ محاسبہ کرو کہ آج کیا کیا قول فعل مجھ سے ہوا۔ اگر کوئی کام گناہ کا سرزد ہوا ہے تو فوراً توبہ کریں۔ حضرت محبوب الٰہی صاحب فرماتے ہیں مجھے (جو) کچھ حاصل ہوا والدہ ماجدہ کی خدمت اور دُعا سے حاصل ہوا۔

جب تک صریح حرام معلوم نہ ہو جائے وسواس اور شبہ پر کاربند ہو کر حکم حرام کا نہ کرنا چاہیئے۔ بعض اشیاء مختلف فیہ ہوتے ہیں۔ ان میں بہت گنجائش ہے وسوسہ شیطانی سمجھ کر ذھن کو پھیرنا چاہیئے تاکہ ایسا معلوم نہ ہو کہ میں حلال کا طالب ہوں اور باقی سب حرام خور ہیں خود کو سب سے زیادہ مجرم اور کمزور خیال کریں تاکہ ذہن یہ بات مان لے کہ میں قصور مند زیادہ اور سب مجھ سے بہتر ہیں جب تک یہ مراقبہ ذہن نشین نہ ہوگا اپنے آپ کو خام سمجھے گا۔

جو قسمت میں نوشتہ ہوتا ہے اس سے انسان زیادہ ترقی نہیں کر سکتا ہمارا کام جد اور جہد ہے کامیابی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے حسبِ قسمت یاور (امداد) ہوتی ہے اسباب خود بخود مہیا ہو جاتے ہیں اللہ تعالےٰ کا

وعدہ بالکل سچّا ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ جو لوگ ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ہم نیکوکاروں کے ساتھ ہیں۔

آپ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر گھر میں وظائف ادا کیا کریں تاکہ کسی کو آپکی انتظار نہ کرنی پڑے جب گھر میں ہی ہوں گے، انگشت نمائے خلق نہ ہونگے کوئی نہ کہے گا کہ فلاں بہت دیر تک مسجد میں عبادت کرتا ہے اور بڑا نیک ہے۔ اس میں فائدہ زیادہ ہوگا۔

عریضہ محمد عبدالشکور عفی عنہٗ

مکتوب دوم :

جو آپ نے اپنے محبِّ خاص جناب حافظ محمد عبدالحمید صاحب مہروی امام مسجد آرے والی ساکن کوٹ مظفر میلسی کو تحریر فرمایا :

مشفقی مکرمی حافظ صاحب زید مجدہ،

بعد سلام مسنون الاسلام کے عرض ہے کہ خط ملا حال معلوم ہوا۔ آپ کے چچا بزرگوار مولوی نور احمد صاحب کی وفات حسرت آیات سن کر صدمہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ ان کو مغفرت فرما کر جنّت الفردوس نصیب فرماوے۔ آمین

سورۃ یوسف کے متعلق آپ کو اجازت ہے بہتر چیز ہے اللہ تعالےٰ اس کے برکات سے مستفید فرما کر کامیاب فرماوے۔ آمین۔

قصیدہ بردہ شریف اور اسکی زکوٰۃ اور سورۃ یوسف بیک وقت نہ کریں ایک کو ختم کر کے پھر دوسری طرف توجہ کریں ممکن ہے طبیعت برداشت نہ کرے۔ "طریقہ قصیدہ بردہ شریف کی زکوٰۃ کا"

گیارہ روز روزہ رکھے ہر روز غسل کر کے پوشاک سفید پہن کر مصلّے

پر بیٹھ جائے۔ اول آخر درود شریف صلوٰۃً تنجینا گیارہ دفعہ پڑھ کر قصیدہ شریف شروع کرے اور قصیدہ شریف کے جتنے ابیات ہیں اتنی تعداد ان گیارہ روز میں تمام کرے اور بعد ہر اسم کے الصلوٰۃُ والسلامُ علیکَ یارسولَ اللّٰہ اَغِثْنِیْ اغثنی اغثنی پنج بار پڑھے۔

ان گیارہ روز میں خوراک شیر برنج خوب روغن ڈال کر کھانڈ (چینی) ملا کر کھایا کرے اسکے سوا اور کوئی چیز نہ کھائے جب زکوٰۃ تمام ہو جائے گیارہ آدمی نمازی کو شیر برنج سیر کر کے کھلاوے اس جگہ ہر طرح خیریت ہے عافیت تمام دوستوں کی ہر دم مطلوب تمام حال پرسان کی خدمت سلام و دعوات مطالعہ ہوں۔

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ

۲۳ رجب ۱۳۹۱ھ

مکتوب سوم :

جو آپ نے انتہائی مقبول متوسّل میاں لال دین ساکن جھنگ کی چند عرصہ سے غیر حاضری پر تحریر فرمایا۔

مشفقی میاں لال صاحب و میاں اللہ ڈتہ سلمہم ربہم

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ!

خیریت جانبین ہر دم مطلوب، عرس مبارک پر آپکی بڑی انتظار کی گئی، دوستوں نے بیان کیا کہ آنے والے آنے والے ہیں۔ عرس شریف ختم ہوا اور آپ نہ پہنچے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ کیا وجہ ہوئی پھر آج تک آپ نے کوئی اطلاع نہ دی بہت انتظار کے بعد آج لکھ رہا ہوں۔ اس خط کے پہنچتے ہی تمام احوال اور خیریت سے مطلع کریں تاکہ انتظار نہ رہے آپ تو بے پرواہ ہیں۔ مگر ہم کو پیر بھائی ہونے کی وجہ سے بہت دل چاہتا ہے۔ کوئی ہمیں نہ پوچھے ہمارے لئے تو پوچھنا ضروری ہے۔

دنیا والے تو اپنے غرورِ دنیاوی میں مست ہوں آپ تو ہم جیسے غریب طبیعت
ہیں تمکو ایسی مستی نہ چاہیئے ہم تو دوستوں کے سہارے حیاتی کے دن گزار
رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ وناصر ہے تمام برخورداران وغیرہا سے السلام علیکم

عریضہ محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ،

مکتوب چہارم: جو آپ نے اپنے شاگردِ خاص جناب مولانا محمد شفیع صاحب غوثوی مہاروی کو جوابًا تحریر فرمایا۔

مکرمی عزیزی مولوی محمد شفیع صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

عنایت نامہ ملا حالات سے آگاہی ہوئی یہ پڑھ کر کہ بفضلہ تعالیٰ نماز
باجماعت ادا ہو رہی ہے نہایت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ رب العلمین۔
ثانیاً جو لکھا ہے اس کا اللہ تعالےٰ کفیل ہے اس کا فکر نہ کریں۔ جو کفیل
ہے وہ کافی وافی ہے۔ ذریعہ موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ برکت عطا فرمائے گا۔
وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون۔
سورہ واقعہ بعد مغرب تلاوت فرمایا کریں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
فرمان ذیشان اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا معمول یہ وظیفہ ہے۔

عریضہ محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ،
۱۸ ر جمادی ثانیہ ۱۳۹۹ھ

مکتوب پنجم: جو آپ نے اپنے بڑے نواسے (فقیر کاتب الحروف کے بڑے بھائی صاحب) کو بموقعہ حج مبارک مکہ مکرمہ تحریر فرمایا

نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم
برخوردار عزیز القدر عزیز از جان الحاج میاں بشیر احمد سلمہ اللہ المنان

ورزقہ بفضلہ الرحمۃ الغفران۔
بعد تسلیمات وافیات واشتیاق ملاقات واستدعا عرض آنکہ
بندہ تا دمِ تحریر بخیریت ہے عافیت آپکی ہر دم مطلوب ہے۔ پہلا خط آپکا
جس کی تکمیل جہاز میں ہوئی پڑھا اور مسرور ہوا آج عرس مبارک حضرت
قبلہ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے واپسی پر برخوردار میاں محمد عادل صاحب
نے علیحدہ رقعہ دیا۔ الحمد للہ آپ بخیر وعافیت ہیں اس جگہ ہر فرد اندر اور
باہر بفضلہ سبحانہ بخیر وعافیت ہے۔ برخوردار! آپ اس وقت خیر البلاد میں
ہیں یہ ایسی جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ملک میں ایسا کوئی مقام عند اللہ معزز
مکرم نہیں ان ایّام کو غنیمت تصوّر کر کے کہ دوسری جگہ سے یہاں ایک کا لاکھ
اجر ملتا ہے درود شریف کلمہ شریف استغفار کی کثرت سے اوقات کو معمور
کیا کریں اللہ تعالےٰ آپ کو حج مبرور مقبول نصیب فرمادے اور سفر کامیاب
ہو دین دنیا و آخرت کی کامیابیاں عطا ہوں اور بخیریت ملاقات ہو آمین

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ
۴ ر ذوالحج روز بدھوار ۱۳۹۷ھ

مکتوب ششم: جو آپ نے اپنے پیر بھائی وخلیفہ مجاز حضرت حافظ مولانا محمد عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ ساکن ساہیوال ضلع سرگودھا کی طرف لکھا۔

جناب حافظ صاحب زید مجدہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

خیریت جانبین ہر دم مطلوب عنایت نامہ ملا حال معلوم ہوا۔
عرس مبارک ۲۵ سوموار، ۲۶ منگل وار، بدھوار ۲۷ ختم ہوگا آج پہلی تاریخ عرس

مبارک (حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ) کی ہے۔ زندگانی
ہر چیز کی ساتھ پانی کے ہے حضرت ابن سیرین علیہ الرحمۃ گوید آب در
خواب دلیل قوۃ ایمان و اعتقاد پاک و موجب برکت دینی و دنیاوی است
اللہ تعالیٰ خیر و برکت نصیب کناد۔ آمین۔ درد و سوز مطلوب صالحین کا
کا ہے شیخ عطار علیہ الرحمۃ فرمودہ :

کفر کافر را و دین دیندار را — ذرہ درد دل عطار را

دریں حالت شکر باید کرد خدائے تعالیٰ ترقی و ازدیاد شوق ذوق
ارزانی فرماید آمین۔

آپ پر تمامی برکت ذکر الہی و توجہ پیر کامل کی ہے بندہ کاتب الحروف
میں کچھ قابلیت نہیں محض بے کار بے عمل امیدوار رحمت کردگار ہے
جاروب کش آستان صالحین۔ دعا فرمودہ باشند اللہ تعالیٰ ببرکت
ارواح بزرگان خاتمہ بالخیر کناد۔ آمین۔
از برخورداران دعوات و سلام عرض۔

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ
۲۵ محرم سوموار ۱۳۹۴ھ

مکتوب ہفتم : مکرمی حاجی حافظ مولوی محمد عبدالحی صاحب
(ساہیوال ضلع سرگودھا)

بعد سلام مسنون الاسلام، و دعوات آنکہ انقلاب زمان سے
رنجیدہ نہ ہوں۔ خدا شرے برانگیزد کہ خیرے مادراں باشد
ہر حال مطمئن رہیں واللہ ہو الناصر وھو المعین قدرت کاملہ

محافظ ہے خود بخود اسباب مہیا رہیں گے۔ بندہ کا فکر بے کار ہے۔

کارساز ما ہموں در کار ما — فکرِ ما در کار ما آزارِ ما

کاتب دعاگو ہے دعا سے غافل نہ سمجھیں۔ والسلام مع الاکرام
تاحال احوال موجب شکر ہیں۔ الحمد للہ رب العلمین

۱۸ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ — محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ

مکتوب ہشتم : مشفقی مکرمی حافظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
(کوٹ مظفر میلسی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ کا مراسلہ ملا۔ حال معلوم ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ آپ جس کام میں
ہیں بہت بہترین شغل ہے۔ لوگوں کی مخالفت یہ آج کی نہیں حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک یہی مخالفت کا سلسلہ جاری
ہے۔ یہ شیطانی حرکت ہے آپ اس سے نہ گھبرائیں۔ اللہ تعالیٰ سے امداد
مانگتے رہیں وہی تمام شرور سے محفوظ فرمائے گا۔ شادی شدہ لوگ اگر
تمام پاکدامن ہیں تو اعتراض درست ہو سکتا ہے ورنہ گناہوں میں
اکثر لوگ ملوث ہیں۔ امام کا گناہوں سے معصوم ہونا اگر شرط ہو تو پھر
یہ سلسلہ جماعت وغیرہ کا ختم ہو جاتا ہے۔ یہ مذہب شیعہ لوگوں کا ہے اور
وہ نماز باجماعت ادا کرنے سے محروم ہیں اہلسنت والجماعت کا یہ مذہب
ہے ہر نیک اور گناہگار کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے آپ مسجد اور قرآن شریف
کی خدمت کرتے رہیں۔ لوگوں کی طرف نہ دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنے
فضل کرم سے تمام مشکلات حل فرمادیں گے۔ آپ لکھتے ہیں چچا صاحب

رشتہ دینے سے گریز فرماتے ہیں۔ تمام دنیا تو مسجدوں اور نیک بندوں
کی طفیل روٹی کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں مسجدوں میں بھوکے رہتے
ہیں۔ ان کا خیال شیطانی وسوسہ ہے اللہ تعالےٰ ان کو ہدایت فرمادے
بندہ دعاگو ہے۔ دعا سے غافل نہ سمجھیں۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو
حسبہ۔ تمام دوستوں کو سلام و دعوات عرض۔

۱۱ جمادی ثانیہ ۱۳۹۱ھ — محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ،

مکتوب نہم:

برائے وصولی منی آرڈر
(از جناب حافظ صاحب ساہیوال ضلع سرگودھا)

السلام علیکم وعلی من لدیکم۔ خیریت جانبین ہر دم مطلوب۔
مبالغ مرسلہ حسبِ تحریر موصول ہوکر باعث مزید دعوات ہوئے
جزاکم اللہ خیرا۔
عرس مبارک حضرت قبلہ مرشدی وسندی علیہ الرحمۃ دس ماہِ
رواں بروز سوموار ختم ہوگا اللہ تعالےٰ بفضل خود بخیر و خوبی سرانجام فرماوے
آمین۔ ہمہ دوستداران خصوصاً حافظ عبدالباقی و حافظ محمد نواز صاحب
تسلیمات و دعوات موصول باد۔

خاکروب آستانہ عالیہ عبیدیہ رحمانیہ
محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ رب الاعلےٰ والادانی
۳ ذیقعدہ الحرام ۱۳۹۷ھ

مکتوب دہم:

جو آپ نے اپنے آخری سفر برائے عمرہ شریف کے
دوران مدینہ منورہ سے تحریر فرمایا؛

تسمیۃً و تحمیداً و صلوٰۃً و سلاماً،

برخورداران کامگاران سعادتمندان و حضرت برادرم صاحب سلمہم اللہ تعالےٰ
فی الدارین السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالےٰ وبرکاتہ،
کل سوموار ۸ بجے صبح مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً سے وداع کر کے
مدینہ منورہ علےٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم قبل از نمازِ عصر حاضری نصیب ہوئی
الحمد للہ رب العلمین۔ تمام رفقاء بخیر و عافیت ہیں برخوردار سید حافظ
نور الحسن شاہ صاحب دو روز پہلے مکہ معظمہ میں پہنچے تھے وہ بھی ہماری
رفاقت میں مدینہ منورہ آگئے ہیں بخیریت ہیں۔ مفصل خط آپکا تاحال
نہیں پہنچا امید ہے بفضلہ تعالےٰ آپ سب مع عزیزان و اہالی بخیر و
عافیت ہوں گے دوستوں کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب عالی
میں صلوٰۃ وسلام دعوات عرض کئے گئے الٰہی جمیع مقاصد خیر میں
قبولیت و منظوری نصیب ہو آمین۔ تمام ارکان اندرونی و بیرونی کی
خدمت میں ہم سب کی طرف سے ایک ایک را سلام دعوات عرض۔
تین عریضہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ آج یہ چوتھا عریضہ لکھ رہا ہوں اکثر
دوستوں کے نام جو یاد آتے رہے لکھتا رہا۔ آج تین چار روز سے نزلہ زکام
میں مبتلا ہوں کمزوری بدستور ہے ویسے پہلی حالت سے اچھا ہوں۔
الحمد للہ علی ذالک۔ عرب شریف کی دنیاوی حالت بفضلہ تعالےٰ بہتر
سے زیادہ بہتر ہے۔ دینی حالت حرمین شریفین کے اندر بفضلہ تعالےٰ
خوش کن ہے۔ مصری ایرانی لوگ بکثرت ہیں سب یورپین فیشن
لباس، صورت یہودی نصرانیوں جیسی ہے۔ الا ماشاء اللہ حضور علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی جیسی صورت لباس پاکستانی عمر رسیدہ لوگوں میں
بفضلہ تعالےٰ پائی جاتی ہے۔ دولت کی فراوانی سے تغیر و تبدل اور غفلت

انسانی شیوہ ہے اللہ تعالےٰ محفوظ فرماوے۔ محمد سعید وغیرہ دوستداروں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ سب خوش ہیں۔ عزیز از جان برادر حافظ محمد رفیع صاحب و مولوی حافظ محمد عبداللطیف صاحب کا نوازش نامہ آج رات ملا ہے۔ انکی مہربانیوں کا تہ دل سے شکریہ میرے سلام دعوات عرض کریں۔ دعاگوئی سے کوئی دوست غافل نہ سمجھے میرے لئے دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ سالماً غانماً سفر مبارک بالخیر تمام فرماوے۔ آمین۔ تمام رفقاء خصوصاً آپکی ہمشیرگان بخت آمادگان کی طرف سے سب کو سلام و دعوات عرض۔ السلام مع الاکرام۔
خوردگان سب کی اعیان بوسی۔ اللھم بارک لھم فی عمرھم وصلاھم آمین۔
انشاء اللہ، جمادی اخری تک مدینہ منورہ قیام ہوگا۔ ۵۔۶ روز میں خط پہنچتا ہے۔

محمد عبدالشکور ملتانی عفی عنہ

۲۲، جمادی اولےٰ ۱۴۰۱ھ ہجری یوم الاربعاء۔
از مدینہ منورہ علےٰ صاحبہا التحیات والتسلمات فی کل حین
آمین!

کرامات

سراپا کرامت معنویہ، حضور قبلہ ام سیدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اگرچہ امامت وخطابت کی ذمہ داری کے سبب سفر بھی کم فرمائے اور زمانہ سجادگی بھی مختصر پایا۔ تاہم حق سبحانہ تعالیٰ جل مجدہ نے چند کرامات کا ظہور آپ سے کرایا۔ مجھے جو روایات انتہائی معتمد علیہ دوستوں نے بیان کیں، صرف انہی کے نقل پر اکتفا کرونگا انشاء اللہ العزیز

گفتہٗ او گفتہٗ اللہ بود: حاجی عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب نے مجھے بیان کیا کہ ہمارے علاقہ حماندپور میں ایک شخص اپنے والدین کا گستاخ اور نافرمان تھا اس کے والد نے شکایت کی وہ بھی سامنے بیٹھا تھا آپ نے نصیحت فرمانا چاہی مگر وہ آپ کے سامنے بھی اپنے والد سے سخت و سست باتیں کرنے لگا جو والد کی شان کے خلاف تھیں جس پر آپ کا جمال جلال میں تبدیل ہوا اور یہ گستاخی برداشت نہ فرما سکے تو زبان مبارک سے قضا کا یہ تیر چلاتے ہوئے ارشاد فرمایا "میاں! توں تاں پاگل پیا ڈِسدیں پاگل تھی کے مرُود ہیں"۔ یعنی اے گستاخ تُو تو مجھے بدماغ معلوم ہوتا ہے کیا دیوانہ ہو کر مرنا چاہتا ہے اللہ اکبر۔ حاجی صاحب کہتے ہیں وہ حسب فرمان دیوانہ ہو گیا۔ غلاظت کے ڈھیروں میں ہاتھ مارتا اور دیوانہ وار پھرتا مرا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے اور اپنے پیاروں کے غضب سے محفوظ فرماوے۔

آپ اپنے انتہائی مخلص پیر بھائی جناب حافظ محمد نواز صاحب کے گھر ساہیوال ضلع سرگودھا تشریف فرما تھے اور انکے گھر موجود کھجور کے بلند و بالا درخت کو بغور دیکھ رہے تھے پھر خود ہی استفسار فرمایا کہ یہ پھل بھی دیتی ہے؟ عرض کیا حضور! نر ہے اور نر درخت تو پھل نہیں دیتے۔ فرمایا بھیڑی پھل ڈیندی تاں کیا چنگا ہوندا" یعنی بُری کہیں کی اگر پھل دیتی تو کیا ہی اچھا پھل ہوتا چنانچہ آئندہ سال اس سے دو خوشے کھجور کے ہوئے جو انتہائی میٹھے تھے پھر اگلے سال خوب پھل ہوا جو انتہائی میٹھا اور لذیذ تھا۔ انکے فرزند دلبند کہتے ہیں کہ اب یہ عالم ہے کہ ہمارے علاقہ کے لوگ ہر خوشہ پر اپنا اپنا کپڑا باندھ

کر نشانی لگا جاتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے' یہ ہمارا ہے کہ نہ اسکے ساتھ کی لذیذ کھجور پورے ساہیوال میں ہے اور نہ ہی کوئی درخت اتنا پھل دیتا ہے سُبحان اللہ وبحمدہ ع منہ سے نکلی جو بات ہو کے رہی

طالبِ دیدار کو زیارت کروانا: جناب صوفی محمد عبدالقادر صاحب لاہوری بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میمونہ میں ایک مرتبہ بوجہ عدم فرصتی وکم مائیگی عرصہ دراز تک آپ کی زیارت فیض بشارت کے لئے ملتان جنّت نشان حاضری نہ دے سکا ایک دن اس قدر طبیعت شوق و محبّت سے بھری اور بے چین ہوا کہ دیوانہ وار آپ کو فریاد کرتا تھا اور کہتا تھا آج قرض اُٹھا کر بھی ملتان شریف کیوں نہ جانا پڑے ضرور حاضر ہو کر زیارت سے دلِ مضطر کو دولتِ سکون بخشوں گا۔ اسی جذبہ اور ولولہ سے اُٹھا کہ فیض عالم مظہرِ نورِ خدا حضور داتا گنج بخش صاحب کی زیارت کے بعد ملتان شریف جانے کی تیاری کروں گا چنانچہ جب میں دربارِ عالیہ حضرت داتا گنج بخش صاحب قدس سرہٗ العزیز میں داخل ہوا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ خود آنجناب سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سَروقد مزارِ مبارک پر کھڑے فاتحہ خوانی فرمارہے ہیں میں تعجّب سے ٹھہر گیا کہ نہ تو ایامِ عرس مُبارک ہیں اور نہ ہی حضور قبلہ نے اپنی تشریف آوری سے مجھے مطلع کیا آخر کیا معاملہ ہے؟ کھڑے کھڑے میں نے سیر ہو کر زیارت کی حتیٰ کہ میرے دیکھنے میں آپ نے بھی مجھے تبسّم کناں دیکھ لیا جس سے دل کو اور راحت میسّر ہوئی کہ جو دیکھا وہ حق ہے۔ کوئی مغالطہ نہیں اللہ تعالیٰ کا حمد ادا کیا اور آپکی جانب بڑھا مگر قدرتِ خداوندی کہ وہ تو آپ کی کرامت تھی چنانچہ میرے قریب آنے پر آپ

غائب ہو گئے، پھر میں افسوس کرنے لگا کہ دور کھڑا ہی زیارت کرتا رہتا۔ الغرض اس کے بعد میں جب ملتان دارالامان آیا تو معلوم ہوا کہ ان تاریخوں میں آپ نے کسی طرف بھی سفر اختیار نہ فرمایا تھا۔

سَراپا کرامت محفلِ سماع: چھ ۶ جمادی الاولےٰ ۱۴۰۰ھ بروز عرس مُبارک حضور اعلیٰ ملتانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ، جو آپ کی مُبارک زندگی کا آخری عرس شریف تھا کسی مخالف نے خانقاہ شریف کا دروازہ جو مجلس خانہ کی طرف تھا بند کر دیا۔ آپکے کسی مقتدر غلام نے عرض بھی گزاری کہ حکم ہو تو دروازہ شریف کھلوانا کوئی مشکل کام نہیں تو فرمانِ ذیشان بطورِ تحدیث بالنعمۃ و اظہارِ حقیقت یوں صادر ہوا کہ اِن بند کرنیوالوں کا تعلق قبروں سے ہے اور بحمدہ تعالےٰ ہمارا تعلق اہلِ قبور سے ہے۔ مجلس بارونق ہی رہے گی۔ خانقاہ شریف بند ہو یا کھلی تم اسکی فکر نہ کرو۔ اللہ اکبر سب نے دیکھا کہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کی یہ آخری محفل مُبارکہ کس قدر باذوق طریقہ پر اختتام پذیر ہوئی اور کتنے اہلِ ذوق اس محفل میں حالتِ وجد سے دوچار ہوئے اور آپ کے ظاہری و باطنی حسن کے جلوہ میں کس قدر رعنائیاں موجود تھیں۔ اس احقر کو تو بلامُبالغہ پورا محفل خانہ اپنے در و دیوار سمیت محوِ رقص نظر آرہا تھا۔

ماہی خان مرحوم جلالپور پیروالا کا جس پر آنجناب قبلہ ام کا بڑا کرم تھا نے سُنایا تھا کہ اسی روز میں دورانِ محفل شریف ہی برائے حاضری عرس مُبارک حاضر ہوا تو مجھے کسی نے بتایا کہ آنجناب نے اختتامِ محفل پر

بلاتاخیر برائے ادائیگی عمرہ شریف روانہ ہونا ہے چونکہ میرے پاس واپسی کا کرایہ نہ تھا تو حیران ہوا کہ میرا ارادہ تھا کہ آپ سے بعد محفل فراغت پاکر کرایہ کی رقم طلب کروں گا مگر اب جلدی میں ہر کوئی ملاقات میں مصروف کردے گا تو مجھے کیسے موقعہ ملے گا لہذا ساری محفل کے دوران مجھے قسم قسم کے خیالات نے گھیرے رکھا۔ الغرض جب محفل شریف ختم ہوئی تو آپ نے مجھے بلاکر خلوت میں فرمایا میاں ماہی خان! کیوں اتنے پریشان ہو تمہیں بارہا یہ سبق دیا تھا کہ اللہ والوں کے آستان پر جو آتا ہے وہ خود اس کا انتظام ازغیب کرادیتے ہیں تمہاری آمدورفت کا کرایہ مجھ فقیر کے ہی ذمہ تھا یہ لو اپنا دوطرفہ کرایہ اور مجھے اجازت کہ ارادہ سفر باظفر کا ہے

سبحان اللہ محفل کے بعد یہ احقر بے ہیچ آپ کے ساتھ ہوائی اڈہ پہنچا اور وہاں گھٹنے ٹیک کر قدمبوسی کی سعادت حاصل کی اور اشکبار آنکھوں سے آپ کو اور اپنے والدین کریمین کو دعاؤں کی درخواستوں کے ساتھ الوداع کہا۔

یہی ماہی خان مرحوم بتاتا تھا کہ ایک موقعہ پر میں نے واپسی کی اجازت چاہی، آپ نے مرحمت نہ فرمائی، میں نے ضد کی کہ بے تکلف تھا، مگر آپ نے پھر بھی اجازت نہ دی۔ تاہم میں اپنی مجبوری بیان کر کے قدمبوس ہوا اور چل پڑا جو بس جانے والی تھی اس میں سوار بھی ہوا مگر کچھ ایسی مجبوری بنی کہ اترنے پر مجبور ہوا حتیٰ کہ دوسری بس بھی نہ ملی اور واپس شرمندگی کیساتھ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور توبہ کی کہ آئندہ اللہ والوں کی مخالفت نہ کروں گا کہ یہ اپنی حقیقت بین نگاہوں سے جو دیکھتے اور مشاہدہ فرماتے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ سکتے۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ میری قلمی یادداشتوں میں ماہی خان سے سنی ہوئی اس کرامت کا ذکر صرف اشارۃً موجود تھا نہ کہ مفصلاً لہٰذا وہ مجبوری اس وقت مجھے یاد نہیں واللہ اعلم کوئی دشمن اس بس میں سوار تھے جن کے ساتھ ہمسفر ہونا خطرہ کا باعث تھا یا اور کوئی وجہ بیان کی۔ اللہ تعالےٰ مبالغہ اور دروغ گوئی سے محفوظ فرمادیں۔ آمین۔

چوکیدار کو قصور عہدہ پر تنبیہ فرمانا: جناب مولانا محمد شفیع غوثوی جو آپکے انتہائی مخلص اور مقبول شاگرد اور میرے قابلِ اعتماد دوست ہیں۔ زمانہ طالب علمی میں میرے ہاں ملازمت بھی کرتے تھے۔ کچھ عرصہ تک کارخانہ میں دن کو چوکیداری کرتے رہے کسی مجبوری کے تحت انہیں کارخانہ میں رات کی چوکیداری کرنے کو کہا تو انہوں نے بھی قبول کر لیا۔ جب اس کا ذکر انہوں نے حضور استاذ محترم سراپا نور سے کیا تو آپ نے فرمایا مولانا! ٹھیک ہے بہرحال اللہ تبارک وتعالےٰ کے مقدس فرمان وجعلنا الليل لباسا ۝ وجعلنا النهار معاشا ۝ کہ ـــــ "بنایا ہم نے رات کو پردہ پوش اور بنایا ہم نے دن کو روزگار کے لئے" ـــــ کے تو خلاف ہے ہی۔ بہرحال ملازمت کا معاملہ تھا وہ نبھاتے رہے کچھ دنوں بعد آپ نے پوچھا مولانا! رات کو نیند تو تنگ کرتی ہوگی؟ عرض کی حضور! نوکری نوکری ہے جاگنا تو پڑتا ہی ہے۔ فرمایا ذمہ داری میں قصور واقع نہ ہونا چاہیئے۔ مبادا رزق مشکوک ہو جائے۔ پھر کچھ دن گزرنے پر کہتے ہیں مجھے ایک رات نیند نے بہت غلبہ کیا تو کرسی پر بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ گئی۔ جونہی آنکھ لگی میں نے اپنے کانوں سے آپ کی آواز سنی کہ "محمد شفیع محمد شفیع"

گویا مجھے قریب کھڑے بُلا رہے ہیں میں حیرت سے بیدار ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا مگر آپ کو کہیں نہ پایا رات بھر مجھ پر ہیبت طاری رہی اور خوشی بھی کہ آنجناب اپنے غلاموں کی دستگیری ہر مقام پر فرماتے ہیں۔ الغرض صبح جب خدمتِ عالیہ میں پہنچا تو ہنس کر پُوچھا مولانا! رات کی ڈیوٹی بہت سخت ہوتی ہے۔ آخر نیند تو آتی ہوگی؟ میں نے پھر وہی جواب دیا تو فرمایا مولانا! نیند تو سُولی پر بھی آجاتی ہے اور تم تو مزے سے کرسی پر بیٹھ جاتے ہو، سُبحان اللہ کہتے ہیں۔ تب میں نے یقین کیا کہ وہ میرا خیال نہ تھا بلکہ ایک حقیقت تھی جو مجھ پر گزری۔

تونسہ شریف کی طرف باکرامت سفر: ایک مرتبہ حضور سلطان المتوکلین خواجہ محمد سلیمان

تونسوی علیہ الرحمۃ کے عرس مُبارک سے واپسی پر آپ نے بیان فرمایا کہ اس دفعہ کی حاضری بڑی پُر کشش رہی ہے الحمدللہ علی ذالک۔ پھر فرمایا اچانک ہی خیال آیا تھا کہ عرس شریف کی حاضری دینا چاہیئے چنانچہ میں نے تیاری کی اپنا تھیلا اور ضروریاتِ سفر حتیٰ کہ عصا بھی ہاتھ میں لئے باہر آیا اور ساتھی تلاش کرنے لگا جسے بھی کہتا وہ کوئی عُذر پیش کر دیتا جس سے از حد دل برداشتہ ہوا اور یہ کہہ کر اپنے حجرہ سے باہر دھوپ میں لیٹ گیا کہ " واہ پیر پٹھان! بُزرگ تو مسلّم الکل ہو اور کشش بھی خوب فرمائی مگر انتظام نہ ہو سکا "۔ چنانچہ میں ابھی لیٹا ہی تھا کہ میرے داماد جناب میاں عبیدالکریم صاحب اور انکے برادرِ خورد میاں محمد یوسف صاحب تشریف لائے کہ ہم اپنی سپیشل ویگن پر تونسہ شریف جا رہے ہیں ایک آدمی کی جگہ ہے اگر کسی نے جانا ہو

تو آجائے سُبحان اللہ! میں نے کہا اور کیا چاہیئے۔ بس یہ کہتا ہوا سامان اُٹھایا اور چل دیا وہ بھی حیران ہوئے اور انتہائی خوش ہو کر بولے اگر آپ خود چلتے ہیں تو زہے نصیب۔ بہر حال مجھے اُنہوں نے اگلی سیٹ پر جگہ دی اور سفر انتہائی خُوشگوار رہا۔ جب تونسہ شریف رات کو آرام کرنے لگے تو میں نے حضور سلطان المتوکلین کی عالیجناب میں عرض کیا حُضور خواجہ صاحب! جس کشش اور محبّت سے بُلایا ہے براہِ کرم کچھ فیضان مزید بھی فرماویں جو محبّت میں زیادتی کا سبب بنے چنانچہ میں آرام کی خاطر لیٹا ہی تھا کہ عالمِ رؤیا میں حُضور قبلہ عالم وعالمیان مہاروی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بابرکت کچہری میں حاضری نصیب ہوئی۔ مقتدر علماء اور صلحاءِ زمانہ اس ماہ کامل کے گرد ستاروں کی مثل حلقہ زن تھے مجھے بھی جہاں جگہ ملی سعادت سمجھ کر اس ماہتابِ حقیقت کی جلوہ آرائیوں سے مُستفید اور محظوظ ہونے لگا۔ لوگ باری باری آنجناب کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر اپنی معروضات پیش کرتے دعائیں لیتے اور مُرادیں پاتے رہے حتیٰ کہ مجھ ناکارہ (حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھی قدمبوسی کا موقعہ دیا گیا تو قبلہ عالم وعالمیان نے کمال شفقت ومحبّت سے فرمایا کہو مولوی صاحب جی! کیا کہنا ہے میں نے عرصہ دراز سے دل میں کھٹکنے والا اشکال پیش کیا کہ اپنے خاندان میں فلاں صاحب سے قطع تعلق ہے اس معاملہ میں اگر میں مجرم ہوں تو توبہ کے لئے حاضر ہوں تو اس پر آپ نے تبسم کناں ارشاد فرمایا حضرت مولوی صاحب! یہ تو پُرانا مقدمہ ہے جو بارہا ہماری کچہری میں پیش ہو چکا ہے آپ جمع خاطر رہیں اس میں آپ عنداللہ بالکل بے قصور ہیں جس سے مجھے دِلی خوشی حاصل ہوئی

تو آداب بجا لا کر رخصت چاہی اور دُوسروں کو باری دی۔ پھر بیدار ہوا
تو حمدِ خُداوندی بجا لایا۔ اس قصہ میں اگرچہ آپ کی بڑی منقبت موجود ہے
مگر آپ کا مقصود اس کے بیان سے حضرت سلطان المتوکلین کی منقبت
بیان کرنا تھا۔

یہاں تک تو قصہ آپ نے خود سنایا اسکے بعد آپکے رفیق سفر داماد نے
نے بیان فرمایا کہ واپسی پر ہمارے ہمسفر ساتھیوں میں سے کسی نے بطور
خوش طبعی کہا کہ ہمارے ساتھ بھی اس دفعہ پٹھان والا قصہ بنا ہے کہ جب
تونسہ شریف جا رہا تھا تو کسی نے پوچھا کہاں تیاری ہے خان بابا؟ تو
کہنے لگا تونسہ شریف جب یہاں سے ہو کر جا رہا تھا اور لنگر شریف
سے کچھ بھی کھانے کو اپنی قسمت ہیں نہ ملا تو پھر جس نے پوچھا کدھر سے
آرہے ہو تو کہا بس تونسہ مونسہ سے العیاذ باللہ۔

آنجناب سَراپا نور وسرور اس بات سے سخت رنجیدہ خاطر ہوئے
فرمایا توبہ کرو سخت گستاخی کے مرتکب ہو رہے ہو اتنے باکمال بزرگ کی
بے ادبی سے تمہیں شرم نہیں آتی اور پھر فرمایا جس ہوٹل سے جو مرضی کھاؤ
فقیر اپنے خرچہ پر حضرت تونسوی صاحب علیہ الرحمۃ کا لنگر سمجھ کر تمہیں کھلائے
گا چنانچہ خالو صاحب فرماتے تھے ہم بڑے عمدہ ہوٹل پر راستہ میں رُکے
ہر کسی نے اپنی پسند کا کھانا کھایا اور تمام بل کی اَدائیگی خود جناب حُضور
سراپا نور ہی نے طیبِ خاطر سے فرمائی اب آپکے اس لنگر شریف کی مقبولیت
کا قصہ سنیئے۔ انہی دنوں ملتان شریف آستانہ عالیہ مُجیدیہ پر ایک صوفی
صاحب مرید حضرت خواجہ پیر غلام حسن سواگ نقشبندی علیہ الرحمۃ جنہیں
ہم علیحدہ جائے نماز رکھنے کے سبب جائے نماز والے صوفی صاحب

کہتے ہیں مقیم تھے انہوں نے اگلی رات خواب دیکھا کہ حضور سلطان المتوکلین
خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کی طرف سے تیار کی گئی بہت بڑی
دیگ کو جناب حضور سراپا نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ تقسیم فرما رہے ہیں جس سے
وہ حیران ہوئے مگر جب یہ قصہ گزشتہ دن کا سُنا تو کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے
ان کا یہ لنگر قبول فرمایا ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

ایک مرتبہ اس احقر بے ہیچ نے حضور سراپا نور کی خدمت میں
شب و روز رہنے کی غرض سے استخارہ کیا تو آستانہ عالیہ پر اتنا ہجوم
دیکھا کہ حجرہ مبارکہ سے لے کر مسجد شریف کے بیرونی دروازہ تک قدم رکھنے
کی جگہ نہیں، پوچھا تو بتایا گیا جب خود خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ
اور خواجہ خان محمد صاحب تونسوی (جو اسوقت بقیدِ حیات تھے) آنجناب
سَراپا نور کی زیارت کو تشریف لائے ہیں تو تمہیں کیا تردد ہے؟
سُبحان اللہ! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان عالیشان کو حضرات
تونسوی صاحبان سے خُصوصی تعلق ہے۔ مَیں نے اپنے پیر صُحبت حضور
معدن جود سے بارہا تونسوی حضرات کے حق میں تعریفی کلمات سُنے اکثر
فرمایا کرتے تھے کہ علماء کی عزت کرنا اور نماز باجماعت ادا کرنا اس
مُبارک خاندان کا شیوہ اور مستقل طریقہ ہے۔

معذور بچے کا رُوبصحت ہونا: میرے ہم زُلف جناب خواجہ منیر احمد صاحب نے چند روز
قبل مجھے بیان فرمایا کہ میرے دُوسرے بچے میاں بدر منیر کو بچپن ہی میں
پولیو کا حملہ ہوا جس سے ایک ٹانگ بے حس وحرکت ہو کر رہ گئی ہم بہت

پریشان ہوئے میری اہلیہ، حضور سراپا نور کی پوتی تو بچے کو دیکھ کر سارا دن رونے میں گزارتی تھیں ہم جس ڈاکٹر کے پاس بھی جاتے وہ پوچھتا پولیو کے احتیاطی ٹیکے لگوائے تھے۔ ہم کہتے نہیں تو وہ کہہ دیتے لاعلاج مرض ہے اب اس کا کیا حل ہوگا؟ بس یوں سمجھو بچے کی ایک ٹانگ نہیں ہے العیاذ باللہ، تو ہماری پریشانی اور بڑھ جاتی چنانچہ ایک دن حضور سراپا نور یہ حالات اور پریشانی سن کر بچے کی عیادت اور مرض پرسی کی خاطر ہمارے گھر تشریف لائے آپ جتنی دیر بیٹھے رہے میری اہلیہ محترمہ متواتر روتی رہیں میں تسلی بھی دیتا کہ ڈاکٹر کوئی خدا نہیں کہ نعوذ باللہ ان کا فیصلہ حتمی ہو مگر ان کو تسلی نہ آئی اور اپنے دادا محترم کو خوب رو کر دکھایا اور کہا کہ ٹانگ بالکل حرکت نہیں کرتی جس سے از حد پریشان ہوں کہ بچہ معذوری کے عالم میں کیسے زندگی گزارے گا؟ بہر حال آپ کچھ دیر انکی گفتگو سنتے رہے کچھ خود بھی ارشاد فرماتے رہے بالآخر دعا کے لئے ہاتھ مبارک اٹھائے اور مختصر دعا کے بعد تسلی دیتے ہوئے ہمارے گھر سے باہر نکلے ہی تھے کہ آپ تو نصیب دشمناں سیڑھی اترتے ہوئے گر گئے مگر ادھر بچہ کی ٹانگ حرکت کرنے لگی جسے دیکھ کر میری اہلیہ حیران بھی ہوئے اور آپ کی تکلیف کا احساس بھی ہوا کہ پاؤں مبارک میں موچ آنے کے سبب کافی دن تکلیف رہی تھی۔ بحمدہ تعالیٰ اگرچہ میاں بدر منیر صاحب کے کافی علاج کرائے گئے تاہم معذوری سے بچ گئے۔ خود خواجہ منیر احمد صاحب نے بھی انہی دنوں خواب میں دیکھا کہ بچہ لنگڑاتے ہوئے مگر بے سہارا خود چل کر آ رہا ہے جس سے بھی کچھ

اطمینان ہوا۔ الحمد للہ ان دنوں وہ ادارہ منہاج القرآن لاہور میں زیر تعلیم ہیں اللہ تعالیٰ انکو اور انکے تمام احباب و والدین کو شریعت مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مستقیم اور ثابت قدم رکھیں اور ہر قسم کے شرورں اور شرور سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

برکتِ دعا سے جڑواں بچے پیدا ہونا:

والدہ محترمہ مدظلہا جو آپکے آخری سفر حجاز مقدس میں آپکے ہمراہ تھیں فرماتی ہیں، حرمین شریفین میں قیام کے دوران پاکستانی عورتیں اور مرد کثرت سے آنجناب قبلہ ام کی زیارت اور دعا طلبی کو حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ مدینہ منورہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پہنچے تو زوجہ امام بخش جو ملتان شریف محلہ کوٹلے تولیخاں سے آئی ہوئی اپنے خاوند امام بخش مقیم مدینہ منورہ کے ساتھ عارضی طور پر قیام پذیر تھی۔ آپکی خبر سن کر فوراً اپنی ساس کا خط لیئے حاضر خدمت ہوتی رہتی جاتی تھی اور گڑگڑا کر دست بستہ عرض کرتی تھی کہ حضور! اب تو کرم فرما دیں کہ ساس نے لکھ دیا ہے تیرے خاوند کو ضرور بیاہوں گی کہ تیرا منہ نرینہ اولاد کے لائق نہیں لہذا خدارا دعا فرما دیں کہ حق تعالیٰ مجھے دو بچیوں کے بعد اب جڑواں بچے عطا فرمادے اور خاوند دوسری شادی نہ کرے فرمایا بی بی اللہ تعالیٰ کی لکھی تقدیر کون ٹال سکتا ہے۔ والدہ جو ہوئی اس کا حق کون روک سکتا ہے اگر شادی کرلے تو کسی کو کیا اختیار؟ لہذا دوسری شادی کی بات نہ کر البتہ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھے بھی اولاد نرینہ عطا فرمادیں گے انشاء اللہ العزیز۔ والدہ محترمہ فرماتی ہیں؛ آنجناب قبلہ ام نے دو تین مرتبہ یہ جملے زبان گوہر فشان سے فرمائے مگر

وہ مائی روزانہ ہی آکر اپنا وہم پورا کر جاتی اور موقعہ پاکر بڑی لجاجت سے
اپنی عرضی گزارتی رہتی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ کہا میں
خود چاہے مرجاؤں مگر مجھ سے لڑکے ہوجائیں تاکہ ساس تو نہ کہے
کہ میرے مولیٰ تعالیٰ نے مجھ سے لڑکے پیدا نہ فرماتے۔ چنانچہ آپ
نے کلام بھی پڑھنے کو بتلائی، تعویذ بھی مرحمت فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے دعا بھی مانگی اور اسے جمع خاطر رہنے کو فرمایا
سبحان اللہ آپ کے قیام مدینہ منورہ کے دوران ہی وہ عورت حاملہ
ہوئی اور اگرچہ اس کے خاوند نے دوسری شادی کی مگر آئندہ سال اس
کے ہاں بھی دو بچے پیدا ہوئے لیکن بقضاء الٰہی ایک بچہ اور وہ خود تو
فوت ہوگئی اور دوسرا بچہ مدنی نام تاحال زندہ وسلامت ہے۔ اس
کی بہنیں اس احقر کی اہلیہ، آنجناب قبلہ ام کی پوتی سے قرآن شریف
پڑھتی ہیں۔

قادیانی کا قبول اسلام:

دوران سفر جھنگ آپ سراپا حسن وجمال نے اپنے والد گرامی
حضور ولی لاثانی کے انتہائی عقیدت مند جناب محمد زبیر صاحب مرحوم
کے گھر کو رشک گلزار بنایا ہوا تھا اور متوسلین حضرات یہیں دعا طلبی اور
زیارت کی خاطر گروہ در گروہ حاضر ہو رہے تھے کہ جامع مسجد کھیوہ کے
امام جناب میاں احمد علی صاحب بھی اپنے کعبۂ مرادات کی قدم بوسی کو
حاضر ہوکر عرصۂ دراز سے اپنے دل میں لیا ایک ارمان آپ کے سامنے
یوں بیان کرنے لگے۔

"اے میرے قبلۂ حاجات و کعبۂ مرادات! بندۂ لاچار وغم گسار

آپ کا قدیمی آشنا وغلام بے دام ہے۔ مگر میرا بھائی محمد مختار جو
ایک مرزائی بدبخت امام مسجد نور شہید روڈ جھنگ کی صحبت ناہنجار میں
گرفتاری کے سبب مرزائی بن کر مذہب اسلام سے عاری ہو چکا
ہے۔ آنجناب سے پہلے بھی بارہا دعا کروا چکا ہوں خدارا آج
باطنی توجہ سے ہمارے قابل رحم گھرانے پر نظر رحمت فرمایئے کہ عرصۂ
دراز کی تلاش بسیار کے بعد اب معلوم ہوا ہے کہ محمد مختار مرزائیوں
کی مسجد واقع سرداری والا نزد ساہیوال ضلع سرگودھا میں چار
سال سے امام اور مبلغ کی حیثیت سے ان کا معاون بنا ہوا ہے
جو ہمارے لئے دارین میں انتہائی شرم کا سبب ہے لہذا انکا ہے خدا
را انکا ہے۔"

سبحان اللہ! آپ نے یہ سن کر بعد از تأسف پوچھا کہ میاں! اس سے
ملاقات ممکن ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا حضور! زہے نصیب، کہ ان
دنوں یہیں جھنگ آیا ہوا ہے حکم ہو تو حاضر کردوں؟ فرمایا،
کیوں نہیں۔ چنانچہ اسی دن وہ اپنے بھائی کو لائے۔ اس وقت بھی ماہ
کامل کے گرد عقیدت مند، ستاروں کی مثل حلقہ زن تھے۔ آپ نے اس
کی آمد پر مذہب اسلام کی حقانیت اور ختم رسالت کے موضوع پر مختصر
مگر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اس نے بھی اسی محفل میں کئی اعتراضات
کئے جن کا جواب بھی آپ نے مرحمت فرمایا مگر سوال وجواب کا یہ سلسلہ
اسے کافرانہ عقیدہ سے پھیرنے کے لئے مفید ثابت نہ ہو سکتا کہ وہ دریدہ
دھن بے باکانہ بولنے لگا اور کہا مولوی صاحب! آپ کی ہر دلیل کے
میرے پاس کئی کئی جوابات موجود ہیں یہ چیز مجھے کچھ فائدہ نہ دے گی۔

چنانچہ اس کا یہ جواب نا صواب سُنکر آپ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ،

"میرے پیارے برادران طریقت! اس کے لئے دعا ہی کرو۔ مَیں اب کیا کر سکتا ہوں۔ قادر مطلق جل مجدہٗ، ہی محبوب ارض و سما علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل اسکو ہدایت نصیب فرمادیں"۔

سُبحان اللہ! حاضرین دیکھ رہے تھے کہ آپ نے دست دُعا بارگاہ مجیب الدعوات بلند کئے ہی تھے کہ چند لمحوں کے بعد وہ شخص اپنی جگہ سے زار و قطار رونا اور نالہ و فریاد کرتا ہوا اُٹھا اور آپ کی سراپا کرامت ذات بابرکات کے قدموں میں آگرا واللہ اعلم اسی لمحہ میں آپ نے اسے کیا دیا اور اس نے کیا لیا پھر سر اُٹھاتے ہی مذہب اسلام میں داخل ہونے کی عرض پیش کر دی جس پر اس کے بھائی پر خصوصاً اور حاضرین پر عموماً خوشی کی لہر دَوڑی تو سب نے مبارکباد پیش کی۔

بحمدہٖ تعالیٰ وہ مسلمان ہو کر آپ کا غلام بنا اور پوچھا کہ حضور! مذہب اسلام قبول کر لینے کے بعد میرے ذمہ کیا کام ہے؟ تو آپ نے فرمایا "میاں! اتنا عرصہ ایک باطل مذہب کی تبلیغ کی اب بقایا زندگی سچے مذہب کی تبلیغ میں گزار دو"۔ چنانچہ محمد مختار ولد حاجی اللہ جوایا مذکور نے جلال آباد نزد کھیوہ جھنگ میں دو سال درس قرآن دیا پھر اپنے بھائی میاں احمد علی صاحب کے وصال کے بعد انہی کی جامع مسجد کھیوہ میں تادم آخر امامت کی۔ حتیٰ کہ اٹھہتر ۷۸ سال کی عمر میں ۱۹۸۵ء کو خود بھی واصل باللہ ہو کر کھیوہ کے قبرستان میں آسودہ ہوئے۔

اس قصہ کو جھنگ کے بہت برادرانِ طریقت حتیٰ کہ مفتی جھنگ

جناب مولانا غلام حسین صاحب خطیب جامع مسجد دھچی والا بھی بیان فرماتے تھے البتہ مجھے میرے پیر بھائی میاں غلام قادر صاحب ستیانہ والوں نے جناب محمد زبیر صاحب جن کے گھر کا واقعہ ہے کی اہلیہ محترمہ سے بالتفصیل سُنکر سُنایا۔

معلوم رہے کہ آپ نو مسلم ہونے والوں کو بوقت بیعت وہی الفاظ کہلواتے جو مسنونہ بیعت کے وقت عموماً کہلواتے البتہ بعد ازاں ان حضرات کی مالی امداد بھی فرماتے جیسا کہ میں نے ملتان شریف میں ایک عیسائی کو آپ کے دَست حق پرست پر اسلام قبول کرتے دیکھا۔

آپ کی روشن ضمیری: ایک مرتبہ بعد نمازِ عصر آپ مسجد شریف کے صحن میں ہی رونق افروز تھے کہ ایک نوجوان جو گاہے گاہے آپ کی مجلس میں دیکھا جاتا حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے بیعت کے لئے اس کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لیا ہی تھا کہ فوراً واپس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میاں! غالباً تمہاری تو کہیں بیعت ہے۔ سُبحان اللہ اس نے اقرار کیا تو فرمایا دوسری بیعت لینا میرا معمول نہیں ہے۔ اس نے عرض کی پہلے پیرو مرشد کی صحبت میں کچھ فائدہ ظاہر نہیں ہوتا لہٰذا اب وہاں دل نہیں لگتا فرمایا پھر کچھ عرصہ بعد مجھ سے بھی دل نہ لگے گا، لہٰذا اپنے پیرو مرشد پر بدگمانی کئے بغیر میری صحبت میں رہو تو میں منع نہیں کرتا البتہ جو فائدہ بھی مجھ ناکارہ کی صحبت سے تمہیں حاصل ہو وہ بھی اپنے شیخ کی توجہ کا ہی نتیجہ سمجھنا۔

میرے محترم پیر بھائی جناب حافظ ریاض حسین بلوچ صاحب تھل

والوں نے بیان کیا کہ میں بیعت کا شوق لئے پھرتا تھا اور اسی سلسلہ میں مشائخ زمانہ کی زیارت کرتا کہ جہاں دل کی کشش مجبور کرے گی غلامی اختیار کروں گا مگر کہیں بھی عقیدت نہ ہوتی تھی لہذا بے پیرا ہی رہا۔

ایک روز اپنے معزز ہمسائے میاں محمد شفیع سہارن صاحب سے اسی بارہ میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے ملتان دارالامان اپنے پیر خانہ کی زیارت کے لئے ترغیب دی۔ میں نے کہا محترم! بہت پیر دیکھ چکا ہوں مگر پابندئ شریعت کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آئی لہذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا عزیزم! بے پیرا رہنا اچھا نہیں ایک دفعہ میرے ساتھ آستانہ عالیہ پر حاضری دے آؤ فیصلہ بے شک سوچ سمجھ کر بعد میں کرنا۔ چنانچہ انکے کہنے پر میں انکے ہمراہ ہولیا۔ راستہ میں مجھے سہارن صاحب نے ہنستے ہوئے کہا عزیزم! حضرت صاحب تو بدھ والے دن سفر اچھا نہیں سمجھتے اور ہم آج بدھ کے باوجود روانہ ہو چکے ہیں، اچھا خیر! سبحان اللہ! کہتے ہیں گرمیوں کا موسم تھا ملتان دارالامان مسجد رحمانیہ شریف آپہنچے عین دوپہر کے وقت مسجد کے شمالی برآمدہ میں سب سے پہلے میری نظر جس پرکشش شخصیت پر پڑی وہ ایک نیلا پوش درویش منش کہ بجائے قمیص کے کندھے پر ململ کا رومال سا ڈالے طلباء کو پڑھانے میں مصروف تھے ——— قسم بخدا میری ان سے جان نہ پہچان مگر دیکھتے ہی دل سے ایک آواز نکلی کہ پیر ہوں تو ایسے ہوں اور سوچا کہ سہارن صاحب نہ معلوم کہاں لے جاویں میں تو دل اب انکو دے چکا ہوں میرا ہر قدم انکی طرف بڑھتا اور نگاہوں کے ساتھ ساتھ دل بھی انکی محبت میں گرفتار ہوتا گیا۔ مگر سہارن صاحب برآمدہ کو عبور کئے آگے

نکل گئے۔ اب میرا ظاہری وجود اگرچہ ان کے ساتھ تھا مگر دل کی توجہ انہی کی طرف تھی لہذا میں نے سہارن صاحب کو کہہ دیا کہ میں تو انہی کا مرید ہوں گا مجھے کہاں لئے چلتے ہو۔ الغرض ہم قریب ہی ایک کچے حجرہ میں پہنچے جہاں ان سے عمر میں زیادہ مگر ویسے ہی پرکشش بزرگ رونق افروز تھے۔ بحمدہ تعالیٰ بہت خندہ روئی سے ملے سفر کا حال دریافت فرمایا پھر آنے کا سبب پوچھتے ہوئے یوں فرمایا کہ آخر اتنا ضروری کون سا کام تھا کہ تمہیں سفر سے پہلے بدھ کا خیال بھی نہ آیا۔ اسپر سہارن صاحب نے کہا بس حضور! زیارت کا شوق دامن گیر تھا تو چل پڑے۔ میرے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا اپنے ہمسایہ ہیں یہ بھی زیارت کی غرض سے ہی آئے ہیں اور بیعت کا شوق بھی رکھتے ہیں۔

سبحان اللہ ——— اتنی ملاقات میں اگرچہ آپ کی محبت بھی دل میں سما چکی تھی تاہم روشن ضمیر پیر حضور سراپا نورؒ کے آئینہ قلب پر میرے قلبی میلان کا عکس خوب روشن پڑا تو فرمایا میاں سہارن! عزیز کی توجہ تو بٹی ہوئی ہے لہذا حضور اعلیٰ کی خانقاہ شریف پر جاکر میرے اور میاں صاحب (معدن جود حضرت مولانا محمد عبدالودود یعنی برآمدہ میں بیٹھی شخصیت) کے نام قرعہ ڈالو جس کا نام نکلے اسی سے بیعت کرالو۔ میں از حد حیران ہوا مگر فرمان واجب الاذعان سے سرتابی کی گنجائش نہ تھی۔ روضہ شریف پر جاکر قرعہ ڈالا تو خود حضور سراپا نور کا نام نکلا، بحمدہ تعالیٰ آپ ہی سے بیعت ہوا مگر قریب سے دیکھتا گیا تو سارا گھرانا شریعت کا پابند اور صاحب طریقت پایا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

مہر محمد عاشق کھیڑا صاحب مسی پیلی والوں نے بیان کیا کہ حضور سراپا

نور نے اپنے فرزند دلبند معدن جود کے ساتھ ہماری بستی کو رونق بخشی تو
میرے والدِ محترم نے مجھے بیعت ہونے کو کہا۔ مَیں نے کہہ دیا کہ مَیں تو حضور
معدن جود مولانا محمد عبدالوَدود صاحب کا مُرید بنوں گا مگر والدِ گرامی نے کہا
بڑوں کی موجودگی میں ان سے بیعت کرنا مناسب نہیں تاہم مَیں نے
ضد کرکے خلوت میں حضور معدن جود کو عرض کر دیا کہ مجھے بیعت فرمادیں
انہوں نے بھی والدِ گرامی والا جواب دیا۔ اب والدِ محترم مجھے حضور سراپا نور
کے پاس لے گئے تو قربان جاؤں آپ نے میری دِلی رغبت کو دیکھتے
ہوئے حکماً فرمادیا کہ میاں صاحب سے بیعت کر لو اور انہیں بھی فرمادیا کہ
بیعت فرمالیں۔ سُبحان اللہ وبحمدہٖ۔

میرے محترم پیر بھائی مولوی کریم بخش صاحب لنگاہ امام مسجد
کاشی گراں نے بیان کیا کہ ایک روز حضور سراپا نور کی خدمت میں
اپنا سبق پڑھ کر واپس دولت گیٹ اپنی مسجد میں جا کر سو گیا۔ خواب
میں آپ نے مطلع فرمایا کہ تمہارا بچہ سخت بیمار ہے۔ گھر پہنچ کر معلوم ہوا
کہ میرا لڑکا فی الواقع بیمار تھا اور علاج کی فوری ضرورت تھی تو میں مصروفِ
علاج ہوا۔

بہ برکتِ دُعا چیئرمینی مل گئی: جناب مہر مشتاق احمد کھیڑا صاحب
مستی پہلی والوں نے بیان کیا
کہ حضور سراپا نور کے زمانِ سعادت نشان میں ضلع کونسل کے انتخابات
کے بعد چیئرمین منتخب ہونے کا وقت آیا تو قسمتِ خداوندی تمام
ممبران یکسر میری مخالفت پر اُتر آئے اور مجھے چیئرمینی کی سیٹ پر کامیابی
کی کوئی کرن باقی نہ نظری کہ بالکل اکیلا رہ گیا تھا تو مجھے میرے چچا محترم

سابقہ چیئرمین مہر عبدالقادر صاحب کھیڑا نے کہا کہ بعینہٖ یہی حالات میری
چیئرمینی کے انتخاب سے پہلے پیدا ہوگئے تھے تو بغرضِ دعا حضور ولی
لاثانی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اُنہوں نے دُعا کے ساتھ کامیابی کی
تسلّی بھی دی تھی تو مَیں نے عرض کر دیا تھا حضور! کل انتخاب میں پھول
ہمراہ لیتا جاؤں؟ فرمایا کیوں نہیں، قُدرتِ خداوندی مخالف گروپ کو
اپنی کامیابی پر اس قدر یقین تھا کہ وہ خوشی کے نقارے بجانے کے لئے
پہلے سے ہمراہ لاتے تھے مگر عین اجلاس کے وقت نا اُمیدی سے یقین
کی صُورت بن گئی کہ کسی نے میرا نام منتخب کیا تو سب نے ہی تائید کر دی اور
انہی کے نقارے میرے حق میں بجے۔

اب سنو! مجھے حضور ولی لاثانی نے چیئرمینی لے دی تھی اور ایسی
کر بعد میں عدم اعتماد کی کوشش کی گئی تو بھی آپ نے فرما دیا تھا کہ میاں!
جو نعمت اللہ تعالیٰ دے دیتے ہیں واپس نہیں لیتے تم مطمئن رہو تو ایسا
ہی ہوا۔ لہٰذا تمہیں انکے فرزند دلبند حضور سراپا نور سے جا کہ چیئرمینی لے
دیتے ہیں۔

الغرض میرے چچا محترم مجھے ملتان شریف لے آئے مغرب کا وقت تھا
جب ہم آپ کے سامنے حاضر ہوئے تو آپ نے بے تکلفانہ کلام فرماتے
ہوئے پوچھا مہر صاحب آج شام کے وقت یہ کیسی چڑھائی ہے ۔۔؟
تو میرے چچا محترم جو بڑے بے تکلّف تھے، نے کہا حضور! واقعی ہم
آج آپ سے جھگڑا ہی کرنے آئے ہیں۔

فرمایا، آخر اتنے ناراض کیوں ہو؟ عرض کی میرے بھتیجے مشتاق احمد
کو ایسے چیئرمینی لے دیں جیسے مجھے آپ کے والدِ گرامی نے لے دی تھی

اور اگر ایسا نہ ہوا تو سُن لیں ہمارا آپ سے جھگڑا ہو جائے گا۔

فرمایا حق تعالےٰ جلّ شانہٗ نے جو طاقت بُزرگوں کو عطا فرمائی ہوئی تھی وہ مجھے تو میسّر نہیں۔

اس پر چچا محترم نے کہا حضور! پھر بُزرگوں والا حجرہ چھوڑ کر ہمارے ساتھ ہل چلانا شروع کر دیں۔ اللہ اکبر۔

سُبحان اللہ! مجسّم حلم و حیا سَراپا نور و سُرور یہ بے حجابانہ گفتگو سُن کر مسکراتے ہوئے دستِ بدعا ہوئے تو چند ہی دنوں میں مخالفین کا اتحاد اختلافات میں بدل گیا اور اِن میں خُوب پھوٹ پڑ گئی لہٰذا بالآخر قرعہ اندازی میں مجھے ہی کامیابی ہوئی۔

متوسّلین کی راہنمائی بذریعہ خواب: یہ احقر بے ہیچ ایک دفعہ بچپن میں خیر پور شریف سے بعد ایامِ عرس مبارک آپ سے اجازت لے کر تنہا واپس آ گیا سردیوں کا موسم تھا رات کو دیر سے پہنچا تو گھر کا دروازہ بند تھا میں باہر ہی ڈیوڑھی میں ایک چارپائی پر معمولی کپڑہ لے کر سو گیا اور اس نیت سے دروازہ نہ کھٹکھٹایا کہ والدین کریمین بے آرام ہوں گے۔ مگر والدین اندر پریشان تھے کہ میرے آنے کی تو انکو اطلاع تھی مگر ان کے سونے تک نہ آسکا تھا۔ بہر حال کچھ وقت گزرنے پر آنجناب حضور قبلہ ام نے خواب میں مشرف بزیارت فرما کر ارشاد فرمایا بیٹا! باہر کیوں سو گئے ہو دَروازہ کھٹکھٹا دیتے کہ والدین کو سخت انتظار تھا چنانچہ مَیں بیدار ہوا تو دَروازہ کھٹکھٹایا والدہ ماجدہ اس وقت جاگ رہی تھیں اور سخت متفکر کہ نامعلوم بچہ کیوں نہ آیا تو مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔

میاں غلام محمّد صاحب کھیڑہ ستی پپلی سے بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آپ سے کسی مشکل کے لئے دُعا کرائی اور کامیابی کے بعد کچھ توشہ بطورِ شکرانہ پیش کرنے کا اِرادہ بھی ظاہر کیا مگر فطرتِ انسانی کہ میں اپنی مشکل حل ہونے کے بعد آپ سے وعدہ وفائی نہ کر سکا حتیٰ کہ آپؒ کا وِصال ہو گیا۔ چند عرصہ بعد میری ایک پیاری گائے دُوسرے جانوروں کے ساتھ جنگل میں چرتے ہوئے ان سے جُدا ہو کر کسی طرح گم ہو گئی بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ بالآخر حضور سَراپا نور کے مزار مطلع انوار پر حاضر ہو کر دُعا کی تو اسی شب آپ نے زیارت کروائی اور تبسّم کناں ارشاد فرمایا، کھیڑہ صاحب! تعویذ دوں گا، گائے تو مل جائے گی مگر یہ بھی بتاؤ کہ مشکل آن پڑے تو شکایت کرنے آ جاتے ہو کبھی حسبِ وعدہ توشہ بھی پہنچاؤ گے یا نہیں؟ کہتے ہیں سُبحان اللہ میں نے علی الصبح آپ کے جانشین حضور معدن جود کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر توشہ پیش کرتے ہوئے خواب سُنایا آپ نے تعویذ مرحمت فرماتے ہوئے دُعا فرمائی تو بحمدہ تعالےٰ چند روز میں میری گائے مجھے مل گئی۔

اسی طرح یہ احقر ایک دفعہ اپنے شوق سے دلائل الخیرات شریف لے آیا کہ صبح حضور قبلہ سیّدی مرشدی سے اجازت لے کر یہ وظیفہ شروع کروں گا مگر چونکہ آپ کسی بھی نیکی کے کام کے لئے ہر پوچھنے والے کو بڑی خوشی سے اجازت مرحمت فرماتے تھے اور یہ وظیفہ ابھی میرے احوال کے مناسب نہ تھا اس لئے پوچھنے کا موقعہ بھی نہ دیا بلکہ خواب ہی میں رات کو فرما دیا کہ بیٹا! اس وظیفہ میں ناغہ موجب نقصان ہے اور تم سے پابندی نہ ہو سکے گی لہٰذا اسے فی الحال موقوف رکھو۔

محمد شفیع صاحب عنوثوی بیان کرتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی کے نکاح کی تیاریاں تھیں۔ مگر حضور سراپا نور نے بذریعہ خواب برادرم بزرگوار کو منع فرما دیا کہ اس کام میں خیر معلوم نہیں ہوتی تم باز رہو انہوں نے خواب ہی سمجھا اور باز نہ آئے۔ خیر نکاح تو ہوگیا اور رخصتی بھی مگر اتنی پریشانیاں عارض ہوئیں کہ ناک میں دم ہوگیا لاچار آنجناب قبلہ ام کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اب طلاق دینے کا پختہ ارادہ ہے صرف مشورہ کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ پہلے بھی باوجود آنجناب کی راہنمائی کے مخالفت کے سبب نقصان ہی اُٹھایا ہے تو آنجناب حضور سراپا نور نے ارشاد فرمایا طلاق مت دو دُعا کرتا ہوں انشاء اللہ العزیز سب معاملہ درست ہو جاوے گا چنانچہ یہی کچھ ہوا کہ دُعا کرا کے واپس اپنے وطن پہنچے تو چند ہی دِنوں میں آپکے تصرف اور دُعا کی برکت سے اللہ تبارک و تعالےٰ نے سب کے دِلوں کو ایسا تسخیر شکر فرمایا کہ کسی قسم کی عداوت اور دشمنی والا معاملہ معلوم بھی نہ ہوتا تھا اور بحمدہ تعالےٰ اب تک سب معاملات درست ہیں۔

آپ کے متوسل جناب محمد سعید صاحب فرزند جناب حکیم محمد عبدالرحمٰن صاحب جھنگ سلیانہ والوں کی اہلیہ محترمہ کو لڑکے کی از حد خواہش تھی مگر حاملہ ہونے پر اُنہوں نے حضور قبلہ ام کو دیکھا کہ خواب میں انار پیش فرما رہے ہیں جو ایک طرف سے کھایا ہوا ہے تو سمجھ گئیں کہ لڑکا تو انشاء اللہ مقدر میں ہے مگر حضور نے کھایا ہوا انار عطا فرمایا جس سے خطرہ ہے کہ ناقص الخلقت بچہ پیدا نہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بچہ کی زبان اور پاؤں دونوں میں معمولی معذوری اور قصور تھا جو اب تک باقی ہے

اللہ تعالےٰ قدرتِ کاملہ سے شفا کلی نصیب فرمائیں۔ آمین!

میرے پیر بھائی جناب میاں حق نواز صاحب فرماتے ہیں میں مسجد میں امامت کرتا تھا اور ماسٹر بشیر احمد صاحب جو حضرت سید پیر محمد امام شاہ صاحب گوگڑھ والوں کے مُرید تھے بلاوجہ میری بہت مُخالفت کرتے حتیٰ کہ میں کوئی شرعی مسئلہ کسی کو بتاتا وہ خواہ مخواہ اختلاف کر دیتے لہذا میں ان سے بہت تنگ تھا مگر کیا کر سکتا تھا صبر سے وقت گزارتا رہا۔ ایک روز بعد نماز ظہر میرے پاس آکر کہنے لگے مولانا! مجھے مُعاف کر دو اب تک تمہیں بہت تنگ کیا ہے آئندہ نہ کروں گا میں نے کہا آخر وجہ؟ کہنے لگے پہلے مُعاف کرو پھر وجہ بتاؤں گا۔ چنانچہ میں نے معاف کر دیا پھر کہنے لگے اللہ تعالےٰ نے تمہیں پیر کامل عطا فرمائے ہیں پہلے بھی کئی بار خواب میں مجھے فرما گئے ہیں کہ حق نواز ہمارا طالب علم اور دوست ہے اسے تنگ مت کیا کرو مگر آج تو سخت تنبیہ فرما گئے ہیں جس سے میں خوفزدہ ہوں اور معافی کے بغیر چارہ نہیں رہا۔ لہذا تم میری طرف سے آج دن کے بعد مطمئن ہو کر وقت گزارو پھر کچھ دنوں بعد مجھے حضور سراپا نور قبلہ ام سے ملاقات کرانے کو کہا اور وجہ بھی بیان کی کہ خود حضرت سید پیر محمد امام شاہ صاحب گوگڑہ والے خواب میں تشریف لائے ہیں اور حضور قبلہ سراپا نور کی صحبت اور ان سے استفادہ کرنے کا حکم فرما گئے ہیں چنانچہ وہ ایک عرصہ تک عقیدت و محبت سے آپ کی کچہری میں حاضری دیتے رہے۔

چند واقعات کشف و تصرفاتِ غلبیہ:

دل کا آئینہ صاف
ہو تو اسپر دوسروں

کے قلبی خیالات اور دُور دَراز ہونے والے واقعات کا عکس نمایاں
پڑتا ہے ۔ اللہ والوں کو یہ نعمت حاصل ہوتی ہے مگر ضروری نہیں کہ
ہر وقت ہو یا ہو تو ضرور اس کا اظہار بھی کر دیں ۔ بلکہ اخفاء کو بہتر
سمجھتے ہوئے صرف ضرورت کے وقت ہی اس کا اظہار کرتے ہیں ۔
حضور قبلہ ام سراپا نور بحمدہ تعالیٰ اکثر آنے والوں کی حاجت روائی
انکی فریاد سے پہلے ہی فرما دیتے تاکہ انکو سوال کی شرمندگی بھی نہ اُٹھانی
پڑے ۔ یہ آپکی عام کرامت تھی ۔ اب میں کشف اور تصرفاتِ باطنیہ کے
چند واقعات نقل کرتا ہوں ۔

محمد شفیع غوثوی کہتے ہیں میں جلالین شریف کا سبق پڑھ رہا تھا
کہ دوران درس ہی مجھے شادی کا خیال دامن گیر ہوا تو فوراً ہی آنجناب
قبلہ نے ارشاد فرمایا مولانا ! سبق کے دوران یہیں حاضر رہا کرو اور ادھر
ادھر کے خیالات پر قابو پا کر ہی بیٹھا کرو ۔

ایک صاحب سخت سردی میں شال کی آرزو لے کر آئے تو آنجناب
قبلہ ام نے بڑی عمدہ شال انہیں مرحمت فرمائی ۔

کسی کو آپ نے طعام پیش کیا اس نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ
آپکی روشن ضمیر ذات نے اس کے سامنے شمار کئے بغیر بہت ساری
روٹیاں رکھ کر فرمایا میاں لو ! سیر ہو کر کھاؤ جس سے وہ ہنس دیا ۔
بعد میں ہم نے ہنسی کا سبب پوچھا تو کہا میرے دل میں خیال آیا تھا
کہ مجھے تو سخت بھوک لگی ہے چند روٹیوں پر کیسے کفایت کروں گا تو
آپ نے فوراً ہی روٹیاں میرے سامنے رکھ دیں جس سے مجھے ہنسی آگئی ۔

اس احقر بے ہیچ کے غالباً بیعت ہونے سے بھی پہلے کی بات

ہے کہ دورانِ نعت خوانی آپ نے مجھ سے ایک روپیہ لے کر کسی نعت
خوان کو مرحمت فرمایا مجھے اس وقت تو خوشی ہوئی مگر انتہائی بچپن تھا
کافی دنوں بعد مجھے روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی تو یاد آیا کہ حضور
قبلہ ناناصاحب نے لیا تھا ابھی پیسے مانگ لوں تو میں بیٹھا مسجد میں سوچ ہی
رہا تھا کہ آپ بنفسہ حجرہ مبارکہ سے اُٹھ کر تشریف لائے اور فرمایا بیٹا تم
سے روپیہ لیا تھا لے لو، جس سے میں بہت حیران ہوا کہ عین حاجت کے
وقت آپ نے عطا فرمایا ۔

مولوی محمد شفیع صاحب کہتے ہیں حضور معدنِ جود نے مجھے بڑی
عمدہ کھجور دے کر ارشاد فرمایا اندر حجرہ مبارکہ میں حضور سراپا نور کو دے آؤ
تو میں یہ سوچتا ہوا کہ مجھ غریب کو مرحمت فرماتے تو کس مزے سے کھاتا
چنانچہ اس وقت حضور سراپا نور اوّابین کے نوافل ادا کرنے میں مصروف
تھے میں بیٹھ رہا جب سلام پھیرا تو فرمایا مولانا دل کرتا ہے تو تم ہی لے
لو ۔ یہ فرما کر آپ مصروفِ نوافل ہو گئے اور میں نے بڑے مزہ سے وہ
کھجور کھائی ۔

ایک دفعہ یہ احقر بے ہیچ آپ کے حجرۂ عالیہ میں چند متوسلین کے
ہمراہ زیارت اور صحبت سے مستفید ہو رہا تھا کہ اچانک آپ نے
زبانِ گوہر فشان سے مجھے فرمایا اپنی جوتی دیکھو کہ باہر پڑی ہے یا نہیں؟
میں اُٹھ کر گیا تو واقعی کوئی جوتی چور میری جُوتی لے کر جا رہا تھا ۔ میں
از حد حیران ہوا کہ آنجناب قبلہ ام کو کیسے علم ہوا حالانکہ آپ دروازہ شریف
سے ہٹ کر بیٹھے تھے ۔

جناب حافظ حکیم محمد عبدالحمید صاحب ساکن ساہیوال سرگودھا

نے بیان فرمایا کہ حضور سراپا نور میرے غریب خانہ پر تشریف لائے، تو درمیان صحن میں دارڑھے چھوٹے ہوئے دیکھ کر پوچھا حکیم صاحب، ان دیواروں میں یہ دارڑھے کیوں ہیں۔ میں نے عرض کی حضور قبلہ ان دارڑھوں سے اگلی زمین میری نہیں لہذا یہاں دیوار بنانی ہے تو حضور قبلہ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا پھر تو صحن بہت چھوٹا ہو جائے گا میں نے عرض کی مالک کو بہت دفعہ اس زمین کو بیچنے کو کہا ہے مگر وہ نہیں مانتا، دل تو میرا بھی بہت کرتا ہے نہ ملنے تو کیا کروں؟ اس پر حضور قبلہ نے دعا بھی فرمائی اور تسلی بھی دی کہ جمع خاطر رہو چنانچہ کہتے ہیں اگلے ہی روز میری دکان پر اس زمین کا مالک خود چل کر آیا اور پیش کش کی کہ مجھے زمین کا دس ہزار روپیہ کسی نے لگایا ہے حکیم صاحب تمہارا ارادہ ہو تو اب میں بیچنے کو تیار ہوں۔ میں نے دل میں کہا اب میرے پیر و مرشد کی توجہ ہو چکی ہے تو تو منت اور سفارش سے بھی دینے کو تیار نہ تھا۔ لہذا اب میں بھی نو ہزار دوں گا اور اسے کہہ دیا کہ میاں ارادہ ہو تو نو ہزار دوں گا بیشک لے لو چنانچہ وہ اس پر آمادہ ہو گیا اور میں نے زمین خرید لی۔ الحمد للہ علے ذلک۔

محمد ظفر پہلوان صاحب جو میرے والدِ محترم کے ہاں رکشہ ڈرائیور بھی تھے نے چند روز قبل مجھے سنایا کہ ایک دفعہ حضور سراپا نور و سرور کو مظفر آباد کی طرف جانا تھا تمہارے والدِ گرامی کو علم ہوا تو میرے ذمہ لگایا کہ آنجناب کو رکشہ پر لے جانا چنانچہ میں لے گیا راستہ میں پولیس چیک پوسٹ تھی جہاں عموماً کاغذات چیک ہوتے تھے اگرچہ میرے پاس کاغذات موجود تھے تاہم پولیس والے چونکہ تنگ کرنے کو بہانے

ڈھونڈتے ہیں لہذا مجھے فکر تھا۔ لیکن بحمدہ تعالےٰ انہوں نے روکا تک بھی نہ۔ مگر جب واپسی پر اکیلا آ رہا تھا تو سپاہی نے مجھے دور سے روکا اور چوکی کے اندر جانے کا اشارہ کیا تو بے ساختہ میں نے حضور سراپا نور و سرور کو پکارا اور کہا کہ حضرت! آپ ہمراہ تھے تو کسی نے پوچھا اب آپ کو چھوڑ کے آ رہا ہوں تو یہ کیوں تنگ کرتے ہیں خدارا توجہ فرماویں۔ چنانچہ یہی باتیں کرتا چوکی میں داخل ہوا اور مکمل توجہ آپ کی طرف مبذول رکھی تو کیا دیکھتا ہوں۔ نہ جان نہ پہچان، تھانیدار اندر سے ہی سپاہی کو گالیاں دیتا باہر نکلا کہ تمہیں شرم و حیا نہیں ایسے شریف لوگوں کو تنگ کرتے ہو اور اسی طرح کی دوسری باتیں کرتا ہوا لڑتا رہا اور مجھے معذرت کرتے ہوئے کہا تم جاؤ جی۔ معاف کرنا تم جاؤ۔ میں حمد خداوندی بجا لایا اور حضرت قبلہ سراپا نور کی توجہ و امداد غیبی پر حیران بھی ہوا۔

حضور قبلہ ام سیدی مرشدی کی یہ بھی عام کرامت تھی کہ ہم خدام کسی بھی دربار مطلع انوار پر علیحدہ اور آپکی معیت میں حاضری کے دوران واضح فرق محسوس کرتے۔ چنانچہ یہ احقر بے ہیچ کوٹ مٹھن شریف آپکی معیت میں پہنچا تو آپ چونکہ تھکے ہوئے تھے اسلئے سرائے میں کمرہ ملنے پر آرام فرمانے لگے تمام ساتھیوں میں بلحاظِ عمر میں سب سے چھوٹا تھا اسلئے دوسرے ساتھی آپکے ہمراہ رہے اور میں بوجہ ناسمجھی وضو کر کے دربار شریف حاضری دینے چلا گیا۔ میں نے ذرہ بھر ذوق نہ پایا تو اتنا دل برداشتہ ہوا کہ کہتا تھا اتنا سفر بھی کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا کہ یہاں تو طبیعت بھی حاضر نہیں ہوتی بہرحال ناکام اور شرمسار

حضور سراپا نور کے حجرۂ عالیہ میں آ بیٹھا کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ آنجناب حضور قبلہ ام نے فرمایا زیارت کرلیں؟ سب نے عرض کی ضرور۔ میں بھی اگرچہ دل برداشتہ تھا تاہم طوعاً کرہاً" آپ کی معیت میں حاضر ہوا، اس حاضری پر اس قدر حیران ہوا کہ بیان نہیں کرسکتا بس یوں معلوم ہوتا تھا جیسے چند دُولہے سو رہے ہیں اور ہم کھڑے زیارت کررہے ہیں طبیعت حاضر ہوئی اور خُوب ذوق پایا سُبحان اللہ! یہ وہی جگہ تھی جہاں چند لمحات پہلے بیٹھنے کو دل نہ کرتا تھا اب اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا، بحمدہ تعالےٰ۔ حضور قبلہ ام نے بھی وہ کرم نوازی فرمائی کہ بہت دیر تک بیٹھے رہے اور ہم بھی مستفید ہوتے رہے یہ سب میرے مرشد کریم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عطا اور مہربانی تھی ورنہ مجھے اپنی حیثیت چند لمحات پہلے معلوم ہوچکی تھی۔

یہ احقر بے ہیچ اپنے برادرِ بزرگوار کی حج سے واپسی کے موقعہ پر انہیں لینے کراچی جارہا تھا تو اجازت کے لئے حاضر ہوا۔ آنجناب قبلہ ام نے فرمایا اگر اپنے بھائی سے کسٹم والے عملہ سے پہلے ملاقات ہوسکے تو میری طرف سے صرف ایک پیغام ضرور دینا۔ کہ اپنا حج اس عملہ کے سامنے جھُوٹ بول کر ضائع نہ کریں بلکہ جو پوچھیں سچ سچ بتا دیں اور اسی میں خیر اور بھلائی سمجھیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ میں دُعا میں بھی یاد رکھونگا۔ انشاء اللہ بہتری ہوگی۔ چنانچہ میری ملاقات تو بُرادرم بزرگوار سے نہ ہوسکی مگر آپ کی دُعا سے اللہ تعالےٰ نے وہ مہربانی فرمائی کہ سب کا سامان تھوڑا یا زیادہ کھُل رہا تھا مگر برادرم بزرگوار کو صبح چھ۶ بجے تک اپنا سامان بغیر چیک کروائے باہر لانے کا موقع مل گیا کہ کسی نے رکاوٹ

تک کی سبحان اللہ جب ہم واپس آئے تو آپ نے فرمایا کسٹم والوں سے صبح چھ۶ بجے تک فرصت ہوگئی تھی؟ عرض کی جی ہاں، تب ہمیں معلوم ہوا کہ یہ آنجناب قبلہ ام کی توجّہ کا نتیجہ تھا کہ کسی نے تنگ نہ کیا۔

میرے محترم پیر بھائی خواجہ اشفاق احمد صدیقی صاحب نے بیان کیا ہے کہ بیوی سے نہ بن آنے کے سبب میرے حالات اپنے سُسرال سے اس قدر ناگفتہ بہ تھے کہ معاملہ طلاق کے قریب پہنچ چکا تھا۔ میرے سُسرال جو انتہائی جھگڑالو مزاج تھے انکی طرف سے مجھے مار پٹائی کا خطرہ بھی رہتا تھا۔ اسی دوران ایک دفعہ انکے گھر ضروری جانا تھا تو میں نے پہلے اپنے مُرشد کریم سے دُعا کرائی تو آپ نے تسلّی دی پھر میں بھی بے باکانہ وہاں گیا تو بحمدہ تعالےٰ عرصۂ دراز کے معمولات کے خلاف انہوں نے ازحد اکرام کیا یُوں معلوم ہوتا تھا جیسے مجھ پر فدا ہونے کو ہیں۔ میں رَوّیہ دیکھ کر خُوب حیران ہوا اور اسے اپنے مرشد کریم کی رُوحانی امداد سمجھا۔

سفرِ آخرت

حضور قبلہ ام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف جب ستّر سال سے بھی متجاوز ہوگئی تو اگرچہ سوائے ضعف کے جو موسم گرما میں ہوجاتا تھا اور اسے موروثی مرض قرار دے کر لاعلاج فرمایا کرتے تھے" اور کوئی تکلیف نہ تھی تاہم بار بار اپنی مجالس مبارکہ میں فرمایا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے میری اُمّت کی (اوسط) عمر ساٹھ اور ستّر

سال کے درمیان ہے لہذا اب اپنی عمر تو پوری کر چکا ہوں (اور اب تمام
وقت شوق وصال میں گذار رہا ہوں)

۱۳۹۶ھ میں آپ کی اہلیہ مبارکہ کا وصال ہوا تو شب و روز اپنے
بیرونی حجرہ شریف میں وقت گذارتے البتہ موسم گرما میں شب باشی
حجرہ کے باہر اور موسم سرما میں اندر ہوتی۔ ایک دفعہ آپ کے عم محترم
حضرت مولانا محمد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کو نیم شب کے وقت
چند ناعاقبت اندیش لوگوں نے آکر ڈرایا دھمکایا تو ازراہ شفقت انہوں
نے آپ کو کہلا بھیجا کہ اب فتنہ کا دَور دَورہ ہے لہذا آپ بھی براہ کرم
باہر اکیلے وقت نہ گذارا کریں بلکہ اندرون خانہ ہی رہائش رکھیں اس پر
آپ نے فرمان باری تعالیٰ سے آیۃ شریفہ اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یُدۡرِکۡکُّمُ
الۡمَوۡتُ وَلَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ الخ تلاوت فرماتے ہوئے
مشورہ کا شکریہ بھی ادا کیا اور اپنا معمول بھی بحال رکھا۔ آیت کا مطلب
ہے تم جہاں کہیں بھی ہو موت تو تمہیں آ ہی لے گی اگرچہ مضبوط قلعوں
میں کیوں نہ رہتے ہو۔

وصال پُر ملال سے تقریباً تین سال قبل آپ نے اپنی ایک آنکھ کا
آپریشن کروایا تو اس کے بعد آپ نے اپنا منصب امامت جس پر آپ
تقریباً پچپن ۵۵ سال سے فائز تھے اپنے ہر سہ ۳ فرزندان والا شان میں اس
طرح تقسیم فرمایا کہ سوائے صبح کے تمام جہری نمازیں بشمول جمعہ و عیدین
اپنے فرزند خورد حضور بحر العلوم علیہ الرحمۃ کے سپرد فرمائیں اور سرّی نمازوں
کے لئے اپنے فرزند اکبر حضور معراج الانسانیت کو مقرر فرمایا۔ صبح کی نماز کچھ
عرصہ تک مزید آپ خود پڑھاتے رہے پھر حضور زیب آستانہ عالیہ

دامت برکاتہم العالیہ کو اس فریضہ کے لئے منتخب فرمایا۔

اس دوران آپ کو حجاز مقدس کے سفر باظفر کا والہانہ شوق
دامن گیر ہوا تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اس کا موقعہ بھی مرحمت فرمایا
اس مبارک سفر میں آپ کے رفقاء میں اس فقیر حقیر کے والدین کریمین
مدظلہما، حضور چچا محترم جناب خواجہ محمد شفیع صاحب مرحوم مع اہلیہ اش
مرحومہ، میرے خالو محترم جناب میاں محمد عبید الکریم صاحب مع اہلیہ
اش مرحومین اور میری دونوں پھوپھیاں محترمات شامل تھے جن میں
سے ہر ایک اس سفر باظفر کے بعد آپ کی محبت میں پہلے سے زیادہ
گرفتار ہو گیا کہ سفر میں آنجناب قبلہ ام اپنے رفقاء کے آرام اور ان کے
احساسات کا خوب خیال فرماتے تھے۔ آپ کا یہ سفر چھ ۶ جمادی الاولےٰ
۱۴۰۰ھ بعد اختتام تقریبات عرس مبارک حضور اعلیٰ حضرت فانی
فی اللہ باقی باللہ شروع ہوا۔ پہلے آپ مکہ معظمہ مولد النبی المعظم صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ پندرہ دن تک اس مبارک شہر میں رہ کر
آپ حرم شریف کے اندر قرآن و حدیث اور فقہ کے اسباق جو درساً
پڑھائے جاتے تھے گاہے گاہے سماع بھی فرماتے تھے۔ الغرض حصول
برکات کثیرہ کے بعد اکیس ۲۱ جمادی الاولےٰ بعد نماز صبح الوداعی طواف کے
بعد اشکبار آنکھوں سے مکہ مکرمہ کو الوداع کہتے ہوئے مدینہ طیبہ علیٰ
صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف روانہ ہوئے اور اسی روز ہی پہنچکر
صلوٰۃ وسلام کا ہدیہ بحضور سرور کائنات سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام
پیش کیا اس کے بعد آپ نے ۷ رجمادی الاخریٰ یعنی سترہ ۱۷ دن تک
مقدس شہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں قیام فرما کر خوب فیوض و برکات

حاصل فرمائے جنّت البقیع شریف، شہدائے احد علیہم الرضوان کے علاوہ دیگر زیارات مسجد قبا شریف وغیرہ بھی حاضری دیتے رہے۔
حرمین شریفین میں قیام کے دوران وہاں کے عقیدت مند دعوات کرتے رہے مگر آنجناب قبلہ ام سب کو معذوری ظاہر فرماتے رہے کہ اس طرح وقت کافی خرچ ہوتا ہے پھر یکے بعد دیگرے یہ سلسلہ چل نکلتا ہے تو یہاں کے قیام کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ الغرض حرمین شریفین میں آپ نے کس ذوق شوق اور ادب و نیاز سے وقت گزارا اسکی تفصیل چونکہ حال سے تعلق رکھتی ہے نہ قال سے لہذا بیان سے بالاتر ہے ؎

عبث ہے جستجو بحرِ محبّت کے کنارے کی،
بس اس میں ڈوب جانا ہے اے دل پار ہوجانا

جب مدینہ منورہ سے رخصت کی گھڑیاں قریب پہنچیں تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی حضرت قبلہ والد محترم بزرگوار فرماتے ہیں آخری دن تو یہ عالم تھا کہ ہم نے حسبِ معمول بعد از اشراق گھر آنے کی عرضی کی کہ ناشتہ تیار ہوگا تو آنجناب سراپا عشق و محبّت بے ساختہ رو دیئے اور فرمایا مجھے پھر بارگاہِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کو حاضر ہونا ہے تم جاؤ ؎

بیا اے ہم نفس باہم بنالیم ؛ من و تو کشتۂ شانِ جمالیم
دو حرفے بر مرادِ دل بگوئیم ؛ بہ پائے خواجہ چشماں را بمالیم

ترجمہ: اے دوست آکہ مل جل کر روئیں کیونکہ تو اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثالی حسن پر فدا ہیں دو ہی باتیں دل کی

مراد کے مطابق کہہ لیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پاؤں پر اپنی آنکھیں مل لیں۔
قبلہ والد صاحب فرماتے ہیں ہم معاملہ نہ سمجھے کہ گھڑیاں فراق کی سر پر کھڑی ہیں لہذا ہم سب چلے گئے حتیٰ کہ بعدِ نمازِ ظہر دوپہر کے کھانے کو عرضی کی تو بھی رو کر ہی فرمادیا تم جاؤ مجھے تو پھر حاضری دینا ہے فرماتے ہیں اب ہمیں احساس ہوا کہ آنجناب کی طبع مبارک پر چند روز سے جو گرانی ہے اس کا سبب یہی غمِ فراق ہے۔ بہر حال یہ دن بھی گزر ہی گیا اور اپنے قافلہ سمیت الوداعی صلوٰت تحیات و تسلیمات ببارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کر کے عازم وطن شریف ہوئے۔
یہ احقر بے ہیچ اور چند دوسرے رشتہ دار اگرچہ اپنے اپنے رشتہ دار کے واسطے کراچی پہنچے مگر آنجناب قبلہ ام صاحبِ جود و کرم نے سب کو ہوائی اڈہ پر ہی جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے تین صد روپیہ فی کس بطورِ کرایہ عطا فرمایا بعدہٗ بخیر و عافیت ملتان دار الامان پہنچے اور یہ سفر باظفر اختتام پذیر ہوا۔
حجازِ مقدس کا یہی سفر ہی آپکی حیات طیبہ کا آخری سفر تھا۔ اس کے بعد قریب و دور والے پیر بھائی اور معتقدین بصد عجز و نیاز و شوق و محبّت دعوات کی درخواستیں گزارتے رہے مگر حضور قبلہ ام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے میں اپنی دانست میں اپنا آخری سفر کر چکا ہوں مجھے اب معذور سمجھو اور اس بابرکت اور پُرلطف سفر کو اعمالنامے میں آخری سفر لکھا رہنے دو۔
اس سفر باظفر کے بعد آپ اکثر اوقات کسی گہری سوچ میں رہنے

کے سبب خاموش رہتے ۔ جناب میاں حافظ ناصر الدین خان صاحب خاکوانی
مجاز سلسلہ نقشبندیہ غفوریہ مدظلہم العالی نے انہی دنوں مجھے ارشاد فرمایا
تھا کہ عمرہ شریف سے واپسی پر آنجناب کی کیفیاتِ روحانیہ ذوقیہ پہلے سے
بہت مختلف ہیں کہ خاموشی اور تنہائی کو ہی پسند فرماتے ہیں اور ہر وقت
خلوت در انجمن کا سماں رہتا ہے ۔

فقیر کاتب الحروف کے نزدیک شوقِ وصال کا غلبہ لامحالہ محبِ صادق
پر ایک گونہ جمود طاری کر دیتا ہے ؎

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک : آتشِ شوق تیز تر گردد ،

ترجمہ : جب وعدۂ ملاقات قریب آ پہنچتا ہے تو شوق کی آگ بھی
بھڑک اٹھتی ہے ؎

جنہوں میں عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

جمادی الاخریٰ رجب المرجب اور شعبان المعظم اسی شوق میں ہی
گزر گئے پھر رمضان المبارک کی آمد پر جیسا کہ آپ کو بے انتہا مسرت ہوتی
تھی اس دفعہ بھی یہ راحت حاصل ہوئی ۔ آپ کے پوتے حضرت استاذیم
مستغنی عن الالقاب نے اس سال نمازِ تراویح میں امامت فرمائی،
اور آپ سماع فرماتے ۔ آپ نے پانچ یا چھ دن خوب اہتمام سے
معمولاتِ شریفہ کو پورا فرماتے ہوئے روزے رکھے مگر اس سے اگلی رات
آپ کو دورانِ تراویح کھانسی کی اسقدر اچانک شکایت ہوئی کہ تراویح
جماعت سے نہ پڑھ سکے بلکہ حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم کو سماع کی
ذمہ داری سونپ دی اور خود افاقہ ہونے پر علیحدہ تراویح کی نماز مکمل

فرمائی ۔ صبح روزہ کی نیّت تو فرمائی مگر دن کو ہی نصیبِ دشمناں طبع
مبارک اس قدر ناساز ہوئی کہ ڈاکٹروں نے روزہ تمام کرنے کی اجازت
بھی نہ دی یہ غالباً ساتواں یا چھٹا روزہ تھا جو آپ نے افطار فرمایا اس
کے بعد آپ کی نقاہت اور کمزوری میں غیر معمولی اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ
آپ صاحبِ فراش ہو گئے ۔

ڈاکٹر نے اس دوران حاضری دی تو مجھے یاد ہے کہ اس کے پوچھنے
پر کہ کیا حال ہے ؟ تو چونکہ آپ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ مسجد شریف
تک چل کر تشریف لا سکتے لہذا ارشاد فرمایا "رمضان المبارک کی
نعمتوں سے محروم پڑا ہوں" یہ فرما کر ہی آپ آب دیدہ ہو گئے جس سے
سے ہم سمجھ گئے کہ آنجناب حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس
احساس نے سب تکالیف فراموش کرا دی ہیں ۔

آپ نے اس حالت میں بھی مخلوقِ خداوندی کی حاجات روائی
اور ان سے ملاقات کا سلسلہ بند نہ فرمایا اور اپنے حجرہ مبارکہ ہی میں رہے
حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالی ارشاد فرماتے ہیں اسی دوران مجھ
سے ایک دفعہ یہ بھی پوچھا کہ فلاں مہمان جو جھنگ سے آیا ہوا ہے
اسے کھانا کس چیز سے دیا ہے ؟ میں نے بتلایا تو فرمایا جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا ۔

اسی طرح حضور بحر العلوم ارشاد فرماتے تھے کہ کوئی بیعت کرنے کو
حاضر ہوا تو آپ نے حضور معدن جود کو بلایا ان کا چونکہ انہی دنوں آپریشن
ہوا تھا اور سلسل بول کی شکایت ابھی باقی تھی تو انہوں نے بیعت کرنے
سے معذرت ظاہر کی پھر آپ نے حضور زیبِ آستانہ عالیہ کو بلوایا ۔

میری مراد ان باتوں سے یہ کہ بحمدہٖ تعالےٰ صاحبِ فراش ہونے کے باوجود انتظامی اُمور میں آپ مکمل توجہّ فرماتے رہے۔

اس احقر کے ہاں ۲ دو ماہ قبل ایک بچی ہوئی تھی تو چونکہ بچوں سے ازحد پیار اور محبّت فرماتے تھے اس لئے میری اہلیہ یا والدہ محترمہ اس دَوران حاضر ہوئیں تو فرمایا میری بچّی کو ساتھ نہیں لائے؟

ع قُربان انکی عنائیتوں پر

پندرہ ۱۵ یا سولہ ۱۶ رمضان المبارک کی عصر کی نماز، پہلی نماز تھی جو آپ نے حالتِ استغراق میں ادا فرمائی اور ایک دفعہ پڑھ کر بھی پوچھا کہ کیا میں نے نماز عصر ادا کی ہے؟ یا پُوچھتے رکعات پوری پڑھی ہیں کم و بیش تو نہیں پڑھیں؟ ہم حیران ہوتے کہ اس استغراقی کیفیت کے دوران بھی طہارت اور استنجا کا خُوب اہتمام فرماتے۔ اس نماز کے بعد آپ کا تمام وقت پاس انفاس اور نفی اثبات جیسے قلبی اذکار میں گزرا البتہ کبھی یہ الفاظِ مُبارکہ سُننے جاتے کہ مجھے نمازِ عصر پڑھنا ہے تیاری کراؤ۔

سترہ ۱۷ رمضان المبارک بروز جمعرات آپ کا عملِ تنفّس (سانس کی کیفیت) معمول سے تیز ہو گیا تو ہر سہ صاحبزادگان جو حاضرِ خدمت تھے نے آپس میں کچھ اسی سلسلہ میں نہایت آہستہ تشویشناک انداز میں گفتگو کی تو حُضور قبلہ ام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا مجھ پر سُورۃ یٰسین شریف بھی کوئی نہ پڑھے گا؟ بروایتے فرمایا چند آدمی یٰسین شریف پڑھنے کو میرے قریب بٹھاؤ۔

سُبحان اللہ! حضور زیب آستانہ عالیہ ارشاد فرماتے ہیں میں نے یہ

کلام مُبارک سُنکر کہا کہ جو کام اس وقت ہمیں کرنا تھا اسکی طرف بھی ہماری توجہ آپ ہی نے کروائی۔ اللہ اکبر، چنانچہ یٰسین شریف پڑھنا شروع کی۔

اس کے بعد عرض کیا گیا کہ اجازت ہو تو اہلِ خانہ کی خواہش پر آپ کو گھر لے جاویں؟ چنانچہ اجازت مرحمت فرمائی اور آپ کو کرسی پر گھر لے جایا گیا معلوم رہے کہ اس سے قبل اگر اجازت لیتے تو ارشاد فرماتے مجھے مسجد کے قریب والا ماحول پسند ہے یہیں رہنے دو۔

حضور بحر العلوم اس سال ہماری مسجد محلہ خواجہ آباد میں نمازِ تراویح پڑھا رہے تھے چنانچہ یہ احقر بے ہیچ انکی اقتداء میں اٹھارہ ۱۸ کی شب نمازِ تراویح ادا کر کے انکے ساتھ ہی آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ ابھی مسجد رحمانیہ میں نمازِ تراویح ہو رہی تھیں۔ چنانچہ جب میں پہنچا تو حضرت اُستاذیم مستغنی عن الالقاب سُورۃ الٓمٓ سجدہ تلاوت فرما رہے تھے۔ غالباً میں نے ایک یا دو ۲ دوگانہ انکی اقتداء میں ادا کر کے اندر حاضری کی اجازت مانگی۔ اجازت ملی تو زیارتِ فیضِ بشارت سے مشرف ہوا مگر حضور قبلہ ام انتہائی اطمینان سے یُوں معلوم ہوتا تھا جیسے آرام فرما رہے ہوں بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ البتہ وقفہ کے ساتھ ہچکی آ رہی تھی اور حضور معراجِ انسانیت آپ ریشں کی بقیہ ماندہ تکالیف کے باوجود اس وقت جذبۂ خدمت لئے موجود تھے۔

اس وقت تقریباً گیارہ بجنے کو تھے کہ میں اور حُضور بحر العلوم جناب حکیم حنیف اللہ صاحب کے پاس گئے اور حالات بتائے۔ اُنہوں نے کچھ خمیرہ چٹانے کو دیا جو ہم نے واپسی پر ایک یا دو بار دیا۔ حضور زیب آستانہ عالیہ فرماتے ہیں میں نمازِ تراویح سے فراغت پر گھر حاضر ہوا تو آپ کو انتہائی سکون میں پایا اور خوش ہو کر چلا گیا کہ بحمدہٖ تعالےٰ افاقہ ہے مگر

آنجناب کو گھر گئے چند لمحات ہی گزرے تھے کہ ہم جتنے لوگ بیٹھے تھے سب نے ایک آواز سُنی جسے بعض تو ہچکی سمجھے اور بعض کو اللہ کی آواز سُنائی دی اور اس کے ساتھ ہی آنجناب والاصفات کی رُوح مُبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۔

شیئان لو بکت الدماء علیہما　　عینای حتی توذنا بذھاب
لم ابلغ معشار من حقہما　　فقد الشباب و فرقۃ الاحباب

ترجمہ: جوانی کا ختم ہونا اور دوستوں کی جُدائیگی یہ دو ایسی مصیبتیں ہیں کہ ان کے غم میں خون کے آنسو رو رو کر اپنی دونوں آنکھوں کی بینائی جیسی محبوب نعمت بھی کھو بیٹھوں تو بھی ان کے حق کا دسواں حصّہ مجھ سے ادا نہ ہو پائے گا ۔

یہ جانکاہ حادثہ ۱۴۰۰ھ رمضان المبارک کی سترہ اور اٹھارہ کی درمیانی شب بوقت بارہ بجے مطابق شب یکم اگست ۱۹۸۰ئہ آپ کی عمر شریف کے چہترویں سال رونما ہوا۔ تو یہ خبرِ وحشت اثر حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہم العالی و دیگر غیر حاضر حضرات کو بھیجی گئی ۔

یہ فقیر حقیر مسکین بے تسکین اس نعمتِ عظمیٰ کے وجودِ مسعود کی ظاہری حیات سے محروم، زار و قطار رونا اُٹھا اور پاؤں مبارک کا بوسہ لیا اور انہیں اپنی گنہگار آنکھوں سے مَلا پھر رُخِ انور اور جبینِ مقدس کی زیارت کی تو معلوم ہوتا تھا کہ ظاہری حیاتِ مبارکہ میں آپ کے حُسن پر موجود پردے اور حجابات اب اُٹھ چکے ہیں کہ چاند بھی اس حُسن سے شرماتا تھا اور تبسّم کا وہ انداز جس پر عروسانِ جہاں بھی رشک کریں، دیکھنے میں آیا۔

نشانِ مردِ مومن باتو گویم　:　چو مرگ آید تبسّم برلبِ اوست

ترجمہ: مردِ مومن کی علامت تجھے بتلاؤں کہ جب اسے اپنے محبوبِ حقیقی جلّ وعلا کی ملاقات کے لئے موت کے پُل سے گزارا جاتا ہے تو وہ مُسکرانے لگتا ہے ۔

اور آپ ایسے مُبارک لمحات میں کیوں نہ مُسکراتے کہ حضور زیبِ آستانہ عالیہ نے ارشاد فرمایا میں نے کسی مُستند کتاب میں جو اسوقت مستحضر نہیں دیکھا تھا کہ جمعۃ المبارک کو وصال پانیوالا شہادت کا درجہ رکھتا ہے اور رمضان المبارک میں جمعہ کے بابرکت دن رات میں جسے یہ سعادت حاصل ہو اُسے بیس شہیدوں کے برابر اجر ملتا ہے ۔ اللہ اکبر ۔

غسل کا انتظام کیا گیا تو دورانِ غسل ہی حضور بحر العلوم قدس سرہ العزیز نے آپ کے اعضاءِ وضو جو باقی بدن مُبارک کی نسبت رنگت میں سفید اور چمک میں زیادہ تھے دیکھے تو غم سے بھری اور کانپتی آواز میں ارشاد فرمایا کہ حضور سیدِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام روزِ محشر اپنی اُمتِ مرحومہ کو اعضاءِ وضو کی چمک کے سبب پہچانیں گے کہ باقی اُمتیں اس شرافت و کرامت سے ممتاز نہ ہوں گی لہذا حضور سراپا نور و سرور کے اعضاء وضو ابھی سے دیکھ لو کیسے چمک رہے ہیں ۔ سبحان اللہ وبحمدہ ۔

صبح کی نماز کے بعد ہی دُور و قریب سے خبرِ وحشت اثر سنکر لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے تھے کہ جنازہ کی نماز کا وقت گیارہ بجے مقرر کیا گیا تھا۔ بارشوں کی کثرت سے چونکہ ان دنوں راستے دُرست نہ تھے لہذا حضور معراجِ انسانیت نے مسجدِ رحمانیہ ہی میں نمازِ جنازہ پڑھنے کا فیصلہ فرمایا چنانچہ بصد آہ و زاری حضور قبلہ عالم کے جسدِ اطہر کو بعد غسل اور تکفین کے

باہر لا کر پہلے خانقاہ شریف کی طرف لے جایا گیا وہاں اس بَدرِ منیر کی زیارت سے مجلس خانہ میں لوگ مشرف ہوئے پھر ٹھیک گیارہ ۱۱ بجے حسبِ اعلان ہزاروں کی تعداد میں جمع حاضرین نے آپ کے فرزندِ اکبر محرمِ رازِ حضور معراج انسانیت حضرت خواجہ مولینا المفتی محمد عبد الودود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی۔ حضور معراج انسانیت فرماتے تھے کہ میں بوجہ سلسل بول کی تکلیف کے چونکہ معذور تھا اس لیے سخت فکر تھی کہ شاید حضور قبلہ ام کی نمازِ جنازہ خود نہ پڑھا سکوں گا مگر اللہ تبارک و تعالٰی جل شانہ، کی قدرت اور آپ کی کرامت کہ گھنٹہ بھر پہلے میں نے ڈھیلے کا استعمال کیا تو مجھے خاطر خواہ تسلی ہو گئی تو فوراً غسل کر کے اس فریضہ کو ادا کیا۔

قبر شریف کی تیاری میں ابھی کچھ دیر تھی تو زیارتِ فیض بشارت کے لئے آپ کا جسدِ اطہر مسجد شریف کے شمالی برآمدہ میں رکھ دیا گیا۔ دلبر با چہرۂ اقدس دیکھ کر ہر شخص زبانِ حال سے کہتا تھا ؎

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری : ہر چند وصفت میکنم در حسن زاں بالاتری

ترجمہ: اے محبوب تمہارے خوبصورت چہرہ پر تو بتانِ آزر بھی رشک کرتے ہیں اور میں آپ کے حسن کی جتنی صفات بیان کروں۔ آپ اس سے زیادہ حسین ہیں۔

آپکے بھتیجہ محترم جناب حضرت مولانا محمد عبد الجلیل صاحب مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپکے نقش و نگار اگرچہ ظاہری حیات میں بھی بڑے تیز تھے کہ خداوند تعالٰی کی طرف سے ظاہری حسن حد درجہ کا عطا ہوا تھا مگر بعد از وصال تو حد ہی ہو گئی تھی مزید فرمایا میں نے اپنی زندگی میں

دو شخصیات والا صفات کو پسِ مرگ دیکھا کہ جن کا چہرہ گویا صفحۂ قرآن تھا۔ ایک عمِّ محترم حضور سراپا نور و سُرور رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسرے انکے ماموں محترم جناب حضرت مولانا حافظ محمد عبد العزیز صاحب علیہ الرحمۃ۔ پھر فرمایا ایسا کیوں نہ ہوتا کہ رات رات بھر فکر اور تدبر کے ساتھ تلاوت فرماتے اور دن کو عمل کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالٰی ان کی ریاضات و عبادات قبول فرما دیں۔ آمین۔

دوپہر بارہ ۱۲ بجے مسجد رحمانیہ شریف اور حجرہ مبارکہ کے درمیان قبر شریف تیار ہوئی تو بلا تاخیر صاحبزادگان والا شان نے علماء، صلحاء اور عوام الناس کی موجودگی میں حکم ربی جل و علا پر تسلیم و رضا کا اظہار فرماتے ہوئے مسنونہ طریقہ کے مطابق قطب ملتان کو اگرچہ برزخی حجابات میں مستور فرما دیا تاہم بحمدہ تعالٰی انکے فیضان بے پایاں کی نورانی کرنیں آج بھی اپنے متوسلین اور زائرین پر ضیا پاشیوں میں مصروف نظر آتی ہیں۔ بعد ازاں تین دن متواتر معتقدین و متوسلین گروہ در گروہ فاتحہ خوانی کو آتے رہے اور آنجناب کی قل خوانی ماہ شوال المکرم کے اوائل میں ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالٰی آپکی قبرِ اطہر کو تا قیامِ قیامت اپنے نور سے منور اور تا حد نگاہ فراخ رکھیں اور آپ کے روحانی فیوضات سے ہمیں مستفید ہونے کی توفیق بخشیں آمین۔

ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

تاریخہائے وصال

رباعی منجانب فقیر کاتب الحروف غفرلہٗ

-۱۳۲۶-

ولادتِ بخمِ ہدیٰ خواجہ عبدالشکور — در دل آمد کہ گویمش مغفور
عمر پاک اوست پیدا از جمالؔ ...۱۴۰ — شاغلاً باللہ تاریخ وصالش پر سرور

اس کے علاوہ "مولانا المولوی شمس الطریقۃ" ———— اور
"صباح مکرمت گنجینۂ انوارِ رب" سے بھی تاریخی مادہ نکلتا ہے۔

وصال نامہ

ایضاً منجانب فقیر کاتب الحروف غفرلہٗ

قبلۂ جاں قطب ملتان خواجہ عبدالشکور — سر سبحاں ظلِ رحمان خواجہ عبدالشکور
صاحب سجادۂ خواجہ عبیداللہ توئی — ہم سرورِ جان خواجہ عبدرحمٰن توئی
ہم نظر منظور ہستی خواجہ عبدالعلیم — جانشین صدق ہستی خواجہ عبدالکریم
مظہرِ کردار پیراں چشت خود — صاحب علم لدنی ہم امام پیر خود
مخزن صدق وصفا ہم معدن جود وسخا — جامع علم وعمل ہم بود مرد بے ریا
آمرِ معروف ناہی منکرات — مرآۃ الاسلاف بودی در صفات
دست تو دستِ سخا با ہر فقیر — بہر عالم پر ھدیٰ و پیر کامل ہر فقیر
در زمانت بیش پیراں دیدہ ام — خوبصورت خوب سیرت دیدہ ام
مثل تو ہرگز ندیدم خوش خصال — صاحب علم وعمل ہم ذوق وحال
آہ در چشم زدن آں عاشق محبوبِ رب — رفت سوئے خالق از مخلوق رب

بدرِ عالم از فراقش شد ہلال — ہم نہارش لیل و اہلش پُر ملال
شبِ جمعہ ہم ہژدم از ماہِ صیام — رُوح شاں پرواز کردہ مردماں اندر قیام
وقت رفتن خندہ روئی بے گماں — بود از چہرائے شاں بے حد عیاں
روح شاں مسرور بادا در جناں — ظلِ شاں ممدود بادا بر جہاں
قبر شاں در قرب مسجد اے حزیں — عاشقاں را ہست فردوسِ بریں
بر مزارش رحمت حق الی یوم القیام — سایۂ اولاد کرامش باد بر ہر ہر غلام
گفت عادل سِنِ وصال آں متبع فرمان الٰہ — صبر کن لا تقنطو من رحمۃ اللہ ۱۴۰

شہیرِ چشتیاں بدر الشمائل

اس عنوان کے تحت آپکے مایۂ ناز شاگرد رشید جناب علامہ شیخ غلام محمد راشد نظامی صاحب نے بطورِ منقبت اور وصال نامہ، چند اشعار اس اہتمام سے نظم فرماتے کہ ہر شعر کے پہلے حرف کو بالترتیب جمع کیا جائے تو مجموعہ آپ کا نام نامی "محمد عبدالشکور" بنتا ہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں۔

محبت فاتح عالم کے مالک — ہوتے ہم سے جدا آہ شیخ کامل
حدیثِ پاک کے والا وشیدا — محدث مفتی وصدر الافاضل
معین بے کساں و دردمنداں — کریما! لطف حاضر در پہ سائل
دیانت علم وحکمت بے مثالی — شہیرِ چشتیاں بدر الشمائل
عظیم المرتبت عبدالشکورا — فقیہہ بر اعظم تا بہ کاہل
بلاؤں سے نبٹ لوں گا میں آقا — تیری امداد گر ہو جائے شامل
دیا روشن رہے مہر و وفا کا — عظیم عبقری فخر الاماثل
اغثنی یا ملاذی یا مغیثی، — میانِ قعرِ دریا دور ساحل

شہ اربابِ تقویٰ ملکِ فتویٰ — مثیلِ سرخسی شامی نوازل
کنوزِ علم و حکمت بارک اللہ — تمہارے خوشہ چیں قاضیٔ عادل
وحید العصر مُرشد باکرامت — بحق مشغول ذاکر اور شاغل

رحیل سال تھا یہ چودہ سو ہجری ۱۴۰۰
نظامی جب ہوئے جنّت میں داخل

تصرفات بعد الممات: یہ سلسلہ اگرچہ بہت طویل ہے تاہم صرف چند واقعات پر کفایت کرتا ہوا اس چمن کو ختم کرتا ہوں۔

ماہی خان آپکا محبِّ خاص جسے آپ کے وصال پرملال کا علم نہ ہوسکا وہ ایک عرصہ کے بعد اپنے وطن جلالپور پیروالا میں اونٹ سے گرا جس سے اسکی چند پسلیاں ٹوٹ گئیں کافی تکلیف تھی تو حسبِ عادت ہر پریشانی میں جیسا کہ آپ کی زیارت فیض بشارت سے تسکین پاتا تھا۔ اب بھی آیا۔ بتاتا تھا کہ میں رات کو بعد نماز عشاء پہنچا تو مسجد شریف میں صاحبان والاشان میں سے کسی کو نہ پایا کسی سے حضور سراپا نور کے بارہ میں پوچھا تو اس نے آنجناب کی وفات قیامت آیات کی خبر وحشت اثر سنائی جس سے میری دھاڑ نکل گئی اور سخت غمگین ہوا قبر مبارک پوچھی تو خوشی آگئی کہ مقفّل نہ تھی بلکہ ہمہ وقت زیارت ہو سکتی تھی لہٰذا اسی وقت روتا پیٹتا حاضر ہوا اور فاتحہ خوانی کے بعد کہنے لگا۔ "حضرت! زندگی میں آپ میرا غم سنکر برداشت نہ فرما سکتے تھے اور فوراً فریادرسی فرما دیتے تھے اور یہ بھی آپ نے مجھے بارہا فرمایا تھا کہ زندہ ولی سے جو کچھ مانگا جاسکتا ہے وہ اسکی وفات کے بعد بھی

اس سے مانگا جاسکتا ہے لہٰذا اب سردیوں میں شدید درد ہے مجھے تو رضائی بغیر نیند نہ آئے گی۔ رضائی نہ ہو تو آگ کا انتظام ہی اللہ تعالیٰ کی جناب سے کروا دیں یا صحت لے دیں" بہرحال میں ایسی باتیں بیٹھا کر رہا تھا کہ مجھے نیند نے ایسا غلبہ کیا کہ قبر شریف کے چبوترے پر ہی سر رکھ دیا تو نیند آگئی پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا حتیٰ کہ صبح کے وقت جاگ کھلی تو میں سوچتا تھا کہ میری کونسی پسلی دائیں ٹوٹی تھی یا بائیں کہ درد کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا تو اسے آنجناب قبلہ حضور سراپا نورؒ کا تصرف سمجھ کر حمدِ خداوندی بجالایا۔

اس ناکارہ کی اہلیہ کی بیعت اگرچہ حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی تاہم آپ کے وصال پُرملال کے بعد غم واندوہ کی حالت میں پریشان بعد نمازِ عشاء اپنے جدِ امجد حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرقد شریف کی زیارت کو گئیں اور عرض کیا کہ حضور ولی لاثانی سے تو بچپن میں بیعت کی تھی پھر میں آپ سے بیعت نہ ہوئی کیونکہ حضور قبلہ والد ماجد بحر العلوم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اگر حضور ولی لاثانی کی شکل یاد ہے تو بیعت وہی درست ہے لہٰذا چونکہ شکل مبارک اچھی طرح یاد تھی اس لئے آپ سے بیعت نہ کی مگر اب پریشان ہوں کہ روزِ محشر بے پیری تو نہ اٹھوں گی؟ اور اگر ضروری ہو تو دوسری بیعت کر لوں۔ بہرحال مجھے یہ تشویش ہر وقت دامن گیر رہتی ہے کرم نوازی فرماویں اور جواب باصواب عنایت ہو۔ سبحان اللہ! آئندہ شب یا اسی شب آنجناب سراپا نور اور حضور ولی لاثانی دونوں حضرات والاصفات کو اہلیہ ام نے خواب میں دیکھا کہ دریا کے کنارے کھڑے لوگوں کی دو قطاروں کو

علیحدہ علیحدہ عبور کر رہے ہیں ۔ وہ یوں کہ ایک ایک آدمی کو بڑی قوت سے اُٹھا کر دریا میں قدم رکھے بغیر دوسرے کنارے پر کھڑا کر دیتے ہیں حالانکہ دریا کا پیٹ از حد وسیع و عریض ہے ۔ بہرحال یہ حضور سراپا نور والی قطار میں اپنی باری کا انتظار کرتے ہوئے جب پہنچتی ہیں تو حضور قبلہ ام ارشاد فرماتے ہیں پیاری بیٹی تم حضور ولی لاثانی کی قطار میں جاؤ کہ تمہارا نصیب ادھر ہے ۔ سبحان اللہ! بیدار ہوئیں تو مجھے خواب بیان کیا میں نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ خوب بہتر جانتے ہیں بہرحال تمہاری بیعت حضور ولی لاثانی سے درست معلوم ہوتی ہے اور تجدید کی ضرورت نہیں اسی طرف اشارہ ہے جس سے انہیں خوشی ہوئی ۔

گزشتہ سال ۱۴۱۶ھ بارشوں کی کثرت کے سبب حضور قبلہ ام کے مزار شریف کے اردگرد کا فرش ذرا بیٹھ گیا تو اسے اکھیڑ کر دوبارہ مرمتی کرانا تھا اور قبر شریف کی حفاظت بھی کرنا تھی تو تعویذ جب ہٹایا گیا تو اگرچہ بحمدہ تعالیٰ تجر شریف بالکل محفوظ تھی تاہم اس میں ایک باریک سا سوراخ کھلا تھا جس سے اس قدر خوشبو مہکی کہ پوری مسجد شریف معطر ہو گئی درکھان غلام محمد کا لڑکا جو یہ کام کر رہا تھا یہ خوشبو سونگھ کر عقیدت و محبت کا شکار ہوا اور ارادہ کر لیا کہ اگر مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بار لڑکا عطا فرمایا تو صدقہ خیرات کے ساتھ ساتھ غلاف بھی چڑھاؤں گا چنانچہ چند ہی روز میں اس نے خواب دیکھا کہ حضور قبلہ ام نے اسی سوراخ سے اپنا دست مبارک نکال کر ایک انتہائی خوشبودار خوبصورت تر و تازہ گلاب کا

پھول عطا فرمایا جسے اُس نے بڑی عقیدت و محبت سے لے لیا اور جاگ ہونے پر خود ہی تعبیراً کہا کہ ان شاء اللہ العزیز اللہ تعالیٰ بیوی کے اس حمل سے اولاد نرینہ ہی عطا فرماویں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر بے شمار کہ اس ذات پاک جل مجدہ نے حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل اس خاک پائے درویشان کو اپنے مرشد کریم شمس ہدایت برج ولایت مصدر الفرح والسرور حضرت مولانا محمد عبدالشکور ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات قلمبند کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں دست بدعا ہوں کہ جیسے اس پاک ذات جل مجدہ نے ہی توفیق کو میرا رفیق بنایا اب اپنے ہی کرم سے اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر اپنی اور اپنے پیارے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خواجگان چشت اہل بہشت علیہم الرضوان کے فیوضات باطنیہ کے حصول کا سبب بنائے اور ہر پڑھنے والے کی بھی مغفرت فرما دے اور اس کے فوائد کو عام فرماوے ۔ آمین ۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین اللھم خلقتنا مجانا ورزقتنا مجانا وھدیتنا للایمان مجانا وجعلتنا من امۃ سید المقربین علیہ الصلوٰۃ والسلام مجانا وثبتنا علیٰ عقائد اھل السنۃ والجماعۃ اھل المحبۃ والھدایۃ مجانا فاختمنا علی الایمان مجانا وارزقنا رضاک والجنۃ مجانا و[illegible] غضبک والنار۔

مجانا بفضلك وكرمك يا اكرم الاكرمين وصلى الله سبحانه
وتعالیٰ علی حبیبه وخیر خلقه سیدنا ومولانا محمد ن
النبی الامیّ المصطفیٰ وعلیٰ آله المجتبیٰ وصحبه نجوم
الهدیٰ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین ۔

چمن دوم

دربیان

حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضور ولی لاثانی کے دُوسرے فرزند دلبند ہیں جو ۱۳۳۵ھ
میں پیدا ہوئے اور خاندانی روایات کے مطابق قرآن مجید فرقانِ حمید
کو حفظ کرنے کے بعد اپنے والدِ گرامی اور جدِ امجد سے علوم دینیہ کے
حصُول میں مصروف ہوئے پھر اپنے جدِ امجد حضور مفتی اعظم سے بیعت
ہو کر انہی کے زیرِ تربیت رہے اور گوناگوں صفات کے مالک ہو کر بحمدہ
تعالیٰ خواص وعوام میں مقبول زمانہ ہوئے ۔ اولاً درس قرآن کریم میں
عرصہ دراز تک مصروف رہے کہ مجلس خانہ میں ہر وقت انکے شاگردوں
کا ہجوم حفظِ قرآن میں مشغول نظر آتا سینکڑوں خوش بخت ان کے
توسّل سے اِس نعمتِ عظمیٰ کے حصُول میں کامیاب ہوئے خود قرآن پاک
اس پُر درد لہجہ اور آواز سے پڑھتے کہ سُننے والا مسحور ہو جاتا ۔ علاقہ

حماند پور میں عرصہ دراز تک نماز تراویح پڑھاتے رہے وہاں کے لوگوں
کا کہنا ہے کہ آنجناب دریا کے ایک کنارے پر پڑھتے تو دُوسرے کنارہ
پر بھی پُوری منزل سُنی جا سکتی تھی اور مسجد شریف کے آس پاس
متعدد سانپ صِرف تلاوت قرآن سننے کو حاضر ہوتے اور بعد نماز
تراویح واپس چلے جاتے ۔ ایک عرصہ کے بعد آپ کے والدِ گرامی حضور
ولی لاثانی نے فرمایا کہ اب فارسی کتب پڑھایا کرو تو مجلس خانہ ہی
میں یہ درس شروع فرمایا بحمدہ تعالیٰ اس میں بھی وہ شہرت پائی کہ
ملتان دارالامان میں آپ کی طرزِ خاص پر کوئی بھی مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ
نہ پڑھاتا تھا ۔ فارسی نظم اس پُر لطف لہجہ میں پڑھتے کہ سڑک سے گزرنے
والے مَرد وخواتین بعض دفعہ رُکنے پر مجبور ہو جاتے ۔ خود حضور وَلی
لاثانی بعض دفعہ گھنٹوں مجلس خانہ کے دروازہ پر کھڑے ان کے چند
اسباق سُن کر محظوظ ہوتے اور دعائیں دیتے ۔ یہ احقر بے ہیچ بھی
"یوسف زلیخا" آپ ہی سے پڑھا اور انہیں انتہائی شفیق و مہربان
پایا ۔ آپ انتہائی خوش طبع ، خوش مزاج ، صاحبِ حسنِ کردار واخلاق
اور حرص وطمع سے آزاد مُدرس تھے ۔ اللہ تعالیٰ انکی خدماتِ دینیہ منظور
ومقبول فرمادیں ۔ آمین ۔

آپ سیرانی مزاج بھی تھے کہ عالم شباب میں پاک وہند کے اکثر
مشائخ عظام کے آستانہ ہائے عالیہ کی زیارات سے بار بار مشرف ہوتے
رہے اور ان اسفار کے دَوران بے شمار علماء واولیاء کی صحبت سے
بھی مستفید ہوئے ۔ رجال الغیب سے بھی اپنی ملاقات کے قصہ
جات سُنایا کرتے تھے چنانچہ آپ کے فرزند دلبند مولانا محمد عبدالجلیل

صاحب آپ ہی کی زبانی بیان فرماتے ہیں کہ غالباً سرہند یا اجمیر شریف
کا حال سناتے تھے کہ میں مسجد شریف میں بیٹھا ادائیگی وظائف میں
مصروف تھا کہ اچانک ایک سفید ریش نہایت جاذب نظر بارعب
شخصیت ظاہر ہوئی اور مجھے فرمایا مولانا عبدالکریم ملتانی آپ ہی کے
والدِ ماجد ہیں؟ عرض کی جی ہاں اور پھر فرمایا میرے ساتھ آجاؤ تو وہ
مجھے مسجد شریف کے تہہ خانہ میں لے گئے اور چند وظائف و عملیات
ودلیعت فرمائے اور یہ بھی فرمایا اہلِ علم خاندان سے نہ ہوتے تو یہ نعمت
عطا نہ ہوتی الغرض میں اس غیبی عطا پر از حد مسرور ہوا اور شکریہ
بجا لایا۔ پھر آئندہ سفر کے دوران اسی مقام پر حاضری ہوئی تو اس
شکل وشباہت والے بزرگوں کا پوچھا تو کسی نے خبر تک نہ دی اسی تہہ خانہ
میں بھی گیا مگر وہاں جو صاحب تشریف فرما تھے انہوں نے کہا کہ
یہاں تو اتنے عرصہ سے میں ہی مقیم ہوں تب مجھے معلوم ہوا کہ وہ رجال
الغیب سے ہوں گے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

آخر عمر میں چونکہ جسیم ہو گئے تھے اس لئے سیر وسیاحت کا سلسلہ
ترک فرما دیا تھا۔ البتہ اپنے والدِ گرامی یا حضور جدِ امجد سے مجاز ہو کر سلسلۂ
رشد و ہدایت کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوئے بحمدہ تعالےٰ
اپنے حسنِ اخلاق کے سبب بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا یا عملیات و تعویذات
کے لئے بھی حاضر ہونے والوں کی کافی تعداد اکثر جمع رہتی اور مستفید
ہوتی تھی انکے جملہ اوصاف بیان کرنا ایک طویل باب کو کھولنے کے
مترادف ہے لہذا اختصاراً ترک کرتا ہوں ۱۴۰۳ھ میں مختصر علالت
جس میں آپ سورہ یٰسین شریف کثرت سے تلاوت فرماتے رہے،

کے بعد ۱۳ شوال المکرم بروز جمعرات بعمر اڑسٹھ ۶۸ سال آپ نے داعی
اجل کو لبیک کہا اور واصل باللہ ہوئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے ہر دلعزیز بھتیجے اور سجادہ نشین درگاہ عالیہ عبیدیہ رحمانیہ
حضور معراجِ انسانیت مولانا محمد عبدالودود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور مجلس خانہ سے شمالی جانب انکی مرقد شریف
زیارت گاہِ خلائق ہے۔

جناب حضرت حافظ غلام محمد صاحب فرماتے ہیں میں سڑک سے
گزرتے ہوئے ایصالِ ثواب کر دیتا تھا تو ایک رات آپ نے خواب
میں تنبیہہ فرمائی کہ بھائی صاحب دُور سے ہی فاتحہ خوانی کرتے ہو ملاقات
کو بھی آجایا کرو تو کیا خوب ہوتا چنانچہ اب میں حاضر ہو کر ہی فاتحہ خوانی
کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انکی مرقد شریف کو تاقیامت منوّر فرماکر
ان کے فیضان کو جاری وساری رکھیں۔ آمین۔

آپ کی تین ازواج تھیں ایک سے اولاد نہ ہوئی دوسری سے
صرف دو فرزند دلبند ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) محمد عبدالجلیل صاحب جو بعمر ایک سال عہدِ طفولیت ہی میں اللہ
کو پیارے ہو کر حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شہید صاحب علیہ الرحمۃ
کے قرب میں دفن ہوئے۔

(۲) حضرت مولانا محمد عبدالجمیل صاحب مدظلہٗ جو بحمدہ تعالےٰ تاحال
حیات ہیں اللہ تبارک وتعالےٰ انکی عمر صحت اور نیکیوں کے ساتھ
دراز فرما دیں۔ آمین۔ یہ بھی اپنے والدِ گرامی کی طرح بڑے خوش الحان
حافظ قرآن اور عالم دین ہیں اپنے جدِ امجد حضور ولی لاثانی سے بیعت

ہوئے پھر عرصہ دراز تک انکی خدمت عالیہ میں رہ کر خود کو کندن
بناتے رہے حتیٰ کہ شرفِ اجازت سے بھی ممتاز ہوئے. فرماتے ہیں جب
حضور جدِ امجد نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی تو دو باتیں ارشاد
فرمائیں ایک یہ کہ تمہاری طرف سے نماز باجماعت ادا نہ کرنے اور
تلاوت قرآن مجید میں ناغہ کی شکایت مجھے نہ زندگی میں ملے اور نہ بعد
وصال البتہ باقی وظائف ماثورہ سے جو چاہو ادا کیا کرو کہ سب کی
اجازت ہے دوسری یہ کہ جسے بھی اپنی بیعت میں لو تو بیعت سے پہلے
اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں خود کو حاضر کر کے یہ دعا کر لیا کرو کہ
باری تعالیٰ اگر یہ شخص آپ کی بارگاہ میں زیادہ عزت والا ہے تو
مجھے اسکی طفیل معاف فرماویں اور اگر میں ہوں تو اسے معاف فرمادیں
پھر حسبِ طریقہ اسے سلسلہ عالیہ میں داخل کر کے ارشاد وتلقین کیا کرو
بحمدہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ کی ترویج میں مصروف ہیں اور توکل واستغنا
جیسی آبائی صفات سے موصوف الحمدللہ علیٰ ذلک انکے جملہ حالات
کے لئے بھی علیحدہ دفتر درکار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں تین فرزند دلبند دو دختران نیک
اختران عطا فرمائی ہیں۔

اول میاں محمد عبدالجلیل صاحب جو حفظ کلام اللہ کی نعمت سے
مالامال ہیں ان کو بھی ایک فرزند محمد عبدالسمیع اور دو دختران عطا
ہوئیں جو کم سن ہیں۔

دوم میاں محمد عبدالعزیز صاحب جن کے اب تک دو فرزندان
محمد عبدالعلیم اور محمد طلحہ ہوتے ہیں۔

سوم میاں محمد عبدالحمید صاحب جو تاحال غیر شادی شدہ پابندِ
صوم وصلوٰۃ اور خاموش طبع بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں اللہ تبارک
وتعالیٰ ان سب کی عمریں دراز فرماویں اور اپنی بارگاہ کا مقرب بندہ
بناویں۔ آمین۔

پہلی صاحبزادی زوجہ خورشید اختر ہیں جو حضور اعلیٰ کے دوسرے
فرزند مولانا محمد عبدالحق صاحب کی چوتھی پشت سے ہیں ان کے تین
فرزند بالترتیب محمد رضوان، محمد عدنان اور محمد فرحان ہیں اللہ تعالیٰ
سب کو نیک اور دراز عمر فرماویں۔ آمین۔

دوسری صاحبزادی جن کا پہلا نکاح جناب محمد نوید خان صاحب مرحوم
سے ہوا پھر انکے بعد حضور بحرالعلوم کے دوسرے صاحبزادہ از خلق آزادہ
جناب حضرت مولانا حافظ محمد عبدالولی صاحب سے ہوا ان سے بھی تین
فرزند دلبند ہیں محمد عبیدالرحمٰن، محمد عبدالرافع اور محمد عبدالواجد سلمہم ان
سب کا ذکر خیر انشاء اللہ العزیز گلزارِ ششم کے تیسرے چمن میں کیا جائیگا

حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ کی تیسری اہلیہ محترمہ جو
تاحال حیات اور بچوں کی سرپرستی میں مصروف ہیں، سے تین فرزند دلبند
اور چار دختران نیک اختران ہیں جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے۔

(۱) محمد عبدالصبور صاحب ان سے بھی ایک لڑکا محمد عبدالواسع اور
ایک لڑکی ہوئی ہے۔

(۲) حافظ محمد عبدالرؤف صاحب ان کا عقدِ نکاح حضرت مولانا محمد
عبدالقوی صاحب، جو حضور مفتی اعظم سے تیسری پشت میں ہیں کی دختر
نیک اختر سے ہوا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صالح اولاد نصیب فرماویں۔

(۳) محمد عبدالماجد صاحب انکی شادی خانہ آبادی عنقریب ہوئی ہے اور تاحال ان سے صرف ایک دختر ہوئی ہے۔ اللہ تعالٰے اسے نیک بھائیوں والا کرے۔ آمین۔ ہر چہار دختران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) زوجہ جناب محمد اکرم خان صاحب۔ یہ آپ کی پہلی دختر نیک اختر ہیں ان سے تین فرزند بالترتیب محمد نور العین، محمد فخر العین و محمد ضیاء العین اور ایک شادی شدہ صاحبزادی ہیں۔ فرزندان گرامی تاحال زیر تعلیم ہیں خان صاحب بھی گوناگوں صفات کے حامل ہیں۔ الحمد للہ علٰے ذٰلک۔

(۲) زوجہ جناب محمد ہاشم خان صاحب۔ ان سے ایک فرزند محمد عمر صاحب اور ایک دختر ہیں اور دونوں زیر تعلیم ہیں۔

(۳) زوجہ جناب خواجہ محمد صادق صاحب۔ یہ اس فقیر کاتب الحروف کے چھوٹے بھائی کے علاوہ پیر بھائی بھی ہیں بحمدہ تعالٰے انتہائی خلیق رحمدل، سخی، شب بیدار اور ہر دلعزیز شخصیت ہیں اللہ تبارک و تعالٰے انہیں پیرانِ عظام سے محبت اور ان کے عقائد و معمولات پر استقامت نصیب فرمادیں۔ آمین۔ انکی تین صاحبزادیوں میں پہلی حسنی المآب بی بی بعمر تقریباً دو سال اللہ تعالٰے کو پیاری ہو چکی ہیں۔

فقیر کاتب الحروف نے درج ذیل اشعار اپنی پیاری بھتیجی کے وصال پر نظم کیے۔

مثلِ پتا سا گھلتے گھلتے گھل گئی — مثل شمع بجھتے بجھتے بجھ گئی
در نزاکت تھی تو مثل برگ گل — ہائے لیکن بن کھلے مرجھا گئی
تھی ہمارا چاند تو حسنی المآب — کل شئی ھالک کا مظہر بن گئی
دیکھ کے ماں باپ پھر پیاری جدہ کو — بند کرتے کرتے آنکھ اپنی کر گئی

شب شنبہ چہارم از ربیع الثانی — سن چودہ سو دس اللہ کو پیاری ہو گئی
دو سال کی عمر میں یوں ہوئی ہم سے جدا — کہ ہمارا ورد زبان اب بن گئی
رو رو شب ٹھنڈی تھی آنکھ تیری دید سے — اللہ اللہ اب تو رونے کو ہی بس رہ گئی
خلد بریں میں ہو صحبت آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم — ہے دعا ہم سب کی جب سے تو گئی
تاجِ شفاعت سر پہ رکھا پھر چل بسی — واہ تیری معرفت بگڑی ہماری بن گئی
جب پڑھی مرشد نے میرے تجھ پہ نماز — آنکھ میری حسرت کناں یوں رہ گئی
رکھ امید اجرائے غمزدہ و پرحزیں — اللہ اللہ بہر ما ذخر قیامت بن گئی
عادل نے مانگی رب سے جو توفیق صبر — دیکھتے ہی دیکھتے رب کی اعانت آ گئی
انا للہ پس انا الیہ راجعون — لکھا تو پھر لکھنے کو قلم ہی رہ گئی

رباعی

شد زدار فنا سوئے بقا رواں دواں — نورِ نظرم حسنی المآب جان جہاں
جست عادل سن وصالش از مصراع ایں — وہ حسنی المآب بجنت کشاں کشاں

مسمات حبیبہ و زیزہ ہر دو زیر تعلیم ہیں۔ دو فرزندان دلبندان خواجہ محمد خبیب و خواجہ محمد صہیب بھی اللہ تعالٰے نے انہیں عطا فرمائے۔ اللہ تعالٰی سب کو نیک سیرت بنادیں اور حادثاتِ زمانہ سے محفوظ فرمادیں۔ آمین

(۴) زوجہ جناب سید محمد ابراہیم شاہ صاحب۔ ان سے بھی دو دختران نیک اختران ہوئی ہیں اللہ تعالٰے انہیں نیک بھائی والا اور نیک نصیب بنادیں۔ آمین۔ اللہ تعالٰے اس چمن میں مذکور تمام افراد کو نفس و شیطان کے مکر اور اس دور کے شریروں اور شرور سے محفوظ فرمادیں۔ آمین۔

اسی پہ اس گلزار کا دوسرا چمن ختم ہوا۔ الحمد للہ علٰے ذٰلک

چمن سوم

در بیان

دخترِ نیک اختر حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اکلوتی دخترِ نیک اختر زوجہ سید نور محمد شاہ صاحب علیہما الرحمۃ تھیں جو اپنی والدہ مکرمہ کی طرح عابدہ، زاہدہ اور خوب مہمان نواز تھیں۔ درود شریف خود بھی کثرت سے پڑھتی تھیں اور ہر ہفتہ میں ایک دن اہلِ محلہ اور عقیدتمند خواتین و رشتہ دار جمع ہو کر انکے گھر اجتماعی طور پر درود شریف پڑھتے۔ اس اہتمام پر ہمیشگی اور استقامت کے سبب انہیں ہر کوئی درود شریف والی بی بی صاحبہ کہہ کر پکارتا تھا۔ بچوں کے ساتھ انتہائی مہربانی اور شفقت سے پیش آتی تھیں۔ عادات و اطوار اور سیرت و کردار کی عمدگی میں ممتازِ زمانہ تھیں انکے زوج محترم اور اولاد احفاد کا مختصر حال حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفاء کرام میں درج کر آیا ہوں۔ اپنے برادرِ مکرم جناب حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب علیہ الرحمۃ کے وصال کا صدمہ دیکھ کر تقریباً تین ماہ بعد خود بھی اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں انہیں خود اور انکی ہر دو صاحبزادیوں کو اپنے برادرِ مکرم کے ہمراہ مدفن نصیب ہوا۔ اللہ تبارک و تعالےٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔ آمین۔

چمن چہارم

در بیان

خلفاء کرام حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۱) حضور معراج انسانیت مولانا محمد عبد الودود صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبیرۂ محترم آنجناب۔ انکے تفصیلی حالات انشاء اللہ العزیز آئندہ گلزار کے چمن اوّل میں بیان ہوں گے۔

(۲) حضور زیبِ آستانہ عالیہ مولانا محمد عبد اللطیف صاحب دامت برکاتہم العالیہ نبیرۂ محترم آنجناب۔ ان کے تفصیلی حالات انشاء اللہ آئندہ گلزار کے چمن دوم میں بیان ہوں گے۔

(۳) حضرت مولانا محمد عبد الجمیل صاحب دامت برکاتہم العالیہ نبیرۂ محترم آنجناب۔ ان کے مختصر حالات اسی گلزار کے دوسرے چمن میں گزر چکے ہیں۔

(۴) حضرت مولانا خواجہ محمد اشرف صاحب حامدی مدظلہ العالی۔ یہ دربار عالیہ حامدیہ فتح پور کمال کے سجادہ نشیں اور حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ مجاز جناب حضرت مولانا محمد عبد الستار صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد کرام سے ہیں انتہائی نیک سیرت اور صاحبِ ذوق شخصیت ہیں۔ بحمدہٖ تعالےٰ تا حال عرس مبارک

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر حاضری دیتے ہیں۔ انکے حلقہ احباب اور متوسلین کا دائرہ بہت وسیع ہے انکے فرزند کلاں جناب مولانا محمد ارشد صاحب بھی عالم دین اور ہر دلعزیز ہیں جو ظاہری علوم کے بعد علومِ باطنیہ کے حصول کے ساتھ ساتھ تدریسی شغل میں بھی مصروف رہتے ہیں اور فرزند خورد جناب مولانا حافظ محمد اسعد صاحب ہیں۔ بحمدہ تعالےٰ دونوں صاحبِ اولاد ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس خاندان کا سایہ متوسلین پر قائم رکھے اور دینِ متین پر استقامت نصیب فرمادے آمین۔ اول الذکر حال ہی میں حضور زیبِ آستانہ عالیہ کی بیعت کر کے سلسلۂ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

(۵) حضرت مولانا خواجہ سلطان بخش صاحب یہ جناب خواجہ محمد اشرف حامدی صاحب کے برادرِ کلاں ہیں بحمدہ تعالےٰ انہیں بھی حضور ولی لاثانی سے شرفِ ترخیص حاصل تھا۔ یہ لاولد فوت ہوئے اللہ تعالےٰ انکی مرقد کو منور فرمادے۔ آمین۔

(۶) حضرت مولانا محمد عبد الرحیم صاحب صدر پوری مدظلہ العالے۔ حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ کامل جناب حضرت مولانا محمد بخش صاحب لطف آبادی کی خانقاہ شریف کے متولّی ہیں بحمدہ تعالےٰ حکمت اور طبّ میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے ہیں اور سلسلہ عالیہ کی ترویج میں بھی کوشاں رہتے ہیں۔ نیک سیرت اور اہلِ محبت سے ہیں۔ ماہ بہ ماہ محفلِ میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اہتمام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے جملہ مساعی جمیلہ قبول فرمادیں۔ آمین۔ انکے برادرِ خورد جناب مولانا محمد عبد الحکیم صاحب اس احقر بے ہیچ کے پیر بھائی ہیں جو صدر پور میں

درس قرآن میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس خاندان کو اپنی محبّت اور اتباع پر استقامت نصیب فرماویں۔ آمین۔

(۷) حضرت مولانا مفتی غلام حسین صاحب جھنگوی بن مولانا صالح محمد علیہما الرحمۃ۔ یہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ عنہ کے ذی وقار خلیفہ جناب حضرت مولانا فتح محمد سلیانوی علیہ الرحمۃ کے نامور پوتے اور مفتی اعظم جھنگ ہوئے ہیں انکی دینی، ملّی اور سیاسی خدمات کے پیشِ نظر انہیں جھنگ کا بے تاج بادشاہ کہا جاتا رہا۔ زبردست عالم دین، مفکرِ اسلام اور عظیم رُوحانی پیشوا تھے ۱۹۱۶ء میں انکی ولادت ہوئی۔ چونکہ اپنا خاندان علمی تھا۔ لہذا اپنے گھرانے سے بھی علوم شرعیہ کافی حد تک حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس سے مختلف فنون پر کمال حاصل کرتے رہے بالآخر علم میراث میں سند حضور ولی لاثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کر کے فتویٰ نویسی کی بھی اجازت لے لی۔ انکی بیعت حضور ولی لاثانی یا ان کے والدِ گرامی یعنی حضور مفتی اعظم ہند سے تھی بہرحال خلافت خود حضور ولی لاثانی نے عطا فرمائی۔ مسجد دھجی جھنگ کی بنیاد انہوں نے خود رکھی اور اسے ہی مرکز بنا کر عرصہ دراز تک دینی خدمات میں سرگرم رہے اللہ تعالیٰ انکے جمیع حسنات قبول فرماویں آمین۔ انکے مناقب اور فضائل کے لئے علیحدہ دفتر کی ضرورت ہے کہ یہ مختصر انکی متحمل نہیں۔ مرزائیت، وہابیت اور رافضیت کے خلاف انکی خدمات انشاء اللہ العزیز تاقیامت اہلِ جھنگ کے لئے یادگار رہیں گی۔

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ م ۱۰ جون ۱۹۸۴ء ان کا وصال ہوا جھنگ

شہر کے قبرستان میں انکی مرقد شریف زیارت گاہ خلائق ہے۔

ان کے بحمدہ تعالیٰ چھ فرزند ہیں جو مختلف مساجد میں فریضۂ امامت و خطابت میں اور درس وتدریس میں مشغول ہیں بعض کا تعلق تاحال خاندانِ عالیہ سے ہے ان کے اسماء بالترتیب یہ ہیں۔ جناب مولانا محمّد قاسم صاحب۔ جناب محمّد ہاشم صاحب۔ جناب محمود الحسن صاحب۔ جناب محمّد یعقوب صاحب جناب محمّد فاروق صاحب۔ جناب محمّد عثمان صاحب۔

الحمدللہ حمداً کثیراً کہ گلزار پنجم اختتام پذیر ہوا۔

اللّٰھم صلّ علٰی سیّدنا ومولٰنا محمّد وعلٰی اٰل سیّدنا ومولٰنا محمّد وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

گلزار ششم

در بیان

اولاد امجاد و خلیفۂ باوفا حضور سراپا نور حضرت

الحاج الحافظ مولانا المولوی المفتی محمّد عبدالشکور ملتانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر ہر دو اہلیہ حضور قبلہ ام: حضور قبلہ ام سیّدی مرشدی نے بھی دو ہی نکاح فرمائے۔

اہلیہ اولٰے جو آپ کے ماموں محترم حافظ کریم اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی تھیں، مختصر عرصہ کے بعد لاولد فوت ہوگئیں۔

اہلیہ ثانیہ جو ملتان دارالامان کے نامور دیانتدار باکمال بزرگ تاجر اور اس فقیر حقیر کاتب الحروف کے پردادا محترم جناب حاجی خواجہ حافظ محمد نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کی دختر نیک اختر تھیں۔ آپ نے اٹھارہ سال کی عمر میں ان سے نکاح کیا، یہ بھی بیوہ تھیں کہ ان کا پہلا نکاح جناب خواجہ حافظ محمد امیرالدین صاحب علیہ الرحمۃ سے ہوا تھا مگر بقضاءِ الٰہی یہ شادی کے بعد اپنی حاملہ بیوی کو داغ مفارقت دے گئے۔ چنانچہ بعد وضع حمل حضور قبلہ ام کے لئے پیغام بھیجا گیا تو والد محترم کے مجبور کرنے

پر خود محترمہ نے استخارہ کیا اور مبشّرات متعدّدہ سے سرفراز ہوئیں جس سے عقدِ ثانیہ کے لئے آمادہ ہوگئیں ورنہ اپنے والدِ محترم سے کہا کرتی تھیں کہ خاوندِ محترم بھی دیکھ چکی اور اولادِ نرینہ بھی اللہ تبارک و تعالےٰ نے نصیب فرمادی لہٰذا اب شادی کی بجائے پاکدامنی سے پروردگار کی یاد میں وقت گزاروں گی۔

یہ نیک دل خاتون زُبیدۂ دَوراں جو اس احقر کی نانی محترمہ تھیں، بحمد اللہ تعالےٰ گوناگوں صفات کی حاملہ ہونے کے علاوہ معلّمۃ القرآن بھی تھیں کہ اپنے خاندان کے اکثر بچّوں کے علاوہ بیرونی طلبا، طالبات کی کثیر تعداد کو تادمِ آخر تعلیم قرآن کی لازوال نعمت سے سرفراز فرماتی رہیں اور اس قدر خوش بخت خاتون تھیں کہ انکے تقویٰ اور کثرتِ وظائف کی برکت سے انکے بطنِ عالیہ سے جو بھی اولاد ہوئی بحمدہ تعالےٰ نابغۂ روزگار، یکتائے زمانہ اور مقبولِ خواص و عوام ہوئی۔ الحمد للہ علےٰ ذٰلک۔

ان کا وِصال پُرملال حضور قبلہ ام کی وفات حسرتِ آیات سے تقریباً چار سال قبل ۱۶، ربیع الاول ۱۳۹۶ھ کو ہوا اپنے آبائی قبرستان کھیڑا آباد نواب پور روڈ میں انکی مرقد شریف زیارت گاہ ہے ان کے نام نامی مسماۃ گلزار بیگم کی نسبت سے حضور قبلہ ام نے سنِ وصال اس مصرع سے اخذ کیا ؎ واہ وہ گلزار[۹۶] بگلزار[۱۲] خرامید ۱۳۹۶

اس فقیر کاتب الحروف نے نَغفرُ لَہا سے مادہ تاریخ وصال نکالا۔

حضور بحر العلوم نے بعد وصال والدہ مکرمہ چند دعائیہ اشعار نظم فرمائے جنہیں آپ بوقت دُعا اکثر و بیشتر پڑھتے تھے مناسب ہے کہ اشعار نقل کرنے سے پہلے مشکوٰۃ شریف میں موجود احادیث میں سے صِرف ایک حدیث

شریف نقل کر دوں جس میں والدین کے حق میں دُعائے خیر کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْلَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی کَتَبَہُ اللّٰہُ بَارًّا۔

بے شک جس کے والدین یا ان میں سے ایک اس حال میں فوت ہوجائیں کہ وہ دونوں کا نافرمان تھا مگر ان کے بعد یہ ہمیشہ انکے حق میں (بلندی درجات کے لئے) دُعا کرتا رہتا ہے اور انکے لئے (گناہوں کی) مغفرت طلب کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اس شخص کو (صرف فرمانبرداروں میں نہیں بلکہ انکے ساتھ احسان کرنے والوں میں لکھ دیتا ہے۔

مُناجات (منظومہ حُضور بحر العلوم)

یا الٰہی رحم کن بر ما درم ‌‌ ‌ عفو کن جملہ گناہش از کرم
قبرِ او را باغ از باغات کن ‌ ‌ ہم بفسحت مثلِ مدّ البصر کن
مسکنش ہم جنت الفردوس کن ‌ ‌ ہم نصیبے از رضاك اے ذا المنن
ہم بیابد روح از روح جناں ‌ ‌ ہم بخسپد چوں عروس اے مہرباں
مہربانی ہائے تو نامنتہی است ‌ ‌ فَاسْتَجِبْ دَعْوَاتِنَا یَا مَنْ یُّجِیْبُ

ترجمہ: اے الٰہی میری والدہ مکرمہ پر رحم فرما انکے تمام گناہ اپنے کرم اور مہربانی سے مُعاف فرما انکی قبر شریف کو باغوں میں سے

ایک باغ بنا دے اور اے احسان کرنے والے انہیں اپنی رضا
اور خوشنودی بھی عطا فرما اور وہ جنّت کی ٹھنڈی ہواؤں سے
ہوا بھی پاتے رہیں اور اے رحیم و کریم پروردگار تیری مہربانی سے
دلہن کی طرح تا قیامت پُرسکون سوتے رہیں۔ اے الٰہی آپ کی
مہربانیوں کی تو کوئی حد نہیں لہٰذا اے دُعاؤں کو قبول فرمانے والی
ذات والا صفات ہماری تمام دُعائیں منظور و مقبول فرما۔

اب مُناسب ہے کہ حضور سراپا نُور کے ربیب محترم کا بھی مختصر
ذکر ہو جائے۔

ذکر حضرت مولانا خواجہ مشتاق احمد صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ

جناب خواجہ حافظ محمد امیر الدین صاحب مرحوم سے ان کے مبارک
بطن سے جو فرزند دلبند ہوئے ان کا نام نامی خواجہ مشتاق احمد نور اللہ
تعالیٰ مرقدہ تھا انکے جدِ امجد جناب حضرت خواجہ حاجی حافظ طاہر محمد
صاحب علیہ الرحمۃ مجھ فقیر کاتب الحروف کے پردادا محترم کے بہنوئی،
حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُرید خاص
اور ملتان دار الامان کی انتہائی نیک سیرت اور با اثر شخصیت کے حامل تھے
میرے خیفی ماموں جناب خواجہ مشتاق احمد صاحب مرحوم یتیمی میں پیدا
ہوئے اور انکی اعلیٰ تربیت میں جہاں انکی والدہ مکرمہ نانا محترم جناب
خواجہ حاجی حافظ نور الدین صاحب مرحوم اور دادا محترم جناب خواجہ حافظ
طاہر محمّد صاحب مرحوم کا دخل ہے وہاں حضور قبلہ ام سراپا نور و سرور
سیّدی مولانا محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وافر حصّہ شامل

ہے کہ اپنی والدہ محترمہ کی دُوسری شادی کے بعد یعنی مدتِ رضاعت
سے جوانی تک عمر کا ایک حصّہ آپ ہی کے گھر گزارا۔ بحمدہ تعالیٰ
بچپن ہی سے ماحول کی عمدگی کے سبب شب بیدار اور عبادت گزار
واقع ہوئے تھے کہ رات رات بھر مسجد کے کسی گوشہ میں ذکر و اذکار
میں مصروف رہتے۔ سفر و حضر میں کبھی ان سے نماز تہجّد قضا نہ ہوئی
روحانی طور پر انہیں حضرت پیر سواگ جناب خواجہ غلام حسن صاحب
نقشبندی علیہ الرحمۃ کے اوّل سجادہ نشین جناب حضرت خواجہ غلام محمّد
صاحب علیہ الرحمۃ سے نسبت تھی انہی کے زیرِ سایہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
کے مطابق منازل سلوک بڑی جانفشانی اور تندہی سے طے کر کے خرقۂ
خلافت بھی حاصل کیا اور بحمدہ تعالیٰ عرصۂ دراز تک ملتان دار الامان
میں رہ کر اپنے سلسلہ کی اشاعت اور فیض رسانی میں مصروف رہے۔
انکی دُعاؤں اور توجّہات سے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچا۔ تجارت کے
ساتھ ساتھ شاغل بحق رہتے انکے مکاشفات و کرامات بیان کرنے
کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ رشتہ داروں اور ہمسایوں
کے حقوق کا بڑا تحفّظ فرماتے، مریضوں کی عیادت اور جنازوں میں
شرکت باوجود ضعیفی کے انتہائی طیب خاطر سے کرتے، سخاوت میں
ان کا انداز نرالا تھا کہ کوئی آنے والا خالی نہ جاتا۔ فرمایا کرتے تھے
کہ اللہ دینے والوں کو ہی مرحمت فرماتا ہے۔ بچّوں پر بڑے شفیق اور
مہربان تھے۔ اپنے پیرانِ کبار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے خصُوصاً اور
عموماً تمام سلاسل کے مشائخ عظّام سے از حد عقیدت و محبّت رکھتے
تھے اپنے سلسلہ عالیہ کے وظائف و اشغال اور مراقبات پر پابندی

کے ساتھ ساتھ دلائل الخیرات شریف وغیرہ کا معمول بھی تھا فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے حضور خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک کبھی قضا نہیں ہوا۔

حضرت محب اللہ بالکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی اور حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ ملتان شریف کے دیگر اعراس مبارکہ میں بھی شمولیت فرماتے۔ اپنے آبائی قبرستان میں روزانہ حاضری دیتے پھر ہر جمعہ کے دن خانقاہوں اور قبرستان میں حاضری کا معمول تھا۔

ایک دفعہ قبرستان اپنی والدہ ماجدہ کی قبر شریف سے ہو کر اپنی ہمشیرہ مکرمہ یعنی میری والدہ ماجدہ مدظلہا العالیٰ کو ملنے آئے تو فرمایا بہن! آج والدہ محترمہ شکایت فرما رہی تھیں کہ میرے فرزند خورد جناب حضور بحر العلوم مولانا محمد عبدالمجید صاحب علیہ الرحمہ حج سے واپسی پر میری ملاقات کو تاحال نہیں آئے کیا یہ ہوسکتا ہے کہ بھائی صاحب اتنے لمبے سفر کے بعد تاحال والدہ ماجدہ کے پاس نہ گئے ہوں؟ چنانچہ معلوم کیا گیا تو صحیح ثابت ہوا کہ حضور بحر العلوم واپسی پر اپنے درس و تدریس کی مصروفیات کے سبب حاضر نہ ہو سکے تھے۔

ان کو حضور قبلہ ام سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی اور حضور قبلہ ام بھی ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے اور انہیں کسی طرح بھی اولاد سے کم نہ جانتے تھے۔

انہیں جمعہ کے دن اور شعبان المعظم کے بابرکت مہینہ خصوصاً پندرہ شعبان کی رات سے بڑی عقیدت تھی فرماتے : لوگ ان

بابرکت ایام کی حسب شان قدر کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو عبادت سے معمور رکھتے ہیں۔

ایام علالت میں ہسپتال ٹھہرنے کے دوران ایک رات کچھ دیر کے لئے قدرت نہ ہونے کے باوجود اٹھ بیٹھے اور پھر لیٹ گئے آپ کے ہر دلعزیز فرزند دلبند خواجہ ممتاز احمد صاحب نے پوچھا تو کافی لیت و لعل کے بعد ارشاد فرمایا جب کوئی معزز ومکرم شخصیت تشریف لادیں تو ان کا احترام واجب ہوتا ہے۔

انہی ایام میں ڈاکٹروں نے دل کی حرکت دیکھ کر خدشہ ظاہر کیا کہ دل کی فلاں تکلیف کا خطرہ گزرتا ہے لہذا اس قسم کا ٹیسٹ ضروری ہے آپ نے سنکر اپنے مذکور فرزند کو فرمایا بیٹا انہیں صاف صاف بتا دو کہ میرے دل کی حرکت جو تیزی سے ہو رہی ہے اسے بیماری نہ سمجھیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کرم اور پیران کبار کی توجہ سے میرا دل اللہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

موٹے دانوں والی جس تسبیح پر ذکر فرماتے تھے وہ از راہ کرم اس حقیر کو عطا فرما گئے ہیں۔ انکے وصال پر ملال سے چند لمحات پہلے یہ احقر اپنی اہلیہ سمیت انکی زیارت سے مشرف ہوا۔ سارا بدن بے حس وحرکت تھا مگر زبان گوہر فشان اس تیزی سے ذکر میں مصروف تھی کہ زندگی میں بھی کبھی اسطرح ذکر کرتے نہ دیکھا تھا اکثر وبیشتر قلبی اذکار میں مشغول رہتے تھے۔ کانوں کو زبان مبارک کے قریب کیا جاتا تو اللہ اللہ یا لا الہ الا اللہ کا مبارک ورد سنائی دیتا تھا۔ آخر عمر میں بینائی اگرچہ جاتی رہی تھی مگر اس صبر سے وقت گزارا کہ کسی آنے والے کو بعض

دفعہ اس کا علم بھی نہ ہوتا تھا کہ آواز سنتے ہی اس قدر اخلاق و محبت
سے ملتے کہ اسے آپکے نابینا ہونے کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔
وظائف پر پابندی کا یہ عالم تھا کہ بینائی نہ ہونے کے باوجود اگرچہ حافظ
بھی نہ تھے تاہم کسی سننے والے کو قرآن شریف اور دلائل الخیرات کی
منزل سناتے وہ دیکھ کر سنتا۔ آپ جہاں تک سنا سکتے سناتے۔ پھر
رکنے پر وہ لقمہ دیتا آپ چند سطور پھر پڑھ لیتے۔ اللہ اکبر۔ ایسی استقامت
کی مثال دیکھنے میں نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ انکی تمام عبادات قبول فرماویں
اور اپنی رضا کا تحفہ نصیب فرماویں۔ آمین۔ بحمدہ تعالیٰ جمعہ اور شعبان المعظم
سے عقیدت کی بنا پر انہیں پانچ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ بروز جمعۃ المبارک
ہی وصال نصیب ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کی
مرقد کو منور فرمائیں اور انکے درجات بلند فرمائیں۔ آمین اپنے آبائی
قبرستان کھیڑا آباد میں اُن کا مزارِ مبارک زیارت گاہِ خلائق ہے اس
کاتب الحروف نے ازراہِ عقیدت انکے وصال پر درج ذیل اشعار نظم کئے

خواجہ مشتاق احمد باحیاء و باصفا — پنج شعبان روز جمعہ شد وصالش با خدا
وردِ ایشاں اللہ اللہ عشق دار ربانی — ذکر پیراں گفتگوئیش ہم محبِ ہر ولی
مشتاقِ جنت سوئے جنت رفت وہ واہ — شد کلام آخرینش کلمۂ توحید وہ واہ
گفت عادل سن وصالش از سر اندوہ قلبی — باسرِ جنت بگو مشتاق احمد نقشبندی

الحمد للہ انہیں چار فرزند دلبند اور دو دختران نیک اختران نصیب
ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خواجہ مختار احمد صاحب: یہ حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالی
کے داماد ہیں ان کا مختصر ذکر انہی کے

ذکر کے ساتھ آئے گا انشاء اللہ العزیز۔

خواجہ ممتاز احمد صاحب: اپنے والدِ گرامی کے عاشق اور اُن کے
محبِ صادق تھے فرمایا کرتے ہیں
مجھے اپنی زندگی میں اُن سے بڑھ کر کوئی شخصیت
عزیز نہ تھی اگر ممکن ہوتا تو میں اپنی عمر بھی ان کو دے دیتا۔ انہوں نے
کمال درجہ انکی خدمت کی اور وہ بھی ان پر بڑی کرم نوازی فرماتے
تھے بحمدہ تعالیٰ انتہائی خلیق، ملنسار اور ہر دلعزیز ہیں۔ ہر سال اپنے والد
گرامی کا ۵ شعبان جدّ امجد کا ۶ محرم کو سالانہ ختم شریف کا اہتمام طیبِ
خاطر سے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ انکو حق تعالیٰ جل شانہٗ نے
دو فرزند محمد صابر، محمد عبداللہ صاحبان اور دو ہی دختران عطا فرمائیں
ان میں سے بڑی صاحبزادی بحمدہ تعالیٰ شادی شدہ اور صاحبِ اولاد
ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک اور صالح بنادیں آمین۔

خواجہ محمد امین صاحب: بحمدہ تعالیٰ انکی بھی دو صاحبزادیاں ہیں
اللہ تعالیٰ انہیں نیک بھائی والا اور
نیک نصیب بنادے۔ آمین۔

خواجہ محمد عارف صاحب: انکی بھی تاحال ایک صاحبزادی ہیں
اللہ تعالیٰ انہیں نیک اطوار بناویں آمین

آپ کی دختران بالترتیب زوجہ جناب جاوید امجد انصاری صاحب
اور زوجہ جناب فلک شیر کھیڑا صاحب دونوں صاحب اولاد ہیں۔
میری دعا ہے کہ حق تعالےٰ جل شانہ حضرت قبلہ ماموں صاحب
علیہ الرحمۃ کی تمام اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چل کر عملی طور پر ان کا نام

روشن رکھنے کی توفیق عطا فرمادیں، آمین۔

ان کا مختصر تعارف صرف اور صرف اس بنیاد پر کرایا کہ میرے حضور سراپا نور انہیں اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے اور اہلیہ ام نے ایک مرتبہ اپنے والدِ بزرگوار حضور بحر العلوم کو خواب میں یہ ارشاد فرماتے سنا کہ بیٹی جب ایصالِ ثواب کیا کرو تو ہمارے محترم بھائی صوفی مشتاق احمد صاحب مرحوم کو بھی ضرور شامل کیا کرو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور سراپا نور کی صلبی اولاد انہیں اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح عزیز رکھتے ہیں۔ لہذا مناسب سمجھا کہ ان کا ذکر خیر بھی ہو جائے۔

اجمالی فضائل اولاد امجاد حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بحمدہٖ تعالیٰ واہب العطایا جلّ مجدہٖ نے آپ کو اہلیہ ثانیہ سے تین فرزند دلبند اور دو دختران نیک اختران نصیب فرمائیں اور یہ سب کے سب زبدۃ المحققین حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمان سعادت اقتران میں ہی رونق افروزِ خاندان عالیشان ہوئے۔ ہر سہ فرزندان والاشان اور دختران سعادت نشان کی تربیّت ایسی نہج پر فرمائی کہ بحمدہٖ تعالیٰ سب، رشک عوام وخواص بنے اس مادہ پرستی کے دورِ فساد میں یہ بات غیر معمولی اہمیّت کی حامل ہے کہ آپکے تینوں فرزندانِ والاشان نے اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر مسجد شریف میں ہی سادگی سے تمام زندگی بے لوث درس وتدریس میں گزار دی۔ طلباء مہمانوں اور مسافروں کی خدمت کو اپنا نصب العین بنایا اپنے

آباؤ اجداد کی طرح ایک ہی لباس یعنی کرتا اور چادر میں عمر گزار دی۔ اپنا لباس خود دھویا یا کسی معتمد علیہ سے دھلوایا۔ اور پھر بغیر استری کے زیب تن فرمایا۔ فونٹن پن کی بجائے ہمیشہ قلم دوات استعمال کر کے عجب سادگی کا نمونہ پیش کیا کلائی کی مروّج گھڑی تک کبھی استعمال نہ کی اور مسجد ولنگر خانہ کی صفائی ہمیشہ اپنے ذمّہ رکھی انہی گوناگوں درویشانہ اوصاف کو دیکھتے ہوئے بعض خواص زمانہ بھی بلاساختہ کہہ بیٹھتے تھے کہ حضور سراپا نور وسرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کی تربیّت کا جو حق ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے انکو جن خوبیوں سے نوازا وہ انہی کا ہی مقدر ہیں۔

حضرت مولانا غلام یٰسین جھنگوی علیہ الرحمۃ جو عرصۂ دراز تک خاندان عبیدیہ کے شاہزادگان کے ہم سبق رہے نے جناب شیخ غلام محمد نظامی مدظلہٗ کو بیان فرمایا۔

"میرا ایمان ہے میں حضرات کا ہم سبق ہوں میری بخشش کے لئے یہی کافی ہے ویسے حضرت خانقاہ شریف والوں کی خوبیاں آج بھی انکی اولاد میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں حضرت مولانا مفتی محمد عبدالودود صاحب کو حضور اعلیٰ کی فقاہتِ عظمیٰ نصیب ہوئی ہے ایسا باریک بین مفتی آپ کو دنیائے اسلام میں نظر نہیں آئے گا۔ شامی شریف کا ایک ایک جزئیہ آپ کو زبانی ازبر یاد ہے اور حضور اعلیٰ کا قلم "کلک عبید خنجر خونخوار برق بار" حضرت میاں محمد عبداللطیف صاحب کو عطا فرمایا گیا ہے۔

ماشاء اللہ خوب لکھتے ہیں اور لکھنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ رہے میاں محمد عبدالمجید صاحب تو وہ علومِ الٰہیہ کے کوہ ہمالہ ہیں ایسے بچے مائیں صدیوں بعد جنم دیتی ہیں معقولات و منقولات کے امام نے وہ علوم دورانِ وضو پڑھا دیئے جن کو اساتذۂ فن ساری رات کے مطالعہ کے بعد بھی کما حقہ نہیں پڑھا سکتے بیساختہ کہنا پڑتا ہے،

؏ این خانہ ہمہ آفتاب است"

حضور زیبِ آستانہ عالیہ ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ حضور جدّ امجد ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک زمانہ میں ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ حضور جدِّ امجد چند مسائل پوچھنے والوں کی راہبری فرما رہے ہیں اور والدِ گرامی اور میرے دونوں بھائی صاحبان مصروف درس و تدریس ہیں کہ سب کے آگے متعدد طلباء دو زانو ہیں پھر گھر گیا تو دیکھا والدہ مکرمہ اور جدّہ مبارکہ بھی ذکر و فکر اور درس قرآن میں مصروف ہیں تو تہہ دل سے شکر خداوندی بجا لایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس گھرانے کو گویا اس کام کے لئے منتخب کر لیا ہے۔ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جدّ امجد حضور ولی لاثانی نے بھی اسی طرح مسجد شریف میں ہم تینوں بھائیوں کو مصروف درس و تدریس دیکھا تو حمدِ خداوندی بجا لائے اور اپنے حجرۂ عالیہ میں جا کر حاشیہ نشینوں کو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر فرمایا میں اللہ تبارک وتعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس

پُرفتن دَور میں میرے پوتے جس مبارک شغل میں مصروف ہیں شاید ہی کسی کی اولاد اس کارِ خیر میں اتنی منہمک ہو —— لہٰذا دعا کرتا ہوں کہ انکے جملہ مساعی کو اللہ تعالےٰ قبول فرما کر انہیں ماجور فرما دیں آمین۔

جب حضرت محترمہ نانی صاحبہ علیہا الرحمۃ کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر حال پُوچھا تو فرمایا اللہ تبارک وتعالےٰ نے بہت انعام فرمائے ہیں پھر تین کنوئیں جو انتہائی میٹھے اور ٹھنڈے پانی والے سرسبز و شاداب زمین میں چل رہے تھے دِکھا کر فرمایا یہ بھی میری ہی ملکیت ہیں۔ صبح اس نے اپنا خواب حضور قبلہ ام نانا صاحب سراپا نور کو سُنا کر تعبیر پوچھی تو زبان دُرفشاں سے ارشاد فرمایا کہ بحمدہٖ تعالےٰ یہ تینؔ کنوئیں انکے تینؔ فرزند دِلبند ہیں جو انکے لئے صدقۂ جاریہ ہیں اس نے عرض کی حضور اُنکے تو چار فرزند ہیں یعنی تین آپ میں سے اور چوتھے پہلے نِکاح سے جن کا تذکرہ ابھی گزر چکا یعنی حضرت خواجہ صوفی مشتاق احمد صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ تو فرمایا علم کی فضیلت اپنی جگہ ہے اس کا مقابلہ کوئی عبادت نہیں کر سکتی، لہٰذا حضرت صوفی صاحب نقشبندی کے فضائل و کمالات اگرچہ مُسلّم ہیں تاہم علم پڑھنے پڑھانے کی فضیلت سب پر بھاری ہے جو الحمد للہ ثم الحمد للہ میرے ان تین فرزندوں کو حاصل ہے۔ حضور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سچ فرمایا کہ علماء کرام کو ہی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وارث قرار دیا گیا بلکہ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مثل قرار دیا گیا اور شیطان رجیم ولعین کے مقابلہ میں ایک عالم کو

ہزار عابد پر بھاری بتاکر اسکی فوقیت بتلائی ۔ اپنے موضوع سے ہٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو فضائل علم پر کچھ ضرور لکھتا ۔

اب میں حسبِ دستور اللہ تبارک و تعالےٰ کی توفیق سے ہر ایک کا ذکر علیحدہ چمن میں کرتا ہوں ۔

چمن اوّل

دربیان

سجّادہ نشین پنجم دربارِ عالیہ عُبیدیہ محُبّ الغُربا والمساکین سندالکاملین، غوث زمان، معراجِ انسانیت حضور معدنِ جود حضرت الحاج الحافظ المفتی مولانا المولوی

محمّد عبد الوَدود الملتانی الچشتی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ولادت باسعادت : میری خالہ محترمہ اور آپکی ہمشیرہ صاحبہ اپنی دادی محترمہ بڑی اماں صاحبہ سے روایت کرتی تھیں کہ آپکی ولادت سے کچھ عرصہ قبل میرے فرزند دلبند حضور سراپا نور میرے سامنے آکر جھومتے جلتے تھے اور کہتے تھے کہ اے والدہ محترمہ! سُنیئے اللہ تعالےٰ مجھے لڑکا دیں گے جو ہوگا بھی میری ہی طرح فرماتی تھیں میں سُنکر کہتی بیٹا اِس عُمر میں ایسی باتیں نہیں کی جاتیں، چُپ رہا کرو مگر نہ معلوم آپ نے کیا دیکھا تھا کہ پھر بھی موقعہ پانے پر جھُوم کر یہی کہتے کہ والدہ محترمہ! مجھے اللہ تعالےٰ لڑکا

مرحمت فرمادیں گے جو ہوگا بھی میری طرح ہی سُبحان اللہ ایسا ہی
ہوا کہ مدت حمل پوری ہونے پر آپ رونق افروز خاندان عالیشان ہوئے
آپ کا نام نامی محمد عبدالودود رکھا گیا۔ آپ کا سن ولادت ۱۳۴۶ھ
ہے خود حضور مفتی اعظم نے تاریخی نام "وہ بخت ور عبدالودود" تجویز
فرمایا ہے۔

آپ کی ولادت کو ابھی چند دن گزرے تھے کہ خدّکہ خاندان کی
کسی معتقدہ نے خواب دیکھا کہ حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خانقاہ شریف پر محفل سجی ہے جس میں عوام وخواص
جمع ہیں اور ایک بڑا ڈرم دودھ سے بھرا موجود ہے اس خاتون نے
گزرتے ہوئے دیکھا تو اسے یہ خیال گزرا کہ ابھی یہ دودھ تقسیم
ہوگا تو میں بھی اس تبرک میں سے حصہ لے لوں گی لہذا وہ رک
گئیں مگر کیا دیکھتی ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک معصوم سا بچہ آکر
ڈرم کو منہ لگا کر دودھ پینا شروع کرتا ہے حتیٰ کہ سارا ڈرم ختم کر جاتا
ہے جس سے انہیں از حد حیرانی ہوئی لہذا صبح ہونے پر حضور ولی
لاثانی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اس خاتون نے اپنا خواب
بیان کرکے تعبیر پوچھی تو آنحضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ارشاد فرمایا بی بی! خواب کی تعبیر چند روز سے ظاہر ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ
جل شانہ نے مجھے پوتا عزیز از جان نوازا ہے اور سنو کہ ہمارے
خاندان کے اکابرین کو جو نعمتیں فرداً فرداً ملی ہیں انشاء اللہ العزیز
وہ سب کی سب ان میں جمع ہونگی۔ سُبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔

حصولِ تعلیم: قرآن شریف کے چند پارے آپ نے حضرت مولانا

حافظ محمد عبداللہ صاحب علیہ الرحمۃ سے پڑھے مگر بعد ازاں اسکی تکمیل
اپنے والدِ گرامی حضور سراپا نور سے ہی کی۔ حفظ کلام اللہ شریف کے بعد
علوم شرعیہ کے حصول میں مصروف ہوئے حتیٰ کہ صرف بارہ یا تیرہ سال کی
عمر میں نماز روزہ کے ضروری مسائل پر کافی دسترس حاصل فرمالی تھی
اور حضور مفتی اعظم جیسی محتاط شخصیت جو امامت کے لئے حضور سراپا نور
کے علاوہ کسی کو بھی گوارا نہ فرماتے تھے، نے ان کا تقویٰ اور پاکیزگی میں
خوب اہتمام دیکھتے ہوئے خواہش فرمائی کہ نمازِ تراویح میں امامت فرمادیں
چنانچہ حضور مفتی اعظم کے حالات میں لکھ چکا ہوں کہ آپ نے اپنی زندگی
کے آخری رمضان المبارک میں حضور معراجِ انسانیت سے ہی تراویح میں
قرآن شریف سنا اور بعد دعائیں دیں۔

مشہور ہے کہ آپ نے دو یا تین سال سے زائد نمازِ تراویح میں امامت
نہ فرمائی کہ یہ دو تین ختم جو آپ نے سنائے۔ بحمدہ تعالیٰ اسقدر صحیح
سنائے کہ کسی کی نظر لگ گئی کہ نو عمری میں اتنا صحیح قرآن سنانا بہت
کم دیکھا گیا تھا لہذا اس نظر کے بعد آپ اونچی آواز سے نہ پڑھ
سکتے تھے، حالانکہ آخر تک بہت عمدہ قراءت سے قرآن شریف
پڑھتے تھے۔ اور حافظہ بھی اللہ تعالیٰ نے خوب بخشا تھا
قرآن شریف کی منازل بے حد پختہ تھیں احقر کو یاد ہے کہ جب
آپ سے ابتدائی کتب پڑھتا تھا اسی دوران کسی مائی صاحبہ نے آ
کر کوئی آیت پڑھی کہ کس پارہ میں ہے آپ نے فوراً اپنی انگلیاں
بند کرتے ہوئے ایک دو تین چار گننا شروع کیا حتیٰ کہ مجھے یاد نہیں
چھ یا سات پر پہنچے تو فرمایا سورۃ یوسف کا فلاں رکوع ہے سبحان اللہ

فارسی ادب سے لے کر تفسیر و حدیث تک آپ نے جملہ
علوم حسبِ روایات اپنے والدِ گرامی، جدِّ امجد اور حضور جدِّ اعلیٰ مفتی
اعظم سے پڑھے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ خود فرمایا کرتے تھے میں
نے فارسی پند نامہ تک حضور جدِّ اعلیٰ سے پڑھی اور آخری اسباق
یعنی دورۂ حدیث شریف اپنے والد گرامی حضور سراپا نور سے کیا۔
الغرض آپ نے بہت ہی جلد علوم متداولہ پر عبور اور کمال حاصل
فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

بیعت و خلافت: آپ نے تبرّکاً حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ
عنہ سے بیعت فرمائی مگر بعد از بلوغت پھر بیعتِ
مسنونہ کا شرف اپنے جدِّ امجد حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے
حاصل فرمایا۔ عالم شباب ہی میں درس و تدریس کے علاوہ مہمانوں،
مسافروں اور طلباء کی خدمت میں مصروف ہوتے حاجی حافظ محمد بخش
صاحب چوک منڈہ والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ولی لاثانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ ہر چیز کو بنانا پڑتا ہے حتیٰ
کہ انسان کو بھی کامل انسان بنانے کے لئے بہت محنت کرنا پڑتی
ہے مگر الحمد للہ ثم الحمد للہ مجھے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے یہ بڑے پوتے
حضور معدن جود مولانا محمد عبد الودود بنے بنائے عطا فرمائے ہیں کہ
ان پر محنت نہیں کرنا پڑی کہ ان کے دل میں خدمت خلق کا جذبہ
کچھ اس قدر سکّہ زن اور جاگزیں ہے کہ ایسے امور میں انکی تربیّت
کی حاجت ہی نہیں پڑی۔

حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں لکھ چکا ہوں

کہ آپ اپنی اولاد اور خدام کو موقعہ پا کر تربیّت کی خاطر آزمائش میں
ڈالتے تھے چنانچہ حضور بحر العلوم مولانا محمد عبد المجید صاحب علیہ الرحمۃ
ارشاد فرماتے تھے کہ ایک دفعہ حضور ولی لاثانی کی طبع مبارک علیل
ہوئی تو جناب حکیم عطاء اللہ صاحب مرحوم نے آپکی مرغوب غذا لسّی
پر پابندی لگا دی مگر اگلے ہی دن یا اُس سے ایک دن بعد آپ نے
مجھے بُلا کر لسّی طلب کی میں نے عرض کی حکیم صاحب نے آپ کے لئے
لسّی کی ممانعت کی ہوئی ہے اگر پرہیز فرماویں تو بہتر ہوگا۔ فرمایا خیر!
پھر دوسرے تیسرے نبیرۂ محترم کو بُلایا سب نے پرہیز کی یاد دہانی کرائی
مگر آخر میں ہمارے بڑے بھائی حضور معراج الانسانیت کو بُلا کر
ایسی لسّی طلب فرمائی جو دو دن سے پڑی کھٹّی ہو چکی ہو کہ آپ کو یہی
لسّی پسند تھی۔ چنانچہ بغیر اعتراض کئے آپ جلدی سے لسّی تلاش
کر کے لے آئے اور پیش خدمت کر دی تو آپ نے اگرچہ نوش نہ
فرمائی کہ صرف امتحان تھا مگر انتہائی خوش ہوئے اور دعائیں دیں
کہ مُرید کا حق یہی ہے کہ تابعداری کرے اور پیر روشن ضمیر کو کم از کم
اپنے سے عقلمند سمجھے اور اُس کے ہر فرمان پر سرِ تسلیم خم کرے۔

آپ کے والدِ گرامی حضور سراپا نور بھی مہمانوں اور مسافروں کی
خدمت میں انہیں کمال درجہ پر منہمک دیکھتے تو فرماتے یہ اُن کا منصب
ہے یہ نہیں کریں گے تو کون کرے گا اور خوش ہوتے۔ الغرض
آپ کی انہی خدمات کو دیکھتے ہوئے جب جدِّ امجد حضور ولی لاثانی
نے ان میں اپنی محبّت و تاثیر کا اثر غالب پایا تو خرقہ خلافت سے
نوازا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مناقبِ جلیلہ: آپکے جملہ مناقب و صفات کو بیان کرنا میری وسعت میں ہے اور نہ ہی یہ کتاب ان سب کی متحمل ہے کہ آپ کی ذات بابرکات جو آئینہ اسلاف تھی نے اپنے اکابرین کی تمام صفات کو اپنے اندر جمع فرما لیا تھا اور علم و عمل، زہد و تقویٰ اور توکّل و استغناء کے علاوہ حسن اخلاق، خدمت خلق، سخاوت، افہام و تفہیم اور فہم و فراست میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کے مختصر مناقب بیان کرنے کے بعد میں انہی عنوانات کے ضمن میں چند واقعات درج کروں گا انشاء اللہ

- صاحبِ "فقہاءِ ملتان" نے آپکا تعارف ان الفاظ سے کرایا۔

"آپ درویش منش ظاہری نام و نمود سے بے پرواہ اعلیٰ پایہ کے فقیہ ہیں اور بزرگوں کے مسلک پر سختی سے قائم تعلیم و تدریس اور قال اللہ وقال الرسول میں ہمہ وقت مشغول رہتے ہیں الخ"

- علم و فضل میں آپکا مقام اتنا بلند تھا کہ ہم زمان مفتی صاحبان بصد افتخار آپکی جناب میں حاضر ہو کر مسائل کا حل تلاش کرتے چنانچہ ایک دفعہ میں نے مدرسہ انوار العلوم کے مفتی صاحب اور کوٹ مٹھن شریف کے سجادہ نشین حضرات میں سے کسی صاحبِ مرتبہ بزرگ کو ایک ساتھ آتے دیکھا تو وہ دونوں حضرات آنجناب حضور معدن جود کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوئی مسئلہ دریافت کرنے لگے میں نے بغور دیکھا تو آپ حسبِ عادت بصورت تشہّد رونق افروز تھے مگر ان دونوں صاحبان کی نشست مربع تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ مجیب اور آپ سائل ہیں حالانکہ معاملہ برعکس تھا۔ الغرض کتب

فقہ پر آپ کو انتہائی عبور ہونے کے سبب آپنے انکے مسئلہ کا جواب انہیں دکھانے کی غرض سے ایک کتاب اٹھائی غالباً شامی شریف یا عالمگیری تھی۔ بہرحال آپ نے کھول کر ایک یا دو ورق الٹ پلٹ گئے اور ان کا مطلوبہ مقام انہیں دکھا دیا جس سے حضرت مفتی صاحب بہت حیران ہوئے کہ ہم نے بہت تلاش کیا مگر یہ محل نظر سے نہ گزرا۔

اسیطرح ایک دفعہ کسی عمزاد بھائی کی منگیتر نے صرف اس لئے چچازاد بھائی کے ساتھ رشتہ سے انکار کیا کہ تم داڑھی رکھتے ہو۔ لہذا یہ شرط لگائی کہ العیاذ باللہ شیو کرانے پر ہی رشتہ کروں گی تو اب سوال میں یہ بات لکھی گئی کہ قطع تعلّقی کو روا رکھا جائے جو حرام ہے یا لڑکا شیو کرادے جو خلافِ سُنّت ہے اسپر آپکے زمانہ کے مایۂ ناز عالم دین محدّثِ دوراں غزالی زماں حضرت علاّمہ سید سعید احمد شاہ صاحب کاظمی قدس سرّہ العزیز نے چند الفاظ تحریر فرما کر قطع تعلّقی سے سائل کو بچنے کی تاکید کی اب یہی فتویٰ تصدیق کی خاطر آپ کے پاس آیا تو آپ ازراہ ادب سیادت مآب حضور کاظمی غریب نواز قدس سرہٗ کے ہاں انکے علوّ مرتبہ کا خیال فرماتے ہوئے خود تشریف لے گئے اور اہلسنت والجماعۃ کے علماء کی کتابوں سے چند حوالہ جات بھی بصد آداب پیش کئے جن سے یہ ثابت تھا کہ داڑھی کا کٹوانا ایسے حالات میں بھی شرع شریف کے نزدیک درست نہیں چنانچہ حضرت قبلہ شاہ صاحب قدس سرہٗ نے بصد خوشی یہ کلمات فرمائے "حضرت مفتی صاحب! فتویٰ نویسی تو آپ کا منصب ہے لہذا آپ تحریر فرمادیں اور میں تصدیق کردونگا" اللہ اکبر۔ فقیر کاتب الحروف کے نزدیک جہاں اسمیں حضور معدن جود

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ہے، وہاں حضور کاظمی غریب نواز قدس سرہٗ کی عظمت بھی ظاہر ہے کہ حق بات کو تسلیم کرنا اور انانیت کو دخل نہ دینا یہی بہت بڑا کمال ہے۔

حاجی حافظ محمد بخش صاحب چوک منڈہ والے جنہوں نے حضور ولی لاثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیعت کے باوجود صحبت کے لئے آپ کی ذات والاصفات کو منتخب کیا اور انہی سے کمال عقیدت و محبت رکھی۔ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور ولی لاثانی کی معیت میں شیخ الاسلام غوث المسلمین حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی زیارت فیض بشارت کو جا رہا تھا تو آپ نے صفاتِ غوثیت پر روشنی ڈالی تو میں نے عرض کی حضور! یہ جملہ صفات ہمیں آپ کے نبیرۂ محترم حضرت مولانا محمد عبدالودود صاحب میں بدرجہ اتم دکھائی دیتے ہیں تو کیا وہ بھی غوث ہیں؟ تو اس پر آنجناب والاصفات نے باوجودیکہ بولنے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے بلا تامل فرمایا اس میں کوئی شک ہے؟ وہ یقیناً درجہ غوثیت پر فائز ہیں الحمدللہ علےٰ ذلک۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے حضور پُرنور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل، آپ کو وہ رتبہ محبوبی عطا فرمایا تھا کہ آپ تنہا بھی ایک جماعت ہی معلوم ہوتے تھے۔ اپنے والدِ گرامی حضور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میمونہ میں جب کہ آپ خلقِ خداوندی کی ہدایت اور تعلیم کی خاطر مسجد شریف میں رونق افروز رہتے تھے تو واللہ! ہر شخص یہ گواہی دیتا ہے کہ آپ کی موجودگی میں مسجد بھری اور بارونق معلوم ہوتی تھی اور مسجد بھری ہونے کے

باوجود اگر آپ تشریف فرما نہ ہوتے تو مسجد شریف خالی معلوم ہوتی تھی یہ آپ کی عجب کرامت تھی جو سمجھ میں نہ آتی تھی، مگر جب آپ حصولِ سعادتِ حج کی خاطر حجازِ مقدس تشریف لے گئے تو مسجد کے معمّر سفید ریش اور قدیمی نمازی بھی انتہائی غمگینی کے عالم میں کہہ رہے تھے مسجد بیچاری یتیم سی معلوم ہوتی ہے حالانکہ صرف میرے پیر صحبت حضور معدن جود کا وجودِ مسعود ہی) وہاں موجود نہ تھا۔ تو اس پر میرے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور و سرور نے ارشاد فرمایا سیّدنا حضرت ابراہیم وعلی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے باوجودیکہ ایک تھے، مگر ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً۔ "(بیشک (سیّدنا حضرت) ابراہیم (علیہ السّلام) تو ایک امت تھے۔

فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ آیۃ شریفہ میں اُمّۃ کا معنی عموماً اگرچہ امام کیا گیا ہے تاہم حاشیہ جلالین میں بحوالہ تفسیر کبیر اس جامع کلمہ یعنی اُمۃ کے بارہ میں جو متعدد اقوال درج ہیں اُن میں پہلا ہی قول حضور سیّدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ذیشان کی تائید کرتا ہے جو یہ ہے۔ انہ کان وحدہ امۃ من الامم لکمالہ فی صفات الخیر۔ یعنی باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اکیلے تھے تاہم صفاتِ خیر میں کمال کے سبب وہ اُمتوں میں سے ایک اُمت یعنی پوری قوم تھے۔ اللہ اکبر۔ چنانچہ آپ کے اس فرمان کے بعد وہ معمّہ حل ہو گیا اور بات سمجھ آگئی کہ یہ شرف صفاتِ حمیدہ کو جمع کرنے سے آپ کو حاصل ہوا۔ الحمدللہ علےٰ ذٰلک۔

حضرت مولانا حافظ محمد عبد الرحیم صاحب قادری مدظلہ سے ایک مرتبہ میں نے حضور سیدی مُرشدی سراپا نور کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میرے اُستاذ محترم تھے ان جیسا کوئی اس خاندان میں ہوگا تو دیکھیں گے کہ ان میں تو نری خُوبیاں ہی خُوبیاں تھیں پھر خود ہی فرمایا حضرت مولانا محمد عبد الوَدود صاحب کا کیا کہنا انکی مثال سخاوت اور دُکھی انسانیت کی دِلجوئی کے معاملہ میں کہیں بھی نہ ملے گی فرمایا باوجودیکہ مجھ سے چھوٹے تھے تاہم میری اکثر مشکلات میں میرے بغیر کہے ہی میری فریادرسی کو آ پہنچتے تھے۔

آپ کے حسنِ اخلاق کا کون قائل نہ ہوگا۔ احباب و اغیار سب اس بات پر متفق کہ وہ اخلاق نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ تھے۔

آپکے ماموں زاد بھائی اور میرے چچا محترم جناب خواجہ محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ العالیے نے آپ کے وِصال پُرملال کی خبر سُنی تو فرمایا ایک ہی صورت تھی جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسنِ اخلاق نمایاں طور پر معلوم کئے جا سکتے تھے اس سے محرومی ہو گئی۔

جناب آغا حبیب الرحمان صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ حضرت کی شخصیت تو غیر متنازعہ شخصیت تھی کہ اپنے پرائے سب دل و جان سے ان پر فدا تھے۔

جناب مولوی مشتاق احمد صاحب جو حضور ولی لاثانی کے دور سے اس خاندانِ عالیہ کو ہمسائیگی کے سبب خوب جانتے ہیں فرمایا کرتے ہیں حضرت مولینا محمد عبد الودود صاحب کی عمدگی کردار کا کیا کہوں بس انسانیت کی معراج تھے کہ انسان اللہ کی رحمت اور اپنی

کوشش سے جتنے صفات اپنے اندر جمع کر سکتا ہے وہ گویا سب ان میں جمع تھے۔

میرے والدِ گرامی مدظلہم العالے آپکی اس صفت کو دیکھتے ہوئے کہ اُٹھتے بیٹھتے سب کی تربیّت میں مصروف رہتے تھے اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ وہ تو ایک چلتا پھرتا مدرسہ تھے جدھر جاتے علوم کے دریا بہاتے تھے۔

آپکے برادرِ خورد اور جانشین حضور زیب آستانہ عالیہ مدظلہم العالے کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اپنے بھائی صاحب کی کس خوبی کا ذکر کروں بس حیران ہوں کہ وہ تنہا (لاولد) ہونے کے باوجود سب اُمور اس سلیقہ اور طریقہ سے سَرانجام دیتے تھے کہ کوئی کام نہ تھا جو وقت پر نہ ہوجاتا۔ مزید فرمایا کہ انکے وِصال کے بعد جو بھی آیا مَیں نے اسے آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہی پایا کوئی اخلاق اور کوئی خدمتِ خلق کو تو کوئی انکی سخاوت کو یاد کرتا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے سب کے دلوں میں گھر کیا ہوا تھا۔ خود آپ ہی سے سُنا اور حضور بحر العلوم بھی فرمایا کرتے تھے کہ برادرِ مکرّم نے وہ شفقتیں فرمائی ہیں کہ ہمیں والدِ گرامی حضور سراپا نُور کی عنایتیں بھی بھلوادی ہیں

جب آپ حج کی خاطر تشریف لے گئے تو آپکی والدہ محترمہ ان الفاظ سے آپ کو یاد فرماتی تھیں کہ "مہربان ماں کی طرح رات کو اُٹھ اُٹھ کر میری خبریں لینے اور خدمت کرنے والا بیٹا کب واپس آئے گا" اور فرمایا کرتی تھیں کہ مَیں رات کو کھانستی تو یہ آواز سنکر فوراً میرے سرہانے حاضر ہو جاتے تھے کہ شاید

مجھے نمک، چینی، یا پانی وغیرہ کی ضرورت ہو اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جاگ رہے ہوں حالانکہ میں نیچے سو رہی ہوتی تھی اور یہ میاں بیوی اوپر چھت پر۔ اسیطرح رات گئے میری جائے نماز لپیٹ کر جاتے اور پھر صبح تہجد کے وقت خدمت کو ٹھنڈا گرم پانی لئے حاضر ہوتے تھے۔ اللہ اکبر۔

چنانچہ جس رات آپکی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا اس رات بھی آپ حسب عادت موسم کے مطابق نیم گرم پانی لئے حاضر خدمت ہوئے مگر والدِ گرامی حضور سیّدی مُرشدی سَراپا نور نے یہ فرما کر واپس بھیج دیا کہ آج رات مائی صاحبہ نے عشا کی نماز تاخیر سے پڑھی ہے پھر بہت دیر تک دعائیں مانگتی رہی ہیں نہ معلوم کب سوئی ہیں اسلئے ابھی تک جاگ نہیں ہوئی مگر آپ کو چین نہ آیا کہ مُبادا والدہ صاحبہ بیدار ہوں اور میں خدمت سے محروم رہوں لہذا دوبارہ سہ بارہ آئے تو اب حضور سیّدی مُرشدی کو بھی تشویش ہوئی لہذا رضائی ہٹا کر دیکھا تو تسبیح مضبوطی سے ہاتھ میں لئے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو چکی تھیں۔ اِنا للہ وَاِنا الیہ رَاجعون۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقادر صاحب سے حضور معدن جود کے وصال پُرملال کے دن پُوچھا گیا کہ اس سال آپ حج کے لئے تشریف نہیں لے گئے؟ حالانکہ آپ کا ایک عرصہ سے معمول ہے تو فرمایا اگر جاتا تو شاید اس غوث زمان کی نماز جنازہ میں شریک ہو سکتا۔ لہذا اس سال نہ جانے میں بھی کوئی حکمت پوشیدہ تھی

مصرع ہم عصر مان جائیں اکرام ہو تو یوں ہو۔

حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عرس مبارک کے دن یعنی ۲۵ ذوالقعدہ سن ۱۴۱۱ھ کو کہ یہ آپ کی زندگی میں آخری عُرس تھا جو آپ نے کیا مجھے حضرت مولانا محمد عبدالرشید صاحب سیت پوری علیہ الرحمۃ خلیفہ مجاز حضور مفتی اعظم نے فرمایا کہ بیٹا اس غوثِ زماں سجادہ نشین حضور معراجِ انسانیت کی خدمت کو لازم پکڑو کہ میں حضور مفتی اعظم کے زمانہ میمونہ سے اس آستان کی خاک کو سُرمہ بنا رہا ہوں مگر جو رنگ ان میں پاتا ہوں وہ پہلے دیکھنے میں نہ آیا۔

حضور مفتی اعظم ہی کے مُرید جناب محمود خان صاحب بستی بُھٹیاں والوں سے جب میں اسی سلسلہ میں مِلا تو اُنہوں نے کافی معلومات دیں مگر اکثر واقعات کے بعد فرماتے حضرت مولانا محمد عبدالودود صاحب نے تو پھر حد ہی کر دی کہ ان کا کرم اور فیض سیل رواں کی طرح عام تھا۔ اللہ اکبر۔

فقیر کاتب الحروف ان اقوال اور ان حضرات کے ارشادات کی تاویل جنہوں نے حضور خواجہ عربی غریب نواز سے حضور ولی لاثانی تک کا زمانہ پا کر حضور ولی لاثانی کا کمال ثابت کیا یہی کرتا ہے کہ دراصل سب کے سب حضرات بحمدہ تعالےٰ واصلانِ حق اور اولیاء کاملین ہے تھے مگر دیکھنے والوں نے جن اکابرین کو اپنے بچپن میں دیکھا تو وہ انکی حقیقت کو نہ پا سکے جب اپنی بصارت کو کچھ قوّتِ شناسائی ملی تو اس وقت جنہیں بھی سامنے پایا انہیں ہی گوہر خالص پا کر یہ تبصرہ کیا ہذا ما عندی واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

آنجناب قبلہ ام پیر صُحبت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مُرید اور ہمسایہ

جناب ظہور احمد صاحب حجام اپنے مُرید ہونے کے بارے میں کہتے ہیں کہ ایک دن جناب صدواجب الاحترام حکیم محمد حنیف اللہ صاحب مرحوم کی بیٹھا حجامت بنا رہا تھا کہ کسی نَوواردنے درمیان گفتگو ان سے پُوچھ لیا حکیم صاحب! اللہ تبارک وتعالےٰ نے آپ کو یہ رُتبہ عطا فرمایا ہے، کیا کسی زِندہ ولی کی خبر دے سکتے ہیں کہ اسکی صُحبت اور زیارت سے مشرف ہوجائے تو فرمایا ہاں اگر زندہ ولی کی زیارت کے متمنیٰ ہو تو مُدرسہ رحمانیہ چلے جاؤ اور حضور معدن جود حضرت مولانا محمد عبدالودود صاحب کی زیارت کرلو چُنانچہ میں یہ سُنکر آیا اور آپ سے بیعت ہوا۔

اپنے والدگرامی سَراپا نور کے حین حیات ہی آنجناب، قبلہ ام پیرِ صحبت کا ایک آپریشن ہوا پھر ان کے وِصال پُرملال کے بعد متعدد آپریشن ہوئے اور آخری چند سال آپ کو دل کی تکلیف بھی رہی کہ شَدید درد جو ناقابل برداشت ہوتا ہے آپ کو پڑتا مگر آپ چُونکہ صبرواستقامت کے پہاڑ تھے لہذا انتہائی صبرو شُکر سے ساری تکالیف بَرداشت فرمائیں اللہ تعالےٰ انہیں اجرِ عظیم سے نوازے آمین۔ آپکے وِصال کے بعد آپکے برادرِ خورد جناب حضور بحرالعلوم کو پہلی دفعہ دل کا دَرد ہوا تو اس سے افاقہ حاصل ہونے پر سیدھے آپکی مرقد شریف پر حاضر ہوکر اس کا بوسہ لیا اور بے ساختہ روتے ہوئے فرمایا۔ میں قربان جاؤں میرے برادرم بزرگوار نے کتنا عرصہ اس تکلیف کو بَرداشت کیا مگر کبھی زبان پر شکایت کے کلمات ہم نے نہ سُنے۔

اَب تک مَیں نے آپکے ہمسایوں، خویشاوندان اور متوسلین

کے ارشادات درمناقب آنجناب قبلہ ام ذکر کئے ہیں اب خود آپ ہی کی زبانی کچھ سُنئے اور براہِ کرم اسے تعلّی خبر کا نام مت دیجئے بلکہ جب دُوسرے اربابِ معنیٰ بھی کسی کے ایسے قول کی تائید کررہے ہوں تو وہ حقیقت اور تحدیث بالنعمۃ پر مبنی ہوتا ہے نہ کہ خودستائی اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے پر۔

آپکے زمانہ سجادگی کو دوسرا یا تیسرا سال تھا کہ آپ کو ایک مرتبہ موسم سَرما میں دل کا حملہ ہوا اور دَرد اس قدر شدید تھا کہ رنگ پر رنگ بدلتا تھا اور آپ کی سراپا استقامت ذات زبان مُبارک دندان مبارکہ میں دبائے اپنے گھر میں تشریف فرما تھی یہ احقر چند دُوسرے حاضرین کے ساتھ اس منظر کو کھڑا دیکھ رہا تھا کہ اچانک آنجناب معراجِ انسانیت نے فرمایا زندگی کی خبر نہیں کہ کب موت کا ذائقہ چکھنا پڑے۔ میں نے بحمدہٖ تعالےٰ اب تک اپنی وسع کے مطابق ایسا وقت گزارا ہے کہ گلی کے تنکوں کو بھی مجھ سے شکایت نہ ہو کہ حتیٰ المقدور کسی کو نفع نہیں پہنچا سکا تو تکلیف بھی نہیں دی مگر نامعلوم فلاں دو حضرات مجھ سے عموماً ناراض رہتے ہیں میں چل کر جانے کی حالت میں نہیں ہوں لہذا ان کو بُلا لاؤ کہ اپنی حیاتی میں ان سے معذرت کرلوں۔ ہم پتھر دل تھے ورنہ یہ سُنکر دَھاڑیں مار کر جان قربان کردینے کو جی کرتا تھا مگر حکم اور فرمان چونکہ واجب الاذعان تھا لہذا ان حضرات کو بُلایا گیا تو آنجناب قبلہ ام پیرِ صحبت نے وہ کلمات مبُارکہ پھر دُہرائے اور ان سے معافی کے خواستگار ہوئے انہوں نے دل وجان سے کہا واللہ ہم ناراض نہیں اگر ہمارے

کسی فعل و قول سے آپ کو کوئی رنجش ہوئی ہے تو ہم خود معافی
کے طلبگار ہیں۔ سبحان اللہ تعالے وبحمدہٗ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پُر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی طفیل آنجناب قبلہ ام پیر صحبت کو انکی تکالیف پر اجرِ عظیم عطا
فرماویں کہ آپنے زندگی میں بہت تکالیف دیکھیں مگر ہر وقت ہشاش
و بشاش اور خندہ روئی سے ہر آنیوالے کو ملتے کہ کسی کو ان تکالیف
کا احساس تک نہ ہوتا ایک دفعہ آپ نے آپریشن کرایا ہوا تھا تو اس
اس کے بعد ابھی سلسل بول کے سبب آپ کو کافی پریشانی کا سامنا
تھا کہ ہر نماز کے لئے کپڑے اور بدن کی پاکیزگی کا اہتمام فرماکر ہی
مسجد شریف تشریف لاتے اور کوئی کپڑا نیچے رکھ کر بیٹھ کر ہی نماز
ادا فرماتے پھر بحالتِ صحت ان نمازوں کا اعادہ بھی فرماتے الغرض
اسی تکلیف کے دوران اس احقر کا ویزہ لگ گیا تو حجاز مقدس
جانا پڑا جب اجازت اور دعا لینے کو حاضر ہوا تو قدمبوسی کے دوران
ضبط کے باوجود میں اتنا رویا کہ میری آوازیں نکلنے لگیں اور میں نے
عرض کیا حضور! دل چاہتا ہے اللہ تبارک وتعالے آپ کو صحتِ
کاملہ نصیب فرمادیں چاہے مجھے یہ تکالیف سونپ دیں تو آنجناب
سراپا شفقت نے فوراً فرمایا ہوں ہوں ایسا مت کہو تم تو ہمارے
مخلص دوست ہو تم بھی سلامت رہو اور ہم بھی۔ اس کریم ذات
جل مجدہ سے سب کی سلامتی مانگو۔

گلزار چشت اہلِ بہشت کے خوشہ چین احقر کاتب الحروف
سے کوئی اس جناب والا صفات کے بارے میں پوچھے تو بلا تامل

کہے گا کہ وہ تو ہر چھوٹے بڑے، عالم جاہل، صوفی و درویش اور
امیر و غریب سب کے لئے ایک بہترین ہمنشیں تھے جو ہماری
آنکھوں سے روپوش ہو گئے کہ ان میں وہ سب صفات بدرجہ
اتم موجود تھیں جو مطابق حدیث شریف ایک بہترین ہمنشیں میں ہونا
چاہئیں چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ تعالے علیہ
وآلہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ بہترین ہمنشیں ہم لوگوں کے
واسطے کون شخص ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
جس کے دیکھنے سے اللہ تعالے کی یاد پیدا ہو، جس کی بات سے علم
میں ترقی ہو اور جس کے عمل سے آخرت یاد آجائے۔ افسوس کہ
یہ احقر اس عالیجناب کے بے پایاں فیض سے اپنی نالائقی اور اندرونی
خباثت کے سبب اتنا فائدہ حاصل نہ کر سکا جتنا وہ بخشنا چاہتے تھے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے جانشینوں سے تلافی مافات کے طور پر پورا پورا
استفادہ کرنے کی توفیق مرحمت فرماویں۔ آمین

اللّٰھم صل وسلم وبارک علےٰ سیدنا ومولانا محمد و
علےٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً۔

خصائل حمیدہ و ملفوظات شریفہ: مختصر مناقب جلیلہ بیان ہو چکنے کے بعد اب اس جناب
والا صفات کے مختصر خصائل حمیدہ و ملفوظات شریفہ بیان کئے جاتے ہیں

آپ عموماً اپنا ہر کام خود فرماتے تھے بلکہ دوسروں کی حاجت
روائی بھی طیب خاطر سے فرماتے کہ خدمتِ خلق ہی آپکا شیوہ
تھا اور اسی میں آپ کو طرۂ امتیاز حاصل تھا۔ اخیر عمر میں جب آپ کو

دل کی تکلیف تھی اور ڈاکٹروں نے وزن اُٹھانے سے منع کیا ہوا تھا تاہم
آپ حسبِ عادت ایک دن گھر سے بائیں ہاتھ میں لسّی کی بالٹی اٹھائے
طلباء کیطرف آ رہے تھے تو میں جلدی سے اُٹھ کر آپ کیطرف دوڑا تو دیکھ
کر فوراً تبسّم کناں فرمایا کہ میں سمجھ گیا ہوں تو کہتا ہوگا بائیں طرف دل
ہوتا ہے اور اسی طرف سے بالٹی اُٹھائی ہوئی ہے، اچھا میں بدل لیتا ہوں
تو فوراً دائیں ہاتھ سے بالٹی اُٹھالی اور مجھے نہ دی اسی طرح ان دنوں
میں بھی بعض دفعہ اپنے کپڑے خود دھوتے اور نچوڑتے تھے۔

آپ اپنے وظائف چلتے پھرتے اور رات کے اوقات میں باادب
قبلہ رُو ہو کر بھی ادا فرماتے مگر دن کو کوئی وقت سجّادہ پر بیٹھے وظائف
ادا کرنے کا مقرر نہ تھا۔

رات کو اُٹھ کر نماز تہجّد میں مشغولی کی بجائے مسجد کے حوض کا
پانی نلکا چلا کر بھرنا اور حاجت خانوں کی صفائی وغیرہ کرنا زیادہ
محبوب تھا۔ کوئی محتاج یا بوڑھا مسافر لنگر خانہ میں موجود ہوتا تو اس
کا ہاتھ پکڑ کر بیت الخلاء پھر وہاں سے وضو خانہ تک اور پھر مسجد
کی صف میں لا کر بٹھانا آپ کا پسندیدہ فعل تھا۔ ان اُمور سے فرصت
ملتی تو تہجد بھی ادا فرماتے۔ آپ جب اپنے خواص میں سے کسی کو
دیکھتے کہ اپنی ضرورت کے موافق نلکا چلا کر وضو کے بعد نوافل میں
مصروف ہو جاتا تو اسے یہی تعلیم دیتے کہ اس سے مسجد کا حوض بھر
لیتے تو زیادہ اجر پاتے۔

عبادت متعدّیہ کہ جس سے دُوسروں کو فائدہ پہنچے، کی بہت فضیلت

گنواتے حتیٰ کہ یہ بھی فرماتے کہ اسکی قبولیت کے شرائط عبادت لازمہ
(جس کا فائدہ صرف اپنی ہی ذات کو پہنچے) کی قبولیت کے شرائط سے
بہت کم ہیں خیرپور شریف ایک مرتبہ اخیر شب کو اس احقر سے کسی
نے آفتابہ مانگا کہ حاضرینِ عرس مُبارک کو ان دنوں میں پانی اور آفتابہ
کی سخت حاجت ہوتی ہے مگر میں نے یہ کہہ کر کہ ہمارے اپنے ساتھی
کافی ہیں انکار کر دیا مگر آپ چونکہ قریب سے دیکھ رہے تھے اسے
فرمایا یہ پانی سے بھرا آفتابہ حاضر ہے لے لو تو مجھے از حد شرمندگی ہوئی۔
قربان جاؤں آپ کا تو معمول تھا کہ ایسے مواقع پر پانی بھر کے انتظار
فرماتے اسی طرح خدمت خلق میں بعض دفعہ صبح کر دیتے۔ اس عمل سے
کوئی بھی نہ پہچان سکتا کہ آپ پیر صاحب یا بہت بڑے عالم اور
مفتی ہیں، ہاں اہل بصیرت اور اہل اللہ پر آپکے مناقب چھپانے
سے بھی نہ چھپ سکتے تھے کہ آثارِ ولایت چہرۂ اقدس پر نمایاں تھے

آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ حج کے لئے سفر فرمایا تو وہ وہاں
شدید بیمار ہو گئیں اور کوئی ساتھی بھی ہمراہ نہ تھا۔ اہلیہ محترمہ فرماتی
تھیں کہ میری خدمت اور تیمارداری کے سبب آپ سے بعض
دفعہ حرم شریف کی نماز جماعت سے رہ جاتی تو بھی پرواہ نہ کرتے
حتیٰ کہ لوگ کہہ دیتے یہ کیسے مولوی صاحب ہیں کہ عورت کی خاطر
یہاں کی باجماعت نمازیں چھوڑ رہے ہیں مگر آپ اس خدمت
کو ہر کام پر مقدم سمجھتے تھے۔

آپ عموماً ان لوگوں کے ساتھ احسان فرماتے جن سے بدلہ
کی اُمید بھی نہ ہوتی مثلاً محلہ کا کوئی غریب آدمی یا ہمسائیگی میں

کام کرنے والے درکھان مزدوروں کو انکی پسند کی چیز لسّی آم وغیرہ خود جا کر روزانہ دے آنا جس سے اُن کا دل تو خوش ہو جاتا مگر ان سے بدلہ کی امید اصلاً نہ ہوتی۔

ایک دفعہ آپ اپنے سُسرال سے کسی مریض کی طبع پُرسی اور عیادت کی غرض سے جا رہے تھے تو اہلیہ محترمہ نے کہہ دیا میاں! آپ اتنی دفعہ ہسپتال داخل ہوئے ہیں یہ تو کبھی نہیں آئے لہٰذا کیوں جاتے ہو؟ سُبحان اللہ! ہنس کر فرمایا اُس پر احسان کرنے نہیں جا رہا بلکہ حصولِ ثواب کی غرض سے جا رہا ہوں ؂

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی ٭ اخوّت کی جہانگیری محبّت کی فراوانی

آپ انتہائی مشقت پسند تھے تن آسانی آپ کو بالکل پسند نہ تھی۔ آپ کی اکثر نشست دوزانو بصورت تشہّد ہوتی۔ آلتی پالتی مُربع بہت کم بیٹھتے۔ کار یا صوفہ پر بیٹھتے تو بھی عموماً ٹیک نہ لگاتے۔ یہ بھی آپکا ایک عام مجاہدہ تھا۔ میں نے سینکڑوں میل کا سفر آپ کو کار کی اگلی سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ کرتے ہوئے کیا، مگر ٹیک لگانا بہت کم یاد ہے۔ آپ کے رُخِ انور کی خاطر میں پیچھے دیکھنے والے شیشہ کو پیچھے کی بجائے آپ کے چہرۂ اقدس پر رکھتا تھا اور بار بار دورانِ سفر زیارت سے مشرف ہوتا رہتا تھا جس سے بڑا لطف پاتا اور سُستی وغیرہ سے محفوظ رہتا، مزید یہ کہ آپ گفتگو فرماتے تو بہ آسانی اشارات وغیرہ کو دیکھ کر سمجھ لیتا جس سے آپ کو دوبارہ کلام کرنے کی حاجت پیش نہ آتی۔

آپ عموماً فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے

اور اسکی معرفت حاصل کرنے کے تمام راستوں میں مختصر، روشن اور صاف ستھرا راستہ خدمتِ خلق کا راستہ ہے۔

حافظ محمد بخش صاحب چوک منڈہ والے اور انکے شاگرد جناب مولانا بہادر حسین صاحب گرّے والے دونوں علیحدہ علیحدہ عُرسوں کے واقعات بیان کرتے ہیں کہ خیر پور شریف پچھلی رات آپ اُٹھ کر لکڑی اُٹھائے خانقاہ شریف کی طرف جانے والے راستہ میں بڑی غلاظت کو ہٹا رہے تھے تو ہم نے لکڑی لینے کی کوشش کی جس پر فرمایا تم دُوسری لکڑی لے لو میں تمہیں اس کارِ خیر سے نہیں روکتا اور تم بھی مجھے مت روکو پھر آپ نے راستہ پر نشان لگا دیا کہ تم یہ حصّہ صاف کردیں یہ صاف کروں گا حافظ محمد بخش صاحب فرماتے ہیں میں آپ کی جانب بڑھنے لگتا تو تنبیہہ فرماتے کہ اپنے حصّہ میں ہی رہو۔ مولانا بہادر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے فرمایا بازو اُوپر کر لو اور کُرتے کے دامن کو سمیٹ کر باندھ لو پھر یہ کام شروع کرو تاکہ کپڑے ناپاک نہ ہوں یہ بات سُنا کر مولانا بہادر حسین صاحب حد سے زیادہ روئے کہ یہ کام اتنے بڑے عالم اور صاحب کرامت پیر ہو کر کریں یقیناً اس دَور میں اسکی مثال ملنا ناممکن ہے۔ اسی بناء پر آپ کو نمونۂ اسلاف اور بقیۃ السّلف کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

مولانا فیض الرحمٰن صاحب ٹاٹے پور والے فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ تصوّف کا مطلب پُوچھا تو فرمایا میاں سب کچھ خدمتِ خلق میں ہے یہی تصوّف ہے اور اسی پر عمل میں کامیابی ہے۔ سچ فرمایا کہ

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست ٭ بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

ترجمہ: طریقت تو خدمتِ خلق ہی کا نام ہے کہ یہ مرتبہ تسبیح،
سجادہ اور گودڑی پہننے سے حاصل نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ ریل کار پر ہم دس بارہ ساتھی آپ کے ساتھ لاہور شریف برائے شمولیت عرس مبارک حضور داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز جا رہے تھے ہماری سیٹیں ریزرو تھیں لہذا بیٹھنے کو جگہ مل گئی خانیوال کے بعد گاڑی میں رش بہت ہو گیا اور لوگ کافی تعداد میں کھڑے تھے تو آنجناب ازراہِ شفقت خود کھڑے ہو گئے اور کسی قریبی آدمی کو فرمایا اب تم بیٹھ کر سہولت حاصل کر لو کہ کافی دیر سے کھڑے ہو آپکا یہ مبارک عمل دیکھ کر ہم سب کھڑے ہو گئے اور دوسرے لوگوں کو جگہ دے دی ہمیں کھڑے کافی دیر ہو گئی تو پھر دوسرے کھڑے لوگوں نے ان بیٹھنے والوں کو شرم دلائی کہ مولانا صاحب نے تمہارا خیال کیا اب تم بھی ان کا احساس کرو اور جگہ دے دو تو بعض نے ہنس کر کہا یہ حضرات اپنی خوشی سے کھڑے ہیں جس پر بھی آپ رنجیدہ خاطر نہ ہوئے بلکہ فرمایا، سچ کہتے ہیں۔

سبحان اللہ آپکے ایثار اور قربانی کی کون کون سی حکایت بیان کروں کہ آپکی زندگی انہی کاموں سے عبارت تھی۔

یہ بات بھی اسی سفر کی ہے جو ضمناً یاد آگئی کہ گاڑی میں جب لوگوں کو غافل دیکھا تو جیب سے گلاب کا پھول نکال کر خود سونگھا اور درود شریف پڑھا پھر ساتھیوں کو یہ حدیث شریف سنائی۔ مَنْ شَمَّ الْوَرْدَ وَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ جَفَانِيْ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس نے بھی گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھا

تو اس نے مجھ پر ظلم کیا جس پر سب نے سونگھا اور درود شریف پڑھا
اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و صحبہ و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

دنیا سے آپ کو بالکل محبت نہ تھی اس کا آنا جانا ایک برابر تھا۔ بہت سخاوت فرماتے اور کوئی تکلفاً کچھ عرض کرتا تو فرماتے "بالا آمد بالا رفت" یعنی اوپر سے آیا اوپر سے گیا ہم نے اپنی طرف سے کیا دیا؟ عموماً یہ شعر بھی پڑھتے ؎

دل پاک ہو جب تک دنیا کی محبت سے : کچھ کام نکلتا نہیں تسبیح و مصلیٰ سے

فوائد الفواد کے حوالہ سے عموماً بیان فرماتے کہ ترکِ دنیا گوشت کی مثل ہے اور باقی ریاضات و عبادات ہانڈی کے مصالحہ جات کی مثل ہیں اور ظاہر ہے کہ صرف مصالحہ جات سے سالن نہیں پک سکتا لہذا اصل کو قابو کرو۔ پھر فرماتے ترکِ دنیا اس کا نام نہیں کہ گھر بار کاروبار اور بیوی بچوں کو چھوڑ، ایک لنگوٹ پہن کر جنگل کا رخ کر لیا جائے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود دل دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہو کہ اس کے آنے پر خوشی کے مارے غافل ہو جائے اور جانے سے غمگینی کے سبب شکوہ شکایت کرنے لگے۔

آپ کے مزارعین سال دو کے بعد اجارہ میں اضافہ کی خاطر حاضر خدمت ہوتے اور اسی دوران کوئی مشورہ دیتا کہ فلاں مزارعہ اتنی مستاجری بڑھا کر زمین لینا چاہتا ہے لہذا اس دفعہ اس کو دیدیں تو فرماتے "نکے" اور بیکار مشورے مت دیا کرو کسی بیچارے کو کچھ بچے نہ بچے ہمیں اتنی رقم بھی آکر دیتا ہے اور محنت بھی خود کرتا ہے پھر

اسے اضافے کا بھی ہم کہیں یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ جس قدر وہ خوشی
سے بڑھائے گا وہی مناسب ہے۔

ہم حرص و ہوا کو چھوڑ چکے، اس نگری سے منہ موڑ چکے
جو زنجیریں ہم توڑ چکے، وہی تم لا کے پہناتے ہو
تم پوجا کرتے ہو دھن کی، ہم سیوا کرتے ہیں من کی
جو جوت جلائی ہے من میں، اسکو تم آ کے بجھاتے ہو
سنسار سے مکھ جوڑا ہے، من میں پریت کا ڈیرہ ہے
پریتم سے آنکھ لڑائی ہے تم کس سے آنکھ لڑاتے ہو

اسی طرح انتہائی غریب معتقدین کی دعوت پر انکی خوشی کی خاطر تشریف تو لے جاتے مگر انکی انتہائی معقول خدمت کر کے ہی واپس ہوتے کہ جس سے انکے بخت سنور جاتے۔ اسی طرح آپ آنیوالوں سے ہر حاضری پر نذر اور ہدیہ کی رقم نہ لیتے تھے تاکہ آنا جانا آسانی سے ہو۔

اختلافی مسائل کو آپ طول نہ دیتے اور بحث میں اپنا وقت ضائع نہ فرماتے کسی نے کہا حضور آپ مفتی کفایت اللہ صاحب کی تعلیم الاسلام بہت پڑھاتے ہیں حالانکہ اس میں آپ کے عقائد کے خلاف بھی چند مسائل لکھے ہوئے ہیں تو فرمایا۔ میاں! اسی لئے تو پڑھاتا ہوں تاکہ وہ مسئلے جو غلط لکھے ہوئے ہیں ان کو صحیح انداز میں سمجھا دوں۔

اسی طرح کسی نے آپ کے اخیر عمر کے معمول کو دیکھتے ہوئے کہا کہ آپ اتنے بڑے مفتی ہونے کے باوجود بڑے اسباق کم پڑھاتے

ہیں اور تعلیم الاسلام، کریما، نام حق، گلستان، بوستان اور نور الایضاح وغیرہ ابتدائی کتب بہت پڑھاتے ہیں کیا سبب ہے؟ تو مختصر جواب مرحمت فرمایا کہ بنیاد مضبوط ہونا چاہیئے۔ سبحان اللہ آپ سے تعلیم الاسلام اور چند رسائل فقہ کے جو بھی پڑھ لیتا اسے نماز روزہ کے مسائل ازبر ہو جاتے تھے۔

کسی نے حضرت خواجہ منشی غلام حسن شہید صاحب علیہ الرحمۃ کی مشہور زمانہ نعت جو محفل سماع کے آخیر میں پڑھی جاتی ہے کہ پہلے شعر ع

قسم بہ قبلۂ روئے تو یا رسول اللہ
رواست سجدہ بسوئے تو یا رسول اللہ

کی تاویل پوچھی تو فرمایا اسکی تاویل خود حضرت منشی صاحب ہیں کہ اہل معرفت تھے ان کا کلام ہے سمجھ میں نہ آئے تو بھی ٹھیک ہے کہ جو مراد انہوں نے لی وہی ہماری ہے پھر فرمایا تمہیں اگر پسند نہیں تو مفاہمت کر لو تم محفل سماع میں حاضر ہو جایا کرو ہم یہ نہ سنیں گے کوئی اور کلام سن لیں گے جب تم نے آنا نہیں تو اعتراض کیسا؟

آپ اپنے طلبا کو ضروری نصاب پڑھاتے مگر انتہائی محنت سے۔ اس ضروری نصاب میں تعلیم الاسلام، کریما، نام حق، پند نامہ، بدائع منظوم، گلستان بوستان، مالابد منہ، نور الایضاح، قدوری یا کنز، خلاصۃ النکاح، مشکوٰۃ شریف یا مشارق الانوار، آخری پارہ کا ترجمہ اور رسالۃ المیراث شامل فرماتے اگر کوئی اضافہ چاہتا تو منیۃ المصلی یا مفتاح الصلوٰۃ پھر ہدایہ مکمل اور سراجی و شریفی بھی پڑھاتے تفسیر جلالین شرح جامی اور صحاح ستہ کے اسباق آپ اگرچہ پڑھایا کرتے تھے

مگر عموماً اپنے برادرِ خورد حضور بحر العلوم کے ذمہ لگا دیتے تھے۔
شروع میں طلباء کو خوب آزماتے بھی سہی وہ اسطرح کہ ذرا سختی
فرماتے اگر کوئی بھاگ جاتا تو فرماتے معلوم ہوتا ہے روٹیاں کھانے آیا
تھا اگر چند یوم کی سختی برداشت کر لیتا تو فرماتے اسے علم حاصل کرنے
کا پورا شوق ہے پھر از حد شفقت سے پڑھاتے۔ جو پڑھاتے اس پر عمل
بھی دیکھنا چاہتے۔ کسی شاگرد نے کہا سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ
رکھنے میں کافی مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے تو فرمایا سارے دن کے
سجدوں کی تعداد گن۔ اگر ہر سجدہ پہ ایک روپیہ یا آٹھ آنے تجھے دینے
کا وعدہ کروں تو کہے گا اس سے آدھی رقم دے دیں، میں سجدہ صحیح کروں
گا تو فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنتوں پہ عمل آج گراں
محسوس ہوتا ہے کل بروز محشر جب اجر ملے گا تو پھر حسرت ہوگی
کہ فلاں کام بھی کر لیتے فلاں بھی کر لیتے مگر موقعہ نہ دیا جاوے گا۔

ڈاڑھی اور ٹوپی کے متعلق بہت تاکید فرماتے عموماً ارشاد فرماتے
قبر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس دم زیارت ہوگی (اللہ تعالےٰ
سب کو ایمان کے ساتھ نصیب فرماویں۔ آمین) اگر اس وقت یہ فرماویں
کہ تُو نے تو مجھ جیسی شکل وصورت بھی نہ بنائی، تو سوچو پھر چھٹکارے
کی کونسی صورت باقی رہے گی۔ اللہ تعالےٰ محفوظ فرماویں اور اپنا
خاص کرم فرماویں۔ آمین۔

کبھی فرماتے مرد کے لئے رزقِ حلال کے بعد شکل وصورت اور
لباس اسلامی طرز کا رکھنا اور پانچ نمازوں کو باقاعدہ اور باجماعت
پڑھنا بہت ضروری ہے اور عورت کے لئے رزقِ حلال شوہر کی

اطاعت اور نماز پر پابندی کے بعد پردہ انتہائی ضروری ہے کہ ان
کاموں پر پابندی کی برکت سے شریعت کے دوسرے اُمور کی نگہبانی
بھی سہولت سے ہو جاتی ہے ورنہ پورا نظام بگڑ جاتا ہے۔

وظائف کے متعلق فرماتے تھوڑے پڑھو مگر صحیح پڑھو کہ حرف
کی ادائیگی اور شدّ ومدّ کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے پڑھو مثلاً سُبحان اللہ
الحمد للہ پڑھتے ہوئے لوگ اللہ کی ہ عموماً نہیں نکالتے تو آپ سختی سے
اسکی درستی فرماتے اور فرماتے اگر وقف سے ادا نہیں کر سکتے تو آخر میں
ہ کی زیر پڑھ لیا کرو اسی طرح کلمہ شریف کے آخر میں محمد رسول اللہ پہ
وقف کرتے ہوئے بھی ہ کسی سے ادا نہ ہوتی تو فرماتے ہ کی زیر پڑھ
لے پڑھ تو سہی پورا حرف تو مت کھا۔

حفاظ کرام سے بھی آپ نماز دوبارہ سنتے اور حروف درست
کرواتے مثلاً جلدی میں کوئی سُبحان ربی العظیم میں ظ کی بجائے
ز پڑھتا تو ناراض ہوتے اور ارشاد فرماتے جو ظ کو صحیح نہ پڑھ سکتا
ہو تو درستی کی کوشش کے دوران سُبحان ربی الکریم ہی پڑھ لیا
کرے کہ معنی میں ایسی غلطی واقع نہ ہو کہ نماز جاتی رہنے کا خطرہ
واقع ہو جاوے۔

اسی طرح لوگوں کے مبارک نام صحیح کر کے پکارنے کا خوب اہتمام
فرماتے مثلاً کوئی محمد ابراہیم کو الف کے بغیر جلدی میں ابرہیم کر کے
بُلاتا تو ناراض ہوتے اور فرماتے اسکو ٹھیک کر کے الف کے ساتھ نام
لیا کرو، غلام محمد نامی کو بُلانے پر کوئی نعوذ باللہ محمد کے دوسرے میم
کے بعد الف بڑھا کر بُلاتا تو سخت ناراض ہوتے کہ اتنا میٹھا اور

پیارا نام ہے تمہیں بگاڑتے شرم نہیں آتی۔

کوئی لحیم کو حلیم کہتا تو سخت ناراض ہوتے اور فرماتے حلیم اللہ تبارک وتعالٰی کا نام ہے جبکہ لحیم، لحم (گوشت) سے مشتق ایک معروف کھانے کا نام ہے ذرا تو حیا کرو۔

لوگ تاکیدی طور پہ بعض چیزوں کے نام کے ساتھ ہم وزن اضافہ کرنے کے چونکہ عادی ہیں جیسے روٹی شوٹی، دیہات ڈیہات، بٹن شٹن اور کرسی شرسی وغیرہ تو اس طریقہ کو اگر اسلامی چیزوں کیساتھ بھی اپناتے جیسے داڑھی شاڑھی، مسجد وسجد، نماز شماز وغیرہ، تو سخت ناراض ہوتے اور تنبیہ فرماتے۔ اسطرح کی مثالیں بے شمار ہیں کہ عوام میں ایسی غلطیاں عام ہیں اور آپ اسطرف بہت توجہ فرماتے۔

اس احقر نے ایک دفعہ جماعت کروائی تو فرمایا قرآن اچھا پڑھتے ہو مگر سورۃ فاتحہ میں ایاك نعبد و ایاك نستعین پڑھتے ہوئے دونوں ایاك میں ك پہ زبر کی بجائے احساس ہوتا ہے کہ ك کے بعد الف بھی پڑھتے ہو لہذا آپ نے خود کئی مرتبہ پڑھ کر سنایا اور کئی مرتبہ مجھ سے سُنا۔ اسی طرح آپ کے سامنے اذان دی تو فرمایا سب کلمات درست کہے ہیں مگر محمد رسول اللہ میں رسول کو لہجہ بناتے بناتے مد کے ساتھ یعنی رسوٗل پڑھتے ہو، درست کرلو تو میں شکریہ بجا لایا۔

تربیت عام اور تعلیم رُفقاء کی خاطر آپ کی یہ بھی عادت مبارکہ تھی کہ صبح شام کی مسنونہ دعائیں وغیرہ ذرا بلند آواز سے پڑھتے

جس سے کوئی ہر وقت ساتھ رہنے والا سُننکر بھی یاد کرلیتا۔

حجاز مقدس کی طرف کثرت سے سال بسال جانے والوں کو فرماتے تھوڑا رہا کرو کہ وہاں ادب اور شوق ومحبت سے جانا پھر اس حال میں واپس آنا کہ شوق ومحبت ابھی باقی ہو، اس سے بہتر ہے کہ اتنا رہو کہ وطن کی محبت مجبور کرکے تمہیں وہاں سے لائے کبھی یہ بھی فرماتے کہ بار بار عمرہ کے لئے جانے سے بہتر ہے کہ یہی رقم کسی غریب رشتہ دار یا ہمسایہ کو اسکی ضرورت کے وقت دے دی جاوے۔ سُبحان اللہ میں نے سُنا ہے کہ آپ ہی کی تربیت سے بعض نے یہ فضیلت حاصل بھی کی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کی بناء پر آپ عموماً صلوٰۃ و سلام کے دوران صیغہ خطاب استعمال فرماتے تو جمع کے ساتھ پڑھتے یعنی بجائے الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ کے الصلوٰۃ والسلام علیکم یا رسول اللہ پڑھتے کہ ع ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

دورانِ حج آپ نے مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے جو تفصیلی نامہ مبارک اپنے والدِ گرامی حضور سراپا نور وسرور رضی اللہ تعالٰی کو لکھا اس کی چند سطور نقل کرتا ہوں۔ پڑھ کر مستفید ہوں اور شوق ومحبت کا اندازہ لگادیں۔

"بخدمت سراپا شفقت وبرکت حضور قبلہ ام عم فیوضہم بعد ہدایا تسلیمات واقدام بوسی استدعا معروض آنکہ.....

.....مسجد نبوی علی صاحبہا التحیات کا ہر ہر ٹکڑہ محراب شریف منبر شریف، روضۃ من ریاض الجنۃ، اسطوانے وغیرہ وغیرہ

احاطہ اصحابِ صفہ با برکت اور شوق و ذوق میں اضافہ کرتا ہے بالخصوص مواجہ شریف یہ ایسی متبرک جگہ ہے۔ گھنٹہ دو گھنٹہ صلوٰۃ وسلام عرض کئے جاویں بجائے تھکان کے شوق ذوق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اتنی کشش ہوتی ہے جی چاہتا ہے سارا وقت اسی شغل میں صَرف کیا جاوے زیارت کی یہ مُبارک گھڑی پھر نصیب ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ اس نعمتِ عظمٰی سے تمام دوستداروں کو نوازے آمین اور اس کے آداب بجالانے اور برکات سے سَرفراز فرماوے۔

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔"

اس احقر اور اس کے والد ماجد بزرگوار کا نام اپنے مُبارک خط میں یوں تحریر فرمایا۔

"ابھی بَرادرم حاجی محمد رفیع صاحب اور عزیزم میاں محمد عادل صاحب بارک اللہ تعالےٰ فی صلاحہم کا شفقت نامہ موصول ہو کہ باعثِ اطمینان ہوا۔ جزاھم اللہ تعالےٰ۔"

آپ نے وعظ و نصیحت کے لئے اگرچہ اپنے آباؤ اجداد کی پیروی فرماتے ہوئے کوئی وقت مقرر نہ کیا ہوا تھا تاہم یہ سلسلہ کبھی بند بھی نہ ہوتا تھا آپ موقع پانے پر ہمیشہ مصلح کلام فرماتے رہتے تھے اور اس کے لئے کوئی منبر نہ رکھا جاتا تھا بلکہ آپ حاضرین کے ساتھ ہی حلقہ میں بیٹھ جاتے اور قرآن و حدیث اور قصص و اقوال اولیاء پر مشتمل کلام فرماتے رہتے اکثر قصص اور اقوال نیتجۃً شریعت اور طریقت کا عجیب درس دیتے تھے۔ فکرِ آخرت۔ اتباعِ شریعت کے علاوہ

محبّت اور خدمت خلق کا جذبہ بنانے میں آپ کی پُرحکمت کلام سُننا اَز حد مفید ہوتی تھی۔ مَیں نے کئی دفعہ آپ کی بابرکت مجلس میں لوگوں پر گریہ دیکھا اہلِ محبت اہلِ دل تقریباً ہر محفل میں ذوق پاتے اور اپنے قلوب کو حُبِّ دنیا کے زنگ سے صاف کر کے اُٹھتے۔

جناب حافظ خضر حیات صاحب جن کو آپکی بابرکت صُحبت میں آئے اتنا عرصہ گزرا تھا ایک دفعہ خیر پور شریف میں شریک محفل تھے تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ تک آپکا پرحکمت کلام سُنتے رہے اور روتے رہے چند دُوسرے اہلِ ذوق پر بھی گریہ طاری تھا خود آنجناب معدنِ جود کی چشم ہائے مبارک بھی کبھی سُرخ اور نمناک ہوجاتیں اور آواز بھر جاتی جس سے حاضرین پر خوب رِقت طاری ہو رہی تھی بہرحال اختتام مجلس شریف پر مجھے حافظ صاحب نے فرمایا:

"قسم بخدا! مدارس اسلامیہ میں عالمی شہرت کے حامل نامور علماء کی تقاریر سُنیں مگر یہ ذوق کہیں نہ پایا۔"

مَیں نے کہا اللہ والوں سے کامل نسبت اور اخلاص کی برکت ہے کہ جو کچھ انکی محفل میں ملتا ہے کہیں نہیں مل سکتا۔ فرمایا سچ کہتے ہو۔ آپ سے سُنے گئے بے شمار قصص اور حکایاتِ اولیاء یاد ہیں، مگر اختصار کے سبب مَیں نے اپنے مرشدِ حقیقی سراپا نور کے چمن میں بھی ان سے سُنی گئی حکایات درج نہیں کیں اور اپنے پیرِ صحبت حضور معدن جود کے چمن میں بھی اتباعًا و اختصارًا ترک کرتا ہوں۔

جامعہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ میں آپ نے متعدد بار چند پسندیدہ علماء کے رُوحانی بیانات سننے کے لئے شمولیت فرمائی تھی، مگر

انتہائی سادگی سے جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے، کبھی سٹیج پر جانا اور بیٹھنا ہمیں یاد نہیں کہ آپ کو یہ تشہیر بالکل پسند نہ تھی حالانکہ اگر چاہتے تو کوئی مشکل کام نہ تھا کہ آپ کے کئی وابستگان اور دامن گرفتگان کے لئے ہم نے نعرے لگتے دیکھے تھے۔ الغرض انہی جلسہ کے دنوں میں ہی ایک مرتبہ چند علماء کرام آپ کے حجرۂ مبارکہ میں رونق افروز تھے کہ مولانا بہادر حسین صاحب گڑّے والے حاضرِ خدمت ہوئے اور جلسہ میں حاضری کے لئے عرض کی فرمایا ابھی ابھی ایک قول پڑھا ہے اس کا مطلب ذرا ان علماء سے پوچھ لوں پھر فرمایا صَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ وَتَارِكُ الْوِرْدِ مَلْعُوْنٌ۔ کہ وظائف پڑھنے والا بھی ملعون اور چھوڑنے والا بھی ملعون ہے، کا مطلب کیا ہے، اتنے میں ایک مولوی صاحب جو مرغی لائے تھے پیش کر کے عرض کی حضور! آپ خود ہی بیان فرمادیں گے۔ آپ مطالعہ کتاب میں مصروف تھے کہ مستی پیلی سے آئے ہوئے ایک کھیڑہ صاحب نے گھی پیش کر دیا اسی دوران کسی نے انگوروں کا تحفہ بھی دیا تو آپ نے خوش طبعی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اب رشوت دیتے ہو سنو۔ "تارک وظائف کا ملعون ہونا تو کسی تاویل کا محتاج نہیں البتہ صاحب الورد کا ملعون ہونا ان امراء اور ان مشائخ کے حق میں ہے جو حاضرین، سائلین اور غرباء کی حاجت روائی میں اپنے وظائف کی خاطر تاخیر کریں حالانکہ انکی حاجت روائی کو ہر کام پر مقدم رکھنا چاہیئے تھا۔"

متبرک راتوں سے جن کے احیاء کا استحباب کتبِ فقہ میں درج ہے۔ آپ کچھ دن پہلے ہی آنے جانے والوں کو آگاہ فرماتے

رہتے اور انکے فضائل کا ذکر اپنی مجالس میں کرتے اسی طرح تاریخ اسلام کی اہم شخصیات کے ایام میں ان کا تعارف کرواتے اور مناقب بیان فرماتے یہ احقر ایک دفعہ شبِ معراج کو ہی غالباً حاضر ہوا تو آپ نزہۃ المجالس کے حوالہ سے اس رات کے فضائل و اعمال پر گفتگو فرما رہے تھے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جو بھی ۲۷ رجب المرجب یعنی شبِ معراج میں دو رکعت نماز اسطرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ اکیس۲۱ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور بعد سلام دس۱۰ مرتبہ درود شریف پڑھ کر درجِ ذیل دعا ایک مرتبہ مانگے تو اس کے بعد جو بھی دعا مانگے مقبول ہوگی اور مزید یہ کہ اس کا دل اس دن زندہ رہے گا جس دن دوسروں کے دل مردہ کئے جاویں گے۔

دعا یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِمُشَاهَدَةِ اَسْرَارِ الْمُحِبِّيْنَ وَبِالْخَلْوَةِ الَّتِیْ خَصَصْتَ بِهَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ حِيْنَ اَسْرَيْتَ بِهٖ لَيْلَةَ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ اَنْ تَرْحَمَ قَلْبِیَ الْحَزِيْنَ وَتُجِيْبَ دَعْوَتِیْ يَآ اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ۔

ترجمہ: اے اللہ میں اسرار محبین کے مشاہدہ اور اس خلوت کی طفیل جس کے ساتھ آپ نے سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ستائیسویں تاریخ شبِ معراج میں خاص کیا ہے، درخواست کرتا ہوں کہ اے سب بزرگوں کے بزرگ جلّ جلالک میرے غمگین دل پر رحم کیجئے اور میری دعا قبول فرمایئے۔

حفظِ مراتب کا بڑا اہتمام فرماتے کہ امورِ شرعیہ اور حقوق العباد میں مراتب کا لحاظ رکھ کر عمل فرماتے یعنی مستحبات کو سنت پر سنت

کو واجب اور واجب کو فرض پر اہمیت نہ دیتے بلکہ درجہ بدرجہ سمجھتے، اسی طرح والدین کی اتباع کو مباح امور میں بھی واجب سمجھتے ہوئے نوافل کی ادائیگی میں انکی رضا کو ضروری سمجھتے۔ چنانچہ اس احقر نے ایام بیض یعنی چاند کی تیرہ چودہ پندرہ کے مسنونہ روزوں کی فضیلت آپ ہی سے مشارق الانوار کتاب (مجموعہ قولی احادیث بخاری و مسلم) میں پڑھ کر شروع کئے تو چونکہ موسم گرما کا تھا اس لئے والدہ محترمہ کو ناگوار گزرے۔ مگر میں نے چونکہ اپنی مرضی سے شروع نہ کئے تھے بلکہ پڑھنے کے بعد حضور سراپا نور سیدی مرشدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اجازت لے لی تھی تو انہیں ترک نہ کیا حتیٰ کہ والدہ مکرمہ نے آنجناب معدن جود سے شکایت کی تو اگلے روز جب میں پڑھنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ وضو خانہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کا جمال جلال میں بدلا ہوا تھا، مجھے دیکھتے ہی فرمایا ع "گر حفظ مراتب نکنی زندیقی" "کہ اگر مراتب کی نگہبانی اور حفاظت کا اہتمام نہیں کرتا تو تو زندیق ہے۔

بعد ازاں مجھے والدہ صاحبہ کی رنجش کے بارہ میں ارشاد فرمایا اور مسئلہ شرعی سمجھایا۔ تب میں پھر حضور سراپا نور سیدی مرشدی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور معاملہ پیش کیا تو آپ نے بھی والدہ ماجدہ کی اتباع کا حکم ہی دیا سبحان اللہ تعالیٰ وبحمدہ۔

آپ والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آنجناب حضور معدن جود جب خود حج کے لئے تشریف لے جانے لگے تو موقع پا کر والدہ مکرمہ کو کرسی پر بٹھایا پھر حاضر خدمت ہو کر اسطرح قدم بوس ہوتے کہ اپنا رخ انور انکے قدمین شریفین پر

رکھ دیا جس سے شفیق والدہ کا دل بھر آیا اور رونے لگیں تو آپ نے بھی بھری آواز میں عرض کیا والدہ مکرمہ اگر آپکی اجازت نہیں تو میں اس سفر کو فی الحال موقوف کرتا ہوں تو اسپر انہوں نے بے شمار دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔

حضور مفتی اعظم کے مرید باصفا جناب حافظ محمد عبدالحی صاحب فرماتے تھے میں بالترتیب سب سجادگان والاشان سے وظائف پوچھتا رہا اور عمل کرتا رہا جب حضور معدن جود کا وجود مسعود مسند آرائے خانقاہ عبیدیہ ہوا تو انکی خدمت میں بھی عرض کیا کہ کوئی وظیفہ جلیلہ مفیدہ تعلیم فرما دیں۔ سبحان اللہ! ارشاد فرمایا حافظ صاحب اب تک بہت وظائف جمع کر چکے ہو اور پڑھتے بھی ہو۔ مگر میں بجائے وظیفہ کے تمہیں یہ طریقہ تعلیم کرتا ہوں کہ راستوں کی صفائی اور ان سے ایذا رساں چیزوں کو دور کرنے کا اہتمام لازم کر لو کہ موقع ملنے پر اس سے گریز نہ کرنا۔

آپ کے محترم بھتیجے حضور بحر العلوم کے فرزند خورد صاحبزادہ از خلق آزادہ مولانا محمد عبدالولی صاحب فرماتے ہیں میں ایک دفعہ گھڑے کو خالی دیکھ کر اسے ٹینکی میں کھڑے پانی سے بھرنے لگا اور دل میں خیال کیا کہ آخر گھڑا ہے خود ٹھنڈا ہو جائے گا نلکا چلا کر تازہ اور ٹھنڈا پانی نکالنے کی کیا ضرورت ہے؟ مگر آنجناب والاصفات نے دیکھ لیا تو فرمانے لگے تمہیں خاک ثواب ملے گا لوگوں کے لئے گرم پانی بھر کر رکھتے ہو کبھی خود ایسا پانی پیا ہے؟ سبحان اللہ آپکی شخصیت سراپا تربیت اپنوں پرائیوں سب کے لئے مشعل راہ تھی اللہ تعالیٰ ہی انکی مرقد شریف کو تاقیامت منور فرمائیں کہ انکی تمامتر

سوچ نفع رسانیٔ خلق کے بارہ میں تھی اور زندگی بے ضرر ہی گزاری۔
اور بیشک، ع مخلوق کی خدمت میں خالق کی ہے خوشنودی

میاں کریم بخش حماد پوری کی گھوڑی پر ایک مرتبہ سوار ہوئے اور اپنے مرشد کریم حضور ولی لاثانی کی اتباع میں جتنا سفر سوار ہو کر گزارتے اتنا ہی پیدل چلتے جب سفر ختم ہوا تو مبلغ تین صد روپے انہیں عطا کرتے ہوئے فرمایا بہت اچھا کرتے ہو یہ سواری کی خیرات ہوتی ہے کہ ہر مانگنے والے کو استعمال کے لئے دے دی جائے لہٰذا اس رقم سے گھوڑے کا گھاس دانہ خریدنا اور پھر بطورِ خیرات لوگوں کو دیتے رہنا (مجھے بھی ثواب ہوگا) سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

آپ ہر آنے والے کی مہمانی فرماتے اور اس بارہ میں کئی سبق آموز کلمات ارشاد فرماتے مثلاً ارشاد فرماتے

ع "فخر جملہ عملہا ناں دادن است"۔ کہ تمام اعمال خیر میں قابلِ فخر عمل کسی کو کھانا کھلانا ہے۔ عام دیہاتی لوگوں کو فرماتے جو آئے اس کے پاس جاؤ، جو بلائے اس کے پاس بھی جاؤ، جو آئے اس کا منہ ضرور چلواؤ۔ پھر فرماتے کچھ بھی میسر نہ ہو تو پانی ہی پلا دیا کرو۔

احسان کا بدلہ ضرور احسان کے ساتھ دیتے اور عموماً فرمایا کرتے تھے طاقت میں ہو تو ہر کسی کے احسان کا بدلہ ضرور چکایا کرو ورنہ محسن کے حق میں اتنی دعا کیا کرو کہ دل گواہی دینے لگے کہ اب میں اسکے احسان کا بدلہ چکا چکا ہوں گا۔ اس ضمن میں آپ خود یہ دعا عموماً مانگتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْنَا وَبَارِكْ لَهُمْ فِیْ مَارَزَقْتَهُمْ	اے اللہ جنہوں نے میرے ساتھ احسان کیا آپ انکے ساتھ احسان فرماویں
وَاغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَعَافِهِمْ	اور آپ نے انہیں جو کچھ عطا فرمایا
وَاعْفُ عَنْهُمْ وَحَصِّلْ	اس میں ان کے لئے برکت فرماویں
مَقَاصِدَهُمْ۔	اور اے اللہ انکی مغفرت فرمایئے اور انپر

رحم فرماویں اور انہیں عافیت سے رکھئے اور انہیں معاف فرمادیجئے اور ان کے مقاصدِ خیر میں کامیابی نصیب فرمایئے۔

حاجی اللہ یار ارائیں صاحب بیان کرتے ہیں میں نے آپ سے مبلغ چار صد روپیہ قرضِ حسنہ کے طور پر لیا جب وعدہ پر ادا کرنے کو آیا تو مسجد شریف پہنچ کر معلوم ہوا کہ جیب کٹ چکی تھی تو از حد پریشان ہوا غریب آدمی تھا آپ نے پریشانی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا پریشان نہ ہو اور یہ کہتے ہوئے مجھے بطورِ خیرات پانچصد عطا فرمائے میں شکریہ بجا لایا پھر فرمایا ایک سو روپیہ آمدورفت کے کرایہ کے لئے رکھ لو اور چار صد روپے قرضہ میں مجھے دے دو۔ اسیطرح حافظ خادم حسین صاحب نے بھی دو صد روپیہ قرضِ حسنہ لے کر بازار کا راستہ اختیار کیا مگر راستہ میں ایک مداری کے حلقہ میں پھنس گئے اور جیب کٹ گئی اب خوف بھی آیا کہ اگر آپ کو مداری کے حلقہ کی بابت کہتا ہوں تو ناراض ہوں گے اور بغیر خریداری کے گھر جاتا ہوں تو گھر کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں بہرحال آخر کار آپ کی خدمت میں حاضری کے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا تو حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا اور اپنی غلطی کا اعتراف بھی کیا اسپر آنجناب نے فرمایا وہ نقصان میرا

ہوا یہ تم مزید ذوق صد لے لو اور اپنی ضروریات پوری کرو مگر آئندہ ایسے حلقوں میں مت رُکا کرو۔

بروز جمعۃ المبارک ایک دفعہ ختم خواجگان شریف کے ختم پر کچھ حضرات پہنچے جبکہ آپ تبرّک تقسیم فرما رہے تھے تو خوش طبعی فرمائی کہ دل کرتا ہے جو دیر سے آتے ہیں انہیں تبرّک بھی نہ دیا جاوے مگر فوراً ہی فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مستحق غیر مستحق سب کو اس نیّت سے عطا فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ بھی ہمارے جو جرم قابلِ معافی ہیں وہ بھی معاف فرماویں اور جو قابلِ معافی نہیں وہ بھی معاف فرمائیں لہذا انہی کی اتباع میں آپ نے بھی سب کو حصّہ عطا فرمایا اس میں یہ بھی سبق دیا کہ ہر کام سے پہلے نیّت دُرست کر لینا چاہیئے۔

جھنگ شہر کے ایک نیک خو افسر جناب محمد طاہر صاحب جو رحمان اورینٹل کالج ملتان میں زیرِ تعلیم رہے اور گاہے گاہے نماز پڑھنے کی خاطر مسجد رحمانیہ میں تشریف لاتے تھے خود بیان کرتے ہیں کہ میں حضور معدن جود سے خوش عقیدہ نہ تھا اور کہتا تھا کہ ایسے ہی پیر بن گئے ہیں مگر نماز کیلئے جتنی آمد و رفت زیادہ رکھی اتنی محبت بڑھتی گئی آپ مجھ پر احسان کرنے کا کوئی موقع فروگذاشت نہ کرتے حتیٰ کہ میرا کھانا بھی عموماً آپ ہی کی طرف سے آتا۔ بالآخر آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر ایک سال بعد میں نے خود عرض کیا مجھے بیعت فرمادیں مگر آپ نے پھر ایک عرصہ تک مجھے امتحاناً بیعت نہ فرمایا جس سے میرے ذوق میں اضافہ ہوتا رہا حتیٰ کہ میں اسی غم میں رویا بھی کرتا تھا چنانچہ

ازراہ کرم مجھے ایک دفعہ خود ہی بلایا میں حجرہ عالیہ میں حاضر ہوا تو بیعت سے مشرف فرمایا۔ یہ خود بیان کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں بوقت افطاری آپ کو اپنے دست مبارکہ سے چیزیں تقسیم کرتا دیکھتا تو خوش ہوتا اور ایک دفعہ میں بھی ململے لے گیا اور تقسیم کے لئے پیش خدمت کئے آپ نے بغور دیکھ کر فرش پر پھیلا دیئے، پھر حاضرین کو فرمایا ایک ایک لے لو میں بے ساختہ بولا حضور! خواہش تھی کہ آپ خود تقسیم فرماتے تو ارشاد فرمایا ململے چھوٹے بڑے تھے اس خیال سے کہ کس نیّت سے کسی کو چھوٹا کسی کو بڑا دوں رُک گیا ہوں اور یہ بھی خوف آیا کہ عدم انصاف پر کہیں مؤاخذہ نہ ہو لہذا خود تقسیم نہیں کئے۔ سُبحان اللہ ہر عمل سے پہلے نیّت کی درستی آپ کا شیوہ تھا۔ ع لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

آپ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں آخری عرس مبارک حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا اسی موقعہ پر آپ کی طبع مبارک بھی ناساز تھی تاہم حجرہ عالیہ میں بیٹھے چند مہمانوں کو خود طعام پیش فرما رہے تھے میں کھانا کھا کر خدمت کو حاضر ہوا تو چاولوں میں کافی شوربا ڈال کر دیتے ہوئے فرمایا کھاؤ۔ معلوم رہے کہ آپ کو اس طرح چاول کھانا بہت مرغوب تھے میں نے عرض کی حضور! میں تو کھا چکا ہوں پھر تبسّم کناں ارشاد فرمایا مجھے معلوم ہے تم کہتے ہو گے نفس کو ہر پسندیدہ چیز نہ دینی چاہیئے تاکہ سرکش نہ ہو (یہ بھی ایک سبق ہی دیا ورنہ مجھے تو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ لنگر اور تبرّک کھانے کے لئے تو ایام عرس میں اولیاء اللہ سے نفلی روزوں کا

افطار بھی ثابت ہے بہر حال ، پھر آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ تمہیں ایک طریقہ بتلاتا ہوں نفس سے ہر ایسے وقت، میں کہ جب اسے اسکی پسندیدہ چیز دی جائے عہد لے لینا چاہیئے کہ اب میں تیرا کہا مان لیتا ہوں پھر جب میں تجھے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اور اسکے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری کا حکم دوں تو تُو بھی نافرمانی نہ کرنا۔ ؎ حکیمانہ باتیں ہیں نایاب موتی

ایک دفعہ آپ اندرون خانہ فیض آشیانہ تشریف فرما تھے کہ میں کسی سلسلہ میں حاضر ہوا آپ نے کھانا پیش کیا میں نے عرض کی حضور طلب نہیں ہے فرمایا اگر سچ ہے تو فبہا ورنہ تم نے دو نقصان کئے ایک دنیا کا دوسرا دین کا دنیا کا تو ظاہر کہ اب اس طعام سے محروم رہو گے اور دین کا یوں کہ خواہش کے ہوتے ہوئے اگر کہا کہ طلب نہیں ہے تو جھوٹ ہو گیا۔ میں اس نصیحت پر شکریہ بجا لایا۔

آپ کے مرید باصفا ڈاکٹر محمد اکرم صاحب نے ایک مرتبہ دنیاوی تعلیم میں کسی مزید کورس کے کرنے کی اجازت طلب کی تو پوچھا اس سے کیا فائدہ ہوگا عرض کی ترقی کا سبب ہے اور تنخواہ میں بھی اضافہ ہوگا فرمایا موجودہ تنخواہ میں گزر اوقات آسانی سے نہیں ہو رہا ؟ عرض کی بحمدہ تعالےٰ کسی چیز کی کمی نہیں تو فرمایا محض دنیاوی ترقی مقصود ہے اور حاجت نہیں تو اس کا ارادہ ترک کر دو اور فرصت کے اوقات کو دینی کتب کے مطالعہ میں خرچ کرو گویا فرمایا ؎ چند خوانی حکمت یونانیاں

مصیبت زدہ کو کئی طرح سے تسلی دیتے اور آخرت کے انعام و اکرام سے اسے باخبر فرماتے اگر پھر بھی وہ جزع فزع اور بے صبری سے

کام لیتا تو فرماتے میاں ! جزع فزع سے مصیبتیں دوہری ہو جائیں گی کہ ایک مصیبت تو غیب سے ہل چکی دوسری بے صبری کی مصیبت تم نے اپنے اوپر خود سوار کر لی پھر فرماتے بے صبری سے مصیبت تو ختم نہیں ہوتی البتہ اجر آخرت سے آدمی محروم ہو جاتا ہے۔

ہمارے گھر ایک رات چوری ہوئی اور لاکھوں کا نقصان ہوا۔ والدِ گرامی بوقت تہجد بیدار ہوئے تو علم نہ ہوا مگر جب صبح کی نماز کی خاطر اندر سے باہر تشریف لائے تو گھر کھلا پا کر حیران ہوئے مگر بحمدہٗ تعالیٰ باوجود نقصان کے معلوم ہو جانے کے، مسجد میں غالباً اس دن صبح کی نماز میں امامت بھی خود ہی فرمائی اور پھر آنجناب کی خدمت بابرکت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوئے کہ تھانہ میں اطلاع کرنا چاہیئے یا نہیں اور ماجرا من و عن بیان کیا جس پر اس عالیجناب عزت مآب نے قدرے سکوت فرما کر یہ الہامی کلمات زبان گوہر فشان سے برائے تسلی و اطمینان حضور قبلہ ام والدِ محترم مدظلہٗ ارشاد فرمائے۔ "میں نے آپ سے جو حال سنا ہے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ پر تین شکر واجب ہیں۔" والدِ گرامی نے عرض کی ارشاد فرماویں اور دعا بھی کہ شکر کی توفیق عطا ہو۔ فرمایا : "اول یہ کہ مال گیا مگر ایمان محفوظ رہا کہ صبح کی نماز اس پریشانی میں ضائع نہ ہوئی بلکہ باجماعت ادا ہوئی۔" والدِ گرامی نے عرض کی الحمد للہ علےٰ ذٰلك ۔ پھر فرمایا۔ "دوسرا یہ کہ کچھ مال گیا سارا نہ گیا۔" والدِ گرامی فرماتے ہیں میں نے اسپر بھی یہ سوچ کر الحمد للہ ہی کہا کہ ہند و پاک کی تقسیم کے وقت لوگوں کا سب کچھ چھنا گیا تھا حتیٰ کہ کئی جانیں بھی ضائع ہو گئی تھیں مگر

یہاں تو صرف کچھ مال کا ہی معاملہ تھا۔ بہر حال پھر فرمایا: "تیسرا یہ
کہ جتنا مال گیا اس کا بدلہ بھی آخرت میں ملنا ہے لہذا کچھ نقصان نہ
ہوا بلکہ کچھ محفوظ ہو گیا۔" سبحان اللہ اس پر بھی والدِ گرامی حمد خداوندی
بجا لائے اور آنجناب کی صحبت فیضِ اثر پر آج تک شکرِ خداوندی
بجا لاتے ہیں کہ جن کے اس مختصر بیان سے وہ غم اور افسوس فوراً
ہباءً منثوراً ہو گیا۔ اسی طرح کوئی تنگدستی کی شکایت کرتا تو اس کا
ارمان بھی فرماتے اور تعاون بھی کرتے مگر اسے شکر کی جگہ بھی بتلاتے
کہ دوسری نعمتیں جو تیرے پاس ہیں ان کا شکر ادا کر مثلاً یہ فرماتے ؎

چرا نالد کسے از تنگ دستی : کہ گنج بے بہا ہست تندرستی

ترجمہ: کوئی غربت کی شکایت کیوں کرتا ہے جبکہ صحت جیسی انمول
نعمت اسے حاصل ہے۔

حضرت قبلہ عتیقی صاحب فرزندِ سادس حضور قبلہ مفتی عبد القدوس
صاحب علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر سے ایک رات پنکھے
چوری ہو گئے تو صبح کسی طرح اس کا ذکر حضور معدن جود کی محفل میں بھی
ہوا تو ارشاد فرمایا ہمارے نلکے کی موٹر بھی آج ہی رات چوری ہوئی ہے۔
میں نے عرض کی کیا کیا جائے؟ فرمایا چور تو معلوم ہے مگر چونکہ آخرت
کے لئے بھی ذخیرہ کی ضرورت ہے اس لئے نہیں بتاتا۔

طعام کی بہت قدر فرماتے برتن سنت کے مطابق اچھی طرح صاف
کرتے اور ہڈی پر سے بوٹی کو خوب نوچتے بعد میں انگلیاں مبارک اس
انداز سے چاٹتے کہ آواز بھی سنائی دیتی۔ سبحان اللہ! یہ عین سنت

کے مطابق عمل تھا جو اس دور میں عموماً نہیں دیکھا جاتا۔
اگر کوئی مہمان اس طریقہ پر عمل نہ کرتا تو اسے تنبیہ بھی فرماتے مگر
نو وارد کو نرمی سے اور ہر وقت آنیوالے کو سختی سے۔

"خیر البلاد" کے مصنف اپنی مطبوعہ کتاب پیش کرنے کو حاضر
ہوئے آپ نے حسبِ عادت انہیں کھانا پیش کیا انہوں نے کھایا
مگر برتن اچھی طرف صاف نہ کیا تب آپ نے فرمایا میاں! اگر برتن اچھی
طرح صاف کر دو گے تو میں یہ نہ کہوں گا کہ میرے پاس کوئی بھوکا
اور حریص مہمان آیا تھا بلکہ خوش ہو کر کہوں گا کہ الحمد للہ آج پیارے
رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک سنت کو زندہ کرنیوالا
مہمان آیا تھا چنانچہ اس نے اس پر کچھ محنت کی مگر آنجناب متبع شریعت
کی تسلی نہ ہوئی۔ پھر فرمایا کہ ابھی اس پر خوب محنت ہونی ہے
اور پھر اس برتن کو خود صاف کر کے دکھایا کہ دیکھو اب دھونے
کی حاجت بھی نہیں رہی فرمایا معلوم نہیں لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ جو کچھ
کھایا وہ کچھ اور تھا اور جو بچایا یہ کچھ اور ہے۔

الغرض آپ کو یہ رسم اصلاً پسند نہ تھی مگر اس ضمن میں بھی
سادات کرام کا از حد احترام فرماتے ایک سید صاحب جو آستانہ عالیہ
پر ہی اکثر وقت گزارتے۔ جب کھانے سے کچھ بچا چھوڑتے تھے آپ
خود ان کے برتن سے انکی پس خوردہ بوٹیاں اور ہڈیاں چن چن کر اچھی
طرح صاف فرماتے تھے اسی طرح مجھے ایک ماسٹر صاحب نے خود بتایا
کہ میرے ولیمہ پر آپ تشریف لائے میں از راہِ ادب آپ کے ساتھ کچھ
وقت کے لئے آ بیٹھا جبکہ لوگ کھانا کھا کر واپس جا رہے تھے تو میں نے

دیکھا آپ لوگوں کی ہڈیاں جن پر کچھ بوٹی لگی ہوتی خود صاف فرما رہے ہیں میں حیران ہوا تو آپ نے اسکی فضیلت اور اس طرح طعام ضائع کرنے کی نحوست سے خبردار کرتے ہوئے مجھے بھی چند بوٹیاں اُٹھا دیں کہ تم بھی ان پر محنت کرو۔

جن کی ہر ہر اَدا سُنّت مصطفےٰ ؛ ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام

کھانے سے فارغ ہوتے تو ادعیہ مسنونہ کے علاوہ بطورِ حمد و شکر عموماً یہ شعر بھی پڑھتے۔

شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو ؛ کے توانم شکر گفتن در خور نعمائے تو

ترجمہ: اے اللہ آپکی نعمتوں کا شکریہ کیسے ادا کر سکتا ہوں بس جتنی آپکی نعمتیں ہیں اتنا ہی آپ کا شکریہ اَدا کرتا ہوں۔

آپ جس جنازہ میں شامل ہوتے، عوام الناس ہی میں رہ کر کاندھا دینے میں کوشاں رہتے اور فرماتے مومن کے جنازہ کو چالیس قدم کاندھا دیا جائے تو چالیس کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپ کو کمال درجہ کی فراست عطا فرمائی تھی کہ معمولی اشاروں سے فوراً بات کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے چنانچہ مہر ذوالفقار ستیانہ ضلع جھنگ کا بڑا زمیندار جو آپ کے حسن و جمال اور کمالِ بے زوال پر فریفتہ تھا کے گھر کو آپ نے رشکِ گلزار بنایا تو وہ باوجود ضعف پیری کے جھومتا ناچتا اور دُور سے خوشی کرتا یا حضرت یا حضرت کہتا آیا اور قدمبوس ہوا کچھ دیر کے بعد اس نے اپنے لڑکے کی شکایت کی کہ یا حضرت! اسے سمجھاویں کہ مجھے دانت نہیں بنوا دیتا کہتا ہے اس عمر میں کس کام آدیں گے اسپر آنجناب نے لڑکے کو تو

والد کی فرمانبرداری کا خوب احساس دِلوایا مگر آخر میں مہر صاحب مرحوم کو فرمایا اگر تمہیں چوپڑی اور انتہائی نرم روٹی چُوری کی طرح پکی ملے، پھر تو دانتوں کی ضرورت نہ رہے گی اسپر وہ بہت ہنسے اور دست بستہ عرض کی یا حضرت! بالکل نہیں میرا مقصد تو یہی تھا جو آپ سمجھ گئے پھر آپ نے بھی تبسّم کناں گھر والوں کو سمجھایا کہ مہر صاحب کی روٹی خصُوصی طور پر نرم کر کے پکایا کرو۔

ایک دفعہ سات آٹھ روزہ جھنگ ساہیوال سرگودھا کے سفر میں اس احقر لاشئ کو بھی آنجناب نے شرف رفاقت بخشا اور اس قدر کرم نوازی فرمائی کہ جس کی حد نہ تھی اسی سفر میں جھنگ کے قیام کے دَوران کسی نے محمد بخش المعروف بہ عربی قوّال مرحوم کی گائی ہوئی غزل کے درجِ ذیل تین شعر جو کیسٹ میں بھرے تھے سُنائے جس پر آپ نے بہت ذوق پایا حتیٰ کہ بار بار آپ یہی کیسٹ دورانِ سفر سنتے رہے۔

مجھے تیرے غم سے فرصت، نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی
کبھی ختم یہ حقیقت، نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی
تیرا حُسن بے مثالی، تو ہے خود مثال اپنی
کسی اور کی یہ صُورت، نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی
کہیں اور جایئے گا، یہ تو میکدہ ہے ناصح
یہاں کارگر نصیحت، نہ ہوئی نہ ہے نہ ہو گی

میرا دل اس سفر میں آپکی شفقتوں، نوازشوں اور مہربانیوں سے خُوب بھرا ہوا تھا تو واپسی پر جبکہ میں کار چلا رہا تھا اور آپ اگلی

سِیٹ پر تشریف فرما تو مَیں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے از خود اسی وزن پر یہ دو شعر کہہ کر آپ کو سُنائے ؎

تیری دِل نشین صُحبت، ہوئی چارہ گر یہاں تک
کبھی ختم اسکی لذّت، نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی
ہوئی اس قدر نوازش، کہ نہ تھا میں جس کے قابل
کسی پر بھی یہ عنایت، نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

تو فرمایا ہُوں ہُوں یہ کیا کہا مَیں تو کسی لائق نہیں جس پر میرا دل پھر بھر آیا۔

مجھے وظیفہ آیت شریفہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا الخ والا اسی سفر میں اسوقت تلقین فرمایا جب سرگودھا شہر میں آپ بعد نمازِ عشاء لیٹ گئے اور مَیں مُٹھیاں بھر رہا تھا سُبحان اللہ! اسی دوران لیٹے لیٹے آپ بالکل آہستہ آواز میں کوئی دُعا فرماتے جس میں محترم حافظ محمد نواز صاحب مرحوم ساہیوال والوں کا نام بھی لیتے جو اسوقت ہمارے رفیقِ سفر تھے میں نے بسبب بے تکلّفی کے پوچھ لیا تو فرمایا حافظ صاحب بہت نیک آدمی ہیں اُنکی اولاد میں سے کسی نے بھی داڑھی نہیں رکھی انہی کے لئے دُعا کر رہا تھا۔ سُبحان اللہ اپنے غلاموں کا اس قدر احساس فرماتے تھے۔

اسی طرح میں نے ایک دفعہ آپ کو اپنے والدِ گرامی حضور سیدی سراپا نور کی خدمت میں اپنے ایک مُرید کے لئے دُعا کراتے دیکھا کہ عرض کر رہے تھے میں نے بہت دعائیں کی ہیں مگر وہ راہِ راست پر نہیں آ رہا لہذا آپ بھی اسکے حق میں دُعا فرمادیں تو مجھے تعجّب

ہوا کہ اتنے غلام اور فرداً فرداً سب کو پسِ پُشت اسطرح یاد فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر! چنانچہ یہ دیکھ کر مَیں سمجھا کہ پیر بننا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بیشک ؏ پیر کامل ہر کوئی بن سکتا نہیں

آپ کسی کی دلجوئی کی خاطر کیا کچھ کرتے تھے اسکی ادنیٰ مثال پڑھیئے وہ یوں کہ حضور قبلہ بابو جی سرکار گولڑہ شریف علیہ الرحمۃ کے نوجوان مُرید جناب ملک جہان زیب دھڑالہ صاحب جو آپ سے بھی انتہائی خوش اعتقاد ہیں اور اسی نسبت سے اس فقیر حقیر کے ہاں بھی دکان پر تشریف لاتے ہیں ایک دفعہ مجھے کہنے لگے گھر کے پردے لگوانے ہیں مگر نفع نہ دوں گا میں نے کہا کاروباری اصولوں کے خلاف ہے کہنے لگے تمہارے حضرت قبلہ سے اگر رقعہ لکھوا لاؤں تو؟ میں نے کہا دکان کس کی ہے؟ دکان بھی تمہارے نام لکھ دیں تو وہ مالک ہیں چنانچہ فوراً آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ اور یہ رقعہ لکھوا کر میرے پاس لائے۔ "میرے عزیز محمد عادل صاحب بعد سلام مسنون حاملِ ہذا کے مطالبے اور انکی دلجوئی کے لئے بغیر نفع حاصل کرنے کے اصل دام پر پردے فروخت فرمادیں۔ شکریہ!۔ محمد عبد الودود عفی عنہٗ"

چنانچہ رقعہ میمونہ کو ہم دونوں بھائیوں نے جو دکان میں برابر کے شریک ہیں پڑھ کر چُوما سر آنکھوں پر رکھا اور ملک صاحب کو بغیر نفع پر سارا کام کر دیا اس بات کو جب کافی دن گزر گئے تو ایک دن آپ نے مجھے فرمایا دھڑالہ صاحب آتے تھے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا پھر؟ میں نے عرض کی ان کا کام حسبِ فرمان واجب الاذعان کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر نفع لیتے تو کتنا ہوتا کہ وہ مَیں نے ادا کرنا

ہے میں نے عرض کی حضور! آپ کی بندہ نوازی پر ہمیں صد فخر کہ آپ نے اس لائق سمجھا۔ ورنہ ہم عجز ہستی ہے کیا ہم تو کچھ بھی نہیں

یہ بھی آنجناب کی صفاتِ حمیدہ سے تھا کہ فارغ بالکل نہ رہتے بلکہ کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے فارغ ہونے پر مطالعہ کتب یا کسی گہری سوچ میں مشغول ہو جاتے اور عمل کو انتہائی طور پر پوشیدہ اور مخفی فرماتے اس احقر کو ایک دفعہ دوران اعتکاف کہلا بھیجا کہ عزیز! ذکر سے زیادہ فکر میں وقت گزارا کرو۔

محلّہ میں کوئی بیوہ یا یتیم بچّے ہوتے تو آپ وقتاً فوقتاً انکی خبر گیری ضرور فرماتے رہتے تھے۔ جمعہ کے دن محلہ سے بہت بچّے کچھ حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوتے آپ بھی بلا امتیاز سب کو نوازتے۔ چھوٹوں بڑوں سب کی حاجات انتہائی فراخدلی سے سنتے اور ان کا تدارک فرماتے۔ آپ کے اسی اخلاق کے سبب ہی لوگ اکثر و بیشتر آپ کے آس پاس جمع ہی رہتے ؎

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں ؛ فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

آپکے صحبت یافتہ حافظ محمد بخش صاحب نے جب حج کے لئے تیاری کی تو مشورہ کیا۔ آنجناب نے حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بہت باتیں پوچھیں۔ ان میں یہ بات اہم تھی کہ فرمایا والدِ گرامی کی میراث کو از روئے شرع سب میں حصہ برابر تقسیم کی ہے یا نہیں۔ پھر پوچھا تمہارے والدِ گرامی نے جدِّ امجد کی میراث شرعی تقسیم کے مطابق سب کو دی تھی یا نہیں تو کہا کہ ہمارے خاندان میں بہنوں کو میراث

میں زمین سے حصہ نہیں ملتا تو فرمایا بہت بڑی بات ہے اب اس کا حیلہ یہی ہے کہ اپنی پھوپھیوں سے ملو یا فوت ہو گئی ہوں تو انکے ورثاء سے ملکر مصالحت کرو اور کہو کہ تمہارا یا تمہاری والدہ کا جو حصّہ میرے والد کی طرف آگیا تھا تم اتنی رقم کے بدلہ میں مجھ سے مصالحت کر لو چنانچہ اسطرح اگر وہ مصالحت کر لیں تو تمہارے ذمّہ سے یہ بوجھ اُتر جائے گا ورنہ گنہگار ہی رہو گے سبحان اللہ فرماتے ہیں آپ کے فرمان کی برکت کہ میں جس کے پاس بھی گیا معمولی رقم سے وہ مصالحت کرتے گئے حتیٰ کہ میں نے سب کو راضی کر کے ہی حج کیا۔ جب میں نے یہ بات آپ کے برادرِ خورد جناب حضور بحر العلوم کو سنائی تو فرمایا ہمارے محترم بھائی صاحب عملی سلوک تعلیم فرماتے تھے پھر فرمایا اگر شریعت پر پابندی راہِ سلوک نہیں تو پھر کیا ہے۔

اہلِ عرب کی مخصوص داڑھی کا ذکر ہوا تو فرمایا میں نے حج کے دوران چند عرب حضرات سے پوچھا کہ تم صرف ٹھوڑی پر داڑھی رکھتے ہو حالانکہ یہ خلافِ سنّت ہے آخر کیا وجہ تو انہوں نے مشت بھر چاروں طرف سے داڑھی رکھنا مسنون ماننے کے بعد اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ماھذہ الحیۃ الرسول بل ھذہ الحیۃ الملک یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی نہیں بلکہ یہ تو بادشاہ کی داڑھی ہے گویا الناس علی دین ملوکھم کہ لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر ہوتے ہیں کی طرف اشارہ کیا۔

جناب حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرزاق صاحب سیت پوری فرماتے ہیں ہمارے علاقہ میں رانا صاحبان جو بڑے زمیندار ہیں سب

غیر مقلّد تھے مگر حضور معدن جود کے زمانہ مسعود میں وہ اہلسنّت کیطرف رغبت کرنے لگے تو بالآخر ان میں سے ایک صاحب نے مجھے اپنا پیر بھائی بنانے کو کہا تو میں انہیں ملتان دارالامان لے آیا اوّلاً انہیں اپنے محسن حضور سیادت مآب غزالی زمان قدس سرہٗ کے پاس اس خیال سے لایا کہ رانا صاحب یہ نہ کہیں کہ شروع سے ہی اپنے پیروں کے پاس ہی لائے اور کسی سے متعارف بھی نہ کرایا۔ الغرض حضرت قبلہ شاہ صاحب قدس سرہٗ کی زیارتِ فیض بشارت کے بعد آستانہ عالیہ پر حاضری دی تو مغرب کا وقت تھا آنجناب دولتِ خانہ سے تشریف لائے ہم مسجد میں بیٹھے تھے اُٹھ کر ملاقات کی اور عرض کیا یہ رانا صاحب ہیں جو ہمارے علاقہ کے بہت بڑے زمیندار ہیں آپ کو اسی بات پر ہی جلال آگیا فرمایا واہ رانا صاحب! کیا کہنے رانا صاحب کے کیا ہیں رانا صاحب؟ ابھی تک داڑھی مکمل نہیں ہے جس نے اپنی شکل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسی نہ بنائی اس میں کتنی مسلمانی ہوگی؟ کہتے ہیں میں خوب شرمندہ ہوا کہ اب کیا ہوگا اور آپ تو اتنا فرما کر گھر تشریف لے گئے۔ رانا صاحب نے کہا بس انہی کا مرید ہوں گا چنانچہ دوبارہ تشریف لائے تو انکی طرف سے عرض کیا مرید ہونا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں اسپر آنجناب مجھ پر رنجیدہ خاطر ہونے لگے کہ تم کسی کو کیوں مجبور کرتے ہو یہ محبّت کا راستہ ہے اس میں سفارش کی حاجت ہے؟ اور یہ فرماتے ہوئے پھر کسی حاجت کو اندرونِ خانہ تشریف لے گئے۔ سہ بارہ جب تشریف لائے تو سراپا جمال تھے ہماری خاطر تواضع کی اور مل بیٹھے گفتگو کا سلسلہ

شروع ہوا مگر بیعت کے لئے فرمایا صبح دیکھا جائے گا فرماتے ہیں صبح سارا دن یہیں رہے بیعت نہ فرمایا تیسرا دن بھی یہیں رہے جب رانا صاحب شبانہ روزی معمولات دیکھ چکے اور ان کے دل میں آپ کی محبت سکہ زن ہو چکی تو پھر عرضی گزار نے پر بیعت میں لیا اور تلقین و ارشاد کے بعد انہیں رخصت کیا پھر بحمدہ تعالےٰ ان کا پورا کنبہ حضور قبلہ معدن جود سے وابستہ دامن گرفتہ اور اہلسنت والجماعۃ کے عقائد پر پُختہ ہوا۔

یہ بھی آپ کی مُستقل عادتِ مبارکہ تھی کہ اپنے سامنے پڑی چوکی پر دینی کتب کو ہمیشہ درجہ بدرجہ رکھتے یعنی سب سے اُوپر قرآن شریف پھر تفسیر پھر حدیث شریف پھر فقہ اس کے نیچے کتب صرف و نحو اور منطق و طِبّ اور فلسفہ کے موضوع پر مشتمل کُتب سب سے نیچے رکھتے تھے اور فرماتے ادب کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں اسی ترتیب سے ہی رکھا جائے۔

کسی کاغذ کو حتیٰ کہ نوٹوں پر بھی گورنر کے دستخط ہونے کے سبب انہیں پاؤں کے برابر رکھنا پسند نہ تھا چنانچہ دورانِ محفلِ سماع آپ قوالوں کی خاطر جمع ہونے والی رقم کے لئے ایک چوکی رکھواتے تاکہ اسی پر نوٹ رکھے جائیں۔

آپ اپنے بارہ میں کوئی نعرہ یا القاب وغیرہ سُننا پسند نہ فرماتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ آپ کو اپنی بھانجی یعنی میری ہمشیرہ کے گھر جانا تھا تو میں نے اندر جا کر اُونچی آواز سے کہہ دیا کہ حضرت قبلہ بڑے میاں صاحب تشریف لانا چاہتے ہیں پردہ کر لو چنانچہ آپ نے باہر کھڑے یہ بات سُن

لی تو ناراض ہوئے اور فرمایا بڑے میاں صاحب جو تھے سو تھے یعنی حضور ولی لاثانی یا حضور سراپا نور میرا تو بس کہہ دیا کرو بڑا ماموں آنا چاہتا ہے ۔ اللہ اکبر ۔

ایک دفعہ اس احقر نے لاہور سٹیشن سے حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے دربارِ عالیہ کی طرف جاتے ہوئے آپ سے پوچھا کہ حدیث شریف مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا گویا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا، میں عرفان نفس سے کیا مراد ہے جس پر عرفان حق تعالےٰ موقوف ہے تو آنجناب منبع علوم، معدنِ جود نے قدرے سکوت کے بعد ارشاد فرمایا عرفانِ نفس یہی ہے کہ اسے کچھ نہ سمجھے اور اسکی نفی کر دے جب اپنے نفس کی ہی نفی کر بیٹھے گا تو غیر نفس کی خود بخود نفی ہو جائیگی لہذا جب غیر اللہ کی نفی ہو جائے گی تو عرفان باری تعالےٰ ہو ہی جائے گا ۔

گر حقیقت کی طلب ہے، خود سے ہو جا بے خبر : یوں تو ساجد دولتِ حق الیقین ملتی نہیں

اسی راستہ ہی میں جگہ جگہ ڈھول بج رہے تھے اور لوگ عرس پاک کی خوشیاں منا رہے تھے مگر میں اپنے دل ہی دل میں عوام الناس کے اس طریقہ کو کچھ نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا تو آنجناب نے غالباً میرے قلبی خطرہ پر مطلع ہو کر حضرت علامہ صاوی مالکی علیہ الرحمۃ کی مشہورِ زمانہ تفسیر المعروف بہ حاشیۃ الصاوی علی الجلالین کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام جس دن اپنے فرزند ارجمند سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام سے ایک لمبے فراق کے بعد ملے تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے بھی اس خوشی میں کہ محبوب اور محب آپس میں مل رہے ہیں آسمان و زمین کے درمیان فرشتوں

سے ڈھول بجوائے تو فرمایا آج کا دن حضور داتا گنج بخش قدس سرہٗ کے وصال یعنی حق تعالےٰ سے ملاقات کا دن ہے تو یہ لوگ خوشیاں کیوں نہ منائیں۔ معلوم رہے کہ حضرت علامہ صاوی علیہ الرحمۃ نے ملاقات کا مفصل حال لکھا ہے جس میں فرشتوں کے طبول (طبل کی جمع بمعنی نقارہ) اور بوقات (بوق کی جمع بمعنی شہنائی) بجانے کا ذکر موجود ہے۔ جس کی طرف آنجناب قبلہ ام پیرِ صحبت نے اشارہ فرمایا ۔

خیر پور شریف میں بر موقعہ عرس مبارک حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ مغرب کی نماز سے تھوڑا پہلے مسجد شریف میں کھڑے نگاہ لگائے سرکس کے خیمہ پر جلتی بجھتی بتیوں کو بغور دیکھ رہے تھے جس سے ہم حیران ہوئے کہ آنجناب معلوم اس سے کیا فائدہ اخذ فرما رہے ہیں کیونکہ ہمیں یہ تو یقین تھا کہ آپ بے فائدہ امور سے تو کلی طور پر مجتنب رہتے ہیں لہذا اس میں بھی کوئی راز ہے چنانچہ کچھ دیر اسی کیفیت میں گزر گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا دیکھ رہے ہو؟ عرض کی جی ہاں مگر کچھ سمجھ نہیں رہے تو زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا، بلبوں کی یہ قطار جس تار پر لگی ہوئی ہے اسے پل صراط سمجھو اور نیچے چونکہ غفلت خانہ ہے اسے دوزخ سمجھو اور یہ بلب جب انتہائی تیزی سے بجھتے جلتے ہیں حتیٰ کہ آن ہی آن میں پہلے سے لے کر آخری بلب تک سب جل کر بجھ جاتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی سوار انتہائی تیزی سے بجلی کی رفتار میں گزر رہے ہیں تو یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قطار ہے جو کامیاب و کامران اس پل سے گزرے گی پھر بلبوں کی رفتار جب ذرا کم ہوتی ہے تو سمجھو گویا یہ اولیاء اللہ کی قطار گزر

رہی ہے رفتار میں بتقاضاءِ ادب ذرا کم مگر کامیاب، پھر اس سے کم درجہ میں عام مؤمنین گرتے پڑتے گزر رہے ہیں، پھر جب یکدم سب بلب بجھ جاتے ہیں تو سمجھو گویا کفار ہیں جو سب کے سب دوزخ میں گر گئے ہیں سُبحان اللہ!

آپ کی اس وضاحت کے بعد اس معاملہ کو بھی سمجھے اور یہ بھی یقین کیا کہ اللہ والے ہر مجاز کو حقیقت کی طرف پھیر ہی لیتے ہیں۔

کسی طرف سفر پر جاتے ہوتے ایک مرتبہ آنجناب میرے ساتھ کار میں بیٹھ گئے اور فرمایا چلو تو چونکہ آنجناب کی عاداتِ مبارکہ میں تھا کہ سفر کے دوران کسی نہ کسی طالب علم شاگرد یا خادم کو رفاقت کا شرف بخشتے تھے لہذا میں نے عرض کر دیا کہ طالب کوئی نہ آوے گا؟ آپ نے جلال میں آکر ارشاد فرمایا جو طالب نہیں وہ نیچے اُتر جائے ہم سب طالب ہیں مطلوب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات والاصفات ہے بعد ازاں فرمایا تم طالب علم صرف اُنکو سمجھتے ہو جو پڑھنے کی خاطر سفر کر کے مدرسہ میں مقیم ہو گئے ہوں نہیں بلکہ اِس راستہ میں اُستاذ و شاگرد پیر و مُرید سب طالب ہیں۔

کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں کوئی دوسرا اگر آپ کے ہاتھ مبارک دھلواتا تو آپ اس دوران اسے یہ دُعا دیتے رہتے۔

طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنَ الذُّنُوبِ وَبَرَّأَكُمْ مِّنَ الْعُيُوبِ۔

ترجمہ: اللہ تعالےٰ تمہیں گناہوں سے پاک اور عیوب سے بری فرمادیں۔

یہ دُعا چونکہ عام کتابوں میں درج نہیں اس لئے اہلِ علم حضرات اسے بہت غور سے سُنتے اور یاد کر لیتے تھے حتیٰ کہ مجھے آپ کے محترم

بھتیجے اور مُریدِ خاص عندلیب گلستان رسالت صاحبزادہ حافظ محمد عبدالباقی صاحب زید صلاحہ وحیاتہ نے فرمایا کہ ایک موقعہ پر آنجناب حضور قبلہ معدن جود نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگ جناب حضرت سید محمد علاؤالدین شاہ صاحب نقشبندی علیہ الرحمۃ کے سامنے ہاتھ دھلوانے والے خادم کو حسبِ عادت یہ دُعا بلند آواز سے دی تو خود حضرت پیر صاحب نے دوبارہ سہ بارہ پڑھ کر سنانے کو فرمایا۔ آپ نے سنائی حتیٰ کہ اُنہوں نے یاد فرمالی اور جزلئے خیر کی دُعا دی۔

اس احقر کو ایک مرتبہ فرمایا ذرا دُور جا کر کھڑے ہو میں تعمیل بجا لایا تو مجھے غور سے دیکھ کر ارشاد فرمایا آجاؤ حاضر ہوا تو فرمایا تمہاری شلوار کا کپڑہ قدرے باریک ہے کہ پنڈلیوں کی وضع قطع ان سے معلوم ہوتی ہے لہذا نمازی آدمی کو اتنا باریک کپڑہ استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک طالبِ علم کو سَر پر سیاہ ٹوپی رکھے دیکھا تو ارشاد فرمایا اسطرح کی ٹوپی سے ننگے سَر معلوم ہوتے ہو لہذا یہ بھی ایک دھوکا ہے۔ آئندہ ایسی ٹوپی استعمال کرو جو دُور سے معلوم ہو۔

ایک دن حسبِ معمول بعد نمازِ صبح اسباق پڑھنے کی غرض سے یہ احقر آستانہ عالیہ پہنچا تو آنجناب کو دیکھا کہ عالمِ پریشانی میں اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں پھر مجھے یاد نہیں کہ خود آنجناب نے مجھے فرمایا یا میرے پوچھنے پر ارشاد فرمایا کہ رات سے طبیعت پریشان ہے کیونکہ کل کوئی خریدار میرے اس پلاٹ کو جو والدہ محترمہ کی میراث سے مجھے چاہ بُرج والا میں ملا تھا اور اسوقت میری ضرورت سے زائد اور فارغ پڑا ہے، لینے کو آتے تھے مگر میں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے ابھی

نہیں بیچنا ہے۔ مگر بعد میں سوچ آئی کہ کل بروز محشر حق تعالےٰ جلّ مجدہٗ کی بے نیاز ذاتِ پاک یہ فرمادیں کہ عبدالودود! پلاٹ تیری حاجت سے زائد تھا اور اُسے اپنی رہائش کے لئے مکان بنانا تھا تو حق تو یہ تھا کہ حاجت مند کو مفت دے دیتا مگر تُو نے رقم کے بدلہ میں بھی نہ بیچا اور اسکی حاجت کا بالکل خیال نہ کیا تو کیا جواب دوں گا؟ اسپر اس احقر نے عرض کیا کہ خواجہ مختار احمد صاحب کو کہہ دیتا ہوں وہ اسی علاقہ میں رہتے ہیں اور ان پلاٹوں کے اکثر خریداروں کو جانتے ہیں انشاء اللہ انہیں بھی لے آویں گے تب آنجناب کو کچھ اطمینان ہوا۔

یہ جاروب کش آستانہ عالیہ غالباً گلستان شریف آپ سے پڑھتا تھا کہ سبق کی دُہرائی کے دَوران کسی نے مجھ سے کھلی رقم مانگی میں نے بِن دیکھے کہہ دیا کہ یہ نوٹ کھُلا نہیں آنجناب نے میرا یہ جواب سُنکر ارشاد فرمایا اگر جیب میں کھلی رقم موجود تھی اور دوسرے کی حاجت روائی نہ کی تو تم نے بہت ہی بڑا کیا نامعلوم اِتنی زندگی ہے بھی یا نہیں کہ یہ نوٹ اپنے استعمال میں لاسکو اور اگر زندگی کا یقین بھی ہو تب بھی دُوسرے کی ایسی حاجت روائی تو کم از کم ضرور کرنا چاہیئے کہ جس میں اپنا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہو۔

اگر آنجناب جماعت کی نماز میں کبھی دوسری صف میں ہوتے تو بعد سلام فوراً کھڑے ہو کر صفوں کے پیچھے پھرنے لگتے تاکہ آپ سے آگے بیٹھے ہوئے لوگوں کو پیٹھ پھیرنے کی تکلیف نہ ہو اور اس سبب سے آپ خود بھی انگشت نمائی سے بچ سکیں۔ سُبحان اللہ! یہ بھی معلوم رہے کہ آنجناب ہمیشہ صفِ اولیٰ میں ہی جگہ پاتے تھے مگر کبھی ایام عرس

میں یا جس دن کسی عُذرِ خاص کے سبب آپ نماز شروع فرمانے کی اجازت دے دیتے حالانکہ آپکو وضو کرنا ہوتا تھا تو آپ کو جس صَف میں بھی جگہ ملتی کھڑے ہو جاتے تھے۔ اس میں ایک حکمت یہ بھی معلوم ہوتی تھی کہ جس دن مُریدین اور خُدّام کثرت سے حاضر ہوتے، عموماً اسی دن ہی آپ سے یہ عمل ظاہر ہوتا تھا تو گویا اس میں بھی نفس کے غرور کو توڑنا اور عوام الناس میں عوام کی طرح رہ کر اپنی نیکی کو مخفی کرنا مقصود ہوتا ہوگا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

آپ چلتے پھرتے یا حجرہ عالیہ اور مسجد شریف یا لنگر خانہ میں کام کاج میں مصروف بھی ہوتے تو بھی درود شریف یا کلمہ شریف اور استغفار و تسبیحات وغیرہ سے رطب اللسان ہی رہتے تھے۔ کبھی توحیدیہ، نعتیہ اور پند و نصیحت پر مشتمل اشعار بھی گنگناتے اور اسی دوران کبھی غلبۂ ذوق میں اسمِ ذات باری تعالیٰ اَللّٰہُ اس شدّ و مدّ، درستی حروف اور ہ پر وقف کے ساتھ پُرسوز اور بلند آواز میں لیتے کہ پورے آستانہ عالیہ میں حاضرین سُنکر خوب لذّت اور ذوق حاصل کرتے اور بعض جَلّ جلالہٗ کہتے اور بعض اہلِ محبّت کو بھری آواز میں سرنگوں ہو کر یہ کہتے بھی سُنا "او میں صدقے تھیواں"۔ یعنی میں قربان جاؤں اور اسکے ساتھ ہی اُنکی آنکھ بہہ جاتی۔ آپ خود بھی جب کسی سے اسم ذات سُنتے تو فوراً جل جلالہ وعم نوالہ کہتے کبھی عَزَّ اِسمُہٗ کا بھی اضافہ فرماتے۔

سادگی کا یہ عالم تھا کہ اس احقر نے ایک دفعہ موسم گرما میں آپ کو نشتر ہسپتال سے کسی مریض کی عیادت اور طبع پرسی کے بعد اس حالت میں پاپیادہ دیکھا کہ کُرتہ مُبارک اُتار کر اپنے شانے پر یا ہاتھ مبارک

میں لیا ہوا تھا اور صرف چادر وہ بھی حسبِ عادت، مطابق سُنّتِ نبویہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نِصف پنڈلی تک تھی اور ٹوپی مُبارک سے سَر مُبارک
ڈھکا ہوا تھا۔

لاولد ہونے کے باوجود سب کی عموماً اور خصوصاً رشتہ داروں کی اولاد
سے والدین کی طرح ہی محبت فرماتے سب کی غمی خوشی میں شریک ہوتے
اور مالی امداد بھی فرماتے۔ کوئی بیمار ہوتا عموماً آپ ہی سب سے پہلے عیادت
کو تشریف لاتے اور مریض کی ضرورت اور پسند کی چیزیں بھی ہمراہ
لاتے پھر مریض خواہ بڑا ہوتا خواہ چھوٹا اس کو راحت پہنچانے کی
خاطر اسکی مٹھیاں بھرتے اور اسے دُعا کے بارہ میں بھی حکم فرماتے وہ
از راہِ شرم و حیا معذرت کرتا تو آنجناب سَراپا عجز و نیاز یہ فرماتے کہ میرے
اور تمہارے بلکہ ہم سب کے آقا، ہادی اور ملجا حضور پُر نور سید یوم النشور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ذی شان ہے کہ مریضوں سے دُعا کرایا
کرو کہ انکی دُعا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک فرشتوں کی دُعا
کا درجہ رکھتی ہے۔

پھر بیماری کے فضائل میں بہت باتیں اور حکایات سناتے۔ کبھی
فرماتے اللہ تعالیٰ جس سے بھی احسان فرمانا چاہتے ہیں دو طرح سے
فرماتے ہیں یا تو اس کے رزق میں کمی فرما دیتے ہیں یا اسے بیمار کر دیتے
ہیں اگر بندہ صبر سے وقت گزارے تو اُسے آخرت کی نعمتوں کا مستحق بنا دیتے
ہیں اور یہی حق تعالیٰ جل شانہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ کسی کی آخرت بہتر
ہو جائے۔ اگر بیمار بہت وظائف پڑھنے والا ہوتا یا نماز با جماعت
کا از حد مشتاق ہوتا تو فرماتے بیماری اور سفر کے سبب جو وظیفہ رہ جائے

تو اللہ تعالیٰ کی رحیم و کریم ذات جل مجدہ فرشتوں کو صحت اور حضر کے
معمولات مطابق اعمالنامہ لکھتے رہنے کا حکم فرما دیتے ہیں تم فکر نہ کرو۔ یہ
گفتگو کا سلسلہ اسی حالت میں طویل فرماتے جب یقین ہوتا کہ مریض اور
گھر والے میرے بیٹھنے سے راحت پا رہے ہیں ورنہ کچھ دیر تک اپنی
زیارت کروا کر ان میں اپنی یاد کے اَن مٹ نقوش چھوڑ کے روانہ ہوتے۔

ایک دفعہ اس احقر کے غریب خانہ کو اچانک اپنے قدم میمنت لزوم
سے رشکِ گلزار بنایا اور خربوزے بھی ہمراہ لائے پھر اپنی بھتیجی یعنی میری
اہلیہ کو بُلایا اور فرمایا خاص تمہارے لئے لایا ہوں کہ تم حمل سے ہو اور عموماً
اِن دِنوں میں عورتوں کو نئی نئی چیزوں اور پھلوں کی خواہش ہوا کرتی ہے
میں نے سوچا نیا پھل ہے ممکن ہے دل کر رہا ہو۔ بعد ازاں خود بیٹھ کر
کاٹے یا کٹوائے اور سب کو کھلاتے اہلیہ آج تک اس بات کو یاد
کر کے رو دیتی ہیں کہ کسی کے چچا اتنی محبت کرتے ہوں گے؟ نہیں
بلکہ والد سے بھی یہ ممکن نہیں کہ ایسے اُمور صرف والدہ سے متوقع ہوتے
ہیں۔ پھر طرفہ تر یہ کہ آپکی اپنی اولاد بھی نہ تھی کہ ان اُمور کی طرف ان
کے سبب دھیان جاتا بس یہ خداداد صلاحیت تھی کہ سب کو راضی اور
خوش رکھنا انکی عاداتِ کریمہ سے تھا۔ اسی لئے ہر متوسّل اور آشنا ناآشنا
سب کا یہی دعویٰ ہے کہ آپ کی ذات والا صفات جتنی مجھ پر مہربان تھی
کسی پر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسی مُبارک ہستی کو اپنی شان مطابق ان کے
اعمالِ خیر کا بدلہ نصیب فرماویں اور ہمیں توفیقِ اتباع مرحمت فرمادیں۔

اللّٰھم صلّ علٰے سیدنا ومولٰنا محمّد وعلٰے اٰلہ وصحبہ وبارک
وسلم تسلیما کثیرا۔

پڑھے لکھے مریدین کو مطالعہ کتب کے لئے بہت تاکید فرماتے۔ قرآن شریف مترجم کا کوئی مشورہ لیتا تو اعلحضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کا کنز الایمان اور اس پر حاشیہ خزائن العرفان کے مطالعہ کا مشورہ دیتے اسی طرح کتب سیر و تصوف کے مطالعہ کی بھی ترغیب دیتے۔ عموماً یہ بھی فرماتے کہ ضروری وظائف کے بعد دن کو بلا شمار چلتے پھرتے درود شریف پڑھتے رہا کرو اور مغرب کے بعد سونے تک کلمہ شریف کا ورد رکھا کرو۔

ملازمین کو وقت کی پابندی اور اپنی ذمہ داری کا خوب احساس دلاتے برادرم خورد جناب خواجہ محمد صادق صاحب کو جب بحیثیت پروفیسر پہلے روز کالج جانا تھا تو دعا طلبی کو حاضرِ خدمت ہوئے آپ نے یہی نصیحت فرمائی۔ مزید یہ بھی فرمایا اوقاتِ کالج میں جتنی بھی تندہی سے کام کرو گے وہ اپنا فرض نبھاؤ گے کہ اسکی تنخواہ تمہیں ملنا ہوگی ثواب کا کا کام تو یہ ہے کہ ان اوقات کے بغیر بھی کوئی طالبِ علم تم سے امداد لینا چاہے تو خوب محبت اور خوشی سے اس کی حاجت روائی کر دیا کرو!
سبحان اللہ آپ کے فرمان ذیشان کی برکت سے میرے محترم بھائی متعدد طلباء کو کالج اور گھر میں بلا معاوضہ پڑھاتے رہے ہیں حالانکہ انگریزی کے پروفیسر ہزاروں روپے ٹیوشن فیس بھی لیں تو پڑھنے والوں کی کمی نہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ایسے اعمال پر استقامت بخشیں اور بزرگوں کی محبت دل میں جاگزین فرماویں۔ آمین۔

آنجناب کے مزاح اور خوش طبعی میں عجیب نصیحت کی باتیں ہوا

کرتی تھیں۔ ایک دفعہ برادرم بزرگوار نے آپکی پسند کا فروٹ "گرما" پیش کیا مگر اسے انکی اہلیہ محترمہ نے کچھ اس نفاست سے کاٹا تھا کہ اوپر سے آری نما دندانے بن گئے تھے جو بظاہر خوبصورت لگ رہے تھے آنجناب نے اسے چکھا تو چونکہ اتنا میٹھا نہ تھا لہذا تبسم کناں ارشاد فرمایا "جب سیرت اچھی نہ تھی تو صورت سنوارنے کا کیا فائدہ ؟

اسی طرح جدید قلمی پھل یا پھول وغیرہ میں اپنی صفت مٹھاس یا خوشبو کامل طور پر نہ ہوتی تو ارشاد فرماتے صورت تو خوب ہے مگر سیرت اچھی نہیں۔ دراصل آپ اپنی اس کلام سے حاضرین کو یہ درس دیتے تھے کہ ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی سنوارنا چاہیئے۔

یہ احقر گدائے چشت اہلِ بہشت ایک دفعہ کار میں بیٹھا اپنی دستار کا پیچ درست کر رہا تھا تو دیکھ کر تبسم کناں ارشاد فرمایا ؎

ما ہیچ نداریم و غم ہیچ نداریم : دستار نداریم و غمِ پیچ نداریم

ترجمہ: ہم چونکہ کچھ نہیں رکھتے اس لئے کسی چیز کا غم اور فکر بھی نہیں رکھتے حتیٰ کہ دستار بھی نہیں لہذا اس کے پیچ کا غم بھی نہیں رکھتے۔

کسی نے کہا پیپسی کولا، کوکا کولا، سیون اپ وغیرہ بوتلوں میں شراب ہوتی ہے تو قدرے سوچ کر فرمایا انگریز کے پاس اتنا وقت نہیں کہ ہر بوتل میں قطرہ قطرہ شراب کا ڈالے غالباً" یہ آپ نے اس لئے فرما دیا تھا کہ پینے والوں کو بری نگاہ سے نہ دیکھا جائے کہ نجس ہونے کا یقین نہیں ورنہ ایک دفعہ آپ نے ایصالِ ثواب کی خاطر سامنے رکھی گئی اشیاء میں بوتل بھی دیکھی تو فرمایا ہم غیر متقی لوگ تو ایسی مشکوک

چیزیں استعمال کر لیتے ہیں مگر اللہ والوں کے نام فاتحہ دینا ہو تو اس میں
ایسی مشکوک چیزیں شامل نہ کرنا چاہئیں گویا یہاں احتیاط کا پہلو اختیار
فرمایا وہاں بدگمانی سے بچایا۔

ایک دفعہ یہ شعر سنا ؎

کہیں اور جائیے گا یہ تو میکدہ ہے ناصح : یہاں کارگر نصیحت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

تو فرمایا تبلیغی جماعت والے جب آئیں تو یہی سُنانا چاہئیے آنجناب
کے اس فرمان میں یہ سبق تھا کہ محبت اور عشق سے خالی رہتے ہوئے
صرف پند و نصیحت کی باتیں اس قدر مفید نہیں ہوتیں کہ ؎

جائے کہ زاہدان بہ ہزار اربعین رسند : مستِ شراب عشق بہ یک آہ مے رسد

ترجمہ: جس مقام پر زاہد لوگ ہزاروں چلّوں میں پہنچتے ہیں وہاں
شرابِ عشق سے مست ایک ہی آہ میں پہنچ جاتا ہے۔

کسی سے بھی مصافحہ فرماتے ہوئے آپ دو ہاتھوں سے اس
طرح مصافحہ فرماتے کہ اپنے داہنے ہاتھ کی انگوٹھے اور شہادت
کی انگلی کی درمیانی جگہ سے مصافحہ کرنے والے کے دائیں ہاتھ
کی اسی جگہ سے ملا کر اس کے دائیں ہاتھ پر اپنا بایاں
رکھ کر ہاتھ کو قدرے دباتے اور جھٹکتے اور انتہائی خوش خلقی سے
السلام علیکم تصحیح الفاظ کے ساتھ کہتے اور کبھی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کا
اضافہ بھی فرماتے۔ ارشاد فرماتے کہ اسطرح گناہ جھڑتے ہیں اور محبت
میں اضافہ ہوتا ہے مزید فرماتے جو دونوں میں زیادہ اخلاق سے
ملتا ہے اسے ثواب بھی زیادہ ملتا ہے۔

خیرپور شریف کی سالانہ حاضری کے علاوہ آپ نے حضور ولی لاثانی

کے ہمراہ ہندوستان کا سفر بھی فرمایا تھا جس میں دہلی شریف اور
اجمیر شریف کے حالات اکثر و بیشتر بیان فرماتے تھے۔ متعدد بار
پاک پتن شریف اور حضور قبلۂ عالم و عالمیان اور ان کے
خلفائے کرام علیہم الرضوان کے مزارات مبارکہ پر حاضریاں دیں۔

ایک دفعہ پاک پتن شریف یہ احقر بھی ہمراہ تھا آپ نے رات بھر
وہاں اپنا وقت جاگتے ہوئے ذکر واذکار اور محفلِ سماع کے حلقہ میں
گزارا۔ بوقتِ واپسی ہم نے حاضری دی مگر طبیعت میں ذوق نہ آیا
تو میں حیران ہوا میرے ساتھ آپ کے مقبول بھتیجے عندلیب گلستان
رسالت بھی کھڑے تھے مگر جونہی آپ نے دونوں کی طرف توجہ
فرما کر ارشاد فرمایا "بس اب اجازت لے لیں" سُبحان اللہ انہی
کلمات کے سُنتے ہی ہم دونوں کی طبیعت غیر ہوگئی اور دل بھر
آیا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے حضور شیخ کبیر حضرتِ گنج شکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے عین حیات ان سے اجازت لے رہے ہیں بعد
ازاں دونوں ہاتھ آپ نے بھی اور ہم نے بھی قبر شریف کے سر کی
طرف غربی جانب رکھ کر اجازت طلب کی اور روانہ ہوئے۔

کوئی کسی کی طرف سے آکر ہدیہ سلام پیش کرتا تو جواباً فرماتے،
علیك وعلیه السلام یعنی تم پر اور اس پر بھی سلام اور اگر کوئی بدمذہب
سلام کرتا یا صحیح العقیدہ شخص تصحیح الفاظ سے سلام نہ کرتا مثلاً سام علیکم
کہتا تو دونوں کے جواب میں فقط وعلیك فرماتے یعنی جس کا تو مستحق ہے
تجھ پر وہی کچھ ہو۔

اسی طرح ایک بار خیرپور شریف میں بھی طبیعت حاضر نہ

ہوئی مگر جونہی آپ نے دعا مانگنا شروع فرمائی تو تقریباً سب ساتھیوں
کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں اور بعد میں سب ایک دوسرے سے
اس لذت کا ذکر کرتے تھے۔ سبحان اللہ! اپنے سلسلہ عالیہ کے
تمام پیرانِ کبار علیہم الرضوان سے بے پناہ عقیدت کے سبب عموماً
فرمایا کرتے تھے۔ ع خواجگانِ چشت کی آب و ہوا کچھ اور ہے

جو چیز آپ خود پسند فرماتے دوسروں کے لئے بھی وہی پسند
فرماتے اور جو خود پکاتے دوسروں کو بھی کھلاتے ایک دفعہ برادرم
بزرگوار نے ازراہِ کمال محبت بہ آنجناب، فالسہ کا پھل جو ابھی اترا
ہی تھا خرید کر پیش کیا مگر چونکہ کافی مہنگا تھا اس لئے فقط اتنا
تھا کہ آپ کو اہلِ خانہ کے ساتھ کفایت کر جاتا مگر آپ نے گوارا
نہ فرمایا اور تمام حاضرین اور طلباء کرام کو بلا کر ارشاد فرمایا میاں بشیر احمد
صاحب فالسے لائے ہیں نیا پھل ہے، دو دو تین تین دانے لے لو
چنانچہ سب نے لئے بعدہ آپ نے خود اہل خانہ اور گھر کی شاگردہ
لڑکیوں نے بھی لئے۔

آپ کسی آیتہ شریفہ، حدیث شریف، حکایت یا شعر سے ذوق
پاتے تو اسے دوسروں کو بھی سناتے اور ایک دو دن تک ہر آنے
والے کو سناتے رہتے اور سنانے میں اس قدر احتیاط فرماتے کہ حرف
بحرف نقل فرماتے کمی بیشی کو روا نہ رکھتے۔ اگر کسی محفلِ سماع میں کوئی
کلام پسند آتا تو اسے بھی بار بار سنتے فارسی عربی کے علاوہ آپ
عوام الناس کی خاطر اردو اور سرائیکی کا عام فہم عارفانہ کلام بھی خوشی
سے سنتے۔ ایک دفعہ حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے عرس مبارک کے موقعہ پر درج ذیل غزل پر آپ کو ذوق حاصل
ہوا تو مجھے یاد ہے کہ شب و روز میں تین چار مرتبہ پوری غزل سنی پھر
اگلے دنوں خیر پور شریف کے عرس مبارک میں بھی محفل میں سننے
کے علاوہ قوال کو بلوا کر بھی سنی۔

ایسا رخ دیکھا نہیں ایسی جبیں ملتی نہیں
دو جہاں میں مثل تیری اے حسیں ملتی نہیں

ہیچ ہے ارضِ ارم خلد بریں ملتی نہیں
سرزمینِ یار سے کوئی زمیں ملتی نہیں

یہ بجا ہے اور بھی لاکھوں حسیں ہونگے مگر
میں نے دیکھی ہے جو صورت وہ کہیں ملتی نہیں

سنگ باب یار سے کچھ اسقدر مانوس ہے
آستانِ غیر سے میری جبیں ملتی نہیں

اور تو ہر چیز ملتی ہے یہاں سے سائلو
انکے دروازہ سے لیکن اک "نہیں" ملتی نہیں

گر حقیقت کی طلب ہے خود سے ہو جا بے خبر
یوں تو ساجد دولتِ حق الیقیں ملتی نہیں

آپ کو اشعار کا بے شمار ذخیرہ یاد تھا ہم حیران ہوتے کہ ہر موضوع
پر آپ چند اشعار موقع پا کر پڑھ دیتے تھے۔ گلستان بوستان اور
پند نامہ تو آپ کو تقریباً یاد تھا اس کے علاوہ مثنوی شریف لوائح جامی
اور حضرت منشی صاحب اور حضرت امیر خسرو اور حضرت حافظ شیرازی
کے کلام کا کافی حصہ یاد تھا خواجہ صاحب کوٹ مٹھن والوں کی کافیاں
بھی بہت پسند فرماتے اور موقعہ بموقعہ پڑھ کر دوسروں کو نصیحت فرماتے۔
آپ کی پسندیدہ چند غزلیں مزید لکھتا مگر اختصار کے سبب ترک کرتا
ہوں۔ البتہ چند رباعیات و اشعار جو آپ سے عموماً سنے جاتے تھے
قارئین کے ذوق کے لئے نقل کرتا ہوں۔

لوائح جامی سے یہ شعر اور رباعی ایک دن آپ اپنے حجرہ عالیہ میں
بیٹھے بڑے ذوق سے پڑھ رہے تھے اور پھر اس احقر کے پہنچنے

پر اپنی مبارک قلم سے لکھے ہوئے اسی کاغذ کو اس کے حوالہ کیا۔

ہر چیز کہ در جہانست جز حیّ جلیل ٭ مُردست مشو ز عشق ہر مُردہ ذلیل

ترجمہ:۔ اس جہاں کی ہر چیز سوائے حق تعالےٰ حیّ جلیل کے مُردہ ہے لہٰذا ہر مُردہ کے عشق میں ذلیل ہو کر نہ پھر تارہ۔

رباعی

تا دل ز وجود خویش برکندہ نۂ — در بند خودی خدائی را بندہ نۂ
گیرم کہ تو جانی و جہاں زندہ بتست — تا زندہ بجاناں نشوی زندہ نۂ

ترجمہ:۔ جب تک دل کو اپنے وجود سے بیزار نہ کرلے تو یقین جان کہ تو خدا تعالےٰ کی بندگی کے خیال میں نہیں، بلکہ اپنے خیال میں مست ہے۔ مانتا ہوں کہ تو ایسا روح ہے کہ پورا جہاں تیری وجہ سے زندہ ہے مگر جب تک کسی محبوب کی محبت میں زندگی نہ گزارنے لگے گا تو تو خود زندہ بھی نہیں

یارب در خلق تکیہ گاہم نکنی — محتاج گدا و پادشاہم نکنی
کردی ز کرم روئے سیاہم تو سپید — با موئے سپید روئے سیاہم نکنی

ترجمہ: اے رب تعالےٰ مخلوق کا دروازہ میرے سہارہ کی جگہ مت بنا اور مجھے گدا و بادشاہ دونوں کا محتاج نہ بنا تو نے اپنے ہی کرم سے مجھ روسیاہ کو سفید بنایا ہے اب سفید بالوں کے ہوتے ہوئے روسیاہ نہ کرنا۔

پاسبانِ دل شو اندر کلّ حال — تا نیاید ہیچ دزد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد داں — ایں ریاضت سالکاں را فرض داں

ترجمہ: ہر حال میں اپنے دل کا نگہبان اور محافظ بن تاکہ کوئی چور بھی اس خزانہ پر قدرت حاصل نہ کرے۔ غیر اللہ کے خیال کو ہی چور سمجھ اور سالکانِ راہ طریقت کے لئے اس محنت اور ریاضت کو ضروری سمجھ۔

بشکر آنکہ شگفتی بکام دل اے گل — نسیم وصل ز مرغ سحر دریغ مدار
مراد ما ہمہ موقوف یک کرشمۂ تست — ز دوستانِ قدیم ایں قدر دریغ مدار

ترجمہ:۔ اے پھول تو دل کی مراد کے موافق ہی کھل گیا ہے لہٰذا اس کے شکریہ میں وصل اور ملاقات کی خوشبو کو بلبل تک پہنچانے میں دریغ نہ کر ہماری ساری تمنّا تیری ایک ہی ادا پر موقوف ہے لہٰذا پرانے دوستوں سے اتنی مروّت کرنے میں دریغ نہ کر۔

وقت سحر وقت مناجات ہے — خیز دراں دم کہ برکات ہے
نفس مبادا کہ بگوید ترا — خسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے

ترجمہ: وقتِ سحر دعائیں مانگنے کا وقت ہے لہٰذا اس مبارک گھڑی بیدار رہا کر کہ برکتوں کے نزول کا وقت ہے۔ خدا کرے تجھے نفس کمینہ یہ دھوکا نہ دے کہ ابھی رات ہے لہٰذا سو جا۔

سحر برخیز و ذکر بے ریا کن — بداں درگاہ خود را آشنا کن
اگر گوئی کہ من درویش حالم — نظر بر خاندان مصطفےٰ کن
اگر گوئی کہ بر من ظلم رفتہ است — نظر بر کشتگانِ کربلا کن

ترجمہ: صبح سویرے جاگ اور بے رِیا ذکر سے اپنے آپکو اس مُبارک بارگاہ کا آشنا کرا۔ اگر تو کہتا ہے کہ میں درویش حال ہوں تو ذرا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک خاندان (کی درویشی) پر نظر کرلے اور اگر کہے کہ میں مظلوم ہوں تو کربلا کے شہداء علیہم الرضوان پر نظر کرلے۔

زہر بادے چو کاہے گر بلرزی — اگر کوہی بکاہے مے نیرزی

ترجمہ: اگر تنکے کی طرح تو بھی (مخالفت کی) ہوا چلنے سے ہلنے لگتا ہے تو سمجھ لے کہ اگر تو پہاڑ کی طرح جسیم کیوں نہیں مگر تیری عزت تنکے سے بھی کم ہے۔

شرابِ شوق مستی میں آکے پیتا ہوں — میں ماسوا کی نظر سے چُرا کے پیتا ہوں
رکوع سے جو بچے سجدے میں جا کے پیتا ہوں — وہ رند ہوں کہ خدا کو دکھا کے پیتا ہوں

جس زندگی پہ نازاں وہ صاحب ہوس ہیں
وہ کیا ہے فی الحقیقت گنتی کے چند نفس ہیں

قدم سوئے مرقد نظر سوئے دنیا — کِدھر دیکھتا ہے کدھر چل رہا ہے

حشر تک زیرِ زمیں دو روز بالائے زمیں
جز لحد دنیا میں کچھ تعمیر کی حاجت نہیں

عبث طولِ امل ہے چنیں ہوگا چناں ہوگا
نہیں ہے دور وہ دن کہ تو زیرِ زمیں ہوگا

اس کے علاوہ بے شمار توحیدیہ، نعتیہ اور نصیحت و عبرت آمیز اشعار آپ کی محافل وعظ و نصیحت میں سُننے میں آئے اور ہر ہر شعر کے ساتھ کئی یادیں وابستہ ہیں مگر اس خیال سے کہ اختصار کا دامن ہاتھ سے نہ چھُوٹنے پائے اسی قدر پہ کفایت کرتا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات والاصفات نے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل علم لدنی سے بھی نوازا تھا اسی لئے بعض دفعہ آپ کے جواب باصواب سے علماء بھی حیران رہ جاتے چنانچہ آپ کے برادر خورد حضور بحر العلوم باوجودیکہ علوم شرعیہ میں بحر ذخّار کی مثل تھے تاہم اکثر اُمور میں آپ سے بھی مشورہ فرماتے چنانچہ فرمایا کرتے تھے میں نے اپنے دُوسرے یا تیسرے حج کے سفر سے پہلے یہ ارادہ کر لیا کہ احرام کی پابندیوں میں زیادہ وقت رہنے سے بچنے کی خاطر کراچی سے نیّت صرف جدّہ شریف تک جانے کی کروں گا نہ کہ حرم مکّہ شریف کی۔ پھر وہاں پہنچ کر عمرہ کی نیّت سے احرام باندھ لوں گا۔ معلوم رہے کہ یہ ایک صُورت تھی جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ تھی مگر جب آپکے سامنے انہوں نے یہ ارادہ ظاہر فرمایا تو آپ نے قدرے سکوت کے بعد ارشاد فرمایا، از روئے شرع شریف اس میں نقص معلوم نہیں ہوتا مگر یہ تو سوچو کہ کراچی سے جدّہ تک کا سفر بے مقصد کہ جس میں کوئی ثواب نہ لکھا جائے کرنے کا آخر کیا فائدہ؟ مزید یہ کہ اگر خدانخواستہ راستہ ہی میں موت واقع ہو گئی تو احرام نہ ہونے کے سبب ہر سال کے حج کے ثواب عظیم سے بھی محروم ہی رہو گے۔ چنانچہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے انکو عجیب سمجھ اور فراست عطا فرمائی تھی۔

فقیر کاتب الحروف خوشہ چین گلزار چشت اہلِ بہشت نے اپنے مرشدِ حقیقی حضور سراپا نور وسُرور اور اپنے پیرِ صحبت حضور معدن جود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مُبارک زندگیوں سے وابستہ چند یادگاروں کا ذخیرہ بصورت ملفوظات شریفہ ہدیۂ قارئین کر کے گویا انہیں چند

لمحات کے لئے انکی مُبارک محافل میں بیٹھنے کا موقع دیا ہے اور اس کے بدلہ میں ان سے خاتمہ بالخیر کی دُعا کا متمنی ہے اللہ تعالےٰ میری تمام لغزشوں کو معاف فرمادے کہ میں نے ان ملفوظات کو نقل کرنے میں عموماً معنیٰ اور مراد کا خیال رکھا ہے نہ کہ حرف بحرف الفاظ کا۔

اللھم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم تسليما كثيرا كثيرا۔

کرامات

اب آنجناب والاصفات کے تصرّفات، مکاشفات اور کرامات سے چند ایک کا بیان بلا عنوان کروں گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

(۱) چک شجاعباد سے جناب میاں عبدالعزیز صاحب نے خود مجھے بتایا کہ میں محترم جناب ارشد اصغر کھوکھر صاحب کے ہاں عرصۂ دراز سے ملازم تھا مگر کسی وجہ سے ناراض ہو کر خود ملازمت چھوڑے فارغ پھر رہا تھا اسی دوران خیال آیا کہ اپنے مرشد کریم حضور معدن جود کے ہاں حاضری دے کر ان سے دُعا کی امداد لوں لہذا حاضر ہو کر ماجرا سُنایا جس پر آنجناب نے قدرے سکوت کے بعد تبسّم کناں فرمایا، میاں عبدالعزیز! اگر کھوکھر صاحب کسی کو بھی بھیج کر تمہیں بلوانا چاہیں تو انا کا مسئلہ بنا کر انکار نہ کرنا بلکہ چلے جانا اور ملازمت اختیار کر لینا چنانچہ کہتے ہیں میں اس اشارہ کو نہ سمجھا کہ اتنے بڑے زمیندار ہو کر مجھے کیسے بُلا دیں گے مگر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور آنجناب کا رُوحانی تصرّف کہ اگلے ہی روز علی الصبح جناب کھوکھر صاحب کے

فرزند جناب طاہر اصغر صاحب خود میرے گھر تشریف لائے اور کہا
کہ والدِ گرامی تمہیں بُلا رہے ہیں چنانچہ میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے
میری ملازمت بحال کر دی۔

(۲) مہر محمد یار رمانہ علاقہ جھنگ سے بیان کرتے ہیں کہ حکومت کی
برطرفی کے سبب میں اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھا تو ملازمت
کی بحالی کی خاطر مقدمہ کیا مگر جج ہماری موافقت میں نہ جا رہا تھا بلکہ
اسکے ارادے خطرناک معلوم ہوتے تھے لہٰذا دعا کی خاطر اپنے مرشدِ
کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! اس تاریخ پر
جج ہمیں تاریخ دے دے یا اس تاریخ سے پہلے ہی اس کا تبادلہ ہو
جائے تو اُمید ہے بہتری ہو جائے گی آپ نے دعا بھی فرمائی
اور وظیفہ بھی تلقین فرمایا جس کی برکت سے ہمیں ہمارا مدعا
اسی طرح حاصل ہوا کہ اس نے ہمیں تاریخ دی اور پھر اسکا تبادلہ
ہو گیا لہٰذا نئے جج کی تقرری پر میرے حق میں فیصلہ ہوا۔

(۳) میرے محترم پیر بھائی خواجہ غلام شبیر صدیقی صاحب بیان کرتے
ہیں کہ والدین نے میری منگنی عرصہ بارہ سال سے اپنے وطن سے کہیں
دُور کی ہوئی تھی مگر میں ہمیشہ مخالفت کرتا تھا کہ دور کا معاملہ ہے اور
چند وجوہات مزید بھی تھے اور اسی سلسلہ میں بعض حساب کنندگان
سے حساب کرایا تو بھی بہتری نہ آئی مگر ایک موقعہ پر میرے برادرِ خورد
نے میرے پیرِ صحبت جناب حضور معدنِ جود کو والدین کے ساتھ میری
مخالفت کی شکایت کی۔ پھر جب میں ملنے آیا تو فرمایا تمہارے کام کے
لئے قرآن شریف سے فال لی ہے تو بہتری معلوم ہوئی ہے تم فکر

مت کرو دور کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ رزّاق ہیں خود انتظام فرما دیں گے
کہتے ہیں میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ بارہ سال سے مخالفت نے دل میں
جو گھر کیا ہوا تھا وہ نکل جائے گی مگر آپ کے چند مختصر نصیحت آمیز
کلمات سننے سے میرے دل سے سب خیالات کافور ہو گئے اور میں
نے سرِ تسلیم خم کیا اور شادی کر لی بحمدہٖ تعالےٰ انتہائی راضی خوشی اب
وقت گزر رہا ہے۔

(۴) گیلے وال سے آپکے مُرید جناب حافظ غلام اکبر صاحب بیان کرتے
ہیں کہ اپنی منگنی کے لئے خالہ صاحبہ کی حافظ لڑکی کا خیال تھا لہٰذا خالہ
صاحبہ سے اسی سلسلہ میں گفتگو کی انکے مطالبات ہماری وسع سے زیادہ
تھے لہٰذا آنجناب قبلہ پیر روشن ضمیر سے مشورہ کیا اور ساتھ ہی عرض کیا
کہ دوسری خالہ صاحبہ کی لڑکی بھی ہے مگر وہ خانیوال رہتی ہیں اب
جہاں حکم فرماویں تو آنجناب تھوڑی دیر کے لئے آنکھیں بند رکھے
سرنگوں رہے پھر ارشاد فرمایا خانیوال والی خالہ زادی ٹھیک رہیں گی۔
چُنانچہ آپ کی دعا اور توجّہ کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے اتنی عزّت رکھی
کہ وہاں چل کر بھی نہ جانا پڑا خالہ صاحبہ خود بخود خانیوال سے تشریف
لائیں اور فرمایا سُنا ہے میری بہن سے تمہارا معاملہ راست نہیں ہو
سکا تو تم غم مت کرو میری دختر نیک اختر حاضر ہے اگر قبول کرلو چنانچہ
ہمیں انکار کی گنجائش ہی نہ رہی اور اب بڑی خوشی سے میرا وقت گزر
رہا ہے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

(۵) یہی حافظ غلام اکبر صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے مری کے
علاقہ چٹّا موڑ کی مسجد میں ڈیڑھ سال نماز پڑھائی تو وہاں کے لوگوں

نے مستقل امامت کو کہا میں بھی کرنے لگا مسجد اور گھر کے راستہ میں کافی تنہائی پڑتی تھی اور مجھے وہاں کے فوجی نمازیوں نے کہا تھا کہ یہاں کی لڑکیاں بدچلن ہیں اپنی حفاظت کرنا کہ خود بخود برائی کی دعوت دیتی ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ چند دن بعد مجھے برائی کی دعوت دینے لگیں میں خوب گھبرایا کہ حضور مُرشد کریم فرمایا کرتے تھے کہ "دین کا دامن ہرگز مت چھوڑنا خواہ جتنی مشکل آن پڑے۔" لہذا جب وہ سامنے آتیں مجھے آپ کا یہ فرمان یاد آجاتا پھر ایک رات تو وہ بن سنور کر آگئیں۔ اب میں نے بڑی مشکل سے جان بچائی پھر اللہ تعالیٰ سے خوب امداد مانگی اور مرشد کریم سے بھی انکی روحانی توجہ طلب کی لہذا اسی رات آنجناب والا صفات کو خواب میں یہ ارشاد فرماتے سُنا۔ "میاں حافظ! فکر مت کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں گھبراؤ مت استقامت اختیار کرو، انشاء اللہ العزیز شیطان رُسوا اور پسپا ہوگا" چنانچہ صبح بیدار ہوا تو بہت خوشی حاصل تھی اور بحمدہٖ تعالےٰ ان بدچلن لڑکیوں نے بھی میرا پیچھا چھوڑ دیا تو میں شکر خداوندی بجا لایا۔

(۶) آپ کے منظورِ نظر بھتیجے عندلیبِ گلستانِ رسالت فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے یہ خیال دامن گیر ہوا کہ "کریما سعدی" انتہائی عمدہ کتاب ہے بچپن میں پڑھی تھی کاش کہ اب کوئی پڑھنے والا ملے، جسے پڑھا سکوں کہ اصل مطالعہ پڑھانے سے ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس خیال کو ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ آنجناب نے ایک طالبِ علم کو "کریما" ہاتھ میں دیتے بھیج دیا کہ جاؤ اسے حضرت میاں عبدالباقی صاحب سے درساً پڑھا کرو تو فرماتے ہیں، میں

آنجناب قبلہ ام کے کشف سے از حد حیران ہوا۔

(۷) جھنگ اور سرگودھا کے سفر کے دوران اس احقر کاتب الحروف کی آنکھ سے خیانت سرزد ہوئی جس کو میرے اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہ جانتا تھا مگر اگلی نشست میں جو مسجد حویلی شیخ راجو میں قائم ہوئی آنجناب قبلہ پیر صحبت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کافی دیر تک آنکھ کی حفاظت کی اہمیت پر گفتگو فرمائی میرے دل میں خیال آیا کاش! اپنے سلسلہ کے بزرگوں میں سے اسی مناسبت سے کوئی قصہ بھی سنائیں تو آپ نے حضرت شیخ المشائخ ابراہیم بن ادھم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا ایک طویل قصہ بھی سُنا دیا جو اختصار کے سبب درج نہیں کر رہا۔

(۸) سرگودھا شہر میں آپ جناب حافظ عبدالسلام صاحب کے بھائی کے گھر رونق افروز تھے اور مجلس وعظ و نصیحت قائم تھی حاضرین سے کمرہ بھرا ہوا تھا کہ ایک نووارد کے آنے پر فوراً موضوع بدل دیا کہ آپ فضائلِ ذکر بیان فرما رہے تھے اور اچانک عدل و تسویۃ بین الزوجین پر گفتگو شروع فرمائی۔ آپ نے سلسلۂ کلام بند فرمایا تو وہی نووارد بڑی عقیدت سے موقع پا کر ملے اور دُعا کرا کے روانہ ہوئے ہم حیران تھے کہ آپ نے موضوع کیوں بدلا ہوگا چنانچہ مجھے بعد میں جناب قاری محمد عبداللطیف صاحب معلّم مدرسہ خالقیہ سرگودھا نے بتلایا کہ یہ نووارد میانوالی سے اپنی کار پر صرف آنجناب کی زیارت فیض بشارت کے لئے حاضر ہوئے تھے اور انکے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ رات یہیں رہتے اور حال ہی میں اُنھوں نے دوسری شادی کی تھی جس کے سبب زوجہ اوّل کے حق محفوظ نہ تھے لہٰذا

ان کے آنے پر فوراً آنجناب نے انکی تعلیم کی خاطر عنوان بدل کر کلام فرمانا شروع کر دیا تھا۔

بندگانِ خاص علّام الغیوب ॰ در جہاں دانی جواسیس القلوب

ترجمہ:۔ حق تعالےٰ جل شانہٗ جو تمام غیبوں کو خوب جاننے والے ہیں انکے خاص بندوں کو اس جہاں میں دلوں کا جاسوس سمجھئے (کہ اسکی صفتِ علم کے مظہر یہی لوگ ہیں)۔

(۹) میرے انتہائی واجب الاحترام پیر بھائی جناب غلام قادر صاحب ستیانہ جھنگ والے جو بحمدہٖ تعالیٰ انتہائی نیک سیرت اور تعلیم یافتہ نوجوان ہیں جنہوں نے اس کتاب کے سلسلہ میں جھنگ سے متعلقہ واقعات کے بارے میں میرے ساتھ کافی تعاون کیا ہے خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیرِ صحبت آنجناب قبلہ سے اپنے حافظہ میں کمزوری کی شکایت کرتے ہوئے دُعا کی درخواست کی اور وظیفہ کے لئے بھی عرض کیا مگر نہ دُعا فرمائی اور نہ ہی وظیفہ تلقین فرمایا۔ چنداں انتظار کے بعد میں نے دوبارہ عرض کیا تو فرمایا، انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو رہا ہو تو حافظہ کمزور ہو ہی جاتا ہے کہتے ہیں مجھے اسی نشست ہی میں اپنے ایک گناہ کا احساس ہونے لگا، دل گواہی دینے لگا کہ آنجناب قبلہ کی مراد یہی گناہ ہوگا تو میں نے عرض کی حضور قبلہ! آپ تو پردہ پوش ہیں لہٰذا توجّہ فرماویں کہ مجھے سچّی توبہ کی توفیق حاصل ہو۔ آپ نے توجّہ فرمائی، میں توبہ تائب ہوا حتیٰ کہ آج تک بحمدہٖ تعالےٰ مجھ سے وہ گناہ نہیں ہوا اور حافظہ کا بھی یہ عالم ہے کہ اب کوئی سُنی بات بھولتا نہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

(۱۰) حافظ خضر حیات صاحب ارشاد فرماتے ہیں میں حضور بحرالعلوم سے نحو اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھتا تھا وہ عبارت پڑھواتے تو مجھے کافی دقّت پیش آتی۔ لہٰذا ایک دن رُوانی سے چند لوگ اپنے معذور بچّے کو دُعا طلبی کی خاطر لائے تو آپ نے مجھے حجرہ مبارکہ سے ایک ڈبی لانے کو کہا میں وہ ڈبیہ لایا تو آپ نے ان کو وظائف بتلائے اور تعویذ کے ساتھ ساتھ اس ڈبیا سے کچھ خاک بھی مرحمت فرمائی کہ اس بچے کو کھلاؤ اور ارشاد فرمایا کہ یہ اجمیر شریف سے خانقاہ عالیہ کے اندر کی جمع شُدہ خاک مُبارک ہے جو کوئی صاحب لائے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان بُزرگوں کی نسبت اور برکت سے بچّے کو صحتِ کاملہ نصیب فرماویں۔ حافظ صاحب کہتے ہیں مجھے بھی تمنّا ہوئی کہ کچھ خاکِ پاک چاٹوں تو آپ نے ارشاد فرمایا کچھ تم بھی لے لو اور مزید فرمایا تمہیں جس کتاب کی عبارت زیادہ مُشکل معلوم ہوتی ہو وہ لے آؤ اور کچھ میرے سامنے پڑھو چنانچہ میں نے کچھ عبارت پڑھی بحمدہٖ تعالےٰ آپ کی توجّہ اور دُعا کی برکت سے مجھے اُس دن کے بعد کبھی بھی عبارت پڑھنے میں دِقّت پیش نہ آئی اور چند ہی دنوں بعد وہی روانی والے حضرات بھی مُبارکبادی لے کر حاضر ہوئے کہ بحمدہٖ تعالیٰ ان کا بچّہ بھی صحت مند ہو چکا تھا۔

(۱۱) حضور معدنِ جود کے نوجوان مرید باصفا حافظ محمد سلیم صاحب کہتے ہیں مجھے کلرکی کے لئے انٹرویو دینا تھا اور کاغذات میں کوائف درج کرتے ہوئے میں نے اپنے نام کے ساتھ حافظ بھی لکھ دیا تھا کہ حافظ کو بیس نمبر زائد ملتے تھے۔ مگر بعد میں کسی کے بتلانے پر کہ چونکہ حافظ

لکھ دیا ہے لہٰذا وہ انٹرویو بھی قرآن شریف سے لیں گے۔ مجھے فکر لاحق ہوا کہ مجھے قرآن شریف اچھی طرح یاد نہ تھا۔ بہرحال اپنی مشکل اپنے قبلۂ حاجات کو بیان کی کہ دُعا فرمادیں تو آپ نے دُعا فرمادی۔ میں مطمئن ہو کر انٹرویو دینے کی غرض سے چل پڑا۔ راستہ میں بار بار یہی خیال آتا تھا کہ کہیں سُورۃ مائدہ شریف نہ سن لیں لہٰذا میں اسکی ابتدائی تین ۳ آیات بار بار دُہراتا گیا کہ آگے آتی بھی نہ تھی۔ بس تین آیات پر رُک جاتا اور پھر شروع کر دیتا میں حیران تھا کہ کسی دُوسری سُورت کی طرف میرا دھیان بھی نہ گیا بس انہی تین ۳ آیات کا کئی بار تکرار کیا چنانچہ جب میں انٹرویو کے لئے پیش ہوا تو مجھ سے اُنہوں نے پُوچھا حافظِ قرآن ہو؟ کہا جی ہاں تو اُنہوں نے کہا سُورۃ مائدہ سناؤ۔ مَیں نے پڑھنا شروع کی، بس تین آیات ختم کیں تو اُنہوں نے کہا لکھ دو کہ حافظِ قرآن ہیں اور مجھے کہا تم جاؤ، لہٰذا میرا کام بن گیا۔ الحمدللہ علٰی ذٰلک۔

(۱۲) حافظ مشتاق احمد صاحب چک شجاعباد والے بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے ایک ظالم جابر شخص (جس کا نام پردہ پوشی کے تحت مخفی رکھا جاتا ہے) جو ہر کس و ناکس کو جائز و ناجائز تنگ کیا کرتا تھا کو پیش کرتے ہوئے بستی والوں نے حضور معدن جود کی خدمت بابرکت میں عرض کیا کہ اسے سمجھا دیں کہ ظلم سے باز آجائے آپ نے خُوب سمجھایا اور تنبیہہ کی مگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا، دوبارہ عرض کرنے پر فرمایا تم اُس کا دھندا چھوڑ دو وہ اپنی موت خود مرے گا اور عنقریب تمہارا پیچھا چھوڑ دے گا انشاء اللہ العزیز۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد اس پر قتل کے دُو مقدمے ایسے بنے ہیں کہ اپنے

گھر ہی رہ جاتا ہے باہر شرم کی وجہ سے نکلتا بھی نہیں کہ کسی کو مُنہ دکھانے کے لائق نہیں اور نہ ہی اسکی امداد کرنے کو کوئی آمادہ ہے بس عدالت جس دن حاضری دینا ہوتی ہے باہر نکلتا ہے۔ اسطرح ہم سب اسکے ظلم سے محفوظ ہوگئے ہیں۔ الحمدللہ علٰی ذٰلک۔

(۱۳) شجاعباد ہی کے نیک صُورت، نیک سیرت پٹواری جناب محمد عبدالشکور صاحب کا اپنے برادرِ محترم سے زمین کا جھگڑا تھا اور معاملہ نے اسقدر طول پکڑا کہ فیصلہ نہ کر پاتے تھے بالآخر دونوں نے بالاتفاق یہ بات طے کی کہ ملتان دارالامان حضور معدن جود کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنی اپنی بات سُناتے ہیں اور انہیں کو فیصل بناتے ہیں آپ نے جو فیصلہ فرمایا دونوں کو بسر و چشم قبول ہوگا، چنانچہ یہاں آئے آپ نے مکمل بات سننے پر فیصلہ جناب پٹواری صاحب کے حق میں کر دیا مگر مخالف بھائی نے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں آپ نے دونوں کو طعام پیش کیا جب کھا چکے تو آپ نے مخالف بھائی کو جانے کا حکم دیا اور محترم پٹواری صاحب کو نہیں بیٹھنے کا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا پٹواری صاحب! جمع خاطر رہو اور صبر سے کام لو انجام کار فیصلہ تمہارے حق میں ہونا ہے، اور انشاء اللہ العزیز ایک دن وہ خود چل کر تمہارے پاس آئے گا اور تمہیں تمہارا حق دے گا مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ پٹواری صاحب فرماتے ہیں مَیں دل برداشتہ تو بہت ہوا کہ آنجناب نے مخالف بھائی کے ساتھ سختی نہ فرمائی تھی۔ بہرحال فرمان واجب التسلیم والاذعان کی تعمیل کے بغیر بھی چارہ کار نہ تھا۔ لہٰذا صبر سے وقت گزارتا رہا عرصہ دو

سال کے بعد آنجناب قبلہ حاجات کا وصال ہو گیا میں نے کہا اب کیا ہونا ہے بہر حال مخالف فریق کے سخت خو مزارعہ نے جسے بھائی نے صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ اگر زمین بھائی کو مل بھی گئی تو مزارعہ اسے ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا خود آ کر عدالت میں بیان دے دیا کہ زمین محمد عبدالشکور صاحب کی ہے۔ انہیں بھائی ناجائز تنگ کرنا چاہتا ہے تو فیصلہ بھی میرے حق میں ہوا اور میں حضور معدن جود کے فرمان کی برکت اور صبر کے انجام کو دیکھ کر حیران ہوا۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ذیشان صبر کے عمدہ انجام میں کیا ہی خوب ہے۔ جو جامع ترمذی میں منقول ہے۔

ثَلَاثٌ اُقْسِمُ عَلَيْهِنَّ وَاُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا فَاحْفَظُوْهُ قَالَ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ۔

تین باتوں پر میں قسم کھا کر ہی تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں لہٰذا اسے خوب یاد کر لو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صدقہ وخیرات سے کسی کے مال میں کمی نہیں آتی اور جس پر بھی کچھ ظلم کیا گیا پھر اس نے صبر کیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے عزت و وقار میں بڑھا دیتا ہے اور جس نے بھی سوال کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس پر فقر و تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے

(۱۴) زوانی سے میاں محمد شفیق صاحب نے بیان کیا کہ مجھے ٹیوب ویل کے لئے بور کروانا تھا تو میں نے سوچا کہ برکت کی خاطر پہلا ٹاپا خود اپنے قبلہ پیرومرشد حضور معدن جود سے ہی لگواؤں گا گویا اس کام کا افتتاح

آپ سے کروانے کا ارادہ کیا جب آپ تشریف لائے تو بور کرنیوالے بھی موجود تھے انہوں نے بھی زمین گھوم پھر کر ایک جگہ مقرر کر رکھی تھی کہ انہیں اس بات کا تجربہ ہوتا ہے کہ کہاں سے پانی جلدی اور اچھا نکلنے کی امید کی جاسکتی ہے اور میں نے آپ سے بھی عرض کی کہ ٹیوب ویل کہاں لگواؤں آپ نے پوچھا کہ اب تک جگہ کی تجویز نہیں کی؟ عرض کی حضور جہاں فرمادیں وہیں بور شروع کرا دوں گا تو آپ نے میری دلجوئی کی خاطر زمین پر چکر لگایا اور گھومتے پھرتے ایک بنجر اور ویران جگہ پر ٹھہر گئے فرمایا یہی جگہ موزوں اور مناسب معلوم ہوتی ہے میں نے عرض کی درست ہے اور یہ کہتے ہوئے کسی آپ کے حوالہ کی تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے کسی سے کھدائی شروع کی۔ جب بور کرنیوالوں نے جگہ دیکھی تو واویلا مچایا کہ جناب ہمیں تجربہ ہے اس جگہ سے پانی مشکل سے نکلے گا اور خوب دقت کا سامنا ہو گا اور خرچ بھی زیادہ ہو گا۔ اس پر میں تو خاموش رہا۔ مگر آپ نے تھوڑی ہی دیر تامل فرما کر ارشاد فرمایا اب بسم اللہ پڑھ دی ہے تم شروع کرو چنانچہ بور شروع کرنا تھا کہ انکی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ بحد آسانی سے بور ہوتا گیا اور اس علاقہ میں جتنی گہرائی سے پانی نکلتا تھا اس سے کم گہرائی پر پانی بھی نکل آیا جو انتہائی میٹھا، اور صاف تھا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور آپ کی توجہ کی برکت تھی ورنہ وہ مجھے خوب ڈرا رہے تھے۔

(۱۵) حافظ محمد اسلم صاحب فرماتے ہیں مجھے آپکی صحبت میں قادرپور راں کسی کے ہاں مہمان ٹھہرنے کا موقعہ ملا ایک رات گزرنے پر دوسری

رات بھی اُنہوں نے مجبور کر کے آپ کو مہمان بنا لیا سردیوں کا موسم
تھا تقریباً دس بجے رات آپ نے مجھے فرمایا حافظ صاحب ابھی ملتان
چلنا ہے میں نے عرض کی حضور! اس وقت؟ جیسے آپ مناسب
سمجھیں، فرمایا ہاں میزبانوں کو اطلاع کر دا نہیں کہا گیا تو وہ بھی حیران
ہوئے کہ اچانک تیاری کا سبب آخر کیا ہوگا؟ وہ لیت ولعل کرنے
لگے مگر آپ کے اصرار پر اُنہوں نے اجازت دی اور آپ روانہ ہوئے
حافظ صاحب فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا دو مسافر مسجد میں بیٹھے ہیں
ان کے پاس بستر بھی نہیں اور انہیں کھانا بھی کھانا ہے جبکہ تمام
حضرات میاں صاحبان اندرون خانہ تشریف لے گئے ہیں تو ان کی
رات کیسے گزرے گی؟ اور مجھے ایک روایت یوں ملی کہ آپ نے فرمایا
رات گئے اگر کوئی مُسافر آجائیں اور حضرات میاں صاحبان اندرونِ
خانہ ہوں تو کون انکا بندوبست کرے گا؟ الغرض ملتان شریف
پہنچے تو دو مسافر مسجد شریف کے برآمدہ میں بیٹھے تھے جنہیں واقعی
بستر اور کھانے کی ضرورت تھی تو آپ نے انتظام فرمایا۔

(۱۶) آپ کے محترم پیر بھائی جناب علامہ غافر بخش صاحب فرماتے
ہیں میرے لڑکے محمد اسعد جو آپ کے مُرید ہیں ابتداء میں نماز کے
معاملہ میں ذرا سُست تھے تو اسی لئے آنجناب کی خدمت عالیہ میں
اکثر دُعا کی خاطر عرض کرتا رہتا تھا ایک مرتبہ آپ نے کوٹھے والہ کو
رشکِ گلزار بنایا تو واپسی پر جب آپ سواری پر بیٹھ چکے تھے میں
نے پھر عرض کیا تو فرمایا قاری صاحب انشاء اللہ العزیز ایسا نمازی
بنے گا کہ ڈھونڈنے سے مسجد ہی میں ملے گا اور پھر آپ ہوں گے

کہ اسے اپنے کام کی غرض سے مسجد میں زیادہ دیر نہ بیٹھنے دیں گے۔
چنانچہ فرماتے ہیں چند دن بعد باقاعدگی سے نماز اور وظیفہ پڑھنے لگے،
حتیٰ کہ ایک روز میں نے کہیں جانا تھا اور اپنے لڑکے سے کوئی مشورہ
بھی ضرور کرنا تھا تو جستجو پر مسجد میں وظیفہ پڑھتے پائے گئے میں نے
باہر سے آواز دی تو "ہوں" کہہ کر جواب دیا یعنی اشارہ کیا کہ وظیفہ
پڑھ رہا ہوں، ابھی فارغ ہونے پر حاضر ہوتا ہوں تو مجھے لڑکے
کی اس ادا پر آپ کا وہ فرمان یاد آیا۔

(۱۷) جناب حافظ خضر حیات صاحب فرماتے ہیں مجھے ایک دن
سڑک پر جاتے ہوئے بُلایا تو میں حاضرِ خدمت ہوا اسوقت آپ اپنے
دولت خانہ کے دروازہ پر رونق افروز تھے مجھے ارشاد فرمایا "حافظ صاحب
مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے مگر پہلی دوسری جماعت والوں کی سمجھ سے
بالاتر ہے لہٰذا اسے حق سمجھنا ضروری ہے خواہ سمجھ میں نہ بھی آئے"
یہی کلمات آپ نے متعدد بار ارشاد فرمائے اور اندرون خانہ تشریف
لے گئے میں ازحد حیران ہوا کہ اسطرح سڑک پر جاتے ہوئے بلا کر یہ
کلمات بار بار سُنانا آخر کیا حکمت رکھتا ہے بہرحال میں نے یہ
الفاظ اچھی طرح یاد کر لئے پھر عرصۂ دراز گزرنے پر مجھے خان پور
شریف قاضیاں والا کے مخدوم صاحبان میں سے کسی نے پوچھا تمہارا
رُوحانی تعلق کن سے ہے؟ چنانچہ مجھے اگرچہ آپ نے اپنے محترم بھتیجے
حضور مولانا محمد عبدالعلی صاحب مدظلہم العالی سے بیعت کرایا تھا، تاہم
آپ ہی کا نام لے لیا تو انہوں نے پوچھا مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق
تم کچھ جانتے ہو یا حضرت صاحب نے تمہیں اس بارہ میں کچھ تعلیم

دی ہے؟ تو میں نے کہا کوئی کتاب تو نہیں پڑھائی البتہ اتنی بات ذہن
نشین کرائی ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود حق ہے مگر پہلی دوسری جماعت
والوں کی سمجھ سے بالاتر لہذا اسے حق سمجھنا ضروری ہے خواہ سمجھ میں نہ
بھی آئے۔ حضرت مخدوم صاحب سُنکر ذوق میں آئے اَللّٰہ کہتے ہوئے
چارپائی سے اُچھلے اور مکرر کہنے کو فرمایا میں نے پھر یہی کلمات سُنائے،
پھر ذوق میں آئے اور بہت تعریف کی تو تب میں سمجھا کہ میرے محسن
اور مربی حضور معدن جود نے آج کے دن کی مشکل اسوقت حل کر دی تھی
کہ اگر مجھے وہ کلمات یاد نہ کرواتے تو آج لاجواب رہتا۔

(۱۸) حافظ خضر حیات صاحب نے ہی بیان فرمایا تھا کہ ایک رات مجھے
دانت یا پھوڑے (مجھے اسوقت یاد نہیں) کے درد نے مجھے اسقدر ستایا
کہ نیم شب گذرنے پر بھی مجھے نیند نہ آئی میں انتہائی بے سکونی کے
کے عالم میں سرائے سے اُٹھ کر حضور سراپا نور وسرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مزار مبارک پر آبیٹھا پھر برابر روتا رہا تو دیکھا کہ اچانک میرے محسن و
مربی حضور معدن جود مسجد کے وضو خانہ والی جگہ پر آموجود ہوئے۔ میں
از حد حیران کہ اسوقت آپ کیسے تشریف لائے۔ الغرض مجھ سے
یہاں بیٹھنے کا سبب پوچھا تو میں نے درد کی شکایت کی فرمایا ٹھیک
ہے درد کی گولی موجود ہے ابھی لاکر دیتا ہوں تو میں بھی ساتھ ہولیا کہ
آپکو دوبارہ یہاں تک آنا پڑے میں چُپکے سے آپ کے ساتھ ساتھ
جارہا تھا تو میں نے سُنا آپ آہستہ سے یہ کلمات اپنی ذات سے
گفتگو کرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے کہ "نہ دن کو آرام کرنے دیتے
ہیں نہ رات کو،" تو میں سمجھ گیا کہ آپ اندر سے ہی میری تکلیف سے

باخبر ہو کر باہر تشریف لائے ہیں۔ فقیر کاتب الحروف کہتا ہے یہ آپ کی
کرامت تھی یا اللہ تعالیٰ نے حضور سراپا نور وسرور کی مرقد شریف پر
حاضری کی برکت سے یہ مسئلہ حل کرایا بہرحال دوائی کھانے کے بعد
میری رات سکون سے گزری الحمد للہ علیٰ ذٰلک"۔

(۱۹) محترم جناب علامہ قاری غافر بخش صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ
میرے لڑکے محمد اسعد صاحب اپنے مرشد کریم حضور معدن جود کے
وصال پُر ملال کے صدمہ کا اتنا شدید اثر ہوا کہ انکے مبارک ذکر پر فوراً رونے
لگ جاتا تھا ایک دفعہ میں نے سبب پوچھا تو کہنے لگے اباجان میں نے
آپ کے وصال پُر ملال سے صرف چار روز پہلے جو حاضری دی تھی اس
میں اگرچہ کافی حاضرین مستفید ہو رہے تھے تاہم آپ نے متعدد بار
میرے دیکھنے میں مجھے دیکھا تو آپکی اس نظر فیض اثر نے کچھ ایسا انقلاب
برپا کیا کہ اسکی لذت کے علاوہ میرا دل دُنیا کی محبت سے سرد ہو گیا تھا
اور اب تو دل چاہتا ہے بس اللہ تعالیٰ کے ذکر وفکر میں وقت
گزاروں لہذا جب آپکا ذکر خیر ہوتا ہے تو آنکھ بہہ جاتی ہے۔

(۲۰) آپ کی نظر فیض اثر کا ایک قصہ مجھے جناب حافظ خضر حیات
صاحب نے بھی سنایا تھا وہ یوں کہ فرماتے تھے جھنگ میں آپ لوگوں
کے ہجوم میں تشریف فرما تھے کہ حلقہ میں ایک خوش بخت جسکی
مونچھیں بیل کے سینگوں کی طرح بڑی بڑی تھیں، آکر بیٹھا تو آپ نے
مجھے آہستہ سے فرمایا کبھی مارنے والا بیل دیکھا ہے؟ عرض کیا نہیں تو آپ نے
صرف آنکھ کے اشارہ سے اسکی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا وہ دیکھو
میں قدرے ہنسا تو اس کے بعد میں بغور دیکھتا رہا کہ آپ کسی کیلئے

دُعا فرمانے یا کسی کو تعویذ مرحمت فرمانے یا کسی کو مسئلہ بتانے کے بعد وقتاً فوقتاً اسی مجلس میں اسے دیکھ لیتے۔ چند مرتبہ آپ کے دیکھنے پر وہ شخص اُٹھا اور حاضرِ خدمت ہو کر حلقہ بگوشِ غلامان ہوا۔

(۲۱) ایک روز بعد نمازِ ظہر آپ ختم خواجگان شریف پڑھنے میں مصروف تھے کہ اسی دَوران چند لوگ آپ کے عقیدت مند کسان کا ہاتھ پکڑے لائے کہ ہل چلانے کے دَوران ہی اچانک اسکی بینائی جاتی رہی ہے ہم نے ڈاکٹروں کے پاس جانے کا مشورہ دیا ہے مگر یہ کہتا تھا میں اپنے مرشد کریم کے پاس جا کر علاج کراؤں گا لہذا اسے یہاں لائے ہیں آپ نے ڈاکٹر کے پاس جانے کو کہا مگر اس نے انکار ہی کیا اور کہا میرا علاج آپ خود فرماویں۔ سبحان اللہ، جب آپ نے اسے عقیدت میں پُختہ پایا تو کچھ کلام پڑھ کر دم کیا جس سے وہ کچھ نہ کچھ دیکھنے لگا پھر دوبارہ سہ بارہ دم کرنے سے بحمدہٖ تعالیٰ اسکی مکمل بینائی عود کر آئی۔ آپ سے پُوچھا گیا تو فرمایا جنّات کو دفع کرنے کے لئے میں نے کلام پڑھی تھی اللہ تعالیٰ نے کرم فرما دیا۔

(۲۲) ملک محمد شفیق صاحب روانی کہتے ہیں میرے والدین میری منگنی پسندیدہ جگہ پر نہ کر رہے تھے لہذا مَیں اسی سلسلہ میں دُعا طلبی کے لئے ننگے سر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے اس وقت بہت جلدی تھی مگر چند ایک سائل مجھ سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے۔ جلدی کے پیشِ نظر مجھے وہ اچھے نہ لگ رہے تھے اور مَیں چاہتا تھا کہ سب جائیں تاکہ مَیں فوراً اپنی حاجت پیش کروں۔ مجھے بلاوجہ ان پر بہت غصّہ آیا

ہوا تھا کہ وہ آہستہ آہستہ اپنی حاجات پیش کر رہے تھے۔ سبحان اللہ، آپ نے اچانک حسبِ عادت انتہائی پُر درد لہجہ میں بہ آواز بلند اللہ کہہ کر میری طرف دیکھا بھی سہی ــــــ چنانچہ یہ مُبارک آواز سنتے ہی میرا سارا غصّہ فوراً فرو ہوا اور میں آپ کی زیارت مستانہ وار کرتا رہا پھر تو چاہتا تھا کہ میری باری سب سے آخر میں آئے تاکہ چہرۂ زیبا میرے سامنے رہے اور یُوں ہی وقت گزرتا رہے۔ الغرض میری باری آئی تو مجھے اپنی حاجت بیان کرنے سے بھی پہلے آپ نے خود ہی فرما دیا۔

"ملک صاحب! تم جہاں چاہتے ہو تمہارا رشتہ وہیں ہو گا، مگر پانچ وقت نماز کا وعدہ کرو اور یہ بھی کہ کبھی ننگے سر نہ رہوں گا۔ پھر فرمایا یاد رکھو سر پر کپڑا ہو تو اس سے مُعاشرہ میں بھی عزّت بنی رہتی ہے۔"

ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرا وہ کام بھی ہو گیا اور معاشرہ میں عزّت بھی خُوب بنی اور بحمدہٖ تعالیٰ ایک موقعہ پر مجھے سیاسی مخالفین نے ناجائز مقدمات میں پھنسایا جس سلسلہ میں پولیس مجھے پکڑنے آتی مگر میں آپ کو اس مشکل میں خُوب یاد کرتا۔ سبحان اللہ مرشدِ کریم حُضور معدنِ جود کا مُجھ پر وہ کرم تھا کہ مَیں ان کے سامنے پھر رہا ہوتا تھا مگر انہیں نظر تک نہ آتا تھا حتیٰ کہ وہ ناکام لوٹ جاتے پھر آہستہ آہستہ ان مقدمات سے خُلاصی بھی آپ کی دُعا سے ہو گئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

(۲۳) قادر پور راواں کے ایک بلدیاتی الیکشن میں دو مقابل اُمیدوار آپکے عقیدت مند تھے قسمت خُداوندی کہ جس دن ایک اُمید وار اپنے معاونین

کے ساتھ دُعا کے لئے حاضرِ خدمت ہوا اسی روز اس کے سامنے ہی دُوسرا اُمیدوار بھی آپہنچا۔ اس نے بھی دُعا کی درخواست کی آپ نے ایک کو دستبردار ہونے کا مشورہ دیا۔ دونوں اپنا اپنا حق جتلاتے رہے جب کافی وقت گزر گیا اور وہ کسی نتیجہ خیز بات پر نہ پہنچ سکے تو آپ نے تبسّم کُناں فرمایا،

"میاں سنو! اب میں دُعا کرنے لگا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ تم دونوں کی عزّت رکھ لے۔"

سب نے آمین کہی اور دُعا ختم ہوگئی۔ خدا تعالیٰ کا کرنا کہ وہ مقابلہ میں برابر رہے پھر قرعہ سے نمائندگی تو ایک کو ملی مگر عزّت دونوں کی رہ آئی۔ الحمدللہ علےٰ ذالک۔

(۲۴) جناب ڈاکٹر فیاض رسول صاحب غوثوی مہاروی نے خود بیان کیا کہ میں آپ کے غلام جناب حافظ محمد اسلم صاحب کے ہمراہ پہلی مرتبہ زیارت کی غرض سے حاضر ہوا اس وقت آپ مالابدمنہ فارسی کا سبق بھی پڑھا رہے تھے اور کوئی خادم آپ کے سر پر تیل بھی لگا رہا تھا۔ میں جاکر ملا ضروری سلام علیک کے بعد پہلی نگاہ پڑتے ہی فرمایا "کسی کامل کے مُرید لگتے ہو پہلے تمہارے لئے کھانا لاتا ہوں گفتگو بعد میں کرونگا" چنانچہ ہم نے آپ کی مہمانی قبول کی لنگر کھانے کے بعد میں نے جو عرض کرنا تھا کیا۔ پھر دورانِ گفتگو میں نے بتلایا کہ مجھے حضور جناب غوث محمد صاحب مہاروی علیہ الرحمۃ سے غلامی کی نسبت ہے تو آپ بہت خوش ہوئے اور انکی تعریف فرمائی۔

(۲۵) آپ کے برادرِ خورد بحرالعلوم فرماتے کہ میں ایک عرصہ سے بازاری

آٹا گھر میں استعمال کر رہا تھا مگر کہیں سے اچھا آٹا کھانے کو نہ مل رہا تھا ایک دن آٹا ختم ہوگیا تو رات کو اہلیہ ام نے یہ تشویش ظاہر کی کہ آٹا ختم ہوگیا ہے اب کہاں سے لیں گے نامعلوم اچھا ملتا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا صبح ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ بہرحال نمازِ فجر کے بعد درود شریف کے دَور میں مجھے اپنے برادر بزرگوار حضور معدن جود کے ہمراہ جگہ ملی، میں سوچ ہی رہا تھا کہ آٹا کہاں سے لوں گا تو آپ نے آہستہ سے فرمادیا۔ بھائی صاحب! لنگرخانہ میں گندم کی فلاں بوری آپ کے لئے پڑی ہے جب مرضی ہو لے کر اپنے استعمال میں لے آنا۔ میں سُنکر ان کا شکریہ اور حمدِ خداوندی بجا لایا۔

(۲۶) ختم خواجگان کے دوران ایک مرتبہ کوئی صاحب ڈھکے برتن میں کوئی چیز لائے آپ نے موقعہ پاکر تبسّماً فرمایا میاں! معلوم ہوتا ہے کوڑ تُمّے کا مُربّہ لاتے ہو جس پر سب ہنس پڑے کہ کبھی اتنے کڑوے پھل کا بھی مُربہ بنتا ہے مگر اس شخص نے یہ اقرار کرتے ہوئے دکھایا کہ جی ہاں حضور! کوڑ تُمّے ہی کا مُربہ ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

وصالِ پُرملال

حضور معدن جود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والدِ گرامی حضور سراپا نور وسُرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت کے آخری سال میں پتھری اور غدود کا آپریشن کرایا پھر اپنے زمانۂ خلافت میں بھی اس مرض میں دو مرتبہ مبتلا ہوئے اور ہر بار آپریشن تک نوبت پہنچی۔

ہر آپریشن کے بعد عرصۂ دراز تک آپ سلسل بول کے سبب طہارتِ لباس
وبدن کے معاملہ میں از حد احتیاط فرماتے ہوئے نمازیں ادا فرماتے مگر
آپ نے یہ سب تکالیف انتہائی صبر سے برداشت فرمائیں کہ کبھی بھی گلہ
شکوہ زبانِ گوہر فشان سے نہ سُنا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے بائیں
شانے اور بازو میں بھی درد رہنے لگا جس کی تفتیش میں ڈاکٹروں نے
دل کی تکلیف بتائی اور آنجناب والا صفات کو مکمل آرام کرنے کی
سخت تاکید کی مگر آپ سوائے شدید تکلیف کے دورانیہ کے، کبھی بھی
احتیاطاً صاحبِ فراش نہ ہوئے بلکہ ہسپتالوں میں قیام کے دوران بھی
اپنے ضروری اُمور مثلاً چادر مبارک کو پاک کرنا وغیرہ خود انجام دیتے ہم
ڈاکٹروں کی طرف سے ان کاموں کے کرنے سے سخت ممانعت کا اظہار
کرتے تو آپ کبھی تبسّم کناں کبھی رنجیدہ خاطر ہو کر اس بات کو قطعاً
اہمیت نہ دیتے بلکہ زندگی موت مالکِ حقیقی کے قبضۂ قدرت میں سمجھتے
ہوئے فرماتے اس کا وقت مقرر ہے۔ آپ ہسپتالوں میں بھی نمازیں
با جماعت اذان و تکبیر یا فقط تکبیر سے ادا فرماتے تھے

الغرض آپ نے اسی تکلیف میں کئی سال گزارے دن رات
میں جب بھی دل کے درد کا شدید حملہ ہوتا آپ جسمانی حرکت بند
کر دیتے اور دندان مبارک میں زبان دے کر بے حس وحرکت ہو جاتے
اور اپنا ایک ہاتھ مبارک دل یا بائیں شانے پر رکھ کر آنکھیں بند کر
دیتے۔ دیکھنے والے اس تکلیف کو برداشت نہ کر سکتے تھے مگر آپ اسی
لمحہ کے بعد افاقہ ہونے پر سب کے دکھ درد سُنتے اور ہنسی خوشی اپنے
کاموں میں مصروف ہو جاتے۔ درس وتدریس، فتویٰ نویسی، وعظ

نصیحت اور لوگوں کی حاجت روائی میں آخر دم تک مصروف رہے۔

دس ذوالقعدہ ۱۴۱۰ھ والے عرس مبارک کے موقعہ پر کسی نے
مشورہ دیا کہ لنگر شریف محفلِ سماع کے بعد تقسیم ہونا چاہیئے تو فرمایا،
بہت گزر گئی ہے تھوڑی رہ گئی ہے اب آئندہ اعراس مبارکہ کا اہتمام
جو کریں گے وہی اس بارہ میں سوچیں گے اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ
یہ آپ کی سرپرستی میں ہونے والا آخری عرس مبارک ہے۔

وصال سے چند یوم ہی قبل آپ نے اپنی جائیداد کی مکمل تقسیم کے
ساتھ ساتھ اپنے ہر دو برادران کو مدرسہ وخانقاہی اُمور کی متفقہ نگہداشت
پر مامور کرنے کے متعلق ایک وصیت بھی تحریر فرما کر گواہوں سے دستخط کروائے۔

وصالِ پُر ملال سے صرف دو دن قبل بروز جمعۃ المبارک آپ نے
مسجد شریف میں بیٹھ کر محرم الحرام کی نسبت سے اہلِ بیت کرام علیہم الرضوان
کے فضائل پر مفصل گفتگو فرمائی جس میں آپ نے یہ کلمات متعدد بار ارشاد
فرمائے کہ یہ سب کے سب خلوص کی "گُلیاں" یعنی مغز ہی مغز تھے
مراد یہ کہ جیسے چھلکے بغیر میوہ مثلاً خالص بادام کہ سراسر نفع رساں
ہوتا ہے ایسے ہی اہلبیت کرام علیہم الرضوان بے ضرر انتہائی نفع رساں
اور سراپا خلوص تھے۔ مجھے چونکہ ہر وقت کی حاضری نصیب نہ تھی اس
لئے بعض دوستوں سے یہ بھی سُنا کہ آپ نے انہی دنوں میں یہ بھی
ارشاد فرمایا کہ کتنا مبارک وقت ہوگا اگر بوقت رحلت کسی سیّد زادہ
کی گود میں سر ہو۔ حضرات ساداتِ کرام سے آپ نے اپنی والہانہ
عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ الغرض آخری چند دنوں میں
آپ ان نفوسِ قدسیہ چمنہائے گلستانِ رسالت مآب علیہم الرضوان

کی مدح و ثناء میں رطب اللسان رہے۔

جناب صوفی عبدالقادر صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ میں محرم الحرام ۱۴۱۱ھ ابتداء مہینہ سے یہیں آستانہ عالیہ پر ہی رہ رہا تھا آنجناب سے برائے حاضری عرس مبارک حضور شیخ کبیر گنج شکر سرکار رضی اللہ عنہ اجازت طلب کی تو نہ فرمائی حتیٰ کہ پانچ محرم الحرام کی رات کو شب چراغاں بھی اجازت طلب کی تو بھی نہ فرمائی حالانکہ زندگی بھر یاد نہیں کہ کبھی میرے حق میں ایسی رکاوٹ حضور ولی لاثانی کے دَور سے کسی طرف سے بھی ہوئی ہو۔ لہذا میں حیران تھا۔ اللہ اکبر یہ معلوم نہ تھا کہ منبع ولایت سرچشمہ ہدایت حضور معدن جود اس دارِ فانی سے عنقریب رحلت فرمانے والے ہیں۔

محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کے ابتدائی ایام میں اس احقر لاشئی نے ڈاکٹروں کی ہدایات کے مطابق آپ سے آرام کا تقاضا ازراہِ محبت ذرا شدت سے کیا تو آپ رنجیدہ خاطر ہوئے میں خاموش ہو گیا مگر دل میں بہت ارمان تھا کہ مجھے ایسا کر کے آپ کو تشویش میں ڈالنا چاہیئے تھا اگلے دن یا اس سے اگلے دن میں نے اپنی گستاخی پر معذرت طلب کی تو سراپا شفقت ذات گرامی نے فرمایا نہیں نہیں تم تو میرے مخلص دوستوں سے ہو جو کہتے ہو میرے نفع کے لئے ہی کہتے ہو میں ناراض نہیں تو میں آداب بجا لایا۔

چھ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ یہ عاجز صبح کی نماز کے بعد حسبِ معمول آستانہ عالیہ پہنچا اور اپنے اُستاذِ مکرم حضور مستغنی عن الالقاب سے اپنا سبق پڑھا اس دن سوائے سلام و دُعا کے حضور قبلہ حاجات

معدن جود سے میری کوئی گفتگو نہ ہوئی بس میں نے آپ کو مسجد شریف میں مشغول پایا اور زیارت فیض بشارت سے مشرف ہو کر واپس آگیا۔ اللہ اللہ کیا خبر تھی کہ ابھی چند ہی لمحوں بعد اس پری پیکر، سرو قد، لالہ رخسار، سراپا آفت دِل، محسنِ انسانیت، سراپا رشد و ہدایت اور مفتی علوم شریعت کی وفات حسرت آیات کی خبر وحشت اثر کانوں میں پڑنے والی ہے۔ چنانچہ مجھے گھر پہنچے ابھی کچھ دیر بھی نہ ہوئی تھی کہ تقریباً صبح آٹھ ساڑھے آٹھ بجے اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع ملی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط یہ یکشنبہ چھ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ کا دن تھا جبکہ آپ کی عمر شریف چونسٹھ ۶۴ برس کی تھی۔

افسردہ و غم خوردہ دربار عالیہ پر حاضر ہوا تو حالات معلوم ہوئے کہ آپ نے حسبِ معمول دو تین اسباق پڑھائے ایک فتویٰ تحریر فرمایا پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور اپنی کم سن لے پالک بچی معصومہ سیدہ کو بھی ایک سبق پڑھایا انہی سے پوچھ کر کہ آج کیا کھاؤ گے انہیں خود بدولت نے ریڑھی والے سے سبزی خرید کر دی، باہر تمام طلباء کو ناشتہ خود کرایا۔ اور وضو خانہ میں سادگی سے چٹائی پر رونق افروز تھے کہ مزید طلباء سبق لینے کو حاضر ہوئے۔ اسی دوران ایک عقیدت مند کھیڑا صاحب نے حاضر ہو کر کھلے نوٹ طلب کئے۔ چونکہ لفظ "نہیں" آپ سے بہت کم سنا گیا تھا لہذا اپنے پاس نہ ہونے کے باوجود کسی کو فرمایا میرے ہر دلعزیز بھتیجے عندلیبِ گلستانِ رسالت میاں محمد عبدالباقی صاحب کو کہو وہ

انعام کہ دیں گے چنانچہ وہ اپنے والدِ گرامی حضور بحر العلوم سے بخاری
شریف کا سبق لے رہے تھے کہ مرشدِ حقیقی کا پیغام پہنچا تو والدِ گرامی
کی اجازت سے اُٹھ کر تعمیلِ ارشاد کے بعد ہی حصولِ سبق میں
مشغول ہوئے۔ سُبحان اللہ! اس کے بعد آپ نے وہیں وضو خانہ
پہ بیٹھے بیٹھے وضو فرمایا پھر بہ آوازِ بلند دو تین مرتبہ کلمہ شہادت
پڑھا جسے سب قریب بیٹھنے والوں نے سُنا، سرمہ لگایا اور کنگھا
استعمال فرمایا بعد ازاں ایک لمحہ کے لئے سرو قد کھڑے ہوتے اور
پھر فوراً اسی انداز سے بیٹھے گویا اعضاء مُبارکہ ڈھیلے ہو چکے
تھے تو قریب ہی کھڑے آپ کے پھوپھی زاد بھائی جناب حضرت
حافظ سیّد نور عالم شاہ صاحب مدظلہٗ نے آپکا سر مُبارک اپنی گود میں
لے لیا۔ جیسا کہ چند یوم قبل آپ نے اس امر کی خواہش بھی ظاہر فرمائی
تھی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں مَیں نے آپ کو ایک، دو مرتبہ
کلمہ شریف پڑھتے سُنا بعد ازاں آپ نے جان جانِ جاناں کے سپرد
فرما دی۔ ع آہ حسرتا شیخ جہاں راہی ہوا اب خلد کو

یہی محترم قبلہ سیّد صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں مَیں نے خواب میں
آنجناب معدن جود کی زیارت کی تو کھڑے ہونے کا سبب پوچھا فرمایا
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شافع یوم النشور کی تشریف آوری پر بھی
کھڑا نہ ہوتا؟

حضور منبع علوم لدنیہ زیب آستانہ عالیہ مدظلہٗ ارشاد فرماتے
ہیں مَیں نے اپنے برادر بزرگوار حضور معدن جود کے وِصال پُر ملال سے
قبل چند عجیب خواب دیکھے مگر آپکی عمر شریف اور صحت کو دیکھتے ہوئے

دل گواہی نہ دیتا تھا کہ یہ کوئی حقیقت پر مبنی ہیں۔ بہر حال جو دیکھا
وہی ہوا چنانچہ ایک رات حضور قبلہ جدّ امجد ولی لاثانی کی زیارت سے
مشرف ہوا کہ آپ ارشاد فرما رہے ہیں اب ہے تو گیا گزرا زمانہ بہرحال
تمہیں اس جگہ کی سرداری دے رہے ہیں، پھر کچھ وقفہ کے ساتھ میں نے
جنّت کے محلّات دیکھے جو شیشے کے بنے ہوئے تھے ان کا حُسن بیان
نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں پری پیکر حسینائیں عجیب خوشنما جھاڑو ہاتھ میں
لئے ان محلّات کی صفائی کر رہی ہیں جہاں خوبصورت درختوں کے پتے گرے
پڑے تھے اور بس مَیں اندر داخل ہونے لگا تو کسی نے رکاوٹ کی اور کہا
تمہارے برادر بزرگوار کی آمد ہے اور انکے استقبال کی تیاریاں ہیں ان
محلّات میں وہی رونق افروز ہونگے، تو بہت حیران اور پریشان ہوا کہ
یا اللہ خیر فرما مگر تقدیر غالب ہو کر ہی رہی کہ ہمیں یہ صدمہ برداشت
کرنا پڑا۔ ع جن پہ ہم کو مان تھا بے آسرا کر چل پڑے

الغرض غسل اور تکفین کے بعد جبکہ ہزاروں کی تعداد میں علماء مشائخ
اور عوام الناس متوسلین جمع ہو چکے تھے تو سب نے جنازہ اُٹھانے کی
سعادت میں حصّہ لیا مگر یہ احقر لاشئی اس آخری خدمت سے محروم رہا کہ
چند روز پہلے میرا بازو ٹوٹ چکا تھا جس کے سبب معذوری تھی مگر یہ
حسرت تادمِ آخر رہے گی۔ اس احقر کو آپ نے اسی تکلیف کے دوران
بھی ایک ہاتھ معذور ہونے کے باوجود استنجاء کا متبادل طریقہ تعلیم فرما
کر اپنے مُربّی ہونے کا حق ادا فرمایا تھا۔

الغرض تمام حاضرین نے حضور زیب آستانہ عالیہ مولانا محمد عبد اللطیف صاحب متعنا اللہ تعالیٰ بطولِ حیاتہ کی اقتداء میں بوقت عصر بارغ لانگے خاں میں نماز جنازہ ادا کی اور قبل از مغرب اندرونِ خانقاہ شریف بمقام پائنتی مبارک حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ انکی مرقد شریف زیارت گاہ خلائق بنی۔

اللھم نور قبرہ واجعل قبرہ علیہ روضۃ من ریاض الجنّۃ وصلی اللہ سبحانہ و تعالیٰ علےٰ حبیبہٖ سیّدنا ومولٰنا محمّد وعلےٰ آلہ وصحبہٖ اجمعین و بارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

محترم جناب شبیر خالد سعیدی صاحب جو آپکے پسندیدہ قوال اور نعت گو شاعر ہیں نے آپ کی منقبت میں قل خوانی پر یہ چند اشعار پڑھ کر سنائے۔

انسان باکمال تھے مفتی میاں عبدالودود — صوفی تھے صاحبِ حال تھے مفتی میاں عبدالودود
یہ خاندان عبیدیہ کے تھے حسین چشم و چراغ — میاں عبدالشکور کے لعل مفتی میاں عبدالودود
کہتے ہیں میاں عبداللطیف اور میاں عبدالمجید — غمخوار تھے لجپال تھے مفتی میاں عبدالودود
مشغول رہتے تھے سدا ذکر خدا و رسول میں — خوش بخت نیک خصال تھے مفتی میاں عبدالودود
سادگی میں زندگی ساری گزاری آپ نے — چاہے وہ صاحب مال تھے مفتی میاں عبدالودود
تکلیف میں بھی شکر کا دامن نہ چھوٹا ہاتھ سے — ہر حال میں خوشحال تھے مفتی میاں عبدالودود
شفقت سخاوت کا بھلا خالد کروں میں ذکر کیا — ہر اک کا رکھتے خیال تھے مفتی میاں عبدالودود

اور یہ نتیجہ فکر ہے حضرت مولانا محمد عبدالخالق صاحب مدظلہ العالے

فرزندِ ثانی حضرت مولانا محمّد عبدالقدوس صاحب علیہ الرحمۃ کا

کر گئی غمناک ہم کو رحلت عبدالودود — رو دیں گے انکے فدائی اور کہیں گے یا ودود
ہر زماں وہ کرتے تھے اپنے بزرگوں کا بیان — ہوگئیں پاکوں کی ثنا نیں سننے والوں پر عیاں
عام لوگوں کی طرح سب دن گزارے آپنے — تھا سنبھالا خدمتِ خلقت وطرہ آپنے
یاالٰہی بخش دے گر ہوگئی ان سے خطا — کرتے ہیں ہم التجا کر تو عطا صاحب عطا

اس احقر لاشئ لقمہ خوار لنگر عبیدیہ نے باوجودیکہ صنفِ شاعری پر اسے کچھ بھی دسترس نہیں چند اشعار بطور اظہارِ دردِ دل نظم کئے جنکی تہذیب و ترصیع میرے واجب الاحترام استاد جناب پیر و فقیر عاصی کرنالی صاحب نے کی لہذا اس مخلصانہ شفقت پر وہ میرے مشکور ہیں۔

قبلۂ من جانشینِ خواجۂ عبدالشکور — مفتی عبدالودود آں صاحبِ علم و فور
رفت از دنیا و حس کردم کہ رفتہ جانِ من — او کہ بودہ جانِ جملہ چشتیانِ ایں زمن
ہست مشکل زندگانی چونکہ بینم روئے تو — زود بادا روز محشر تاکہ بینم روئے تو
صاحبِ خلق حسن، ہم صاحب جود و سخا — صاحب علم و ورع، ہم صاحب رشد و ہدا
امتیاز منکر و معروف قالت بود و حال — بود شغلت آب و ناں بخشیدن اے صاحب جمال
میز بانی کردی و ہرگز نبودی تنگ خو — ذات پاکت با وقار و خوشدلی در گفتگو
کل جہاں گرویدۂ اخلاق تو اے باحیا — در فراقت اشک می بارد مسلسل چشم ہا
تو خریدی از جمالِ خلق، مارا قلب و جاں — نازفرمودی و شیدا شد بنازت این و آں
گرچہ بے اولاد بود آں مرشد الاصفات — لیک بر اولاد خویشاں بود شفقت در حیات
عادل بے چارہ گفتہ سال ترحیلش چناں — عشقِ محبوبِ خدا ہم کبریا گشتہ نہاں ۱۴۱۱

اسی احقر نے وغفر عبدُہٗ الودود ۱۴۱۱ اور ثانی قبلۂ عالم نورِ زمن محمد عبدالودود سے بھی سن وصال برآمد کیا ہے۔

ورثاء اور روحانی اولاد : آپ نے اپنی اکلوتی اہلیہ سے کوئی نسبی اولاد نہیں چھوڑی لہذا آپکے بعد آپکے دو حقیقی بھائی اور دو ہی ہمشیرگان جن کا ذکر آئندہ چمنوں میں مستقل آرہا ہے اور ایک خیفی بھائی جن کا ذکر اس گلزار میں ابتداءً ہو چکا بطور پس ماندگان و وارثان موجود تھے۔ البتہ آپکی جانشینی آپ کے ہر دو برادران حقیقی کے سپرد ہوئی جیساکہ اس بارہ میں آپ کی وصیت کا ذکر چند صفحات پہلے گزرا۔

آپ کی مکمل زندگی جہاں ایک روحانی مربی کی حیثیت سے گزری، وہاں ظاہری علوم میں مدرس کی حیثیت سے بھی مصروف رہے لہذا آپ نے بے شمار روحانی اولاد چھوڑی جو آپ پر آج تک دل وجان سے فدا ہوتی ہے شاگردوں اور مریدوں کا شمار ممکن نہیں البتہ مجھے آپ کی طرف سے جن حضرات کو مجاز ہونے کی اطلاع ہے ان کا مختصراً ذکر کرتا ہوں۔

۱۔ آپ کے باوقار بھتیجے حضور قبلہ استاذیم مولانا محمد عبد العلی صاحب مستغنی عن الالقاب۔ ان کا ذکر آئندہ چمن میں آرہا ہے۔

۲۔ محترم جناب پیر حافظ امیر احمد صاحب۔ یہ حضور سیدی مرشدی سراپا نور و سرور کے شاگرد رشید ہیں مگر بیعت و خلافت کا شرف حضور معدن جود سے حاصل کیا۔ جنات نکالنے اور جادو سایہ وغیرہ کے انتہائی مشہور و معروف معالج ہیں۔ بستی خداداد میں جو شیر شاہ روڈ

پر تحصیل واڑموڑ کے قریب واقع ہے، ان کا آستانہ غیر معمولی شہرت رکھتا ہے۔ محترم پیر صاحب تاحال خانقاہ عبیدیہ سے خوب عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

۳۔ ایک شاہ صاحب جو غالباً شورکوٹ یا جھنگ کے علاقہ سے اپنے مریدین کے ہمراہ اعراس مبارکہ کے موقعہ پہ حاضری دیتے تھے بھی آپ ہی سے خلافت یافتہ تھے۔ مگر افسوس کہ میں ان سے کچھ پوچھ نہ سکا اور آپ کے بعد ان کا بھی نامعلوم کسی وجہ سے آنا جانا نہیں رہا۔

ان کے علاوہ ممکن ہے اور بھی ہوں کہ آپکی فیاضی مثل سیل رواں تھی کہ ایک دفعہ یہ احقر کسی کو بیعت کرانے کی غرض سے لے کر حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا یہاں کیوں لائے ہو تم خود ہی بیعت کر لیتے، میں نے عرض کی جو کچھ ہے آپ کے کفش برداری کا صلہ ہے ورنہ اس نالائق زمانہ و سرخیل عاصیاں میں اس کام کی اہلیت کہاں مزید عرض کی کہ انکی شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرائی جاوے اللہ اکبر۔ تو آپ نے اس سے اس امر کی تصدیق فرمائی پھر بیعت میں بھی لے لیا۔ اسی طرح اس احقر نے ایک دفعہ صوفی عبد القادر صاحب لاہوری کے بارے میں عرض کیا کہ لوگ ان سے بیعت کی آرزو رکھتے ہیں تو فرمایا ہاں اگر وہ اس کا اظہار کریں تو اجازت دی جاسکتی ہے۔

تصرفات بعد الممات

آپ کے پے درپے تصرفات میں سے چند ایک ہی نقل کرنے پر اس چمن کی بہاروں کا ذکر اختتام کو پہنچے گا۔

محترم جناب حافظ رب نواز صاحب مُراد آبادی فرماتے ہیں، مجھے اپنے محترم استاذ صاحب قبلہ کی زیارت ہوئی ہیں چونکہ انکے وصال کے بعد انتہائی غمگین رہتا تھا لہذا عرض کیا حضور آپ نے تو بہت جلدی تیاری فرمالی فرمایا خیر ہے کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے اتنا کرم فرمایا ہے کہ مجھے متقین کے ہمراہ جگہ مرحمت فرمائی ہے اور تمہیں بھی انشاء اللہ العزیز متقین ہی کے زمرہ میں شامل فرمادیں گے یعنی پھر غم وافسوس کی کیا وجہ کہ دنیا تو فانی ہے اور یہاں سے سب کو ایک ایک دن کوچ کرنا ہی ہے لہذا ملاقات کا وقت گویا قریب ہی ہے۔

آپ کے مُرید باصفا ڈاکٹر محمد اکرم صاحب جن کی اہلیہ ملازمت اور تعلیم کے سلسلہ میں فرانس گئیں تو یہ ساتھ نہ گئے جبکہ حضور قبلہ معدن جود ان سے سخت ناراض ہوتے پھر وہاں سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد انہیں لندن جانا پڑا تو آپ کی تعلیمات کے مطابق لندن ان کے ہمراہ گئے تو آپ نے سخت تاکید فرمادی تھی کہ کاروبار نہ کرنا بلکہ بچوں کی حفاظت اور یادِ خداوندی میں ہی وقت گزارنا۔ انہی بچوں کی حفاظت کے سلسلے میں حکومت کی طرف سے تقریباً آٹھ سو پونڈ وظیفہ بھی

ملتا تھا مگر لالچ میں آکر کاروبار کا سلسلہ بھی وہیں شروع کردیا تو بعد خسارہ کا سامنا کرنا پڑا مزید براں آنجناب نے خواب ہی میں فرمایا کہ دل کرتا ہے تمہیں اپنے سلسلہ سے نکال دوں کہ سراسر مخالفت ہی کررہے ہو اور سن لو کہ آج کے بعد تمہارا وظیفہ بھی بند۔ چنانچہ صبح اُٹھے تو حکومت کی طرف سے یہ پروانہ موصول ہوا کہ آج کی تاریخ کے بعد تمہیں ماہانہ وظیفہ نہ ملے گا اپنا انتظام خود کرو۔ انہی ڈاکٹر صاحب نے آنجناب قبلۂ خود کے وصال کے بعد کسی وجہ کے بغیر ہی حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہ العالی سے تعلقات استوار نہ رکھے اور ان سے سلسلۂ محبت برقرار نہ رکھا۔ جبکہ آنجناب معدن جود نے انہیں تنبیہہ فرمائی اور اپنے جانشین برادرِ خورد سے تعلقاتِ راست کرنے کی تاکید فرمائی چنانچہ اس سال ۱۴۱۷ھ کے عرس مبارک پر ڈاکٹر صاحب لندن سے حاضر ہوئے تو یہ حالات سُنائے۔

آپ کے ہمسایہ اور مُرید حجام ظہور احمد صاحب کا کہنا ہے کہ ایک رات میں کسی مولانا صاحب کی تقریر میں دوزخ اور قبر کا ذکر سنکر روتا روتا اس خیال سے سوگیا کہ واللہ اعلم مجھ جیسی بدکار شخصیت سے کیا سلوک ہوگا تو رات کو ہی اپنے مرشد کریم کی زیارت سے مشرف ہوا فرمایا تم ہمارے ساتھ رہوگے فکر نہ کرو انشاء اللہ العزیز (کہ تمہیں ہم سے محبت ہے) اور پھر فرمایا۔ ہم ایسے اوپر جائیں گے اور یہ کہتے ہوئے آپ نے کسی اُڑنے والی چیز کو پکڑ کر فرمایا تم بھی پکڑ لو بس میں نے بھی پکڑا تو وہ چیز ہمیں بلامشقت وتکلیف حدِ نگاہ تک کی بلندیوں پر آن ہی آن میں لے گئی۔

علاقہ تھل سے آپ کے پیر بھائی جناب محمد شفیع سہارن صاحب نے چند ہی روز قبل مجھے بیان کیا کہ آپ کے وصال کے بعد ریوڑ چرانے کے دوران اکیلے ہونے کے سبب ایک دن میں نے عصر کی نماز اس خیال سے جلدی میں پڑھی کہ کہیں بکریاں کسی کے کھیت میں نہ گھس جائیں اور رسوائی مول نہ لینا پڑے۔ میں اِدھر اُدھر دیکھ بھی لیتا اور رکوع سجدہ بھی مختصر کرتا تھا۔ الغرض اسی رات حضور معدنِ جود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ میری گردن پر اپنا گھٹنا رکھ کر تنبیہاً یوں ارشاد فرما رہے ہیں کہ میاں! آئندہ ریوڑ کے خطرہ میں نماز کو خراب مت کیا کرو تم تسلّی رکھو کہ دوران نماز تمہارا ریوڑ کسی کے کھیت کو خراب و برباد نہ کرے گا۔ سُبحان اللہ!

کہتے ہیں اس کے بعد میں نے جب تک گلہ بانی کا کام کیا ہمیشہ نماز انتہائی اطمینان سے ہی پڑھی بحمدہ تعالیٰ کبھی بھی میرے ریوڑ نے کسی کے کھیت میں مُنہ تک نہ مارا میرے اس فعل پر تمام بستی والے خوب حیران ہوتے اور تعجباً مجھ سے سوال کرتے تھے تو انہیں کہتا تھا یہ میرے مرشد کریم کے پوتے حضور معدن جود کی کرامت ہے کہ میری نماز کے دوران اُنہوں نے حفاظت کا ذمّہ لیا ہوا ہے۔

یہ احقر اپنے مُرشد حقیقی حضور سراپا نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پُرملال کے بعد کافی عرصہ تک اس قدر بے خود رہا کہ کسی کے ساتھ طبیعت نہ لگتی تھی اور ہر دم زبانِ حال سے یہ رُباعی پڑھتا تھا ؎

میرے دل کو قرار تم سے ہے ۔۔۔ زندگی کی بہار تم سے ہے
یُوں تو لاکھوں حسین ہیں دنیا میں ۔۔۔ کیا کروں مجھ کو پیار تم سے ہے

بہر حال ایک وقت آیا کہ حضور معدن جود کی نوازشوں اور عطاؤں نے اپنا غلام بنا لیا پھر تو یہ عالم ہوا کہ تصورِ شیخ بھی کچھ عرصہ کے لئے جاتا رہا جس پر مجھے ندامت ہوئی تو بڑی محنت کے بعد تصورِ شیخ پختہ کیا اور آپ سے محبّت بھی برقرار رکھی۔ الغرض پھر آپ کے وصال پُرملال کے بعد بھی وہی کیفیت پیدا ہوئی تو آنجناب والاصفات حضور معدنِ جود نے زیادہ عرصہ تک بے یار و مددگار نہ چھوڑا بلکہ دو مرتبہ بذریعہ خواب انتہائی شفقت و محبّت سے اپنے جانشین حضور زیبِ آستانہ عالیہ مدظلہ العالے سے سلسلہ محبت محکم اور پیوستہ کرنے کا اشارہ فرمایا اور خود عملی طور پر انکی جناب میں بطورِ سائل پیش ہو کر مجھ پر انکے کمال و شرف کو ظاہر فرمایا دوسری دفعہ انہیں تمام امور کی نگرانی اور سرپرستی فرمانے کی ذمہ داری سونپی جس سے اس احقر پر یہ بات واضح ہوگئی کہ بحمدہ تعالے حضور زیب آستانہ عالیہ ابقاہ اللہ تعالےٰ ببقائہ ونفعنا اللہ سُبحانہ وتعالےٰ بطولِ حیاتہ کو آپ کی طرف سے مکمل نیابت حاصل ہے۔ اس قسم کے واقعات کی فہرست اتنی طویل کہ نئی جلد تیار ہو جائے مگر مجھے اپنا مقصود اسی قدر سے حاصل کہ اذن باری تعالےٰ سے تصرفات اولیاء بعد الوصال بھی جاری و نافذ لہٰذا اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس گلزار کا پہلا چمن انکی منقبت پر ختم ہوا جن کا ذکر دُوسرے چمن میں ہونے والا ہے۔

اللّٰھم صلّ وسلم وبارک علیٰ سیّدنا
ومولٰنا محمدن النبی الامی وعلےٰ آلہ وصحبہ
وبارک وسلم تسلیما کثیراً کثیراً۔

چمن دوم

در بیان

سجادہ نشین ششم آستانہ عالیہ عبیدیہ سلطان ملک معرفت غوّاص بحرِ وحدت منبع عُلومِ لدنیہ حضور زیبِ آستانہ عالیہ مولانا المولوی المفتی محمد عبد اللطیف الملتانی الچشتی ابقاہ اللہ تعالیٰ لبقائہ

ومتّعنا اللہ تعالیٰ لطولِ حیاتہ آمین

آپ حضور قبلہ ام سراپا نور و سرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ثانی اور بحمدہ تعالےٰ اس زمان سعادت نشان میں مسند آرائے خانقاہ عالیہ عبیدیہ رحمانیہ کریمیہ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو خوشہ چینان گلزارِ چشت اہلِ بہشت کی فریادرسی اور انکی دادخواہی کے لئے خضری عمر سے نوازیں، اور سالکانِ راہِ طریقت کو آپکی حیاتِ مبارکہ سے زیادہ سے زیادہ منتفع ہونے کی توفیق ارزاں فرمادیں،

ع ایں دُعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت اپنے برادرِ بزرگوار حضور معدن جود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی ولادت سے تقریباً چار سال بعد بتائی گئی ہے اسطرح سنِ ولادت ۱۳۵۰ھ بنتا ہے۔ آپ نے اپنے جدِ اعلیٰ زبدۃ المحققین حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اگرچہ مختصر زمانہ میمونہ پایا تاہم ارشاد فرماتے ہیں دو مرتبہ آپ کے ساتھ پالکی مبارک میں بیٹھنا یاد ہے اور یہ بھی کہ آپ مسجد شریف سے شمال غربی جانب واقع اپنی رہائش گاہ میں دوپہر کو آرام فرمانے کی غرض سے تشریف لے جاتے اور پھر جب ظہر کی نماز کیلئے تشریف لاتے تو اپنی نعلین مبارک مسجد کی شمال غربی جانب سے اُٹھا کر آپکی نشست گاہ بارگاہِ معلّیٰ کی طرف رکھنے کی ذمہ داری میرے سپرد فرمائی تھی چنانچہ ایک عرصہ تک میں نے ذمہ داری نبھائی اور جب بھی اس خدمت کو یاد کرتا ہوں تو اپنے سینہ میں ایک نور سا محسوس کرتا ہوں اور حمدِ خداوندی بجالاتا ہوں کہ اتنے بڑے عالمِ دین اور ولی کامل (قطب العصر) کی نعلین اُٹھانے کا شرف مجھے حاصل رہا۔

حصولِ تعلیم: قرآن شریف کی ابتدائی تعلیم استاذ الحفاظ مولانا حافظ محمد عبد اللہ لنگاہ سے حاصل کی مگر حفظِ قرآن شریف کی تکمیل اپنے والدِ گرامی سے کی۔ خود فرماتے ہیں کہ بچپن میں مجھے فارسی ادب سے زیادہ دلچسپی تھی اور جب عربی صَرف و نحو کی کتابیں شروع ہوئیں تو میں نے حضور قبلہ والدِ محترم سے عرض کیا میں صرف فارسی پڑھوں گا کہ عربی سمجھ نہیں سکتا تو ارشاد فرمایا بیٹا سب کچھ ہو جائے گا فکر نہ کرو بلکہ محنت اور کوشش سے پڑھتے رہو۔ لہذا ارشاد فرماتے ہیں کہ اب سوچتا ہوں اگر عربی نہ پڑھتا تو کس قدر محرومی ہوتی۔ الغرض خاندانی روایات کے مطابق

جمیع علومِ متداولہ میں آپ نے اپنے پدرِ بزرگوار اور جدِّ امجد سے
تکمیل کی پھر درس و تدریس میں مشغول ہوتے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

بیعت وخلافت: فرماتے ہیں ہم تینوں بھائیوں کو حضور قبلہ والد ماجد
بزرگوار نے ایک ہی دن اپنے قبلہ وکعبہ حضور
ولی لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں پیش کر کے
بیعت فرمایا۔ اور ہمیں ہمارے مرشد کریم حضور جدِّ امجد نے پہلے دن
ہی بیعت کے بعد چند وظائف ضروریہ تعلیم فرما کر یہ اجمالی نصیحت
فرمائی کہ علم پڑھ رہے ہو جیسے جیسے یہ تمہیں راستہ بتاتا جائے ویسے
ہی عمل کرتے جانا۔ بچپن ہی سے اہلِ علم وعمل کی اکسیر صحبت نے آپ
کو جو جلا بخشی وہ محتاج بیان نہیں۔ اپنے مرشدِ کریم حضور جدِّ امجد
ولی لاثانی کے ہمراہ آپ نے بے شمار سفر فرمائے چنانچہ انتہائی
بچپن میں آپ بستی حسّو والا میں حاجی اللہ دسایا کے گھر اپنے جدِّ امجد
کے ہمراہ رونق افروز تھے تو اس نے آپ کو خاموش اور مؤدب بیٹھا
دیکھا تو حضور ولی لاثانی کو عرض کی حضور! بچوں کو کوئی ایسی گھُٹی
ڈالی اور ان کی ابھی سے کچھ ایسی تربیت فرمائی ہے کہ بچے معلوم ہی
نہیں ہوتے۔ گویا بچپن سے ہی میزبان کو بزرگی کے آثار نمایاں
معلوم ہوتے۔ جس پر آپ نے بجائے اس کے کہ یہ فرماتے بیٹا! کھیلا
کودا کرو اور ہوشیار بنا کرو یوں ارشاد فرمایا۔ "میاں! ایہا چُپ
چنگی ہے"۔ یعنی خاموشی کی عادت ہی بہتر ہے ۔

بہ طبعم ہیچ مضموں بہ زلب بستن نمی آید ٭ خموشی معنئی دارد کہ در گفتن نمی آید

ترجمہ: میری طبیعت کو خاموشی سے بہتر کوئی عنوان نہیں لگتا

کیونکہ خاموشی کے فوائد اتنے ہیں کہ بیان نہیں کئے جا سکتے۔
ایک عرصہ تک آپ اپنے جدِّ امجد کے ہمراہ سفر فرماتے رہے پھر
جب انہوں نے اپنی محبت، اور فیض کا اثر آپ میں غالب پایا تو
آپکو تنہا سفر کا موقع جسطرح عطا فرمایا وہ میں آپ ہی کی زبانی عرض
کرتا ہوں۔ ارشاد فرماتے ہیں جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چونکہ نماز
میں سوائے حضور قبلہ امام والدِ گرامی سراپا نور و سرور کے کسی کی اقتدا میں
اطمینان اور تسلّی نہ ہوتی تھی اور خطابت و امامت کی خدمت بھی آپ
ہی کے سپرد تھی لہذا آپ انہیں سفر پر بہت ہی کم بھیجا کرتے تھے اسی
لئے ایک موقعہ پر حضور مُرشد کریم جدّ امجد نے میرے برادرِ بزرگوار حضور
معدن جود کو کہیں سفر پر جانے کو فرمایا تو انہیں اس وقت کوئی قوی
عذر تھا جو انہوں نے پیش کر دیا جس پر آپ نے مجھ سے پوچھا تو میں
نے عرض کیا جیسے آپ کا حکم ہو لہذا مجھے اکیلا ہی اس سفر پر بھیجا گیا۔
پھر اسطرح یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ ایک موقعہ پر میں نے عرض کیا کہ
دوران سفر بعض حضرات بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں
اس بارہ میں آپ کا کیا ارشاد ہے تو آنجناب قبلہ حاجات مرشد
کریم نے قدرے سوچ کر ارشاد فرمایا آپ خود بیعت میں لے لیا
کریں۔ الغرض یہ اجازت نامہ گویا منصب خلافت تھا جو آپ کو جدّ
امجد ولی لاثانی کی طرف سے عطا ہوا اور حضور ولی لاثانی اس کی عطا میں
کس قدر محتاط تھے اس کا ذکر انہی کے حالات میں کر چکا ہوں۔

فضل و کمال: آپ خود ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے اپنے
مرشد کریم ولی لاثانی کے زمان سعادت اقتران میں

ایک مرتبہ انہیں علمی مشاغل میں انتہائی منہمک دیکھا اسیطرح اپنے والدِ گرامی حضور سراپا نُور و سُرور اور ہر دُو برادران محترمان کو بھی مصروفِ درس و تدریس پایا تو اللہ تعالیٰ کی خُوب حمد بجالایا پھر اپنے گھر گیا تو بحمدہٖ تعالےٰ وہاں والدہ ماجدہ اور دادی صاحبہ دونوں کے پاس بھی قرآن شریف پڑھنے والی بچیّوں کے حلقے لگے ہوئے دیکھے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور اپنے گھر کے اس اندرونی بیرونی ماحول کو اللہ تبارکؐ تعالےٰ کا اپنے اُوپر احسان عظیم سمجھا۔

اس سے فقیر کاتب الحروف کی مُراد یہ کہ ابتداءِ جوانی سے ایسے پاکیزہ ماحول کو پسند کرنا گویا فطری طور پر رُوحانی کمالات کی استعداد پائے جانے کے مترادف تھا۔ ورنہ عالم شباب کی کار ستانیوں اور ہوس پرستیوں سے کون آشنا نہیں۔ جب بھی آپ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہیں تو آپکی آنکھیں نمناک ہوجاتی ہیں اور چہرہ مبارک سُرخ ہو جاتا ہے اور یہ سب اپنے مرشدِ کریم سے والہانہ عقیدت و محبّت کی بنا پر ہوتا ہے کہ اسکے بعد عموماً اِرشاد فرماتے ہیں اب انکے بعد اور پھر خصوصاً والدِ گرامی کے بعد کیا رہا۔ کچھ نقشہ برادرِ بزرگوار نے بھی دکھایا مگر اب تو نِرا چھان ہی رہ گیا ہے سُبحان اللہ یہ آپکی کسرِ نفسی ہے ورنہ اہلِ نظر کے نزدیک آپ خود بحمدہ تعالیٰ مرآۃ الاسلاف اور آبروئے اخلاف ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو خضری عمر سے نوازیں۔ آمین۔

میں اس گلزار کی ابتداء میں آپکے اجمالی فضائل اور والدِ گرامی وجدِّ امجد کی نظرِ کیمیا اثر میں آپکے علوشان کا کچھ حال بیان کر چکا ہوں اور اسی طرح اپنے برادر بزرگوار حضور معدن جود کے بعد آپکو ان کی

نیابت اور جانشینی کے طور پر خانقاہ عالیہ کے تمام امور کی سربراہی کا اپنے مرشدِ کریم حضور ولی لاثانی کی طرف سے عطا ہونا اس گلزار کے چمنِ اول کے آخر میں درج کر آیا ہوں۔ علاوہ ازیں آپ اپنے جملہ خصائل و شمائل کے سبب بحمدہ تعالےٰ اگرچہ اپنے اسلاف کی صحیح تصویر ہیں تاہم عشق و مستی، شب بیداری، فکر و تدبّر سے قرآن خوانی اور علم تصوّف سے والہانہ دلچسپی آپ کے خصائص میں سے ہے۔ اوقاتِ فرصت میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہمہ وقت یاتو کلامِ الٰہی سے آپ رطب اللسان نظر آتے ہیں یا مصروفِ تصنیف و تالیف۔ الحمدللہ علےٰ ذلک آپ کی مستانہ کیفیات سے خُوب اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپکو بحمدہٖ تعالیٰ خلوت در انجمن کا بیش بہا خزینہ حاصل ہے۔ آپ عموماً اگرچہ ماسوی اللہ سے بے نیاز ہوکر ذکر و فکر میں گم رہتے ہیں تاہم وعظ و نصیحت کے طور پر آپ عشق و محبّت اور اتباعِ شریعت کے علاوہ عموماً توحیدی مضامین کی شکر ریزی سے حاضرین کے قلوب کو مست کرتے ہیں اللہ تعالےٰ کی قدرتوں اور انکے عجائبات کا مُبارک تذکرہ آپ کی مُبارک محفلوں میں تسلسل سے سُنا جاتا ہے اور بسبب عشقِ خداوندی ہی آپ کو بے شمار احادیثِ قدسیہ اور اقوالِ مشائخ یاد ہیں۔ آپ بحمدہ تعالےٰ انتہائی شیریں زبان، نرم خو اور مستجاب الدعوات واقع ہوئے ہیں۔ مطالعہ کا یہ عالم ہے کہ کسی عنوان یا کسی شخصیّت پر گفتگو شروع فرماتے ہیں تو سامعین کی تمام تشنگی دُور فرما دیتے ہیں اور وہ حیران و دم بخود ہو جاتے ہیں۔

مسند آراء ہونے کے بعد بحمدہ تعالےٰ آپ نے اپنے اکابرین کے تمام معمولات کو بڑی مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے، سادگی، عاجزی، حاضرین

کی فریادرسی، مہمان نوازی، حسنِ اخلاق، حسنِ تدبیر، درس و تدریس اور فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ شاغلِ بحق رہنے میں آپ کی ذات مصدرِ فیوضات یقیناً اپنے آباء و اجداد کی مظہر ہے۔ قدیمی لنگر خانہ، سرائے اور نشست گاہ کی تمام تر تعمیریں بارشوں کے سبب آپ کے ابتدائی زمانہ سجادگی میں گر گئیں تو آپ نے انتہائی سادگی سے دوبارہ تعمیر کرائیں۔ اعراس مبارکہ کے معمولات بحمدہٖ تعالیٰ اپنی خوب سے خوب تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے پابندی فرمانے کے سبب سلسلہ عالیہ کی ترویج میں اہم کردار ادا فرمارہے ہیں۔ البتہ ضعف کی موروثی شکایت کے سبب سفر کے معمولات کچھ کم فرمادیئے ہیں۔ حج کی سعادت سے بھی آپ مشرف ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ ؏ آباد رہے ہر دم میخانہ یہ ساجن کا

آپ کے بھتیجے جناب عندلیب گلستانِ رسالت فرماتے ہیں میری اپنے مرشدِ کریم حضور معدنِ جود کی وفات قیامت آیات کے بعد کہیں طبیعت نہ جمتی تھی اور بجز کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارہ کار نہ تھا لہٰذا ایک روز خواب میں حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت فیض بشارت سے مشرف ہوا اور اسی مجلس میں حضور زیبِ آستانہ عالیہ بھی موجود تھے تو حضور اعلیٰ نے اُنکی طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے فرمایا کہ "میرے یہ فرزند دلبند الحمد للہ عالم تو ہیں" لہٰذا آپ کا یہ کلام سُنتے ہی آپ کی عظمت میرے دل میں سکہ زن ہو گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

آپ کی خاطر ایک روز یہ احقر کچھ مچھلی اور روٹیاں لے کر حاضر ہوا اور دل میں سوچا کہ اگر آپکے برادرِ بزرگ حضور معدنِ جود ہوتے تو باوجودیکہ طعام انتہائی کم ہے تاہم سب طلباء کو بُلا کر ایک ایک لقمہ ضرور

عنایت فرماتے۔ اللہ اکبر۔ آپ کی روشن ضمیری دیکھئے کہ فوراً سب طلباء کو بُلایا اور مکمل طعام انہی میں تقسیم فرمادیا حتیٰ کہ روٹیاں کم ہو گئیں تو خود اپنے دولت خانہ سے مزید روٹیاں منگوائیں مگر طلباء کو سیر فرمایا جس پر میں انتہائی شرمندہ ہوا۔

آپکے برادرِ خورد حضور بحر العلوم جب ادائیگی حج کے بعد واپس وطنِ عزیز پہنچ رہے تھے تو اہل خانہ میں سے بعض افراد نے استقبالاً سٹیشن پر جانے کا ارادہ ظاہر کیا جس پر آپکی زبان گوہر فشان سے نکلا کہ اُنہوں نے تمہیں ملنا تو نہیں اپنا شوق پورا کرنا ہے تو کرو چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ یہ سب سٹیشن پہنچے اور آپ کسی سواری پر اپنے گھر پہنچ گئے۔

آپ کے شاگرد جناب مولانا محمد شفیع غوثوی چند دنوں کی بات سُناتے ہیں کہ میں اپنے پیرِ صحبت اور استاذ مکرّم حضور سیّدی مرشدی سراپا نور و سرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مطلع انوار پر بیٹھا پڑھ رہا تھا تو نگاہ پڑی کہ آپ اپنی کمال سادگی کے سبب سامنے لنگر خانہ میں کسّی اُٹھائے خود بدولت مشقت والے کام میں مصروف تھے میں فوراً اُٹھ کر حاضر ہوا اور عرض کی حضور! ہم غلاموں کے ہوتے ہوئے آپؐ تکلیف نہ فرماویں تو ازراہِ شفقت آنجناب نے کام سمجھا دیا اور خود تشریف لے گئے۔ کہتے ہیں کہ میں کام بھی کرتا رہا اور سوچتا رہا کہ بس یہاں سے فرصت پاتے ہی اجازت لوں گا کہ کسی کی شادی میں جہیز کی خاطر قرآن شریف اور جائے نماز بازار سے خرید کر کے وطن واپس پہنچنا تھا چنانچہ جب میں فارغ ہو گیا تو آنجناب قبلہ نے خود مجھ سے پوچھا کہ کوئی کام تو نہیں امداد

یہ بھی کہ جلدی تو نہیں) میں نے عرض کیا ابھی بازار جانا ہے تو فرمایا ذرا ٹھہرو پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور ایک نہایت عمدہ جائے نماز لاکر مجھے مرحمت فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ قرآن شریف کی ضرورت ہو تو وہ بھی سامنے موجود ہیں لے لو چنانچہ میں نے خوشی سے دونوں تبرکات لئے اور آپ کے کشف پر حیران ہوتا اجازت لے کر روانہ ہوا۔

علاقہ تھل سے جناب میاں محمد شفیع سہارن صاحب نے اس احقر کو اپنا پوتا دکھاتے ہوئے یہ عجیب قصہ سنایا کہ اس لڑکے کی ناک سے متواتر پیپ بہتی تھی جس کے سبب ہم بہت پریشان رہتے تھے قریب و دُور جس حکیم ڈاکٹر کا سُنتے دل سے علاج کراتے مگر قدرے افاقہ نہ ہوا۔ قسمت خداوندی کہ ہماری دعوت پر حضور زیب آستانہ عالیہ نے ہمارے گھر کو رشکِ گلزار بنایا تو میں نے اپنی بہو سے کہا بیمار بچہ لاؤ تاکہ حضرت صاحب سے دم کروا لوں۔ اس نے کہا لاہور تک کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کو تو یہ مرض سمجھ نہیں آئی اب کیا ہونا ہے میں نے کہا تم کپڑے بدلوا کر ناک صاف کرو میں دُعا کے ساتھ دم بھی کرواؤں گا اس نے کہا آپکے لے جانے تک پھر ناک بہہ جائیگی۔ لہذا کیا فائدہ؟ مگر اُس نے طوعاً کرہاً ناک صاف کر کے مجھے بچہ دیا میں آپ کی خدمت عالیہ میں دعا طلبی کو حاضر ہو کر ماجرا سُنانے لگا۔ آپ مصروفِ ذکر تھے تاہم بچے کو بغور دیکھ کر ارشاد فرمایا یہ ناف کا پھوڑا ہے جو ناک سے بہہ رہا ہے میں ناف پر دم کرتا ہوں انشاء اللہ العزیز بچہ صحیح ہو جائے گا۔ سُبحان اللہ آپ کا دم کرنا تھا کہ بچہ اسی روز سے صحت یاب ہونے لگا حتیٰ کہ بالکل تندرست ہو گیا۔ اور ہمیں مزید کسی بھی علاج کی ضرورت نہ رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

مجھے روانی کے ایک صاحب نے بتلایا کہ انکے بچے کا سَر دن بدن بڑا ہوتا جاتا تھا اور ڈاکٹر حضرات اسے مُہلک مرض قرار دیتے تھے مگر آنجناب نے چند ڈھیلے دم کر کے دیئے کہ علی الصبح انکو سَر پر پھیر دیا کرو چنانچہ چند روز کے عمل سے اللہ تعالیٰ شافی الامراض نے بچے کو شفا کاملہ نصیب فرمائی۔ الحمد للہ علے ذٰلک۔

سُبحان اللہ آپ کی دُعاؤں سے بے شمار جادو، جنّات اور جسمانی بیماریوں میں مُبتلا مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی ہے۔ اور بحمدہ تعالےٰ تا حال لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے سایہ ہما پایہ کو ہم ناآشناؤں پر قائم دائم رکھیں۔ آمین۔

ملفوظاتِ شریفیہ

حضور زیب آستانہ عالیہ القاہ اللہ تعالیٰ عموماً فرمایا کرتے ہیں کہ اُصول پر عمل کرنے کی بدولت فضول کاموں سے نجات ملتی ہے اور جب فضول کاموں سے کنارہ نصیب ہو جائے تو وصول کی دولت عظمیٰ ہاتھ لگتی ہے اسی لئے فرماتے ہیں علم تصوّف میں اس حدیث مبارکہ کو اساسی اور بُنیادی حیثیت حاصل ہے کہ کسی انسان کے اسلام کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ بے فائدہ اُمور کو چھوڑ دے خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کبھی کبھار میں دیکھتا تھا کہ گھر کی بچیاں آہستہ آہستہ ریڈیو چلائے بیٹھی ہوتی تھیں مگر چند روز سے اب میں نے پابندی لگا دی ہے کہ یہ فضول اور بے فائدہ کام ہے اسے ترک کر دو چنانچہ اس عمل کی برکت سے وظائف اور عبادات میں عجیب لذّت اور ذوق حاصل ہونے لگا ہے

تو میں سمجھا کہ اسکی، یہ برکت ظاہر ہوئی ہے اور اگر ہم اسیطرح سب بے فائدہ کام چھوڑ دیں تو کس قدر برکات کا ظہور ہو۔

جھنگ اور سرگودھا کے سفر کے دوران میں نے آپ کی زبان گوہر فشان سے متعدد بار یہ کلمات سُنے کہ اس زمانہ میں کہ رزق حلال میسّر ہے نہ صدق مقال لہذا کسی عبادت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا البتہ کلمہ شریف اور درود شریف کی مقبولیت یقینی ہے لہذا اپنی زبانوں کو انہی کی کثرت سے مصروف رکھنا چاہیئے میں نے عرض کی تلاوت کلام اللہ شریف کی مقبولیت بھی مشروط ہے؟ فرمایا ہاں بلکہ بعض دفعہ یہ اپنے پڑھنے والے پر لعنت بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ محفوظ فرماویں پھر ارشاد فرمایا کلمہ شریف درود شریف ایسے مبارک ذکر ہیں کہ انکے پڑھنے والے کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے اگرچہ کافر ہی کیوں نہ پڑھے اللہ اکبر۔ میں مسلسل ایک دو دن تک سوچتا رہا کہ کافر کا کلمہ شریف پڑھنے سے دائرہ اسلام میں داخل ہو جانے سے مستفید ہونا ظاہر ہے مگر وہ درود شریف پڑھے تو اسے کیا فائدہ ہوتا ہوگا؟ میری عقل نارسا نے کوئی جواب مجھے نہ بخشا تو واپسی پر کار میں بیٹھے ہوئے میں نے اپنا اشکال پیش کیا تو جواب سُن کر آپ کے تبحر علمی پر قربان ہونے کو دل کرتا تھا۔ فرمایا کہ اس کی برکت سے اسے اسلام کی لازوال دولت اور ایمان کی انمول نعمت سے حق تعالیٰ جل شانہ نواز دیتے ہیں۔

آپ سے دورانِ وضو ایک مرتبہ پوچھا کہ مسواک کا مشترکہ استعمال کیسا ہے تو منبع علومِ لدنیہ نے بلا تامل ارشاد فرمایا ؎

ثَلٰثٌ لَیْسَ فِیْهِنَّ اشْتِرَاكٌ   اَلنِّسَآءُ وَالْمَشَاطَةُ وَالسِّوَاكُ

ترجمہ: تین چیزوں میں اشتراک جائز نہیں، عورت، کنگھا اور مسواک

آپ نے ایک مرتبہ رونے کے فضائل اور اللہ والوں کے اس بارہ میں واقعات بیان فرمائے تو میں نے عرض کیا خدا خوفی سے رونا کم آتا ہے البتہ آپ جیسی باطن صفا شخصیتوں کی صحبت کی برکت سے محبت کا رونا عموماً آجاتا ہے لہذا گریہ وزاری اور آہ و بکا پر آپ نے جو فضائل بیان فرمائے ہیں وہ کس قسم کے رونے پر حاصل ہوتے ہیں تو فرمایا رونے کی دس اقسام ہیں صرف خلوص سے رونے کی ایک ہی قسم مقبول ہے باقی سب مردود۔

آپ سے جب بھی خشیت الٰہی، خوف و اُمید، غصہ و تکبر، تواضع خلوص اور تسلیم و رضا وغیرہ کے متعلق پوچھا گیا کہ انکی مانع جامع تعریف کیا ہے تو آپ نے عباراتِ عربیہ پڑھ کر ہمیشہ مُدلل جواب دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم سلوک و تصوف کی اصطلاحات پر آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

اکثر و بیشتر فرمایا کرتے ہیں راہ سلوک کی بُنیاد "علم" ہے اور علم کی صلاح و درستی اور اس کا ثمرہ عمل پر موقوف ہے پھر ان دونوں یعنی علم و عمل کی درستی سُنّتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر موقوف ہے۔ پھر ان تینوں کی درستی صحتِ نیّت پر موقوف ہے پھر ان سب کی درستی اور صلاح کا دار و مدار خلوص پر ہے اور مخلصین بھی عظیم خطرہ پر قائم ہیں کہ خاتمہ بالخیر ہونے کا کسی کو یقین نہیں اور اسی سبب سے حق تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے علماء کرام ہی ڈرتے ہیں

کہ اس کام کی بُنیاد علم ہے اور اسی میں اشارہ کہ انہیں علم کے بعد یہ منازل ضرور طے کرنا چاہئیں۔ مجھے آپ کا یہ فرمان بھی یاد کہ جب جمیع علوم متداولہ میں کمال حاصل ہو جائے تو سمجھ لو شیطان بن گیا ہوں لہذا اس کے بعد مرشد کریم کی نگاہِ عنایت یا نظر کیمیا اثر اور صحبتِ فیض درجت کی برکت سے نفس کے غرور کو توڑنا از حد ضروری ہے ورنہ علم نافع نہیں رہتا۔

عموماً حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! میں نے تجھ سے کل کی عبادت کا آج مطالبہ نہیں کیا، تو مجھ سے کل کی روزی کا مطالبہ کیوں کرتا ہے؟ اے میرے بندے! تو اپنے نفس کی خاطر مجھ سے جھگڑا کرتا ہے (کہ میری فلاں ضرورت ہے فلاں حاجت ہے وغیرہ) کبھی میری خاطر اپنے نفس سے بھی جھگڑتا ہے؟ (کہ اللہ تعالیٰ کے کس فرمان پر عمل کیا اور کس سے منہ موڑا) ۔

چند روز ہوئے میں نے دیکھا کہ آپ ایک کاغذ کا پُرزہ لئے اس پر کچھ لکھی عبارت کو پڑھ رہے تھے مگر وہ صاف صاف لکھی ہوئی نہ تھی میں نے توجہ کی اور شوق ظاہر کیا کہ معلوم کروں تو آپ نے از راہِ کرم نوازی ارشاد فرمایا آج رات جاگ کھلنے پر میری زبان پہ یہ میٹھے میٹھے الفاظ بار بار آ رہے تھے میں نے کہا لکھ لوں چنانچہ قلم موجود نہ تھا تاہم چابی کی نوک ہی سے لکھ لئے اسی لئے صاف نہیں وہ الفاظ یہ ہیں عباد اللہ علموا اذا رجعوا الی اللہ من الدنیا ان لھم عند اللہ ما عملوا لہ وما بذلوا لہ فیھا دون ما عملوا الغیرہ وترکوا فیھا۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کے بندے جب دنیا سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے تو جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس انکے صرف انہی

اعمال اور انہی صدقات و نفقات کا بدلہ موجود ہے جو اُنہوں نے خاص اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے لئے کئے تھے۔ ہاں جو اعمال غیر اللہ کے لئے کئے اور جو کچھ دنیا میں چھوڑ آئے اس کا بدلہ وہاں نہ پائیں گے

قارئین ذرا اندازہ لگائیں جنکی زبان مُبارک پر نیند میں ایسے عرفانی اور الہامی کلمات جاری ہوں وہ بیداری میں کیا درفشانی فرماتے ہونگے۔ سچ ہے علماء ربانی اور اولیاء حقانی کا سوجانا بھی ہماری عبادات سے بہتر ہے۔

مشائخِ عظام کی طرف سے سالک کے لئے ان چار پابندیوں کم کھانا، کم بولنا، کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں اگر دو پر پابندی حاصل کر لی جائے تو دو خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں وہ اسطرح کہ اگر کم کھائے گا تو نیند خود بخود کم آئے گی، اسی طرح لوگوں سے کم اختلاط رکھے گا تو کم بولنا لامحالہ حاصل ہو جائے گا لہذا ان دو کو ذہن میں رکھے اور عمل پیرا رہے۔

فرماتے ہیں عبادات کے دس حصوں میں نو حصے حلال رزق میں رکھے گئے ہیں اور ایمانیات کے دس حصوں میں سے نو حصے خاموشی میں موجود ہیں۔

آنجناب قبلہ ام نے نگاہ ٹیسٹ کروائی تو تقریباً آٹھ یا نو نمبر کا شیشہ لگا ہم حیران ہوتے کہ اس کے بغیر آپ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے اہم مشاغل میں پوری طرح کیسے منہمک رہتے تھے بہرحال چند روز بعد میں نے عینک کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا مفید چیز ہے پھر کچھ دن گزرنے پر میں نے دیکھا کہ عینک کا مستقل استعمال آپ نے بند فرما دیا ہے میں

نے حیرت سے سبب پوچھا تو ازراہِ اخفاءِ حال آپ نے لیت ولعل سے
کام لیا مگر میرے اصرار پر تبسّم کناں ہو مجھے سبق دینے کے لئے ارشاد
فرمایا عینک کے استعمال سے قریب و دور کی ہر چیز نظر آنے لگ گئی تھی
حتیٰ کہ میں یہاں مسجد میں ہوتا تھا اور سڑک سے گزرتی ہوئی سب چیزوں
پر نگاہ پڑتی تھی تو میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے آنکھیں اس لئے
نہیں دیں کہ ضرورت بلا ضرورت ہر چیز کو دیکھا جائے نہیں بلکہ اس نعمت
کا صحیح استعمال یہی ہے کہ بوقت ضرورت ہی اُس کے احکام کی پابندی
کرتے ہوئے کیا جائے۔ سُبحان اللہ اسکی مثال اس دور میں ملنا کچھ ناممکن
سی معلوم ہوتی ہے مگر یہ کام اللہ تعالیٰ انپر نہایت آسان فرما دیتے ہیں جنہیں
اپنی یاد اور فکرِ آخرت کے لئے چن لیتے ہیں، چنانچہ اسکے بعد آپ سفر و
حضر میں صرف بوقت ضرورت عینک استعمال فرماتے ہیں۔

ایک موقعہ پر یہ حکایت بھی بیان فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے
پیاروں میں سے کسی مقبول بندے کی بینائی اچانک لے لی تو انہوں نے
فوراً متعدد بار الحمد للہ کہا قریب بیٹھے صاحبزادوں نے اس تحمید کا
سبب پوچھا تو فرمایا عرصۂ دراز سے خلوت جیسی نعمت عظمیٰ کا طالب و
متلاشی تھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے گھر بیٹھے بینائی لیکر یہ نعمت عطا فرما
دی ہے جس پر حمدِ خداوندی بجا لا رہا ہوں تو وہ حیران ہوئے۔ اسی طرح ارشاد
فرماتے ہیں سیّدنا حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ مطالعہ سے فراغت پانے
پر بلا تاخیر چراغ گُل کرکے ارشاد فرماتے تھے ہاں ہاں اندھیروں میں ہی
دل نور حاصل کرتے ہیں۔

آپ چونکہ عموماً ارشاد فرماتے ہیں اس زمانۂ فساد میں نیک صحبت میسّر

نہیں کہ مسلمان کامل قبروں میں ہیں اور دینِ حقیقی کتابوں میں رہ گیا ہے۔
لہذا صحبت کے لئے کتابوں کا مطالعہ کرو ورنہ خلوت میں رہا کرو تو میں نے
ایک بار عرض کیا حضور! احوالِ مشائخ کے مطالعہ سے بجز وقتی فائدہ کے اور کچھ
حاصل نہیں ہوتا لہذا ترک نہ کردوں تو فرمایا ہرگز نہیں اور کوئی فائدہ عملی نہ
بھی ہو تو کم از کم اتنا تو معلوم ہوتا رہتا ہے کہ میں کس پانی میں ہوں یعنی
جب انکے مجاہدات ریاضات اور عبادات کا مطالعہ کروگے تو نفس
غرور میں نہ آئے گا کہ اپنی حقیقت کھلتی رہے گی۔

آپ چونکہ ہمیشہ خلوص پیدا کرنے کی رغبت دلاتے ہیں اس لئے
ایک نووارد طالب علم سے تعلیم حاصل کرنے کا مقصد پوچھا تو اس نے حصولِ
سند کے بعد ملازمت کو اپنا مقصد بتلایا جس پر آپ نے فرمایا میں اس
مقصد رکھنے والے کو نہیں پڑھا سکتا اگر رضائے حق مطلوب ہے تو
یہاں پڑھو ورنہ کسی اور مدرسہ میں داخلہ لے لو۔

اس زمانہ میں رزقِ حلال چونکہ تقریباً ناپید ہے لہذا آپ
عموماً فرمایا کرتے ہیں کہ بنک ملازمین اور سودی لین دین والوں کو
یہ حیلہ لازماً اختیار کرنا چاہیئے کہ وہ گھریلو خرچہ کسی سے قرض لے کر
چلائیں اور پھر اپنے مشکوک رزق سے اس کا قرضہ اُتاریں تو اس طرح
اسے یہ رزق قرضہ میں واپس لینا یقیناً جائز ہے اور اس کے لئے
گھر کے اخراجات کو قرضہ سے چلانا گویا احتیاطی پہلو اختیار کرنا ہے۔
ایک مرتبہ سرگودھا میں آپ سود اور حرام رزق کی مذمت بیان فرما
رہے تھے تو چند بنک ملازمین موجود تھے جن پر بے حد اثر ہوا حتیٰ کہ
محفل برخاست ہونے پر بھی وہ وہیں رہے اور آپ سے علیحدگی میں

مسائل دریافت کرتے رہے۔ کسی نے توبہ کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا
اگر طبیعت اسطرف راغب ہے تو اس موقعہ کو غنیمت جانو اور دوسری
ملازمت کی تلاش جاری رکھو اور جب تک نہ ملے، قرضہ اٹھا کر کام
چلانے والے حیلہ پر عمل کرتے رہو یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ حرام کے
ایک روپیہ سے بچ جانا حلال کے سینکڑوں روپے خیرات کرنے سے
زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ ع لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

میلسی کے علاقہ میں آپ کے خاندانِ عالیہ کے ایک قدیمی خادم
جناب حکیم صاحب مرحوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کوئی مسئلہ
پوچھنے لگے کسی نے کہا آپ اس وقت تلاوت کلام اللہ شریف یا
وظیفہ میں مصروف ہیں لہذا ذرا ٹھہر جائیے تو چونکہ وہ بے تکلف تھے
لہذا بولے میں قدیمی خادم ہوں مجھے اپنے پیرخانہ کی عادات مبارکہ
کا اچھی طرح علم ہے ان سے کچھ پوچھ کر ہی محفل قائم کی جا سکتی
ہے ورنہ یہ اپنے وظائف ہی میں مصروف رہتے ہیں اور کچھ پوچھ
لو تو حاضرین میں یہ سلسلہ قائم ہو جاتا ہے جس سے تمام اہلِ محفل
فوائد کثیرہ حاصل کر لیتے ہیں گویا جس کو کچھ طلب ہو اسے ہی نوازتے
ہیں چنانچہ اس کے بعد کافی دیر تک آپ اپنی زبان گوہر فشان سے
پند و نصائح کی درفشانی فرماتے رہے۔

میلسی کے علاقہ لکری میں بہت بڑے بڑے زمینداروں کے
گھر آپ انکی دعوت پر تشریف لے گئے انہوں نے رات ٹھہرنے
پر بہت اصرار کیا اور ہم خدام کا خیال بھی تھا کہ رات یہیں رہ لیں کہ
ٹھنڈے گرم پانی کے علاوہ شہر جیسی مکمل سہولیات مہیا تھیں مگر آنجناب

منبع علوم لدنیہ مدظلہم العالی نے صرف ایک کھانے کے بعد روانگی اختیار
فرمائی اور پھر رات کو کوٹ مظفر کے علاقہ میں کسی مخلص کے ہاں رونق
افروز ہوئے جہاں مادی سہولیات برائے نام تھیں اور جگہ بھی بہت
تنگ تھی تو میں از حد حیران ہوا اور سوچا کہ یہاں صبح کو آ جاتے مگر جب
ان لوگوں کا خلوص دیکھا تو میری حیرت کافور ہو گئی اور سمجھا کہ اللہ والوں
کو یہی چیز درکار ہوتی ہے۔ اس بستی کے لوگ رات گئے تک آپ
کے پاس نہایت محبت سے بیٹھے رہے اور مسائلِ شرعیہ پر گفتگو فرماتے رہے
آپ کبھی وعظ و نصیحت فرماتے اور کبھی انکے سوالات کا جواب عطا
فرماتے کافی دیر ہونے پر کسی نے کہا آنجناب قبلہ پیر صاحب نے سفر
کیا ہوا ہے اب آرام کرنے دو تو بستی والوں نے کہا کل رات کے
قیام کا وعدہ تم لے دو ہم ابھی اٹھ جاتے ہیں ورنہ ہمیں عرصہ دراز
سے دل میں رکھی حسرتیں مٹانے دو کہ ہمارے حضرت صاحب
سالوں بعد تشریف لاتے ہیں انکی اس بات سے بعض شرکاء کے
دل بھر آئے اور ان کا خلوص بھی سب پر ظاہر ہوا۔ خود حضور قبلہ
منبع علوم لدنیہ ابقاہ اللہ تعالی ببقائہ و متعنا اللہ تعالے بطولِ حیاتہ
نے بھی تبسم کناں فرمایا مجھے آرام کی حاجت نہیں کہ تمہاری خوشی میں
میں بھی خوش ہوں اور تمہارے دل میں محبت ہے تو سمجھ لو میں بھی
محبت لے کر ہی آیا بیٹھا ہوں۔

سفر کے دوران آپ کی عادت مبارکہ سے ہے کہ بعد نماز صبح موقعہ
پانے پر فضائل ذکر عموماً بیان فرماتے ہیں جس میں کلمہ شریف اور درود
شریف کے نادر فوائد سننے میں آتے ہیں۔ یہ بھی میں نے سنا کہ

سالک ابتداءً کلمہ شریف کے ذکر سے موافق ہوتا ہے حالتِ وسط
میں اس کا دل قرآن شریف کی تلاوت سے زیادہ نفع پاتا ہے۔ پھر
انتہاءً نماز میں اس کا دل زیادہ لگتا ہے۔ یہ بھی سُنا گیا کہ کلمہ شریف
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو اس طریقہ پر صحت حروف اور
شدّ و مدّ سے پڑھا جائے کہ لَآ کی مد کو چار الف کے برابر کھینچا جائے تو
چار ہزار کبیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اپنے گناہ اتنے نہ ہوں تو اہلِ خانہ
پھر ہمسایوں اور اہلِ شہر کے معاف ہوتے ہیں۔

کسی نے کہا فلاں امام مسجد جو شادی شدہ بھی نہیں اور اپنی سائیکل
پر غیر عورت کو بٹھا کر گھوم رہا ہوتا ہے تو نامعلوم وہ اس کے پیچھے
نماز پڑھنے کا مسئلہ پوچھنا چاہتا تھا یا اور کوئی اور بات تھی تو آپ
نے اس کا کلام قطع فرماتے ہوئے حُسنِ ظن کا سبق دیا اور سوءِ ظنّ سے
بچنے کی تاکید فرمائی جس سے وہ تائب ہوا۔ میں نے اللہ والوں کی محفل
میں اسی بات کو سب سے زیادہ اہم پایا ہے کہ خود بینی اور بد بینی سے
وہ خود بھی محترز رہتے ہیں اور متعلقین کو بھی اسی کی تلقین کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ توفیقِ عمل بخشیں۔ آمین۔

صبر و تحمل بھی آپ میں کمال درجہ کا ہے کسی کی دعوت پر آپ
بوقتِ عصر پہنچے اور اس نے بعد مغرب پوچھا کہ حضرت ہمیں افسوس
ہے کہ ہمارے دیہات میں مرغیوں کی بیماری اس قدر پڑی ہے کہ
اب کہیں ملتی نہیں لہٰذا آپ دال یا سبزی جو بھی پسند فرما دیں میں
تیار کراؤں جس پر آپ نے انتہائی حوصلہ سے فرمایا میاں ہم درویش
آدمی ہیں جو لے آؤ گے وہی کھا لیں گے اور ہمیں مرغی سے یہی چیزیں

زیادہ پسند ہیں جس سے وہ خوش ہو گیا پھر مجھے یاد ہے کہ آپ نے
اپنے پیر و مرشد حضور ولی لاثانی کے بارہ میں بھی ارشاد فرمایا کہ ان کے
بعض غلام بھی اسی طرح دعوت کے باوجود کھانا پیش کرنے میں بہت
تاخیر کرتے تھے۔

آپ کو تمام سلاسل فقر کے مشائخ عظام سے بے حد محبت و عقیدت
ہے اور اسی لئے سب کے حالات کو بالتفصیل جانتے ہیں کہ ہم سُنکر حیرت
میں ڈوب جاتے ہیں کہ آپ کا مطالعہ کس قدر وسیع ہے تاہم اپنے
سلسلہ عالیہ کے مشائخ کرام علیہم الرضوان سے بے پناہ عقیدت و محبّت
حدِ بیان سے باہر ہے میں نے بار ہا آپ کو اپنے آباؤ اجداد و پیرانِ عظام
کے اسماءِ گرامی لیتے ہی ذوق سے بھر کر روتا دیکھا ہے اور عموماً یہ
فرماتے ہیں کہ خواجگانِ چشت کا طرّہ امتیاز یہ ہے کہ وہ خود سے فانی
ہو کر اپنی ہستی کو مٹا چکے ہوتے ہیں کہ ان میں کسی قسم کے دعویٰ کا
ذرّہ بھی نہیں پایا جاتا گویا مقامِ فنا انہیں حاصل ہوتا ہے جس کے
سبب سب سے ممتاز معلوم ہوتے ہیں ؎

در بحرِ فنا گوہر بقا یابی ٭ وگرنہ غوطہ خوری ایں گہر کجا یابی

ترجمہ: فنا کے سمندر میں ہی بقا کا موتی پایا جا سکتا ہے ورنہ
جہاں مرضی غوطہ کھا کر تلاش کر یہ موتی نہ ملے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، صحابہ کرام، اہلِ بیت عظام، ازواج
مطہرات، ائمہ فقہا و ائمہ حدیث بالخصوص حنفی ائمہ حدیث سے بھی
آپ کو گہری محبت ہے اور انکے احوال سنانے سے اکثر و بیشتر حاضرین
کے قلوب و اذہان کو منوّر فرماتے ہیں۔

امم سابقہ کے پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام اور انکے اولیاء کے بھی عجیب قصص آپ سے سننے میں آتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی نافرمانی کی مذمت اور فکرِ آخرت کی ترغیب کے عنوان پر آپ گھنٹوں بھی سلسلہ کلام جاری رکھیں تو بحمدہٖ تعالیٰ ہر کوئی ذوق ہی پاتا ہے کہ اندازِ کلام انتہائی شیریں اور پُر لطف ہے کہ خشک نصیحت نہیں فرماتے بلکہ حکایات کا شامل فرمانا انہیں دلچسپ اور مؤثر کر دیتا ہے۔

کسی بھی مومن کو راحت پہنچانا آپ کو بے حد عزیز ہے اس لئے آپ سے یہ بہت سُنا گیا ہے کہ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ فِیْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ کَالْبَحْرِ وَسَائِرُ الْعِبَادَاتِ کَالْقَطْرِ کہ کسی مؤمن کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا کہ اس کا دل خوش ہو جائے یہ نیکی عبادات میں سمندر کا درجہ رکھتی ہے اور باقی تمام عبادات اسکے مقابلہ میں قطرہ کی مثل ہیں۔

آپ اس فسادِ زمان کے موافق یہ حکایت سُنایا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے سیّدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی باری تعالیٰ! آپ کی مخلوق یہ پوچھتی ہے کہ ہمیں کوئی علامت بتا دیں تاکہ ہم آپ کی رضا و خوشنودی اور ناراضی کو معلوم کر سکیں کہ ہمارے پروردگار اس وقت ہم پر راضی ہیں یا ناراض تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰ کلیم علیہ السلام! انہیں بتا دیجئے کہ جب اپنے حُکّام کو میری فرمانبرداری میں دیکھیں تو سمجھ لیں کہ میں ان پر راضی ہوں اور جب دیکھیں کہ حکامِ وقت مجھ حق تعالیٰ کی نافرمانی میں مصروف ہیں تو سمجھ لیں میں ان پر ناراض ہوں (کہ وہ تمہارے اعمال کا عکس ہوتے

ہیں) اس حکایت کے بعد آپ توبہ اور اصلاح اعمال کی طرف توجّہ دلاتے ہیں کہ یہی راستہ ہی تمام دنیاوی و اخروی مسائل کا حل ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس پُر فتن دور میں بہرہ، گونگا اور اندھا بن کر رہنے میں ہی سلامتی ہے۔

دنیا کی محبت کی مذمت بیان فرماتے ہوئے آپ یہ قصّہ بھی سُنایا کرتے ہیں کہ آقائے نامدار حضور سیّد الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مُبارک محفل قائم تھی حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان سراپا ادب و نیاز زیارتِ فیض بشارت سے مشرف ہو رہے تھے کہ ایک دولت مند صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہانہ لباس میں حاضر ہو کر حلقۂ رشک ملائک میں اپنے لئے جگہ دیکھنے لگے تو ایک ایسے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جگہ پائی جن کا لباس مُبارک انکی نگاہ میں قدرے میلا تھا تو وہ اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر بیٹھ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موقعہ پا کر انہیں ارشاد فرمایا کیا آپ نے اس لئے کپڑے سمیٹے تھے کہ کہیں آپ کی امیری ان کو نہ مل جائے اور انکی فقیری آپ کو نہ مل جائے؟ سُبحان اللہ اس پر وہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیک! مَیں نے اس جُرم کی پاداش میں اپنا آدھا مال انکو دیا۔ تو یہ سُنتے ہی فقیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور دست بستہ عرض کی یارسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک! میں یہ ہدیہ ہرگز قبول نہ کروں گا سبب پُوچھا گیا تو عرض کیا جس خامی میں وہ مُبتلا ہوئے، میں بھی دنیا کے سبب اس میں مُبتلا نہ ہو جاؤں۔

آپ کی ذات والاصفات منبع علوم لدنیہ سے سُنے گئے ایسے ہزاروں ارشادات سے یہ چند ایک میں نے بطورِ نمونہ نقل کئے ہیں تاکہ اندازہ لگایا

جا سکے کہ آپ کے فرامین کس قدر فکرِ آخرت کو بیدار کرنے والے، مصلح اور
عشق و محبّت کے باغ کی آبیاری کرنے والے ہیں۔ اور یقین جانیے کہ یہ
سب آپ کے حال سے تعلق رکھتے ہیں نہ قال سے اللہ تعالیٰ ان کو
خضری عمر سے نوازیں اور ہم غلاموں کو زیادہ سے زیادہ فوائد و برکات
حاصل کرنے کی توفیق فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرصت اور موقعہ عطا فرمایا
تو آپ کی چند روزہ نوری مجالس پر مشتمل ملفوظات کا نادر ذخیرہ جمع
کرکے پیر برادران کے لئے مایۂ تسکین پیش کروں گا جو میرے لئے بھی
توشۂ آخرت ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

قرآن خوانی و تصنیفی شغل

آپ کا تدبّر اور ترتیل سے قرآن شریف کی تلاوت فرمانا اور تبحّر علمی
یہ دونوں صفات احاطہ قلم میں نہیں لاتے جا سکتے۔ حضرت مولانا حافظ
محمد عبدالحی صاحب علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ آپ صبح کی نماز میں جب
تلاوت فرماتے ہیں تو بعض دفعہ مجھے ذوق سے پُر ہو کر اپنے گرنے کا خطرہ
لاحق ہو جاتا ہے اسی طرح ایک بہت بڑی محفل میں ایک مشہور معروف
قاری صاحب کی تلاوت کے بعد آپ نے خطبۂ نکاح پڑھا تو مجھے آپ سے
نا آشنا لوگوں نے بھی کہا کہ جو سوز اس آواز میں تھا وہ پہلی میں نہ تھا کہ
یہ تصنّع سے خالی تھی اسی طرح جب آپ خلوت میں پڑھتے ہیں تو سننے
والا عجب ذوق پاتا ہے۔

اسی طرح آپ کی بے شمار مخلصانہ تصانیف و تالیفات کا ہر ہر جملہ
آپ کے عرفانی علوم کے بے کنار سمندر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ نظم و نثر

میں آپ نے متعدد فنون پر قلمرانی فرمائی ہے یہ بات کہنے میں انشاء اللہ العزیز
مبالغہ آرائی کرنے والوں میں نہ ہوں گا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور اعلیٰ فانی فی اللہ
باقی باللہ کے بعد اُنکے زورِ قلم کا ورثہ آپ ہی کے مقدّر فرمایا ہے کہ عربی
اور فارسی زبان میں آپ بڑی روانی سے تحریری و تصنیفی شغل میں مصروف
رہتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ انکے تراجم کے بعد طباعت کا ذکر کیا تو
تعجّب کرتے ہوئے فرمایا اللہ اللہ کتابیں تو انکی چھپائی جاتی ہیں جو خود اہلِ
عمل ہوں تاکہ پڑھنے والوں پر اثر بھی ہو اور میں تو بے عمل سا انسان
ہوں بس خود کو اس طرح مصروف رکھتا ہوں کہ بے کار رہنے سے
انسان شیطان کا کھلونا بن جاتا ہے۔ اللہ اکبر یہ سب میرے لئے بطور
نصیحت تھا ورنہ آپ کی ذات مصدر فیوضات فقط منبع علوم ہی نہیں بلکہ
صدق اعمال کا خزینہ بھی ہے۔

آپ اپنی تمام تر تصانیف علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر تحریر فرماتے ہیں کسی
معتقد نے کاپی لاکر پیش بھی کی کہ اسطرح ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو یہ بات
آپ کے مزاج کے موافق ثابت نہ ہوئی اور آج تک آپ اسی طریقہ پر کاربند
ہیں البتہ چند ایک تصانیف جو بصورت مجلّد میں نے پائیں وہ اس خیال سے
اجازت لے کر لے لیں کہ ضائع نہ ہو جائیں کہ آپ ہی کی قلمی مجلّد نادر تصنیف لطیف
"شمع محفل عبرت" کچھ عرصہ تک میں دیکھتا رہا اور پھر اسے وہاں کتب خانہ
میں نہ پایا تو حیران ہو کر آپ سے پوچھا تو ارشاد فرمایا میرے علم میں نہیں
کوئی لے گئے ہوں گے تو مجھے بہت افسوس ہوا۔ اب اسی معاملہ میں
آپ سے آپکی دیگر تصانیف طلب کی گئیں کہ بطور نمونہ کلام ان سب سے

کچھ نہ کچھ تبرّکاً نقل کرنے کا اِرادہ تھا تو یہ فرماتے ہوئے انکار فرما دیا کہ میری کیا تصانیف ہیں ؟ اور پھر آپ مشغول ہو گئے اس میں آپ کی نمود و نمائش، شہرت پسندی اور رِیا کاری سے جس قدر بیزاری ثابت ہے ہر کوئی خوب اندازہ لگا سکتا ہے۔ میں نے اسی خطرہ سے آپ کی کرامات وغیرہ کا مفصّل ذکر نہیں کیا کہ مبادا آپ کو ناگوار گزرے اور رنجیدہ خاطر ہوں۔

اب میں آپ کی چند ایک تصانیف سے مختصر اقتباسات نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

شرح وصیّۃ رحمانیہ: آپ کی یہ تصنیف لطیف "شرح وصیۃ رحمانیہ" ـــ جیسا کہ اپنے نام سے ظاہر ہے حضور خواجہ عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصیۃ نامہ کی مُفصّل شرح ہے جس میں سے بطورِ نمونہ کلام مختلف مقامات سے چند سطور ترجمہ کے بغیر نقل کرتا ہوں۔ مقدمہ میں حمد وصلوٰۃ اور انمول نصیحت آمیز کلمات کے بعد آخر میں لکھتے ہیں۔

"پس باید اگر توفیق رفیق باشد و فرصت دست دہد گاہے گاہے ہر شام و پگاہے ازیں مکتوب سطرے چند بخوانی و نظرے براں بکشائی و باید کہ در وقت مطالعہ با طہارت باشی و خلوۃ حاصل کنی واز شواغل احتراز نمائی کہ ایں برق خرمن سوز غفلت است و شمع محفل عبرت اُمید کہ نقاب بکشاید و مقصود رُخ نماید۔ منہ الفوز لکل ماھول والوصول الی کل مسئول و نیز باید کہ در وقتِ مطالعہ دل را با زبان حاضر گردانی کہ گوشِ سر با جملہ حیوان ہمدم است۔ گوشِ دل مخصوص نسلِ آدم است

ایں سخن از گوشِ دل باید شنود : گوشِ سر اینجا ندارد ہیچ سود

یعنی بے کشادن چشم دل حُصولِ مقصد خیلے دشوار بلکہ محال است فرحم اللہ من القی السمع وھو شہید"۔

وصیّت نامہ کے متن۔ "وَاشْتَغِلْ فِیْ اِثْنَآءِ الْحِفْظِ بِشَیْئٍ مِنْ تَحْصِیْلِ الْمَسَآئِلِ الدِّیْنِیَّۃِ مِمَّا لَا بُدَّ مِنْہُ مِنْ مقدمۃ الصَّلوٰۃِ وَنَحْوِھَا۔" کے ذیل میں آپ نے جو تحریر فرمایا اس کا کچھ حصّہ یہ ہے

ھذا احث علی التعلّم فی الصغر لانہا کالنقش فی الحجر

حضرت سیّد علی ہمدانی در ذخیرۃ الملوک نوشتہ کہ خلق در قبول تاثیر و تربیت بر سہ مرتبہ اند (اوّل) طفلے کہ ہنوز از ظلمات اعتقاد باطل تاریک نگشتہ و حق را از باطل تمیز نکردہ و بمتابعۃ شہوات مستمر نشدہ پس ایں چنیں کس بنصیحت ناصح زود تر متاثر گردد (دوم) آنکہ حق را از باطل جدا نماید واز سبب غلبۂ شہوت بر کار خیر ملازمت نمی تواند اما بتقصیر معترف است آں شخص بدیر متاثر گردد (سوم) شخصیکہ بر رائی فاسد خود نشو یافتہ باشد و باطل را حق تصوّر نمودہ باشد امر تاثیر آں شخص مشکل تر از کوہ بناخن کندیدن است ایں چنیں شخص اگر قبل از تزکیہ و تصفیہ با خبث جوہر نفس بتحصیلِ علم مشغول گردد ہر علم کہ در وعائے فہم وحفظ قرار گیرد با ثار خبث متاثر نگردد۔

ھذا ولو لم یتعلم فی الصغر واستعذر لہ بذلک فلیس بشیئ لما قد تعلم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بعد

کبر سنهم وکانوا مرشدینا واعیان الدین فلو کان هذا الفعل
معیبا لما فعلوا وفی النهایة تعلموا العلم مادمتم صغارا قبل
ان تصیروا اسادة فتستحیوا فتبقوا جهالا الخ"۔

اسی طرح متن "وَلَا تُسِیْٔ الظَّنَّ فِیْ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلَا تُحَقِّرَنَّهُمْ"
کے تحت جو لکھا اس میں سے چند سطور یہ ہیں:

عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال لا تحقرن
احدا من المسلمین فان صغیرهم عند اللہ اکبرهم قال
بعض الصالحین انه قال ارفع الناس قدرا من لم یر قدره
واکثرهم فضلا من لم یر فضله وعن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
انہ قال لابنه الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنه یا بنیّ لا تستهزأ الرجل
ابدا ان کان اکبر منك فاحسب انه ابوك وان کان مثلك
فاحسب انه اخوك وان کان اصغر منك فاحسب انه
ابنك وعن بعض الکمّل من امة المحمدیة انه قال اعلم ان
کل احد خیر منك اما الصغیر فلانه طاهر من الذنوب واما
الکبیر فلانه اکبر طاعة منك واما الغنی فلانه اکثر صدقة
منك واما الفقیر فلانه ارضی بقسمة ربه قال الشاعر الهندی
ولله درّه ؎

با خلق خُلق کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے ۔۔۔ مانندِ خاک رہنا اکسیر ہے تو یہ ہے
سب کاروبار کر دے تقدیر کے حوالے ۔۔۔ نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

ولان التواضع من اخلاق الکرام وانه یورث المحبة والتودد

والتکبر یورث الطرد عن الانعام ولانه من شئم اللئام الخ"

اور متن "وَدَاوِمِ الصَّمْتَ بِالْفِکْرِ فِی الذُّنُوْبِ وَالنَّعْمَاءِ وَالصِّفَاتِ"
کی شرح میں بہت تفصیل بیان کی گئی ہے جس میں فکر کی تینوں قسموں
حرام، واجب اور مستحب پر سیر حاصل بحث مطالعہ سے تعلق رکھتی ہے
مگر میں اس متن کی شرح کے ابتدائی چند سطور نقل کرنے پر کفایت کروں گا
ومن شاء التفصیل فلیرجع الی اصله چنانچہ رقمطراز ہیں:

لقوله تعالیٰ ان فی خلق السموات والارض الی قوله لآیات
لقوم یعقلون وقوله الم یروا الی الطیر الی قوله لآیت لقوم یومنون
وقوله واللہ اخرجکم من بطون امهاتکم الی قوله لعلکم تشکرون
وقوله فلینظر الانسان الی طعامه وقوله فلینظر الانسان مم خلق
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اخلص الناس ایمانا یوم
القیمة اکثرهم تفکرا فی الدنیا وروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم کان متواصل الاحزان دائم الفکر وعن عیسی ابن مریم
علی نبینا وعلیه السلام انه قال کل سکوت لیس بفکر فهو غفلة وکل
نظر لیس بعبرة فهو لهو وکل کلام لیس بذکر فهو لغو وقال العلماء
من تفکر فی آلاء اللہ تعالیٰ ونعمائه یزید فی محبته ومن تفکر
فی الثواب یزید فی الطاعة رغبته فیها واجتهادا فی طلبها وقوة
فی طاعة ربه ومن تفکر فی العقوبة یزید رهبة ویزید له قوة
علی الامتناع من المعاصی والذنوب ومن تفکر فی احسانه تعالیٰ
وجفا نفسه به تعالیٰ یزید بذلك حیاء وخجلا"

اس کے بعد اسی بحث کو مزید وسعت دیتے ہوئے مختلف قسم کے تفکرات،

پر ایک رات دن، ایک سال اور ساٹھ سال تک کا ثواب بتلا کر آخر
میں تحریر فرماتے ہیں:

"پس بدانکہ تفکر بر سہ قسم است اوّل حرام دوّم واجب سوّم مستحب
پس اوّل بر سہ قسم است الخ

الموعظة الحسنة: آنجناب منبع علوم لدنیہ ابقاہ اللہ تعالیٰ ببقائہ ومتعنا اللہ تعالیٰ بطولِ حیاتہ کی یہ تصنیف لطیف
جیسا کہ اپنے نام سے ظاہر ہے بے شمار مواعظِ حسنہ پر مشتمل اور ہر شیخ و شاب
کے لئے انتہائی مفید ہے اللہ تعالیٰ کسی صاحبِ درد کو اس کے ترجمہ کے بعد
اشاعت کی توفیق نصیب فرماویں تاکہ عوام الناس استفادہ کر سکیں آمین۔
میں حسبِ معمول بطور نمونہ کلام اس رسالہ میمونہ سے بھی متعدد مقامات سے
چند چند سطور نقل کروں گا۔ چنانچہ حمد و صلوٰۃ اور طویل مقدمہ کے بعد
تحریر فرماتے ہیں:

"هذه سطور المسماة بالموعظة الحسنة من يد احقر الانام
الذی لاخلاق له من الحسنات ولا بضاعة له الا السيّات
عبد اللطيف ملتانی ادامه الله بنيل الامانی بالحق يهدی
الى الحق والى طريق مستقيم لقوله تعالى ذكّر فان الذكرى
تنفع المؤمنين كے ينتبهوا فيطيعوا والذی حثّنی عليه ما قال
الشيخ شهاب الدولة والدين قدس سره طفت بعض الدنيا
وجرّبت الامور ودركبت العظام وصحبت الرجال وذقت
مرارة الاشياء وحلاوتها وفتشت الكتب وخدمت العلماء
ورأيت العجائب فما رأيت العزّ والشرف الا فی خدمة

الخالق تعالى وما رايت خير الدنيا والآخرة الا فی متابعة الرسول
صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وما رأيت اسرع واعجل زوالا من
الدنيا وما رايت اقرب من الموت وما رأيت شيئا ابعد من
التمنّی وقد ذهب عمرنا ونحن فی غفلة عنه معرضون ؏

يا ايها الناس ان العمر فی سفر ۔۔۔ وان اوقاتكم والله كالظلل
يا طالب نحز فی العقبی بلا عمل ۔۔۔ هل ينفعك فيها كثرة الامل

عن ابی الدرداء رضی الله تعالى عنه انه قال يوما ايها الناس
من ارادمنكم سفر البعيد امن اسفار الدنيا لا يفعل ذلك الا
بزاد فكيف من يريد سفر البعيد سفر الآخرة بلا زاد ثم قال اوه فتلنی
هم يوم لا ادركه قيل وما ذاك قال لان املی قد جاوز اجلی"

سلسلہ نصیحت کو جاری رکھتے ہوئے ایک موقعہ پر رقمطراز ہیں:
فی الحديث حسّنوا اخلاقكم ای بترك خصال الحيوانية
والشيطانية بنيل الصفات الملكيّة می باید شنید کہ آنچہ از عمر گرامی
بحاصل گزشت بجز ارمان وحسرت ازاں بدست ماچیزی نیست و
آنچہ ماندہ موہوم الاعتبار است یا بہم یا نہ۔ مافات مضیٰ وما سیأتیك
فاین قم نا غتنم الفرصة بين العدمين پس باید کہ موجود بين العدمين
را غنیمت کبریٰ شمریم کہ چوں ایں دولتِ عظمیٰ بآخر خواہد رسید منتفی
خواہد گردید و انفاس نفیسہ را بسبب غلبہ ہوای نفسانی بر مال وجاہ
تکاپوی کردہ در مخالفت حق سبحانہ وتعالیٰ ہمچو ما تقدم بیحاصل برباد نہیم
چنانچہ در پیش ازیں بسبب ہمیں جہولتہا آئینہ دل سیاہ کردہ ایم و
بمطاعت نفس وشیطان رہ زنانان سلّم دنیای فانی مکدرہ مکارہ

راقبلۂ خود ساختہ ایم و دواعی ہوا را معبود خود گردانیدہ ایم بہ فانی
دلدادہ باقیات صالحہ کہ بنای دین برانست پشت کردہ خسر
الدنیا والآخرۃ را مصداق شدہ ایم مزید براں ایں مرضہای مہلکہ را
فراموش کردہ خود را مسلمان حقیقی می شمریم و ایں از جہت آنکہ
علت آمد شہوات و غمس لذات دیدۂ بصیرت ما پوشیدہ است و
موانع مألوفات حسّی درمیان عین انصاف حائل گشتہ است اذا
کان الامر ھکذا معلوم شد کہ ہیچ جہلے اعظم تر از فریفتہ شدن
باسباب دنیوی نیست الخ"

سبحان اللہ آپ کے طرزِ کلام کو پڑھ کر اہلِ نظر ضرور داد دیں گے
اور کہیں گے کہ اس دورِ پُرفتن میں یہ کلام یقیناً انہی سے صادر ہو سکتا
ہے جو مصدرِ فیوضاتِ رُوحانیہ و فتوحاتِ غیبیہ اور منبعِ علوم لدنیہ ہوں۔
دل کرتا ہے کہ سو صفحات پر مشتمل اس مکمل رسالہ میمونہ کو نقل کر دوں مگر
خوفِ طوالت دامنگیر ہے لہٰذا اسی پر کفایت کرتا ہوں۔

عنقائے سیادت: عربی فارسی میں عرفانی کلام کا یہ مجموعہ دو سو بیاسی
صفحات پر مشتمل ہے تاہم اس میں اس قدر
تسلسل ہے کہ اوّل سے آخر تک ایک ہی نشست میں مطالعہ کرنے کو
دل کرتا ہے میں صرف ایک مقام سے مختصر عبارت نقل کرنے پر کفایت
کرتا ہوں۔

"اعلم ان التطھیر تستعمل فی الافعال والاخلاق کما تستعمل
فی الاجسام والاثواب۔ پس طہارت ظاہر را شریعت نام است
طریقش از غسل و وضو و استنجا وغیرہ کہ در کتب فقہ متعارف است

محتاج بیان نیست و باطن شریعت را طریقت نام است و صورت
طہارت باطن از توبہ استغفار و تقوی و پرہیزگاری است کہ اندکے
از فوائد آں مذکور شد و باطن طریقت را حقیقت نام است و باطن
حقیقت را حقیقت الحقیقت نام است کہ عبارت از معرفت
است پس شریعت بمنزلۂ لفظ و طریقت بمنزلۂ مدّعا و معرفت بمنزلۂ
نفس المدّعا است۔

مقام شریعت یقین است و مقام طریقت علم الیقین و مقام
حقیقت عین الیقین و مقام معرفت نفس الیقین۔ شرح ایں ہمہ
ہا بس دراز است۔

اے عزیز! امروز ہر کہ بر صراط شریعت محکم رفت فردا از صراطِ حقیقی
نیز سلامت رود و ہر کرا در شریعت لغزشے افتاد بے شبہ آنجا لغزشے
خواہد بود۔

ای عزیز! باید کہ ہمیشہ در دائرہ شریعت ثابت قدم باشی تا
صورت و معنی بینی و ہمیشہ خصم نفس باشی و ہموارہ بمخالفتِ ہوا
رفتن خود را مصروف داری مخالفتیکہ تالبِ گور اورا صلح نباشد و
کار را غنیمت شماری و آں بر دو نوع است۔ کارِ جوارح و کارِ دل
کارِ دل مراقبہ است یعنی التصور فی القلب مع الخشوع التام
انی جالس بین یدی اللہ تعالیٰ وھو ناظر الیک۔ و ہر زمانے کہ
دریاد او گزرد اسلام دانی و زمانے کہ از و غفلت یابی کفر شماری
اعتبارا للاعتقاد۔

ای عزیز! شیر مرد باید کہ دل را بکلی از مخلوقات پاک کند کہ ہر کہ

دل را بر حق بندد حق تعالیٰ او را ضائع نگذارد۔
وکار جوارح آنکہ ایشاں را از معاصی صغائر وکبائر پاک داری و
شب و روز دریں تجسس باشی کہ امروز کدام جارحہ از چشم و گوش و
دست و زبان پاک ماند یا نماند و ہمچنیں جوارح باقیہ را ہم ملاحظہ کند
کہ چہ پاک ماند و چہ پلید ہر چہ پلید شدہ باشد از آں بتجدید توبہ لیلاً
و نہاراً دل خود را تفقد نماید زیرا کہ اصل ہمہ کارہا توبہ است ازیں
جہت مقاماتِ توبہ را نہایت نیست و انہا للمقامات کالارض للبناء
فمن لا ارض لہ لا بناء لہ۔

ای عزیز! چوں تو دریں غم و اندوہ باشی عبادت تمام جہانیاں بنام
تو نویسند حق آنکہ دریں زماں لقمہ پاک داشتن و جوارح را از معاصی پاک
داشتن ہر کرا دست دہد او جُنیدِ وقت ما است۔ اگر انصاف دہی خلاصہ کار
ہمیں است پس و چوں ایں سعادت ازلی و مواہبت ابدی ترا دست دہد شکر
ایں نعمتِ عظمیٰ واجب شود یا دست ندہد آں زمان توبہ واجب شود"

اصول الوصول: یہ بھی حضور منبع علوم لدنیہ کی مختصر تصنیف ہے جو معرفت الٰہی کے تین۳ بنیادی اصولوں کی شرح پر مشتمل ہے۔

ماء الحیوٰۃ: یہ بھی آنجناب قبلہ کا ہی رسالہ میمونہ شریفہ ہے جو تشنگان راہ خدا تعالیٰ کے لئے آبِ حیات کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اختصاراً دونوں رسالوں سے نمونہ کلام درج نہیں کر رہا۔ اس کے علاوہ بھی نظم و نثر میں آپ کی بیشمار تصانیف ہیں کہ مشاہدہ کرنیوالے اب تک آپ کو اسی شغل میں مصروف پاتے ہیں اور

یہ سلسلہ بحمدہ تعالیٰ جاری ہے۔ اسی دعا کے بعد ہی آپکی اولاد امجاد کا ذکر شروع کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رب العزت آپ کے گرانمایہ وجود سراپا سعود سے ہم غلاموں کو مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق بخشیں اور آپ کو صحت و ایمان کی سلامتی کے ساتھ خضری عمر سے نوازیں،

؏ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اولاد امجاد

حق تعالیٰ جل مجدہ نے آپ کو ایک فرزند اور تین۳ دختران عطا فرمائیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت مولانا المولوی حافظ محمد عبد العلی صاحب مدظلہ: آپ کے یہ اکلوتے فرزند دلبند مستغنی عن الالقاب، حضرت قبلہ اُستاذیم صاحب اپنے جدِ اعلیٰ حضور ولی لاثانی کے مبارک زمانہ میں ۱۴ یا ۱۵ شعبان (علی اختلاف الروایۃ) ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۷ء شب یکشنبہ ۲½ بجے صبح پیدا ہوئے خاندانی روایات کے مطابق اپنے والد گرامی سے بچپن میں ہی حفظِ کلام پاک شریف اور چند ابتدائی کتب دینیہ کی تعلیم حاصل کی پھر فقہ کی چند کتابیں اپنے چچا بزرگوار حضور معدن جود سے پڑھ کر اپنے جدِ امجد حضور سراپا نور و سرور سے کافیہ، شرح جامی اور بخاری شریف تک مختلف فنون میں کتب متعددہ درساً پڑھیں۔ کتب اصول اور دیگر جملہ فنون میں کمال حاصل کرنے کے لئے اپنے چچا بزرگوار حضور بحر العلوم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا حتیٰ کہ حاشیہ عبد الغفور خیالی اور توضیح تلویح جیسی کتابیں بھی انہیں سے سبقاً پڑھیں، البتہ علم ہیئۃ اور علم عروض کی متداولہ کتب مدرسہ قاسم العلوم کے ماہر استاذ محترم

جناب علّامہ محمد امین صاحب سے پڑھ کر امتحان میں نُمایاں کامیابی حاصل کی۔

ظاہری علوم کے حصُول کے دَوران ہی اپنے جدّ اعلیٰ حضور ولی لاثانی سے بیعت ہوتے، مگر ان کے فوری وصال کے سبب ان سے کسبِ فیض نہ کر سکے لہذا اپنے جدّ امجد حضُور سراپا نور وسَرورکی صحبت مبارکہ میں رہ کر منازلِ سلوک طے کرنے لگے۔ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر خود ہی فرمایا کرتے ہیں کہ چونکہ بچپن ہی سے میری شب باشی جدِ امجد کے ہاں ہوتی تھی لہذا آپ حسبِ عادت رات کا کچھ حصّہ گزر جانے پر عبادت میں مصروف ہو جاتے تو عموماً میری جاگ آپ کے کلمہ طیبّہ کے ذکر کی آواز پر ہو جاتی اور مجھے اس ذکر میں اس قدر سرور حاصل ہوتا کہ نیند کا اثر نام برابر بھی باقی نہ رہتا، لہذا اس طرح چند ہی راتوں کی صحبت میں بحمدہٖ تعالیٰ مجھے بھی نمازِ تہجدّ کی عادت پڑ گئی۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جدِ امجد میرے افعال وکردار پر کڑی نظر رکھتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ بچپن میں مجھ سے جماعت کی نماز رہ گئی تو آنجناب قبلہ نے زجر وتوبیخ فرمانے کے ساتھ ساتھ ایک تھپڑ بھی رسید کیا جس کی برکت سے پھر کبھی عمداً جماعت قضا نہیں کی۔

بحمدہٖ سُبحانہ وتعالیٰ بچپن ہی سے بے فائدہ اُمور سے بچتے ہوئے تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گزار رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ عین عالم شباب میں جب کبھی آپ کے ہم عمر رشتہ داروں میں کوئی آپ کو شکار یا اسی طرح کے دُوسرے تفریحی اُمور کی طرف دعوت دیتے تو آنجناب فرماتے کہ حضور جدِ امجد نے اب ختمی کر دیا ہے یعنی ایسے امور کی طرف اب رغبت بھی نہیں رہی۔

سفر وحضر میں حضور جدِ امجد کی اکسیر صحبت ان پر اگرچہ خوب اثر انداز ہو چکی تھی تاہم ان کی زندگی میں ان سے خرقۂ خلافت حاصل نہ کر سکے کہ چند وظائف معمول بہٖ مشائخ چشتیہ مثلاً ختم سرّی اور حزب البحر وغیرہ تاحال ان کے معمولات

میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ لہذا حضور جدِ امجد کے وصال کے بعد ان کے خلیفۂ باوفا مولانا محمد عبدالحی صاحب کی اجازت سے شروع کئے۔ بحمدہٖ تعالیٰ اسی دَوران آپ کی سیرتِ عالیہ سے متاثر ہو کر چند دوستوں نے آپ سے بیعت کرنے پر اصرار کیا تو آنجناب نے اپنے والد گرامی کے مشورہ سے چچا بزرگوار حضور معدنِ جود قبلہ مولانا محمد عبدالودود صاحب سے انکا اصرار بیان کیا تو آنحضور قبلہ نے آپ کو اجازت مرحمت فرما دی۔ لہذا ماذون بہ بیعت ہو کر آپ بحمدہٖ تعالیٰ اب عرصۂ دراز سے طالبانِ حق کی رہنمائی فرما کر سلسلۂ عالیہ کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔

جھُوٹ، غیبت اور بے فائدہ گفتگو سے آپ کو بے حد نفرت ہے اور متوسلین کو بھی ان اُمور سے بچنے کی سخت تاکید فرماتے ہیں۔ سخاوت، حوصلہ اور مستقل مزاجی آپ کے خصُوصی صفات میں شامل ہیں۔ درس وتدریس اور کتب بینی آپ کا بہترین مشغلہ ہے۔ فتویٰ نویسی سمیت مدرسہ وخانقاہی نظام میں جُملہ امور کی سرپرستی آپ کے والد گرامی نے آپ کے ہی سپُرد کر دی ہوئی ہے۔ آپ نے پہلا مفصل فتویٰ درباره حرمت تصویر کشی اپنے جدِ امجد کے حین حیات تحریر فرمایا جس پر ان کے تصدیقی دستخط بھی ثبت ہیں۔

فرصت کے اوقات میں والدین کریمین کی خدمت کو ہر کام پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کی آخری بیماری میں جو خدمت آپ نے کی اس پر آپ کی ہمشیرگان بھی رشک کرتی ہیں کہ عرصہ دراز تک رات بھر آنکھوں میں گزارتے رہے۔

بحمدہٖ سُبحانہٗ وتعالیٰ ایک مرتبہ حج مبارک اور ایک مرتبہ عمرہ شریف کی سعادت حاصل کرنے کے لئے حجاز مقدس کا سفر فرما چکے ہیں۔ عمرہ شریف کے سفر میں اس خادمِ آستانہ عالیہ کو بھی ہمرکابی کا شرف بخشا الحمدللہ علیٰ ذلک۔

آپ کے ہمراہ روضۂ اقدس یا مزارات مشائخ کی حاضری ایک خاص لطف رکھتی ہے چنانچہ کوٹ مٹھن شریف کی ایک حاضری میں یہ خادم آپ کے ہمراہ تھا آپ پر تا دیر گریہ طاری رہا بعد ازاں ارشاد فرمایا ان بدمذہبوں کو میرے پاس لے آؤ جو ان حضرات کو مُردہ کہتے ہیں کہ مَیں اُن کو اِن حضرات سے ہمکلام کرا دوں یہ سُن کر ہم حاضرین نے بہت حظ پایا۔

آپ کے تفصیلی حالات لکھے جادیں تو علیحدہ دفتر تیار ہو جائے کیونکہ آپ کے حق میں بعض معتقدین بہت مبشرات سے مشرف ہو چکے ہیں جنکی تفصیل کے لئے اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ لہٰذا اختصاراً اسی پر اکتفا کرتا ہوں، اللہ تعالےٰ قبول فرمائے اور آپ کا فیضان سلسلہ عالیہ کے غلاموں پر جاری وساری رہے۔ آمین

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اپنی اکلوتی اہلیہ حضور بحر العلوم کی دختر نیک اختر سے دو فرزند اور چار دختران عطا فرمائیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

جناب حافظ میاں محمد عبدالمغیث صاحب: زید صلاحہ وحیاتہ۔ ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۰۸ھ میں پیدا ہوئے بحمدہ تعالیٰ حفظ کلام اللہ کے بعد اپنے جدِّ امجد اور والد گرامی کے زیر سایہ کتب دینیہ کی تعلیم میں مصروف ہیں۔ فقہ، اصولِ فقہ اور حدیث تفسیر کی کتابیں بڑی محنت اور دل لگی سے پڑھ اور پڑھا رہے ہیں۔ اپنے جدِّ امجد سے بیعت ہو کر باطنی علوم کے حُصول میں بھی کوشاں ہیں۔ اس عمر میں حق تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے۔ گویا بچپن سے آثار بزرگی ان پر نمایاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں چشم بد سے محفوظ رکھے، اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پہ چلنے میں استقامت بخشے نیز اس زمانہ کے فساد، شر اور شریروں سے اپنی پناہ میں رکھیں۔ آمین۔

جناب محمد عبدالسلام صاحب: حضور معدن جود کی زمانہ سجادگی میں تولد پذیر ہو

کر پہلے ہی دن اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت مولٰنا محمد عبدالغفور صاحب کے پہلو میں مدفن نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت فرمائیں آمین

چار صاحبزادیوں میں دو دختران بحمدہ تعالےٰ بالترتیب سید محمد سعید شاہ صاحب اور خواجہ محمد وقار صاحب کے عقد میں آکر صاحبِ اولاد ہیں۔ باقی دونوں صاحبزادیوں کو بھی حق تعالیٰ جل شانہٗ نیک نصیب کرے۔ آمین

تفصیل بنات طیبات حضور زیب آستانہ عالیہ

زوجہ خواجہ نور مصطفےٰ صاحب: آپکی بڑی صاحبزادی مسمات فرحت بی بی ہیں۔ ۱۰ ذوالحج ۱۳۷۲ھ م ۱۳ اگست ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئیں۔ ان کا نکاح اپنے والد بزرگوار کے ماموں زاد بھائی جناب خواجہ نور مصطفےٰ صاحب سے ہوا۔ صاحبِ اولاد ہوئیں مگر عالمِ شباب ہی میں ۱۹ جمادی الاولیٰ کی شب ۱۴۲۰ھ م ۳۱ اگست ۱۹۹۹ء بعد از نمازِ عشاء اپنے والد گرامی اور زوج مکرّم کو داغِ مفارقت دے کر واصل باللہ ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرماویں اور جملہ اولاد کو نیک نصیب کرے۔ آمین ان سے دو فرزند بالترتیب خواجہ محمد وقار اور خواجہ محمد عمار اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ ان میں سے دو شادی شدہ صاحبِ اولاد ہیں، اور ایک اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں۔

زوجہ خواجہ مختار احمد صاحب: آپ کی دوسری صاحبزادی مسمات میمونہ بی بی ہیں ان کا نکاح اپنے والد گرامی کے خیفی بھائی جناب صوفی خواجہ مشتاق احمد صاحب نقشبندی کے فرزند کلاں جناب خواجہ مختار احمد صاحب سے ہوا۔ یہ بھی صاحب اولاد ہیں۔ ان سے بالترتیب دو فرزند خواجہ محمد جمال اور خواجہ محمد جواد اور ایک دختر نیک اختر ہوئیں۔ فرزندِ کلاں نوعمری میں داغِ مفارقت دے گئے اور فرزند ثانی

شادی شدہ صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دختر اور باقی سب اولاد کو نیک نصیب فرماوے۔ آمین۔

زوجہ حضرت میاں حافظ محمد عبدالباقی صاحب : آپ کی تیسری صاحبزادی مسمات حفصہ بی بی ان کا نکاح اپنے چچا زاد بھائی سے ہوا۔ ان سے دو فرزند جناب حافظ میاں محمد عبداللہ صاحب اور حافظ محمد عبدالاعلیٰ صاحب اور ایک دختر ہیں۔ ان کا حال انشاء اللہ العزیز آئندہ چمن میں حضور بحر العلوم کی اولاد مبارکہ کے ضمن میں لکھا جائے گا۔

سانحہ عظیمہ وصال پُرملال حضور زیب آستانہ عالیہ

یہ چمن یہیں اختتام پذیر ہوتا مگر افسوس صد افسوس کہ انہی سطور کی تسطیر کے دوران ہی بروز اتوار مورخہ ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ حضور زیب آستانہ عالیہ کے وصال پُرملال کی خبر دہشت اثر پہنچی کہ آنجناب آج ہی بعد از ادائیگی نماز صبح باجماعت چند لمحات کی مختصر سی تکلیف کے بعد جملہ متوسلین سلسلہ عالیہ کو نہ بھولنے والا غم دیتے ہوئے داعی اجل کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دارِ آخرت کو سدھار دیے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰ اسطرح حضور سراپا نور و سرور حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب قدس سرہٗ کے تین فرزندان گرامی جو فی الحقیقت نمونہ اسلاف تھے، میں سے یہ آخری یادگار بھی ہم سے بڑے نازک وقت میں جدا ہو گئے۔

ع حیف واویلا جہاں بے نور گشت

اسی دن بعد نماز عصر آنجناب کے فرزند گرامی حضور استاذیم مستغنی عن الالقاب مولانا محمد عبدالعلی صاحب مدظلہٗ کی اقتداء میں خلق خدا کے ایک بڑے

ہجوم نے نماز جنازہ ادا کی پھر آپ کو مجلس خانہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ فقیر کاتب الحروف نے تاریخ وصال کے طور پر درج ذیل چند اشعار نظم کئے جو ہدیۂ ناظرین ہیں۔

منظومہ وصال نامہ

دائے رفتہ زیں جہاں حضرت میاں عبداللطیف : مست وحدت مرد حق حضرت میاں عبداللطیف

غوطہ زن در بحر وحدت ہم کامگار دو جہاں : رفت در چشم زدن واقف اسرار پنہان و عیاں

بود زیب آستانِ عالیہ خواجہ عُبیداللہ پیر : اندر علوم شرع وہم در زہد و تقویٰ بے نظیر،

چوں گنجشکر شیریں سخن ہم خوش خصال : آں صاحب شرع و ورع ہم صاحب صدق مقال

ورد قرآن روز و شب میداشت ہم ذکر اولیا : آں محب اہل بیت وہم صحابہ بد فدائے مصطفا

روز یکشنبہ بود پانزدہ از ماہ رجب : بعد از نماز صبح دادہ جاں بحق عالی نسب

یک ہزار و چار صد ہم بست شش تو کن شمار : از ہجرت احمد نبی صلی اللہ علیہ کردگار

گفت عادل از برائے سال ترحیل آں ذی وقار : رفت وہ از ایں جہاں او کامران و کامگار
۱۴۲۶ھ

آپ کے فرزند عزیز استاذیم قبلہ نے بحیثیت ہفتم سجادہ نشین آستانہ عالیہ عبیدیہ، خانقاہی امور سنبھال لئے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو مکمل طور پر اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے میں استقامت نصیب فرما کر انکی روحانی توجہات کا مرکز بنائے رکھیں اور ان کا سایۂ عاطفت ہم غلاموں پر تا دیر قائم رہے۔ آمین ثم آمین

گلزار ششم کا یہ چمن، حضور زیب آستانہ عالیہ کے وصال کی انتہائی دل آزار خبر پر ختم ہوا۔ رضینا بقضاء اللہ سبحانہ وتعالےٰ!

الحمد للہ علیٰ ذٰلک وصلی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد خیر الخلائق وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

چمن سوم

در بیان

فانی فی الفرید باقی بالوحید حضور بحر العلوم شیخ الجامع

حضرت الشیخ الحاج الحافظ العلاّمہ مولانا **محمد عبدالمجید** صاحب قدس سرّہ الحمید

فرزند ثالث حضور قطب ملتان مصدر الفرح والسرّ ور مولانا محمد عبدالشکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسجادہ نشین ششم آستانہ عالیہ عبیدیہ مطابق وصیت نامہ حضور معدنِ جود و سیأتی تفصیله

ولادت باسعادت: آپ اپنے جد اعلیٰ حضور مفتی اعظم کے حین حیات ایک اندازہ کے مطابق ۱۳۵۲ھ میں تولّد پذیر ہوئے اس طرح آپ سات سال کی عمر تک ان کی نظر کیمیا اثر سے مستفید ہوتے رہے۔ چنانچہ اپنے بچپن کی ہی چند یادگار باتیں جو حضور مفتی اعظم سے منسوب تھیں۔ عموماً بیان فرمایا کرتے تھے گویا بچپن میں ان کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان کی محبت دل ہی میں سکہ زن ہوگئی۔ اس محبت کے ثبوت میں جلد اوّل گلزار سوم صفحہ ۶۲۱ زیر عنوان ''غائبانہ ندا کرنے والوں کی فریادرسی'' آپ کے بچپن کا ایک واقعہ نقل کر آیا ہوں۔ مطالعہ فرمالیویں۔

فرمایا کرتے تھے حضور جدّ اعلیٰ مفتی اعظم کی یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ آپ بروز جمعۃ المبارک مسجد کا حوض نیا بھرواتے اور اس کام کے لئے طلباء اور ہم نوعمر بچوں کو فرماتے کہ کنواں چلا کر اسے بھر دو تو اتنی خدمت کروں گا۔ چنانچہ میں بھی اس کام میں سعادت سمجھتے ہوئے خوب حصہ لے کر آپ کی فیاضی سے وافر حصہ پاتا۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حضور مفتی اعظم کو قبر اطہر میں اتارتے وقت سیڑھی رکھ کر آپ کو اتارنا مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ آپ کی وصیت کے مطابق قبر شریف اتنی گہری کھودی گئی تھی کہ یقین ہو جائے کہ آپ کا وجود حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ کے جسم اطہر کے برابر یا اوپر نہ رہے گا۔ سبحان اللہ۔ زہے ادب زہے نصیب۔

حفظ کلام اللہ شریف وحصول تعلیم: خاندانی روایات کے مطابق جب آپ کی عمر شریف چار سال کی ہوئی تو سلسلہ تعلیم کلام اللہ شریف سے شروع ہوا۔ اپنے والد گرامی سے کلام خداوندی حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ خود بیان فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد گرامی چونکہ انتہائی مصروف شخصیت تھے کہ درس وتدریس اور مہمان نوازی سے فرصت نہ پاتے۔ لہٰذا مجھ سے بطور منزل صرف آدھ پارہ سن سکتے مگر اس شان سے کہ اس میں کوئی متشابہ لگنا یا غلطی آنا برداشت نہ فرماتے۔ جب کبھی ایسا ہوتا تو دوبارہ منزل یاد کر کے سنانے کا حکم صادر فرماتے۔ لہٰذا بعض دفعہ مجھے شام بھی ہو جاتی کہ کئی بار دہرائی کر کے آتا اور سناتا۔ بہرحال اس نعمت کے حصول کے ساتھ ہی کتب دینیہ کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابتداءً اپنے والد گرامی اور جدّ امجد حضور ولی لاثانی سے فارسی ادب صرف ونحو اور فقہ کی چند کتب پڑھیں بعض فنون پر چند مشکل اور آخری کتابوں میں کمال حاصل کرنے کے لئے آپ کو دیگر اساتذہ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کرنا پڑا۔ چنانچہ آپ کے دیگر اساتذہ میں مدرسہ نعمانیہ قدیر آباد کے مایہ ناز مدرس جناب حضرت علامہ مولانا محمد فیض اللہ صاحب اور مدرسہ انوار العلوم کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکریم صاحب جام پوری مصنف ملفوظات حسنیہ فارسی وخلیفہ مجاز حضرت خواجہ پیر غلام حسن سواگ نقشبندی علیہ الرحمۃ سرفہرست ہیں۔ آپ نے اپنے والد گرامی اور حضور ولی لاثانی سے جو استفادہ فرمایا وہ محتاج بیان نہیں کہ حدیث وتفسیر اور جملہ فنون جدیدہ وقدیمہ پر انہی دو حضرات سے زیادہ تر اکتساب فرما کر ایک بے مثل مدرس بنے۔ **الحمد لله علىٰ ذلك.**

بیعت وتربیت ومقبولیت: دوران تعلیم ہی آپ اپنی رضا وخوشی سے اپنے جد امجد حضور ولی لاثانی سے بیعت ہو کر منازل سلوک طے کرنے لگے۔ شیخ کامل کی طرف سے بتائے گئے وظائف کو باوجود سخت مصروفیات کے ترک نہ فرماتے۔

آپ چونکہ تن آسان نہ تھے اس لئے لنگر کے وہ مشکل اور مشقت بھرے کام

جو دوسروں پر گراں ہوتے آپ خوشی سے ان میں حصہ لے لیتے۔

آپ کو اپنے شیخ اور جد امجد سے جو محبت تھی وہ محتاج بیان نہیں کہ ان کے ہر قول و فعل کو حجت مانتے اور انہی کے ذکر خیر سے رطب اللسان رہتے۔ ان کے فتویٰ کو حرف آخر سمجھتے۔ اور اپنے شیخ طریقت کو بے مثل زمانہ تصور کرتے۔ آپ کے چند تربیتی واقعات اسی جلد میں گلزار چہارم چمن اوّل زیر عنوان ''افہام وتفہیم وانداز تربیت'' نقل کر آیا ہوں۔ مطالعہ فرمالیویں۔ بہرحال آپ ایک دراز عرصہ تک زیر تربیت رہے حتیٰ کہ شیخ کامل ولی لاثانی نے کئی مرتبہ ان سے رضا ومحبت کا اظہار فرمایا۔ ان کی علمی شان وشوکت اور تدریسی دور دیکھ کر فخر فرمایا کہ بحمدہٖ تعالیٰ خاندان عالی شان کا ہر بچہ دین مصطفوی کی بے لوث خدمت میں مگن ہے۔

آپ کے والد گرامی حضور سراپا نور بھی آپ کی علمی خدمات وکمالات اور روحانی مقام پر اکثر و بیشتر تبصرہ فرماتے۔ آپ کے برادر بزرگوار حضور معدن جود نے تو اپنے وصیت نامہ میں اپنے ہر دو چھوٹے برادران یعنی حضور زیب آستانہ عالیہ اور آپ کو برابر کا مقام دیتے ہوئے خانقاہ و مدرسہ کے نظام کے بارہ میں تحریر فرمایا کہ دونوں بھائی باہمی مشورہ سے ان کو چلاویں گے یعنی دونوں کو نگران مقرر فرمایا اس طرح آپ بھی یقیناً سجادہ نشین ششم کی حیثیت رکھتے تھے مگر اپنی سادگی کے سبب آپ نے خانقاہی امور کی طرف توجہ نہ دی بلکہ بے لوث درس وتدریس کو ہی اپنا شعار بنا کر زندگی گزار دی۔ **الحمد للہ علیٰ ذلک۔**

حضور زیب آستانہ عالیہ آپ کی دل وجان سے قدر فرماتے حتیٰ کہ آپ کو کبھی نصیب دشمناں کو تکلیف ہوتی تو آپ کے اہل خانہ کو فرماتے ان کا خاص خیال رکھنا کہ ان کا وجود مسعود مدرسہ کے لئے ایک نادر حیثیت کا حامل ہے یاد رکھو ایسے گوہر عرصہ دراز کے بعد وجود میں آتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور زیب آستانہ عالیہ ہی سے کسی نے پوچھا

آپ کل کتنے بھائی ہیں؟ سبحان اللہ ٹھنڈی سانس بھر کر ارشاد فرمایا ایک مجھ سے بڑے تھے (حضور معدن جود مولانا محمد عبدالودود صاحب رضی اللہ عنہ) ان کی تو کیا ہی بات تھی اور ایک عمر میں تو مجھ سے چھوٹے تھے (حضور بحر العلوم رضی اللہ عنہ) مگر علم وعمل میں یقیناً مجھ سے بڑھ کر تھے۔ اور یہ دونوں اللہ جل شانہ کو پیارے ہو چکے ہیں دعا کرو میرا خاتمہ بھی بالخیر ہو کہ بھائیوں میں سے اکیلا رہ گیا ہوں۔

بحیثیت بے مثل مدرّس: سبحان اللہ! اس خاندان عالیشان کا ہر فرد اپنی جگہ بہترین مدرس ہے تاہم میں نے جس یکسوئی، محنت اور استقامت کے ساتھ آپ کو اس شغل میں مصروف پایا تو کہنا ہی پڑتا ہے کہ آپ جیسا بے لوث، مستقل مزاج اور ان تھک مدرس دیکھنے میں نہیں آیا۔ علمی جوہر بھی آپ کے اندر ایک مثالی حیثیت رکھتا تھا کہ مشکل سے مشکل عبارت ایک نکتہ بیان فرما کر آسان کر دیتے۔ آپ کے برادران گرامی، والد محترم اور جد امجد وغیرہم تو گاہے بگاہے متوسّلین کی فرمائش پر یا اعراس مبارکہ کی حاضری کے لئے سفر فرما لیتے۔ مگر آپ نے طلباء کرام کی راہنمائی سرپرستی اور تعلیم وتعلّم کی غرض سے مسجد رحمانیہ کے کمرہ میں دائیں دروازہ کے سامنے چٹائی پر بیٹھے زندگی گزار دی، درس و تدریس سے فرصت پاتے تو ذکر وفکر میں مشغول ہو جاتے۔

صبح سے شام تک عموماً تیس اسباق پڑھا لیتے۔ اور ان میں اکثر فقہ، اصول فقہ، علم کلام، تفسیر و حدیث اور صرف ونحو کی آخری کتابوں کے طلباء آپ سے استفادہ کرتے۔ علم میراث کے شائقین بھی کثرت سے عموماً سارا سال اور خصوصاً رمضان المبارک میں رسالہ ابیات علم میراث کے علاوہ سراجی اور شریفی دور دور سے پڑھنے کو حاضر ہوتے۔

بہت ہی کم عرصہ میں آپ کی استقامت اور علمی قابلیت کی شہرت دور دراز علاقوں تک پھیل گئی پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان کے علاوہ افغانستان وغیرہ ہمسایہ ممالک سے بھی چند خوش بخت بہ غرض تعلیم حاضر ہوتے۔

ملتان شریف کے جدید مرکزی مدارس مثلاً انوار العلوم، قاسم العلوم، خیر المدارس وغیرہ سے کئی دفعہ آپ کو پر زور دعوت ملی کہ گھنٹہ دو کے لئے ہمارے مدرسہ میں بھی قدم رنجہ فرمالیا کریں کہ ہمارے طلباء بھی آپ سے مستفید ہولیں گے۔ اور اس کے لئے ماہانہ وظیفہ بھی بتلاتے مگر آپ کو اللہ جل شانہ نے جو استغناء عطا فرمایا تھا اس کے تحت فرماتے چند ٹکوں کی خاطر وہاں آؤں، مجھ سے نہیں ہوسکتا وہاں آ کر بھی طلباء کو پڑھاؤں گا اور سن لو یہاں بیٹھ کر بھی مجھے پڑھانے سے فرصت نہیں الحمد للہ۔ لہٰذا جس نے پڑھنا ہو یہیں آ کر پڑھ لے۔

حضور غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدّث ملتانی نے ایک دفعہ خود آپ کے استاذ محترم مولانا محمد عبدالکریم صاحب جام پوری کے ذریعہ آپ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے مدرسہ میں صرف ایک سبق آ کر پڑھا جایا کریں ہمارے لئے آپ کا آنا باعث فخر ہوگا۔ استاذ گرامی کا آنا بہت وزن رکھتا تھا انہیں خود جواب نہ دے سکے لہٰذا جد امجد حضور ولی لاثانی سے اجازت طلب کرنے کی غرض سے ان کے پاس بھیج دیا تو آپ نے بھی معذرت پیش کر دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسجد رحمانیہ میں ہی آپ کو تمام عمر بلا معاوضہ درس و تدریس میں مشغول رکھا اور کثیر تعداد میں مدرّسین پیدا ہونے کا سبب آپ کو بنایا کہ اب بحمدہ تعالیٰ اندرون و بیرون ملک بے شمار مدارس میں آپ کے تعلیم یافتہ شاگردان گرامی بحثیت کامل استاد دینی خدمات میں مشغول و مصروف ہیں۔ نام بنام ان حضرات کی فہرست موجب طوالت نہ ہوتی تو آپ کے شاگرد رشید واعظ شیریں بیان حضرت علامہ شیخ غلام محمد نظامی تونسوی کی قلمی یادداشتوں میں موجود فہرست ضرور درج کرتا۔ خود مدرسہ رحمانیہ میں آج بھی آپ کے بھتیجے اور داماد محترم حضرت مولانا محمد عبدالعلی صاحب اور ہر دو فرزندان گرامی حضرت مولانا محمد عبدالباقی صاحب و حضرت مولانا محمد عبدالولی صاحب آپ ہی کے خوشہ چین ہوکر، آج ایک دنیا کو

علم کے نور سے منور کر رہے ہیں الحمد للہ علی ذلک۔

آپ نے زمانہ طالب علمی میں اپنے اساتذہ سے جو تقاریر سنیں انہیں بڑے اچھے انداز اور اپنے خوش خط قلم سے محفوظ فرما کر ایک احسان عظیم فرمایا چنانچہ آج بھی سینکڑوں صفحات آپ کے دست مبارک سے لکھے ہوئے موجود ہیں جن سے اولاد احفاد مستفید ہو رہی ہے اسی طرح درسی کتب پر گراں قدر نایاب نکات پر مشتمل بہت خوبصورت حواشی عربی و فارسی میں خود آپ نے قلمبند فرما کر بھی احسان فرمایا جن سے مستقل طور پر فائدہ حاصل کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً جامع ترمذی، حاشیہ عبدالغفور اللّاری، تکملہ حاشیہ عبدالغفور، مقامات حریری، عبدالحکیم تکملہ عبدالغفور اور دیگر کتب درسیہ کے مختلف مقامات پر عجیب سے عجیب تر تقاریر آپ کے بے مثل قلم سے عربی فارسی اردو زبان میں محفوظ ہیں کاش کوئی ان کو ترتیب دے کر ان کے فوائد کو عام کرتا۔

سبحان اللہ طلباء کو ہر کوئی پڑھا لیتا ہے مگر اساتذہ کو جب پڑھانے کیلئے کسی کی راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تو بھی آپ کا سہارا تلاش کیا جاتا۔ بہت سے اساتذہ اپنے اپنے پڑھائے جانے والے اسباق کے مشکل مقامات آپ سے آ آ کر حل کروا جاتے اور دوسرے دن طلباء کو فائدہ بخشتے۔ اس سلسلہ میں صرف ایک واقعہ پر کفایت کرتا ہوں کہ مدرسہ انوار العلوم کے مشہور مدرس جناب حضرت علامہ مولانا فقیر محمود صاحب تونسوی مدظلہ کو ایک دفعہ بتایا گیا کہ نئے تعلیمی سال سے آپ کے ذمہ شمس بازغہ کی تعلیم بھی ہوگی چنانچہ ان کے لئے اس کے پڑھانے میں تھوڑی دشواری تھی تو چاہتے تھے کہ آنجناب سے استفادہ کر جایا کریں لہٰذا اجازت طلب کی تو عدم فرصتی کا عذر پیش فرمایا انہوں نے آپ کے والد گرامی حضور سراپا نور سے سفارش کرائی تو بھی آپ نے دست بستہ عرض کیا حضور! میرے اسباق صبح سے شام تک ختم نہیں ہوتے جیسا کہ آپ خود جانتے ہیں لہٰذا مجھے معذور سمجھیں تو اس پر مولانا صاحب بہت دل برداشتہ ہوئے حتیٰ کہ مہار شریف

تشریف لے گئے وہاں سے حضور قبلہ عالم غریب نواز کی پشت مبارکہ سے جناب حضرت قبلہ حاجی غوث محمد مہاروی علیہ الرحمۃ کا رقعہ مبارکہ بنام حضور سراپا نور و سرور لے آئے جس میں تاکیدی طور پر لکھا تھا کہ یہ صاحب ہم سے وابستہ اور دامن گرفتہ ہیں لہٰذا ان کو ضرور وقت دیا جائے۔ اب جب یہ قیمتی رقعہ مبارکہ حضور سراپا نور کے پاس پہنچا تو تعمیل ارشاد کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا اٹھ کر فوراً اپنے صاحبزادہ صاحب حضور بحر العلوم کے پاس تشریف لائے اور رقعہ دکھاتے ہوئے فرمایا بیٹا اب انکار کی گنجائش نہیں رہی مولانا صاحب کا کام کر دو۔ چنانچہ آپ نے فرمایا مولانا صاحب فلاں وقت آ جایا کروں میں وضو کرنے کے لئے اٹھتا ہوں تو تم مشکل مقامات سے کچھ پڑھ دیا کرو میں وضاحت کر دیا کروں گا۔ یہی عمل دوران وضو بھی جاری رکھنا چنانچہ وضو خانہ تک آنے جانے اور دوران وضو یہی عمل جاری رہتا۔ اس طرح چند نکات بتانے سے ہی مولانا صاحب کی مشکل آسان ہو جاتی اور وہ بہ آسانی سبق پڑھا لیتے۔ سبحان اللہ صرف ظاہری عمل ہوتا تو اس طرح کام نہ چلتا بلکہ آپ کے باطنی تصرف پر بھی یہ عمل دلالت کرتا ہے کہ پڑھنے والے میں اتنی استعداد پیدا فرما دیتے کہ وہ پڑھانے کے لئے مستعد ہو جاتا۔

ایک دفعہ جگر گوشۂ غزالی زمان حضرت علامہ مولانا محمد ارشد سعید کاظمی صاحب شیخ الحدیث، اپنے زمانہ تعلیم میں مدرسہ رحمانیہ تشریف لائے چند مسائل کے علاوہ درسی کتب سے کچھ مشکل مقامات کا حل بھی چاہتے تھے تو بھی حضور سراپا نور و سرور نے آپ کے پاس بھیجا۔ میں نے ان سے یہ سنا کہ عرض کر رہے تھے حضور! جب سے ابا حضور غزالی زمان سے بیعت ہوا ہوں وہ بے تکلفی ان سے نہیں رہی کہ ہر چیز پوچھ سکوں لہٰذا چند باتیں قابل استفسار ہیں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تو وہ بالترتیب ایک ایک کر کے پوچھتے گئے اور بحمدہ تعالیٰ سب کا شافی جواب پا کر واپس ہوئے۔

طلباء کے اوقات کا بے حد خیال فرماتے آپ کی وجہ سے ان کے سبق کا ناغہ

ہونا یہ ناممکن تھا چنانچہ آپ کے صاحبزادہ صاحب کی شادی کا دن مجھے یاد ہے کہ مسجد رحمانیہ کے صحن میں بارات آئی ہوئی تھی نکاح پڑھے جانے کا وقت قریب تھا کہ اسی دوران ایک طالب علم جس کا وقت یہی تھا آ گیا تو آپ فوراً اٹھ کر مسجد کے صحن سے اندر کمرہ میں تشریف لے گئے پھر اس کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ اتنے میں پیغام بھیجا گیا کہ نکاح پڑھا جانے کو ہے تشریف لاویں فرمایا بس ابھی فارغ ہو کر آتا ہوں اور آپ اگر پڑھنا چاہیں تو اجازت ہے پڑھ دیں۔ سبحان اللہ چند ہی لمحات کے بعد فرصت پا کر تشریف لائے تو نکاح پڑھایا گیا۔ اس زمانہ میں طالب علم کے آنے کا اس قدر احساس کرنے والے اساتذہ کا ملنا نایاب بات ہے۔

آنجناب اپنے شاگردوں کو عموماً کسی ہنر مثلاً خیاطی، جلد سازی یا خوش نویسی وغیرہ سیکھنے کا مشورہ بھی دیتے تا کہ حلال روزی اس طریقہ سے کما کر بے لوث درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا جا سکے۔ آپ خود بھی فرصت کے اوقات میں تعویذ لکھتے اور اس کی انتہائی کم اجرت وصول فرماتے۔ بڑا تعویذ جس میں ۱۴۱ آیات لکھی جاتی ہیں خاندان عالیہ کے بہت افراد آپ سے خرید فرماتے۔ میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ بڑے تعویذ کی اتنی کم اجرت مقرر کرنے کا پیمانہ آپ نے کیا رکھا ہے؟ فرمایا مزدور دن بھر دھوپ میں کھڑے ہو کر کام کرتا ہے اور میرا کام سایہ میں بیٹھ کر ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے آدھی اجرت لیتا ہوں کہ مزدور آٹھ گھنٹہ کام کر کے بیس روپے لیتا ہے تو میں آٹھ گھنٹوں میں جتنے تعویذ لکھتا ہوں ان کی قیمت دس روپے مقرر کرتا ہوں۔ سبحان اللہ یہ سوچ بھی سلف صالحین والی ہے ورنہ خود کو ایک پڑھے لکھے افسر کی طرح سمجھ کر اس کی تنخواہ کو پیمانہ بناتے، نہیں بلکہ مزدور سمجھ کر اس کا بھی نصف اپنے لئے مقرر فرمایا۔ ایسی گوناگوں صفات کے پیش نظر یہ کہا جانا کہ آپ نے قرنِ اولیٰ کی تاریخ دہرا دی تو بے جا نہ ہوگا۔

آپ کے حلقہ شاگردی میں اکثر و بیشتر وہ سعادت مند داخل ہو سکتے جنہوں

نے سلسلہ درس وتدریس یا سلسلہ رشد وہدایت چلانا ہوتا ورنہ مجھ جیسے نااہل دنیا دار باوجود
کوشش کے شاگردوں کی صف میں شامل نہ ہو سکے۔ اس احقر نے بارہا درخواست
گذاری اور اس کے لئے سفارشی بھی مقرر کئے مگر ایک سبق بھی پڑھانا گوارا نہ کیا۔ میں
ہر چند اپنی نالائقیوں سے واقف تھا مگر یہ راز مجھ پر منکشف نہ ہوا کہ یہ نہ پڑھانے کی وجہ
کیا ہوگی حتیٰ کہ آپ کے شاگرد رشید جناب حافظ غلام شبیر بھٹہ صاحب نے اپنا قصہ سنایا
کہ مجھے بھی اپنے والد ماجد کو جو حضور مفتی اعظم کے غلام اور شاگرد تھے، لانا پڑا تو
آنجناب نے ایک وعدہ والد گرامی سے لیا یعنی ان کو ایک گناہ سے توبہ کروائی اور ایک
وعدہ مجھ سے لیا کہ پڑھ کر ہل نہیں چلاؤ گے بلکہ دین پڑھو اور پڑھاؤ گے تو میں نے وعدہ
کیا تب مجھے داخلہ دیا۔ سبحان اللہ یہ عقدہ اس دن کھلا کہ آپ مجھے اپنا داماد اور بھانجہ
ہونے کے سبب بہت قریب سے جانتے تھے کہ یہ دنیا دار تاجر انسان ہے، جب پڑھانے
میں مشغول نہ ہو سکے گا تو کس لئے محنت کی جاوے۔

صفات حمیدہ اور معمولات وملفوظات شریفہ

آپ کے خصائل محمودہ وشمائل مرضیہ وصفات حمیدہ پر قلم اٹھانا مجھ احقر بے ہیچ
کی طرف سے ایک بہت بڑی جسارت ہے کہ آپ نمونۂ اسلاف تھے اور آپ کی حقیقت
کو پہچاننا مجھ جیسے ناکارہ انسان کا کام نہیں آپ کا باطن کس قدر منور تھا؟ اس کا اندازہ میں
نہیں لگا سکتا۔ مجھے کیا بلکہ ایک جہان کو، صرف آپ کے ظاہر نے اپنا دیوانہ بنا رکھا تھا۔
آپ کی سادگی، عاجزی، استغنا وتوکل، ماسوی اللہ سے بے نیازی، حق گوئی وبے باکی،
خلوت پسندی، تقویٰ وپرہیزگاری، ذکر وفکر، حفظ اوقات، محاسبۂ نفس، کم گوئی، کم خوری،
کم خوابی، شب بیداری اور ان تھک مدرس ہونا وغیرہ ایسی صفات ہیں کہ ان میں سے
ہر ایک کے لئے علیحدہ دفتر کی ضرورت ہے مگر خوف طوالت کے سبب میں مختصراً بلا عنوان

و بلا ترتیب حصول سعادت کی غرض سے کچھ سپرد قلم کرتا ہوں۔

سادگی میں وہ مقام پایا کہ بے مثل مدرس ہونے کے باوجود زندگی بھر مسجد
شریف میں عام چٹائی پر بیٹھ کر درس دیتے رہے اور کبھی بھی اپنے لئے کسی علیحدہ حجرہ یا
مسند یا تکیہ کے بارہ میں سوچا بھی نہیں تھا۔ اسی طرح جب مسجد رحمانیہ میں عیدین، جمعہ
اور مغرب وعشاء کی نمازوں کی امامت آپ کو اپنے والد گرامی کی طرف سے سونپ دی
گئی تو بھی آپ نے مروّجہ جبہ ودستار کا معمول نہ بنایا۔ صرف جمعہ وعیدین کے موقعہ پر
سادہ سی دستار بطور سنت زیب رأس فرماتے جس سے آپ کے ظاہری حسن پر جو مثالی
تھا، چار چاند لگ جاتے میں نے ایک دفعہ دستار شریف کو معمول بنا لینے کا مشورہ دینے کی
جسارت کی تو ارشاد فرمایا اس زمانہ میں حلال خوراک اور لباس کہاں میسّر ہے۔ لہٰذا سات
یا گیارہ گز کی حرام کی پگڑی پہن لینے سے بہتر ہے کہ ایک بالشت کپڑے سے بنی ہوئی
ٹوپی پہن کر کام چلایا جاوے۔

چونکہ عطر کا استعمال بہت کم فرماتے لہٰذا ایک دفعہ میں نے ہدیۂ عطر پیش کرتے
ہوئے عرض کی کہ جمعہ کے دن ہی لگا لیا کریں تو فرمایا بیٹا! عبدالمجید کے اندر تو گند بھرا ہوا
ہے کیا اپنے ظاہر کو سنوار کر اپنے ربّ تعالیٰ جلّ جلالہ کو دھوکا دے سکے گا؟ ہرگز نہیں لہٰذا
جب باطن درست ہوگا تو ظاہر بھی خوشبو ناک کروں گا ابھی میں اس درجہ پر فائز نہیں ہوں۔

بچپن جوانی اور اخیر عمر تک کبھی کپڑے استری کر کے زیب تن نہ فرمائے بلکہ
اگر اہلیہ محترمہ یا آپ کی دختران میں سے کوئی کبھی ہلکی سے استری بروز عید یا جمعہ پھیر بھی
دیتے تو ان کپڑوں کو آپ پھر سے اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر ان میں شکن ڈال دیتے بعد
ازاں استعمال فرماتے۔

کوشش فرماتے کہ اپنے جملہ کام اپنے ہاتھ سے خود کئے جاویں اس کے لئے اپنے
شاگردوں کو حکم نہ فرماتے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ کسی شاگرد کو فرمایا بھینس کو پانی پلانے کا وقت

ہو گیا ہے میں مصروف ہوں تم پلا دو۔ اس نے فخر سمجھتے ہوئے کہ استاد صاحب نے کبھی کوئی کام نہیں بتایا آج زہے نصیب موقع مل رہا ہے جلدی سے تعمیل کی۔ کسی سے کہا آج میں اپنی منزل نہیں سنا سکا تم سن لیتے ہو؟ اس نے بھی فخر سمجھتے ہوئے کلام اللہ شریف کھولا اور سننے لگا۔ شام کو بوقت چھٹی دونوں کو کچھ رقم عنایت فرمائی انہوں نے سبب پوچھا تو فرمایا آج تم سے کچھ کام لیا تھا لہٰذا میں چاہتا ہوں میرا پڑھانا اللہ جل شانہ ہی کی خاطر رہے نہ کہ تمہارا عمل میری تعلیم پر معاوضہ بن کر اس کے اجر کو ختم کرنے والا بن جاوے۔

دنیاوی آسائشوں اور نعمتوں کو کم سے کم استعمال فرماتے چنانچہ ایک دفعہ اس احقر الانام کی والدہ ماجدہ یعنی اپنی بہن کو پا پیادہ ملنے آئے تو مجھے والد گرامی نے فرمایا کار کھول کر تیار رہو جب فارغ ہوں، گھر تک لے جانا میں نے ایسا ہی کیا۔ جب فارغ ہو گئے تو حسب معمول تیزی سے واپس ہونے لگے، والد گرامی نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے فرمایا کہ آپ سے چند دن بڑا ہوں براہ کرم اتنی عرض مان لیں کہ بیٹا آپ کو گھر تک پہنچا آتا ہے۔ طوعاً کرہاً ان کی بات مان کر بیٹھ گئے میں نے کار چلانا شروع کی، ابھی گھر سے نکلے ہی تھے کہ مجھے فرمایا آپ کے والد صاحب بڑے تھے میں نے ان کا کہا مانا اب میں تم سے بڑا ہوں میرا کہا مانتے ہوئے کار روکو میں نے روک دی تو اتر کر یہ فرماتے ہوئے کہ میں پیدل آیا تھا پیدل ہی جاؤں گا پا پیادہ ہو لئے۔ چند روز بعد مجھے موقعہ ملا میں نے پوچھا کہ موٹر کار پر سفر کرنا شرعاً ناجائز ہے یا کوئی دوسرا عذر مانع تھا تو آواز بھر آئی اور فرمایا دنیا کی ہر نعمت بلا تامل استعمال کرنا اچھی بات نہیں دنیا سے بقدر ضرورت نفع لینا چاہئے پھر سورۃ احقاف کی آیت مبارکہ **ویوم یعرض الذین کفروا ...... الیٰ قولہ ...... بما کنتم تفسقون** تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے ''اور جس روز لا کھڑا کر دیا جائے گا کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیاوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھا لیا تھا آج تمہیں رسوائی کا

عذاب دیا جائے گا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے'' عباد الرحمان جلد اول صفحہ ۱۷۷/ ۱۷۸ پر اس آیت کے بارہ میں کچھ تفصیل موجود ہے جو دیکھنا چاہے دیکھ لے۔

یادِ مولیٰ عز وجل میں جو کیفیت آپ پر طاری رہتی اس میں غیر تو کجا عموماً اپنی ذات سے بھی بے خبری رہتی ایک دفعہ آپ کو سخت زکام تھا اہل خانہ پریشان تھے کہ زکام شدید ہے مگر درس و تدریس کا شغل معمول کے مطابق جاری ہے۔ علاج بھی دل سے نہیں کرتے کیا کیا جاوے؟ میں نے بات چلانے کی خاطر موقع پا کر طبیعت کا حال پوچھا تو آپ اتنا فرماتے ہوئے جس طرف جا رہے تھے جاتے رہے کہ ''اس طرف توجہ نہیں ہے'' اللہ اکبر۔

ایک دفعہ آپ کو سینہ میں شدید درد لاحق ہوا غالباً دل کا درد تھا کیونکہ آپ اس درد میں اپنے برادر بزرگوار حضور معدن جود کو یاد کر کے فرماتے کہ قربان جاؤں انہوں نے کتنا عرصہ یہ درد برداشت فرمایا مجھ سے تو پہلی دفعہ بھی برداشت نہیں ہوا جا رہا بے ساختہ آپ کی آواز مبارک نکلتی اور آپ زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے چونکہ علاج معالجہ کی طرف آپ کی طبیعت بوجہ توکل کامل کے راغب نہ تھی لہٰذا ہمارے کہنے پر کہیں نہ گئے تو مجبوراً کسی ڈاکٹر صاحب کو گھر بلایا گیا جونہی آپ کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب آ گئے ہیں اٹھ کر اندر سے اپنے کمرہ کا دروازہ بند کر دیا یہاں تک کہ وہ واپس چلے گئے تکلیف کی شدت اپنے وقت پر ختم ہوئی اور وقت گزر گیا۔ چند دنوں بعد میں نے دیکھا کہ آپ ٹھنڈی سانس لے رہے ہیں میں نے پوچھا تو فرمایا وہی درد کی کیفیت یاد آ رہی ہے۔ میں نے عرض کی یہ سوچ کر ٹھنڈی سانس لے رہے ہیں کہ وہ وقت پھر نہ آئے یا اس کی کوئی لذت یاد آ رہی ہے۔ سبحان اللہ! فرمایا اس تکلیف میں جب ایک دفعہ ''اللہ'' جل جلالہ کا نام زبان سے نکلتا اور دل میں جو سرور پیدا ہوتا وہ اب رات رات بھر لینے میں

نہیں ملتا لہٰذا اسی لذت کو یاد کر رہا ہوں۔

عمر شریف کے آخری چند سالوں میں آپ کو شوگر کی تکلیف ہوگئی تھی۔ جس کی وجہ سے وزن بھی خاصا کم ہو گیا تھا اور رات کو بار بار پیشاب کے لئے بھی بے قراری رہتی۔ مگر حسبِ معمول علاج کو معمول میں نہ لائے۔ میں نے ایک دفعہ اصرار کیا تو فرمایا کوئی ایسا دکھاؤ جسے علاج کے سبب شوگر کے مرض سے چھٹکارا مل گیا ہو۔ جب ایسا نہیں تو وقت ان کا بھی گزر رہا ہے اور میرا بھی۔

ایک دفعہ آپ کی اہلیہ محترمہ (میری پھوپھی صاحبہ) نے مجھے فرمایا سارا دن تو پڑھنے پڑھانے میں مصروف رہتے ہیں لمحہ بھر کی فرصت نہیں ملتی پھر رات کو بھی بار بار پیشاب کی وجہ سے بے آرام رہتے ہیں علاج کے لئے عرض کرنا چاہئے۔ میں نے عرض گزاری تو فرمایا تمہاری پھوپھی خواہ مخواہ تشویش میں رہتی ہیں مجھے تو آرام کا موقع مل جاتا ہے پھر فرمایا دراصل معاملہ یوں ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں میں حسبِ معمول سو جاتا ہوں مگر میرا پروردگار اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھے جگاتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندے! تجھے مجھ سے پیار نہیں مگر مجھے تجھ سے پیار ہے لہٰذا کب تک غفلت کی نیند سوتا رہے گا اٹھ اور مجھے یاد کر کے کچھ ذخیرۂ آخرت بنا لے اس کے بعد فرمایا میرا مالک جل شانہ، بھی مجھے جگاتا ہے اگر چہ بہانہ پیشاب کا بنتا ہے مگر میں اسی طرح غفلت میں پھر سو جاتا ہوں تو وہ مہربان آقا پھر مہربانی فرما کر پیشاب کے تقاضا کے ذریعہ سونے سے باز رکھتا ہے۔ مگر میں تو پھر بھی غفلت کا مظاہرہ کرتا ہوں۔ بس وہ ذات جل مجدہٗ مجھے معاف فرما دے اور اپنی یاد نصیب کرے آمین۔ حالانکہ پھوپھی صاحبہ فرماتی ہیں صرف اوّل شب جو پہلی نیند آپ فرما لیتے فرما لیتے بعد ازاں کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں آپ کو ذکر میں مشغول پاتی اور رات کی پچھلی تہائی میں تو مسجد شریف چلے جانے کا معمول تھا ہی۔

جب آپ کو تمام اولاد کی شادیوں سے فراغت ملی تو حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سفر کی تیاری فرمائی۔ بذریعہ ہوائی جہاز یہ سفر اختیار فرمایا۔ پھر دوسرا حج 1989ء اور پھر تیسرا 1991ء میں بحری جہاز کے ذریعہ فرمایا۔ تیسرے حج کے لئے جب بحری راستہ اختیار فرمایا تو میں نے عرض کیا ہوائی اور بحری دونوں سفر آپ جب دیکھ چکے تو اب یہ مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں؟ سبحان اللہ ارشاد فرمایا ہوائی سفر میں جب بحالت احرام جہاز پر چڑھنے کا موقع ملا تو سیڑھیاں چڑھ کر جہاز میں قدم رکھتے ہی کسی کی آواز کان میں پڑی گویا اس نے سلام کیا ہے معلوم ہوا کہ کوئی غیر محرم عورت ہے۔ (ائر ہوسٹس) جس نے اپنا فریضہ ادا کیا ہے۔ مجھے بہت محسوس ہوا کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے تو حاجی کو مسائل کی تعلیم بعد میں دی ہے پہلے اسے آداب سفر سکھائے ہیں جیسا کہ فرمایا فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ یعنی سفر حج میں جائز نہیں بے حیائی کی کوئی بات اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا لہٰذا میں نے سوچا کہ سفر کا آغاز ہی رفث سے ہوا۔ انا للہ پڑھی اور اندر جا کر بیٹھ گیا۔ دوران پرواز خدمت کے لئے جو عملہ آتا رہا وہ بھی عورتیں ہی تھیں۔ جو طبیعت میں تشویش کا سبب بنتی رہیں۔ لہٰذا میں نے دوسرا سفر بحری اختیار کیا تو اسے اس قباحت سے مبرّا پایا کہ وہاں تمام تر عملہ مردوں کا تھا لہٰذا میں نے عہد کیا کہ پھر یہ سفر نصیب ہوا تو بحری راستہ اختیار کروں گا تو الحمد للہ اسی عہد کو نبھا رہا ہوں۔

میں نے ایک دفعہ حج پر حج کا سبب پوچھا اور مشورہ دیا کہ عمرہ فرما لیویں کہ فرصت کے لمحات آسانی سے میسّر آتے ہیں فرمایا میرے پہلے حج میں کچھ خامیاں اور نقص رہ گئے تھے دوسرا حج اس کی تلافی میں تھا پھر دوسرے میں بھی قصور واقع ہوئے تھے یہ تیسرا دوسرے کی تلافی کے طور پر ہے اس طرح سمجھ لو میرا حج پہلا ہی ہے جس کی تکمیل ہو رہی ہے۔

حج کے لئے بھی آپ عموماً رفیق سفر کی تلاش میں نہ رہتے جیسا کہ مروّج ہے
میں نے پوچھا تو فرمایا سفر میں ساتھی کا ہونا بہت خوب ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ حج کا سفر
تنہا بہتر ہے کہ ''جدال'' یعنی جھگڑے کا ایک سبب ''ساتھیوں کا ہونا'' بھی ہے جس کا
خطرہ اس وجہ سے کم ہو جاتا ہے کہ غیروں سے آشنائی زیادہ نہ ہونے کے سبب جھگڑے کا
احتمال بھی کم ہوتا ہے۔

حجاز مقدس میں بھی آپ علیحدگی اور خلوت بہت پسند فرماتے کہ ملاقات کا
سلسلہ اوقات کی نگہداشت میں خلل کا سبب بنتا ہے۔ چنانچہ مدینہ طیبہ ہمارے ایک مخلص
دوست جناب صوفی غلام محمد قاسم صاحب عرصہ دراز سے مقیم ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت
قبلہ کو ایک دن حرم شریف ذاکر و شاغل پایا ملاقات کی، خوب محبت سے ملے میں نے جگہ
دیکھ لی دوسرے دن پھر ملاقات کو گیا وہاں نہ پایا خوب تلاش کیا آخر کامیاب ہوا میں نے
عرض کی کپڑے دھونے ہوں تو عطا فرما دیویں کہ میں یہ سعادت حاصل کروں گا فرمایا اپنا
کام خود کر لیتا ہوں۔ پھر فرمایا تمہیں معلوم ہے اتنی رقم اور وقت خرچ کر کے آدمی ان
مقدس خطوں تک کیوں پہنچتا ہے؟ کیا وقت ضائع کرنے کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا
سنو میں ایک جگہ بیٹھا دوستوں کو معلوم ہوا وہاں حاضر ہونے لگے میں نے جگہ بدل دی
اب آپ بتائیں کہ کیا یہ جگہ بھی بدل دوں۔ کہتے ہیں پھر میں زیارت میں سعادت سمجھتا
اور آپ سے گفتگو کا سلسلہ کم چلاتا۔

اہل اللہ کے بارہ میں آپ بہت خوش عقیدہ تھے اس لئے کسی بزرگ خصوصاً
اپنے سلسلہ عالیہ کے اکابرین کے معمولات پر کسی قسم کا اعتراض برداشت نہ فرماتے حتیٰ
کہ کسی کام کی سند حدیث وفقہ میں نہ پاتے اور معترض کی تسلی نہ ہوتی تو جواباً ارشاد
فرماتے میاں! تمام علوم کتابی نہیں ہوتے بعض صدری بھی ہوتے ہیں یعنی سینہ بسینہ نقل
ہوتے چلے آرہے ہیں لہٰذا اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ اگر یہ کام کرنے کا ثبوت نہیں تو منع

بھی تو وارد نہیں۔

قرآن شریف کے لئے جو رحل مخصوص ہوتے ہیں ان پر دوسری کتابیں رکھنا
پسند نہ فرماتے اور بطور مثال سمجھاتے کہ جس طرح ادباً بادشاہ کی سواری پر وزیر کو نہیں
بٹھایا جاتا اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں لگتا کہ رحل پر دوسری کتابیں رکھی جاویں۔

ایک مسجد غیر سمت قبلہ پر بن گئی یعنی قبلہ سے کچھ انحراف تھا تو ایک عرصہ کے
بعد معلوم ہونے پر لوگوں نے مسئلہ پوچھا کہ گذشتہ نمازوں کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں۔
سبحان اللہ مختصر طور پر جواباً فرمایا پڑھنے والوں کی طرف سے تحرّی تو پائی گئی کہ خود مسجد میں
آکر نماز پڑھی لہٰذا ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

کچھ لوگ اختلاف کر رہے تھے کہ طعام کے آخر میں نمک کا استعمال سنت ہے
اور بعض کا خیال تھا میٹھی چیز کھائی جاوے۔ سبحان اللہ ارشاد فرمایا آخر میں نمک ہی کا
استعمال سنت ہے مگر زمانۂ اقدس میں نمک کم ہوتا تھا اور اب تو ہر چیز میں نمک استعمال
ہو رہا ہے لہٰذا آخر میں وہ چیز کھائے جو خوب پسند ہو تاکہ شکر بھی دل کی گہرائیوں سے
کر سکے۔

فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی آپ پڑھتے **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى التَّوْفِيْقِ وَ
أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَلَى التَّقْصِيْرِ.** یعنی اللہ جل شانہ نے توفیق بخشی اس پر اس کا شکر ادا کرتا
ہوں اور اپنے قصور پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ میں نے چند بار سن کر پڑھنا
شروع کر دیا۔ ایک دفعہ میری آواز میرے استاد محترم مولانا محمد عبد العلی صاحب نے سن
لی تو فرمایا استغفار کا صلہ من آتا ہے علی نہیں آتا لہٰذا **علی التقصیر** کی بجائے **من
التقصیر** پڑھا کرو جیسے **استغفر اللہ ربی من کل ذنب** پڑھتے ہیں تو میں نے آپ
سے جا کر یہی بات کر دی۔ مجھے شرح جامی دکھا کر مسئلہ سمجھایا کہ یہاں **نادماً** محذوف
ہے عبارت تقدیری طور پر یوں ہے **استغفر اللہ نادماً علی التقصیر** یعنی اللہ تعالیٰ

سے مغفرت طلب کرتا ہوں اپنی قصوروں پر شرمندگی ہوتے ہوئے فقیر کاتب الحروف عرض پرداز ہے کہ صلوٰۃ مسعودی میں اس وظیفہ کے ساتھ یہ اضافی کلمات بھی ہیں۔ واعوذ باللہ من الردۃ۔ ترجمہ۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی (نماز) رد (نامقبول) ہونے سے۔

وظیفہ حزب البحر میں فعالاً لما یرید کے اعراب پر مجھے اشکال تھا فوراً فرمایا ایسے اعراب حکائی ہوتے ہیں یعنی حکایۃً نقل کردیئے جاتے ہیں۔

زکوٰۃ کے بارہ میں ایک دفعہ پوچھا کہ لوگ رجب شریف میں کیوں دیتے ہیں حالانکہ شرعاً یہ وقت تو مقرر نہیں بلکہ صاحب نصاب ہونے کے بعد سال گزرنا شرط ہے اور یہ ہر شخص کے لئے علیحدہ ہوتا ہے۔ اس پر فرمایا درسی کتب میں اس کی وجہ دیکھی نہیں گئی البتہ ہر فن کے لئے علیحدہ شخصیات ہوتی ہیں یعنی لکل فن رجال. پھر اگلے دن انیس الواعظین دکھا کر فرمایا یہ واعظین حضرات کا فن ہے لہٰذا اس میں دیکھو کہ رجب شریف میں زکوٰۃ دینے کا ثواب کس قدر لکھا ہے اور اسے حدیث شریف سے ثابت کیا ہے ممکن ہے لوگوں میں اسی ثواب کو دیکھ کر اس عمل کی عادت پڑ گئی ہو۔

آنجناب حضرت محبّ اللہ باکمال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ کے عرس مبارکہ پر بڑی سادگی سے انفرادی طور پر حاضری دیتے ایک دفعہ کسی کو خانقاہ شریف میں قبر اطہر کا طواف کرتے اور اس کو سجدہ کرتے دیکھا بہت رنجیدہ خاطر ہوئے کلمہ حق بھی اس کو کہا مگر اس نے ناگفتہ بہ جواب دیا تو بحث مباحثہ کی بجائے ''جوابِ جاہلاں خاموشی'' پر عمل فرماتے ہوئے اس کے حق میں دعائے خیر کر کے اس سے جدا ہو گئے۔ خیر پور شریف بھی حاضری دیتے بس اس طرح کہ زیارت کے بعد قرآن شریف تلاوت فرماتے رہتے پھر ایصال ثواب کر کے عازم ملتان شریف ہوتے۔ محافل سماع میں شمولیت آپ کا معمول نہ تھا البتہ طلباء کو اس کی اجازت مرحمت فرماتے اور خود بھی اپنے اکابرین

کے اعراس مبارکہ کے موقعہ پر ہونے والی محافل کو بعض دفعہ مجلس خانہ کے باہر سے کھڑے ہو کر چند قوالوں کو سن لیتے اور حظ پاتے میں نے سبب پوچھا تو فرمایا مروجہ تکلفات مجھے پسند نہیں اور حاضرین محفل قوالوں کو دی جانے والی رقوم، میر مجلس اور دیگر معززین کو دے کر ان کو بے ذوق کرتے ہیں یہ بھی مجھے گوارا نہیں علاوہ ازیں اردو گو شعراء کا کلام بھی طبیعت کو فارسی عربی کلام کے مقابلہ میں اچھا نہیں لگتا مگر آج کل وہ بھی مجبوراً سنا جاتا ہے لہٰذا جب کوئی پسندیدہ کلام پڑھا جا رہا ہو تو باہر سے کھڑے ہو کر سن لیتا ہوں۔

''سونے میں کھوٹ اگر غالب نہ ہو تو سونے کا ہی حکم دیا جاتا ہے'' یہ ایک مسلّمہ مسئلہ ہے جسے پڑھ کر ہمیشہ تشویش میں رہتا کہ پھر تو زکوٰۃ خالص سونے کی قیمت کے حساب سے دینا چاہئے مگر آپ سے دریافت کیا تو فرمایا یہ مسئلہ صرف وجوب زکوٰۃ کے باب میں ہے کہ جس کے پاس 7½ تولہ سونا خالص تو نہیں بلکہ کھوٹ ملا ہے مگر کھوٹ مغلوب ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ دینا فرض ہو جاتی ہے مگر جب یہ زکوٰۃ دے گا تو یا تو اسی سونے کا چالیسواں حصہ دے گا یا روپوں میں دینی ہو تو کھوٹ ملے سونے کی قیمت کا حساب لگا کر دے گا۔

اسی طرح مال تجارت کے بارہ میں بھی کتابوں میں صراحت ہے کہ اگر جنس سے زکوٰۃ ادا نہ کرنی ہو تو پھر اس مال کی جو بھی بازار میں قیمت ہے اس کا حساب لگا کر زکوٰۃ دے۔ مجھے تشویش رہتی تھی کہ ہر مال کی بازاری قیمتیں دو ہوتی ہیں۔ ایک اس تاجر کی قیمت خرید ایک قیمت فروخت۔ کئی مفتی صاحبان سے یہ مسئلہ دریافت کیا مختلف جوابات ملے مگر آپ سے پوچھا تو فرمایا اس وقت اس مال کی جو قیمت خرید ہو یعنی اب بازار سے اس تاجر کو یہ مال کتنے کا مل سکتا ہے اتنے کی زکوٰۃ دے گا (اگر مال نہ خریدا ہوتا تو رقم کتنی موجود ہوتی) پھر سال بھر میں جو فروخت ہو گا نفع شامل ہو ہی جائے گا۔ اگر آئندہ سال تک وہ نفع کی رقم شامل رہی تو اس پر بھی خود بخود زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گی۔

آپ کے نزدیک جس قدر قیمت ''وقت'' کی تھی اتنی کسی چیز کی نہ تھی۔ شب و روز کا کوئی لمحہ ہم نے خلوت یا جلوت میں آپ کو غفلت کے ساتھ گزارتے نہ دیکھا۔ درس وتدریس، نماز، ذکر وفکر، تلاوت وتسبیحات اور تبلیغ وارشاد کسی نہ کسی شغل میں آپ کو ہمہ وقت مصروف ہی پاتے۔ یہ احقر ایک زمانہ میں وضو کے اندر وہم کی حد تک مبالغہ کرتا تھا۔ لہٰذا مجھے وضو کرتے دیکھا تو ارشاد فرمایا کہ تم اپنے اس عمل سے صرف پانی ضائع نہیں کر رہے بلکہ وقت جیسی قیمتی چیز بھی ساتھ ہی ضائع کر رہے ہو کہ اس وقت میں انسان آخرت کا بہت سا ذخیرہ مزید جمع کر سکتا ہے لہٰذا اے بیٹا! وہم مت کیا کرو۔

بحمدہ تعالیٰ آپ بڑے خوش نویس اور بہت ہی خوش الحانی سے قرآن پاک پڑھنے والے تھے بلکہ مخالفین وموافقین کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آنجناب کی مثل خاندان عالیشان میں کوئی خوش نویس ہے اور نہ ہی کوئی اس قدر خوش الحانی سے قرآن پڑھنے ولا ہے۔

نماز تراویح میں امامت کیلئے دور وقریب جہاں بھی موقعہ ملتا آپ سعادت سمجھ کر بے لوث اور بے طمع امامت فرماتے۔ عرصہ دراز تک یہی معمول رہا جس سال اپنے صاحبزادگان کی منزل بطور سامعہ سنتے تو پھر بعد نماز تراویح ایک دوگانہ میں وہی منزل اکیلے یا ایک سامعہ کے ساتھ پڑھ بھی لیتے۔ آپ کی منزل اس قدر پختہ تھی کہ پورے ختم میں بعض دفعہ لقمہ لینے کی نوبت نہ آتی۔ ہماری مسجد خواجہ آباد میں متعدد بار مصلّٰی سنایا ہمیشہ اپنے گھر سے پاپیادہ آتے جاتے ایک دفعہ بارش ہو رہی تھی مجھے والد گرامی نے کار دے کر بھیج دیا کہ آج بارش کی وجہ سے امید ہے کار پر آجاویں گے میں حاضر ہوا تو آپ اپنے دولت خانہ سے ایک لفافہ ہاتھ میں اٹھائے باہر نکل رہے تھے میں نے دعوت دی مگر قبول نہ فرمائی اور چل دیئے۔ مسجد پہنچ کر فرمایا بارش تھی تو کیا ہو گیا میں نے ایک جوڑہ کپڑوں کا امامت کیلئے علیحدہ لفافہ میں ڈال کر ہمراہ رکھ لیا تھا جو یہاں آکر پہن لیا ہے۔

حماد پور ایک دفعہ مصلّٰی پڑھایا حسب معمول ختم کی رات مسجد شریف بھر گئی اور

طعام کا بھی بندوبست ہو رہا تھا آپ حیران ہوئے کہ راتیں ساری رمضان شریف کی برکت والی ہی تھیں آج لوگ زیادہ کیوں آگئے؟ لہٰذا آپ نے امتحاناً چھبیس پارہ سے منزل پڑھنا شروع کی اور ہر رکعت میں پاؤ پاؤ پڑھتے گئے تو آہستہ آہستہ لوگ واپس جانا شروع ہو گئے اور آخر میں وہی روزانہ حاضر ہونے والے ہی بچ گئے تو آپ نے فرمایا اب معلوم ہوا کہ یہ لوگ نماز کے ساتھ کھانے کی غرض سے بھی آئے ہوئے تھے۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ آپ بے تکلف حافظ اور عالم باعمل تھے۔ مروّجہ رسم ورواج آپ بالکل پسند نہ فرماتے۔

آپ کا کھانا بھی لباس اور کلام کی طرح مختصر ہی تھا کہ کھانا کھانے سے پہلے عام طور پر اپنے لئے انتہائی مختصر سا سالن تھوڑی سی روٹی اٹھا کر اس پر ہی رکھ لیتے۔ پھر تناول فرماتے میں نے ایک دفعہ اس کا سبب پوچھا تو فرمایا اس طرح انسان بسیار خوری سے محفوظ رہتا ہے کہ شروع سے اپنا حصہ علیحدہ کر لیا ورنہ دسترخوان سے اٹھا اٹھا کر کھائے جانے میں بعض دفعہ اندازہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح طعام کی بہت قدر فرماتے اسے ضائع نہ کرتے حتّٰی کہ اگر میٹھے چوستے تو اندر سے بالکل خالی کرتے نہ کہ رواج کے مطابق کہ جو کچھ پہلی دفعہ چوسنے پر جوس نکل آئے وہ پی کر بقایا پھینک دیئے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! آپ حدیث مبارکہ من صمت نجا یعنی جو چپ رہا اس نے نجات پائی کا نمونہ تھے کہ بے ضرورت بالکل گفتگو نہ فرماتے بلکہ حاضرین کی گفتگو پر کبھی تبسم فرما کر اور کبھی جبین مبارک پر شکن دے کر خوشی یا ناراضی کا اظہار فرما دیتے ہاں جب کوئی بلا واسطہ آپ سے مخاطب ہو کر سوال کرتا تو ضرور جواب مرحمت فرماتے مگر انتہائی مختصر طریقہ سے اور پھر فوراً مشغول ہو جاتے۔ مگر اخیر عمر میں جب حج پر حج کی سعادت حاصل فرمائی تو اس مبارک سفر کا ذکر خیر آپ کو بہت پسند تھا جو کوئی حال پوچھتا مفصل سناتے اور خوب لذت محسوس کرتے مکہ مکرمہ، منٰی، عرفات، مزدلفہ مدینہ طیبہ علی

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور حرمین شریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ تعظیما وتشریفاً اور دیگر زیارات و
متبرک مقامات کا ذکر اس انداز سے فرماتے کہ سننے والا خوب لطف اندوز ہوتا۔

ایک دفعہ میری پھوپھی صاحبہ یعنی آپ کی اہلیہ محترمہ آپ کی رفیقۂ سفر تھیں،
مدینہ منورہ میں حرم شریف سے باہر نکلیں تو گھر کا راستہ بھول گئیں محافظوں نے پاسپورٹ
طلب کیا قسمت سے اس دن گھر بھول گئی تھیں لہٰذا نہ ہونے کے سبب انہوں نے داخل
حوالات کر دیا۔ آپ یہ گمشدگی کا قصہ بڑی تفصیل سے سناتے اور ارشاد فرماتے نئے آدمی
کو کیا معلوم کہ یہاں کی حکومت کا طریقہ کار کیا ہے؟ میں نے گھر آ کر اہلیہ کو نہ پایا خوب
پریشان ہوا رات بھر مدینہ طیبہ کی گلیوں میں پھرتا رہا۔ صبح ہوگئی اب مختلف لوگوں کے
مختلف مشورے تھے بہر حال دعا کے علاوہ کر ہی کیا سکتا تھا دوسرا دن گزر گیا رات پھر آ گئی
مجھے اچانک خیال آیا کہ اے عبدالمجید! بھلا کیوں مارا مارا پریشان پھرتا ہے اور اپنا حال
زار امت کے غم خوار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں نہیں سناتا لہٰذا یہ خیال آتے ہی آپ
ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پہنچا اور قصۂ درد و غم مِنُّ و عَنُ سنا کر مدد کا طلب گار
ہوا۔ سبحان اللہ یہاں سے نکلا ہی تھا کہ حضور آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مبارکہ
سے اپنے بزرگوں سے روحانی تعلق رکھنے والے بعض پاکستانی افراد جو عرصہ دراز سے
مدینہ طیبہ مقیم تھے مجھے ملے۔ حالات پر تبادلہ خیال ہوا۔ سن کر کہنے لگے حضرت صاحب!
کچھ مشکل نہیں ہمارے ساتھ تشریف لے آویں ابھی ملاقات کروا دیتے ہیں چنانچہ وہ
متعلقہ حوالات میں لے گئے۔ واقعی اہلیہ محترمہ حوالات میں بند تھیں۔ الحمد للہ ملاقات
ہوگئی تو میں نے ان کے قانون کے مطابق جو کچھ کاغذات وغیرہ لے جانے تھے لے گیا
اور رہائی کروالایا۔ فرماتے طرفہ تر یہ کہ اگر اسی دن نہ پہنچتا تو انہوں نے اگلے دن اپنے
قانون کے مطابق اہلیہ محترمہ کو پاکستان بھیج دینا تھا۔ اللھم صل علی سیدنا و مولنا
محمد صلوٰۃ تنجینا بھا من حرّ جھنم وبئس المھاد.

کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ چند مرتبہ حرمین شریفین آنے جانے کا موقع
ملا کیا وہاں کسی اہل اللہ سے بھی ملاقات ہوئی؟ فرمایا مدینہ طیبہ ایک شخص نیک صورت
نیک سیرت تھے ان کی ہر وقت کی حاضری کو دیکھ کر حیران ہوا اور سوچا کہ آخر کھانے اور
تقاضا بشریہ کے لئے تو نکلتے ہی ہوں گے لہٰذا ایک دن میں نے ان پر نگاہ رکھی سارا دن
مشغول رہے شام کو اٹھ کر باہر جانے لگے میں ہمراہ ہوگیا۔ باہر نکل کر اس جگہ کی تلاش لی
جہاں لوگ اپنے مستعمل دسترخوان ڈال جاتے تھے ایک دو دسترخوان کھولے انہی میں
سے چند کھجوریں اور ٹکڑے روٹیوں کے لئے جلدی جلدی بیٹھ کر کھایا اور کلی کر کے فوراً حرم
شریف میں داخل ہوگئے فرمایا یہی اللہ والے معلوم ہوتے تھے۔ سبحان اللہ خود آپ کا
حال بھی یہی تھا بلکہ ساری زندگی آپ اسی حال پر رہے کہ شب و روز کا اکثر حصہ مسجد
شریف گزارتے۔ پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ خاندان کے مجبور کرنے پر بغرض
سیر وسیاحت موسم گرما میں ہمارے ہمراہ کوئٹہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی ادھر ادھر گھومنے
کی بجائے دن بھر مسجد میں بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔

ایک سال آپ حج پر گئے ہوئے تھے کہ وہاں سے کوئی حج کر کے واپس آئے
شاہزادگان نے ان سے پوچھا کہ حضرت قبلہ والد صاحب سے بھی ملاقات ہوئی یا نہ؟ تو
کہنے لگے ہاں ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں نگاہ پڑی تھی مگر اس حال میں کہ صرف تہبند
باندھے کرتا دھو کر کندھے پر ڈالے طہارت خانوں سے نکل رہے تھے۔

یہ بھی سناتے کہ مکہ مکرمہ میری تسبیح ایک دفعہ گم ہوگئی میں پریشان ہوا مگر انگلیوں
پر شمار کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ایک دن گزرا یا اسی ہی دن حرم پاک میں بیٹھا تھا کہ کسی
صاحب نے کپڑے کو گرہ دی ہوئی کوئی چیز لا کر میرے سامنے رکھ دی جیسے مجھے دے رہے
ہوں میں نے اٹھا کر گرہ کھولی تو کھجور کی سو گٹھلیاں اس میں بند تھیں۔ میں نے ''ہرچہ
از غیب آید بے عیب آید'' کے تحت اللہ جل شانہ کی طرف سے عطیہ سمجھ کر لے لیا اور اسی

پر وظائف پڑھتا رہا حتیٰ کہ مدینہ منورہ بھی میرے پاس وہ تھیلی رہی میں پڑھتا رہا یہاں تک کہ وہاں کے محافظین اور نگران جو تسبیح کو تو جائز سمجھتے تھے مگر مجھے اس طریقہ پر دیکھ کر گٹھلیوں سمیت پکڑ کر لے گئے کسی کے روبرو پیش کیا ان پر پڑھنے کی وجہ پوچھی میں نے من وعن قصہ سنا دیا۔ سن کر زجر و توبیخ تو نہ کی مگر باہر جا کر پھینک دینے کو کہہ دیا میں نے بھی بقیع شریف کے قریب جا کر ایک کونے میں ادب و احترام کے ساتھ وہ تھیلی رکھ دی۔

ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ کی حاضری کے دوران یہ خیال زور پکڑ گیا کہ حرم مکہ شریف میں تو ثواب ایک کا لاکھ ملتا ہے مگر منیٰ عرفات مزدلفہ میں یہ ثواب حد شہرت تک نہیں پہنچا پھر کیا حکمت ہے کہ ایام حج میں حرم شریف کی فضیلت چھوڑ کر وہاں جانا ہوتا ہے۔ سوچتا رہا حتیٰ کہ اس جواب سے تسلی ہوگئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان عالیشان پر عمل کرنے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور یہ کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور خود آقائے نامدار حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ ایام انہی میدانوں میں گزارے تو اس تصور کے ساتھ وہاں وقت گزارنے میں خوب لذّت رہی اور دل مسرور رہا۔

ایک مرتبہ اونٹ کو ذبح کرنے پر گفتگو ہو رہی تھی کہ ہمارے علاقوں میں اس طرح لٹا کر ذبح کرتے ہیں فرمایا عرب شریف اونٹ ذبح ہوتے دیکھا حیرت ہوئی کہ صرف ایک نوعمر لڑکے اور ایک آدمی نے اس طرح مل کر ذبح کیا کہ کھڑے اونٹ کی اگلی دائیں ٹانگ اکٹھی کر کے گھٹنے تک باندھ دی گئی۔ پھر نوعمر لڑکے نے اونٹ کی رسّی کھینچ کر اس کے منہ کو دم کے ساتھ لگا دیا اس طرح گردن کے چمڑے میں مقام نحر یعنی سینہ کے قریب خوب کھچاؤ واقع ہوگیا تو پاس کھڑے شخص نے بڑی تیزی سے تلوار نما بڑی چھری تکبیر پڑھتے ہوئے پھیر دی لہٰذا کثرت سے خون نکلنے کے سبب چند ہی لمحوں میں اونٹ ایک جانب گر گیا۔ سبحان اللہ اونٹ ذبح کرنے کا یہی وہ طریقہ ہے جس کا ذکر خود قرآن کریم میں ان الفاظ سے آیا ہے۔ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا

وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ. الخ ترجمہ: پس لو اللہ تعالیٰ کا نام (ذبح کرو) ان پر (بدنہ پر) اس حال میں کہ ان کا ایک پاؤں بندھا ہوا اور تین پر کھڑے ہوں پس جب وہ گر پڑیں کسی پہلو پر تو خود بھی کھاؤ اس سے نیز کھلاؤ قناعت کرنے والے فقیر کو اور بھیک مانگنے والے کو الخ۔

آنجناب اپنے گذر اوقات کا انتظام کچھ اس طرح فرماتے کہ موروثی طور پر جو چند بیگھے زمین ملکیت میں تھی وہ مستاجری پر دیتے چھ ماہ بعد جو مستاجری وصول ہوتی اسے اسی وقت اہل خانہ سمیت جن پر چاہتے تقسیم فرما دیتے۔ صرف سودا سلف خریدنے کے لئے ایک مخصوص مقدار اپنے پاس رکھ لیتے اور اسی میں سے روزانہ خود بازار سے سبزی وغیرہ لا کر اہل خانہ کو دے دیتے۔ بازار آپ اشد ضرورت کے وقت تشریف لے جاتے مگر عوام الناس کی طرح نہیں بلکہ آنکھیں جھکائے، سرنگوں ہو کر، دائیں ہاتھ، ذکر کرتے ہوئے چلتے حتیٰ کہ بالکل قریب گزرنے والوں کی طرف بھی التفات نہ ہوتا۔ ہاں جو خود سلام کر لیتا جواب مرحمت فرما دیتے۔

آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو عموماً بتا بھی دیتے مگر بعض دفعہ حضور والد گرامی یا اپنے برادران کی طرف اشارہ فرما کر سائل کو ان کی طرف بھیج دیتے۔ میں نے ایک دفعہ اس کا سبب پوچھا کہ خود کیوں نہیں بتا دیتے؟ تو فرمایا بعض لوگ اس نیت سے گھر سے چلتے ہیں کہ اپنی خواہش کے مطابق مسئلہ معلوم ہوا تو فبہا ورنہ دوسرے عالم کی طرف رجوع کریں گے لہٰذا ان لوگوں کو جب حق کی تلاش نہیں ہوتی تو انہیں بتانا کچھ فائدہ نہیں رکھتا مزید فرمایا کہ بعض کی یہ بھی عادت ہوتی ہے کہ والد گرامی سے پوچھتے ہیں پھر بڑے بھائیوں سے پھر مجھ سے آ کر بھی وہی مسئلہ پوچھتے ہیں تو ایسے لوگ وقت ضائع کرنے والے ہوتے ہیں اسی لئے مناسب سمجھتا ہوں تو ان کے پاس ہی بھیج دیتا ہوں۔

آخر عمر میں آپ کو شوگر کی تکلیف کے سبب بار بار پیشاب کا تقاضا ہوتا تو چونکہ

وضو زیادہ دیر نہ رہ سکتا تھا اس لئے ایک دن بہت افسوس فرماتے ہوئے اس کا اظہار فرمایا کہ صلوٰۃ التسبیح وضو نہ رہنے کے سبب نہیں پڑھ سکتا اس لئے کلمہ تمجید، تین سو مرتبہ روزانہ پڑھ لیتا ہوں امید ہے مالک الملک جل شانہ ثواب عطا فرما دیتے ہوں گے۔

بیعت کی غرض سے بہت لوگ آپ کی طرف رجوع فرماتے مگر آپ نے زندگی بھر کسی کو بیعت نہ کیا بلکہ اس کام کے لئے حضور والد گرامی اور برادران والا شان کی طرف ان کو بھیج دیتے۔ بعض عشاق بہت زیادہ مجبور کرتے تو آپ ان کی زندگی پر نگاہ دوڑا کر ایسی کڑی شرائط ان کو بتاتے جن کی تاب وہ نہ لا سکتے اس طرح آپ بھی پھر معذوری ظاہر فرماتے کہ اگر تم ان شرائط پر عمل نہیں کر سکتے تو میں بھی بیعت نہیں کرتا۔

آپ نے اپنے فرزند ارجمند عندلیب گلستانِ رسالت جناب حضرت علامہ حافظ محمد عبدالباقی صاحب زید حیاتہ وصلاحہ کو فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران مختلف نصائح پر مشتمل جو مکتوبات لکھے ان میں سے چند مقامات تبرّکاً بطور نمونہ نقل کرتا ہوں ان شاء اللہ العزیز فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ اکثر مکتوبات میں اپنے ہر دلعزیز فرزند کو اس طرح مخاطب ہوئے۔

نور چشمی محمود الخصال سلمکم ربکم .... یا .... برخوردار نور چشمی فائز المرام سلمکم ربکم۔ ''دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس مبارک سفر سے بامراد و فائز بنا کر آپ کو بخیریت اپنے وطن میں اپنے گھر والوں میں پہنچاویں آمین۔ اور آپ کی بندگیاں (عبادتیں) حضور پرنور سرور کائنات ﷺ کی بدولت بھی قبول و منظور فرماویں۔ اور آپ کا حج مبارک مبرور فرماویں۔ میاں عبداللہ صاحب بخیریت و عافیت ہیں تسلی فرماویں عنقریب ملاقات ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ اور اپنے بچے کو آپ بخیر و عافیت پائیں گے جیسا کہ میں کہہ رہا ہوں اور کئی بوسے اور بغل گیری سے اپنے دل کو خوش اور ٹھنڈا کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ فی الحال آپ اپنی بندگی خلوص سے کرتے رہیں یہ سرمایہ حیات ابدی ہے اور اس

جہان سے سرخروئی کا دارومدار ہے اے اللہ میرے بچے کو نیک و صالح بناؤ اور اپنی محبت کا ذرہ جس سے عبادت میں لذت محسوس ہو عطا فرماؤ۔ آمین ثم آمین۔

آئندہ ہفتہ مناسک حج میں مشغولی کا ہے خدا تعالیٰ آپ کو مناسک حج صحیح طور پر کرنے کی توفیق عطا فرماویں آمین ہم دور افتادگان کو بھی اپنی نیک دعاؤں میں نہ بھولنا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ مطاف، مسعیٰ، حطیم، مقام ابراہیم، ملتزم، باب الکعبہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، جمرات وہ متبرک مقام ہیں جن کی معنوی خوبیاں جو ان میں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں ان کا ظہور ہم پر دن قیامت کے واضح ہوگا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے جو بندگیاں ان سے متعلق رکھی تھیں ان کے فوائد ہمارے حق میں کیا ہیں۔ اب ایمان بالغیب کا حکم ہے۔ عقل کی عین کو شرع کی عین کے تحت کچل دو (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عقل کا سر یعنی عین کو شرع کے پاؤں یعنی آخر میں رکھا ہے)۔ (حق تعالیٰ کو) نیاز مندی اپنے بندوں کی ملحوظ ہے خواہ اس میں ان کو ظاہری طور پر کوئی مفاد معلوم نہ ہو فقط مناسک حج میں تصور اطاعت الٰہی اور یہ تصور کہ یہ مکانات وہ ہیں جن میں مقبولان الٰہی ابتداء دنیا سے آخر تک اپنے معبود حقیقی کی فرمانبرداری کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے بس یہ اتنا تصور ان مکانات کی تعظیم و تکریم کے لئے کافی ہے دیگر فوائد ہم سے مخفی رکھے گئے ہیں الخ''

ایک مقام پر لکھتے ہیں ''حج کے دو حرف ہیں ح اور ج۔ ح مخفف ہے حلم کا یا حاجت کا اور ج مخفف ہے جود کا یا جرم کا پس بارگاہ الٰہی میں یہ تصور پیش کریں کہ اے خدا تعالیٰ اپنے حلم کی صفت سے ہمارے جرم معاف فرما اور اپنی جود کی صفت سے ہماری تمام حاجات دینی دنیوی پوری فرما آمین ثم آمین۔ زندگی اطاعت الٰہی میں گذرنے اور خاتمہ ایمان کے لئے دعا کی درخواست۔ متبرک مقاموں میں مہربانی فرمانا نہ بھولنا۔

''از کریماں ایں قدر دشوار نیست''

ایک مکتوب شریف میں بعد از سلام مسنون لکھتے ہیں:

''آپ کا خط محررہ مورخہ ۱۰ ذیقعد بروز جمعۃ المبارک از مکۃ المکرّمہ ملا حالات پڑھ کر آگاہی ہوئی اور خوشی ہوئی کہ میرے نور العین خدا تعالیٰ کے گھر کے جوار میں جہاں ہر قسم کا سکون ہمیں میسّر ہوتا ہے اور دیار حبیب ﷺ میں نزول فرما ہیں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو مقصد نزول سے بہرہ یاب فرماویں اور آنا جانا بامراد و بخیر ہو۔ آپ کا خط مورخہ ۱۷ ذیقعد بروز اتوار بوقت ۱۱ بجے دن جبکہ میں مسجد شریف میں بسلسلہ درس بیٹھا ہوا تھا ملا کھول کر پڑھا اور میاں عبدالولی صاحب (آپ کے برادر خورد) کو دیا کہ حضرت بڑے میاں صاحب (حضور معدن جود) اور حضرت چھوٹے میاں صاحب (حضور زیب آستانہ عالیہ) کی خدمت میں پیش کرو۔ انہوں نے پڑھا خوش ہوئے دعاؤں سے یاد رکھا الخ'' اسی خط میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

''یہ خط حج کے ایام کے قریب آپ کو ملے گا تو حج مبارک کی مبارک پیشگی ہماری طرف سے قبول کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمین کا حج مبارک و عمرہ منظور و مقبول فرماویں خصوصاً آپ کا اور آپ کے ہمراہ جو بزرگ و خورد رہتے ہیں ان کا حج و عمرہ مبرور ہو یقیناً۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتے طرف صورتوں تمہارے کے ولیکن دیکھتے طرف دلوں کے اور یہ دل ایسا عضو ہے کہ اس کی نیت پر دارومدار اعمال کا ہے خدا کرے آپ کو ذل وہ میسّر ہو جو حج مبرور والوں کا ہے آمین۔ سفر حج میں اپنا کام خود کرنا اور ہو سکے تو دوسرے کے کام میں مدد بھی کر دینا (کہ) عبادت اور سعادت ہے۔ بہترین لوگوں کا وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حج میں رفث نہیں، فسوق نہیں، جدال نہیں اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ چھوڑنا ایک ذرہ کا اس چیز سے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے بہتر ہے عبادت ثقلین سے اسی طرح حج کے افعال میں جن کاموں سے روکا

گیا ہے ان سے بھی پرہیز لازم ہے کہ یہ حج کے لئے بمنزلہ روح کے ہیں اور حج میں جو کام کرنے ہیں وہ بمنزلہ بدن کے ہیں بدن بغیر روح کے جیسے کچھ نہیں اسی طرح حج بغیر اجتناب از منہیات کچھ نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج** یعنی حج کے احرام باندھنے کے بعد حج کے روح کو ذکر فرمایا ہے کہ اس کی پابندی لازم سمجھو اور کرو۔ اور اعمال جو کرنے ہیں وہ بعد میں ذکر فرمائے کہ منیٰ میں جاؤ اور عرفات میں اور مزدلفہ میں اور ان میں اپنا وقت ذکر الٰہی میں گزارو غفلت نہ کرو اور اپنے رب سے حسنات دنیا و آخرت کے مانگو اور عذاب سے نجات کی دعا مانگو یہ ہے ہر بندگی کا اصل مقصد کہ منہیات ہر چیز سے مقدم ہیں اور اعمال مؤخر ہیں روزہ میں اور نماز میں قیاس کر لو جو کام ان دونوں میں منع کئے گئے ہیں وہ مقدم اور جو کرنے ہیں وہ مؤخر۔ وقت نماز ظہر کا ہو چکا ہے خط کو ختم کرتا ہوں اور دعا کا چاہنے الا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اس ناچیز کے لئے **ولدا صالحا یدعو لابیہ** کا مصداق بن کر دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے آپ کے باپ کے جملہ گناہ صغیرہ و کبیرہ حقوق اللہ و حقوق العباد معاف فرما دیں گے یہ میرا ایمان ہے الخ''

عمر کے آخری حصہ میں آنجناب کی طبیعت مسئلہ وحدۃ الوجود کی طرف بہت ہی زیادہ راغب تھی حتیٰ کہ ارشاد فرماتے ''اگر کوئی مجاہدہ اور ریاضت کے سبب تیر کی طرح دبلا اور کمان کی طرح ٹیڑھا ہو جائے تو بھی منزل مقصود پر نہ پہنچ سکے گا جب تک اس مراقبہ میں پختہ نہ ہوگا'' کبھی فرماتے: ''میں دے وچ میں نہ ملساں'' یعنی جب تک سالک کی میں باقی ہے ''میں'' یعنی حق تعالیٰ نہیں مل سکتا اور کبھی فرماتے سالک کو چاہئے ''میں'' کا خیال چھوڑ کر صرف ''تو ہی تو'' کا ورد پکائے۔ اس مقصد کیلئے عموماً توفیقیہ شریف زیر مطالعہ رہتی بعض اوقات بعد نماز عشاء بھی دیکھنے میں آیا کہ سرہانے پر سر مبارک رکھے آپ مطالعہ میں مصروف ہیں اور غلبۂ شوق میں دونوں طرف سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

آپ مطالعہ میں مصروف ہیں اور غلبۂ شوق میں دونوں طرف سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

آپ کو شعر کہنے پر بھی بحمدہ تعالیٰ بڑی قدرت تھی خاندان کے کسی چھوٹے بڑے فرد یا کسی صاحب نسبت بزرگ کے وصال کی خبر سنتے تو جو کتاب بھی زیر مطالعہ ہوتی اسی وقت اس پر چند اشعار اس کی یاد میں نظم فرما دیتے اس طرح آپ کے مطالعہ میں رہنے والی بہت سی کتابوں میں آپ کا ایسا یادگار کلام موجود ہے۔ بطور نمونہ کلام وہ اشعار نقل کرتا ہوں جو آپ نے اپنے جد امجد اور پیر و مرشد حضور ولی لاثانی بھران کے بعد اپنے والد گرامی حضور سراپا نور کی یاد میں مختصراً نظم فرمائے۔

منقبت حضور ولی لاثانی

خواجۂ من قبلہ گاہ عالماں — مفتی اعظم امیر عابداں
عالم و حافظ امیر مومناں — خادم و مخدوم صدرِ سالکاں
بُد امامِ وقت بہرِ مردماں — نہی و امر و کرد بہرِ زائران
کس نہ بیند مثل او اندر جہاں — بے تعلق زیست آں شاہِ زماں
پیرِ من عبد الکریم ابن الکریم — شاہِ دوراں سیدی عبد العلیم
ابن اکمل عارفانِ ایں جہاں — عبد رحمٰنِ ابنِ شاہِ سالکاں
غوثِ اعظم رہنمائے کاملاں — شُد عبید اللہ پیرِ عارفاں
بہر او خواہیم فردوسِ جناں — از خدائے ذو الجلالِ مہرباں
چو سال تمامش بجستم ز فکر — با سر وہ گفت ہاتف قد غُفِر
چار شنبہ (یکم از ماہ صفر — کرد رحلت زیں جہاں بازیب و فر
صرف کردہ عمر خود در ذکرِ یار — بے تعلق بود بندہ حق گزار
جز بہ نیکی نبودش کارے دگر — بندۂ حق بود مردِ راہبر

بود بر راہِ شریعت مستقیم — ہم طریقت ہم حقیقت را ندیم
بود بر ہمسائیگاں مردِ رحیم — از زبان و دست او ہر کس سلیم
خوانِ یغما بر فروعِ خود نہاد — رحمت حق بر رواں پاکیزہ باد
شد وجودش از کرامتہائے جَد — نشونش ہم تربیت آمد ز جَد
بود دائم ساکتاً متفکراً — در حقیقت ناظراً متدبراً
دورِ او دورِ خلافت راشدہ — ہر کہ آں را دید ایں را یافتہ
حب فی اللہ بغض فی اللہ عملِ او — وصل للہ قطع للہ کارِ او
مختصر کن ذکرِ پیر بے ریاء — تا بباشی دور از اہل ریا

منقبت حضور سراپا نور و سرور

بادشاہِ بادشاہاں پیرِ من — خواجۂ عبد الکریم ذو المنن
جانشینش شُد امامِ مردماں — در نمازِ پنج و عید و جمعہ داں
سیرتش را کرد جاری در جہاں — فیض یاباں شد ازو ہمہ مردماں
مسندش آباد کردہ درجہاں — از افادش کامراں گردد زماں
الغرض خلف رشیدش مہرباں — شد کسانرا آمر و ناہی عیاں
کرد بعدش باہمہ خَلق خُلق او — ہم تواضع ہم جماعت شغل او
نقش پدری پدر و پدری را گزید — ہست سالک را دلیل و ہم مرید
الٰہی ہست داعی ایں مجید — کہ کنی فضل خودش بر آں مزید
رحلت حضور ما مغفور — شب آدینہ ہژدہ مہ رمضاں
ن وصالش بگوش ہاتف گفت — اے حزینِ فراق پیر ہدا
حاسد بُر بگو پس زاں — فاز حضرت بجنت الفردوس

وصال پر ملال

علم و عرفان کے نیر تاباں حضور بحر العلوم آخر عمر میں شوگر کی تکلیف کے سبب قدرے کمزور ضرور ہو گئے تھے مگر بحمدہ تعالیٰ اپنے معمولات زندگی کے آخری دن بھی پورے فرمائے کہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ کی شب آپ کا وصال ہوا اور اسی رات مغرب اور عشاء کی نمازوں میں امامت آپ نے خود فرمائی۔ البتہ اس دن یعنی ۲۴ جمادی الاولیٰ کو سبق پڑھا کر اپنے صاجزادگان کو فرمایا ''اے میرے ہر دلعزیز بیٹو بس جس قدر ہونا تھا ہو گیا''۔ صاجزادگان کہتے ہیں ہمیں یہ بات سمجھ نہ آئی مگر اسی رات وصال کے وقت معاملہ کھل گیا کہ ان کلمات کا حاصل اپنی روانگی کی اطلاع تھی۔ علاوہ ازیں چند دن پہلے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت مولانا محمد عبد الجمیل صاحب کے صاجزادہ صاحب کی شادی کی ابتدائی رسوم میں سے کسی موقعہ پر آپ کی اہلیہ محترمہ مدعوہ تھیں شاید غیر ضروری رسم کے سبب ان کے جانے کا ارادہ نہ تھا مگر آپ نے فرمایا! تم آج ان کے گھر ہو آؤ پھر شادی پر نہ معلوم جا سکو گی یا نہ؟ پھوپھی صاحبہ کہتی ہیں مجھے بھی معاملہ سمجھ میں نہ آیا مگر قدرت خدا تعالیٰ کی کہ میں چلی گئی اور شادی کے وقت واقعی نہ جا سکی کہ عدت کے دن گزار رہی تھی۔ اللہ اکبر۔ اسی طرح وصال سے چند ہی دن پہلے اپنی اور اہلیہ محترمہ کی جائیداد کے کاغذات الگ الگ لفافوں میں رکھ کر بچوں کو سمجھایا کہ یہ کاغذ فلاں جائیداد کے ہیں یہ فلاں کے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ اس لئے کر رہا ہوں تا کہ تمہیں بعد میں پریشان نہ ہونا پڑے۔

سبحان اللہ وعدہ الٰہی برحق ہے جو اپنے وقت پر آ ہی جاتا ہے لمحہ بھر پس و پیش نہیں ہوتا چنانچہ آپ کا وعدہ ۲۴، ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ شب دوشنبہ اس طرح آیا کہ عشاء کی نماز پڑھا کر آپ گھر تشریف لے گئے چند لمحات کے لئے بچوں کے ساتھ محو گفتگو

رہے پھر لمحہ بھر آرام فرمایا مگر فوراً ہی پیٹ میں درد کی شدید شکایت رونما ہوئی نشتر ہسپتال لے جایا گیا مگر جانبر نہ ہو سکے کہ قضاء الٰہی آ پہنچی تھی وہیں نشتر ہسپتال ہی چند لمحات کی ابتدائی طبی سہولیات میسر ہونے کے فوراً بعد اللہ جل شانہ کو پیارے ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون سب کو اطلاع ملی۔ یہ احقر اپنی اہلیہ (آپ کی بیٹی) سمیت پہنچا مدفن کے لئے آپ کے چچا محترم حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب کے قرب کا فیصلہ ہوا۔ میں یہ سن کر گھر واپس آ گیا اور سورۃ واقعہ پڑھتے پڑھتے مجھے کچھ آنکھ سی لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ مجلس خانہ میں خانقاہ عالیہ کے دروازہ شریف کے ساتھ جہاں اب آپ کی مرقد شریف ہے یہیں کوئی سات رنگے سفید موتیوں کا انتہائی خوبصورت قبر نما وسیع و عریض کمرہ تیار کر رہا ہے میرے پوچھنے پر بتایا کہ حضور بحر العلوم کی قبر شریف تیار ہو رہی ہے میں حیران ہوا کہ ان کے لئے تو فلاں جگہ تجویز ہوئی تھی، مگر دوبارہ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ فیصلہ تبدیل ہو گیا تھا اس لئے یہاں بنائی گئی۔ سبحان اللہ مومن کی قبر جو تا حد نگاہ وسیع کر دی جاتی ہے ممکن ہے ہر طرف شیشوں کے سبب وسیع معلوم ہوتی ہو واللہ اعلم بالصواب۔ چنانچہ بروز سوموار حضور زیب آستانہ عالیہ کی موجودگی میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا حافظ محمد عبد الباقی صاحب کی اقتداء میں بڑے بڑے علماء وصلحاء زمانہ اور آپ کے شاگردوں وعوام الناس کی کثیر جماعت نے نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد حکم خداوندی سمجھتے ہوئے آپ کو سپرد خاک کر دیا۔

اس احقر بے ہیچ لقمہ خوار لنگر عبیدیہ و جاروب کش آستانہ عالیہ نے جو چند اشعار بر موقعہ وصال پر ملال آنجناب قدس سرہ کہے وہ اپنے محترم پروفیسر جناب عاصی کرنالی صاحب کی تصحیح کے بعد ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ محمد مولوی عبد المجید — طبعِ او خاموش واو خلوت نشیں روحِ سعید

صوفی و صافی و ہم علامہ و حافظ دگر — حاجی روشن دل و ہم شاغل و ہم راہبر

بے نیازِ شہرت و بیگانہ نام و نمود
برتر از اندیشہ ہائے یُسر و عُسر آں مرد بود

وائے رفتہ زیں جہانِ آب وگل، مردِ خدا
اللہ اللہ آشنائی داشت من صمت نجا

آں شبِ دو شنبہ بودہ از جمادیٰ اولیٰ
رفت روح او بہ بست و پنجمیں سوئے علیٰ

گفت ہاتف عادلِ بیچارہ را اندوہگین
بے سر بد شغل مولیٰ ہست وصلش اے حزین
۱۴۱۷-۲=۱۴۱۵

اولاد امجاد

آپ کا نکاح اپنے وقت کے ایک انتہائی دیانت دار صادق و امین تاجر جناب خواجہ محمد یعقوب صاحب جو آپ کے ماموں محترم بھی تھے، کی صاحبزادی سے ہوا یہ محترمہ اس فقیر کاتب الحروف کی پھوپھی محترمہ ہیں بحمدہ تعالیٰ بے شمار صفات کی حاملہ خاتون سے اللہ تعالیٰ نے حضور بحر العلوم کو چار فرزندان گرامی اور چار ہی دختران نیک اختران سے نوازا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔صاحبزادہ محمد عبد الحمید صاحب: ۱۲ رمضان ۱۳۷۵ھ بروز ہفتہ پیدا ہوئے مگر ایک ہی سال بعد ۱۳ شوال المکرم ۱۳۷۶ھ بروز منگل والدین کو داغ مفارقت دے کر راہی ملک جاوداں ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون.

۲۔صاحبزادہ محمد عبد السمیع صاحب: یکم رجب المرجب ۱۳۸۱ھ کو پیدا ہوئے مگر یہ بھی ڈیڑھ سال بعد یعنی ۳ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو پس ماندگان کے لئے ذخیرۂ آخرت بن گئے انا للہ و انا الیہ راجعون. دونوں صاجزادگان حضور عربی غریب نواز کے فرزند اکبر جناب حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شہید صاحب کے قدموں میں آسودہ ہیں۔ مؤخر الذکر کے وصال پر ملال پر حضور بحر العلوم نے چار شعر عربی میں نظم فرمائے جس میں ذخیرۂ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی بہنوں کی طرف سے دو ہی بھائیوں کے لئے دعا کرنے کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے پوری بھی فرمائی تو آپ نے مزید دو شعر نظم فرما کر

رب تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور یہ بھی اشارہ فرمایا کہ دونوں کا نام میرے جد امجد حضور ولی لاثانی نے تجویز فرمایا۔ اشعار تبرّکاً نقل کرتا ہوں۔

مات ابنی قرتی عبدالسمیع
صار فرطالی مع الاجر الجمیع

اخواته محزونة بفراقه
یدعون ربا دعوة یتخشع

اجعله فرطا ربنا بنواله
لابیه والام التی یتخضع

و ابدل لنایا ربنا اخوین
هذا دعآء فاستجب من خاشع

انظر الی المسؤل کیف اجابه
اعطاه ایّانا بخالص منّه

عبد الولی اخوه عبد الباقی
سماهما الجد الکریم بفضله

اشعار کا خلاصہ چونکہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۳۔عندلیب گلستان رسالت جناب حضرت مولانا مفتی محمد عبد الباقی صاحب مدظلہ

اپنے جد اعلیٰ (پردادا محترم) کے زمان سعادت نشان میں ۴ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بروز منگل پیدا ہوکر خاندان عالیشان کے لئے بے شمار خوشیوں کا سبب بنے۔ حضور جد اعلیٰ ولی لاثانی نے سن کر درازی عمر کی دعاؤں کے ساتھ نام نامی محمد عبد الباقی تجویز کیا۔ بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ علمی ماحول میں آنکھ کھولی تو جونہی چار سال کی عمر کو پہنچے حفظ قرآن کا سلسلہ شروع ہوگیا اسی دوران صرف ونحو اور فارسی ادب کی ابتدائی کتابیں بھی شروع ہوگئیں۔ آپ کی تعلیم کی مکمل ذمہ داری حضور بحر العلوم نے خود سنبھالی اپنے بچوں کو درسی تعلیم میں کسی کا محتاج نہ کیا اور حفظ قرآن سے لے کر جملہ کتب درسیہ فارسی، عربی، صرف ونحو منطق وفلسفہ، فقہ واصول فقہ، حدیث وتفسیر وغیرہ جملہ فنون میں، خود ہی پڑھائیں۔ البتہ ایک دفعہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو فرماتے گئے کہ اپنے چچا محترم

حضور معدن جود سے علمِ میراث کی کتاب شریفی تبرکاً پڑھ لینا چنانچہ شریفی انہی سے پڑھی۔ بحمدہ تعالیٰ والد گرامی کے علاوہ جد امجد حضور سراپا نور وسرور اور جد اعلیٰ حضور ولی لاثانی کی نظر کیمیا اثر بھی ان کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام کرتی رہی۔ جد امجد کی خصوصی عنایات ان کے لئے جاری وساری رہیں جن کا اثر آج ایک زمانہ دیکھ رہا ہے۔ **الحمد لله علىٰ ذلك.**

دوران تعلیم ہی جد امجد نے ایک دو مرتبہ فرمایا بیٹا! اپنے چچا محترم حضور معدن جود کی خدمت عالیہ میں کثرت سے رہا کرو اور لنگر شریف کے کام کاج میں ان سے تعاون کرتے رہا کرو۔ ان سے تعاون کیا تھا؟ گویا اپنے اندر کمال پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ خوش بخت شاہزادہ نے اپنے چچا محترم کی خدمت اقدس کو سفر وحضر میں اپنے لئے سعادت دارین سمجھا اور شب وروز میں فرصت کا کوئی لمحہ ان سے جدا نہ گزارا۔ والد کریم کے مشورہ سے حضور معدن جود سے ہی بیعت ہو کر منازل سلوک طے کرنے لگے۔ وقتاً فوقتاً حضور معدن جود دورانِ سبق ہی کسی معمولی کام کے لئے بلوا بھیجتے تو حضور بحر العلوم فوراً سبق چھوڑ کر ارشاد فرماتے بیٹا یہ علم ہے اور وہ عمل کہ تمہارے شیخ تمہیں یاد فرما رہے ہیں مناسب ہے بلا تاخیر فوراً حاضر خدمت ہو کر سعادت دارین حاصل کر لو۔ حضور معدن جود کی صلبی اولاد نہ تھی مگر ہر شخص انہیں اُن ہی کا بیٹا جانتا کہ خدمت میں پیش پیش رہتے اور حضور معدن جود کا بھی ان پر بڑا کرم تھا۔

سبحان اللہ ظاہری علوم میں حضور بحر العلوم جیسی شخصیت اور باطنی علوم میں حضور معدن جود معراج انسانیت جیسی شخصیت اِن کی راہبر بنی۔ تو حق تعالیٰ جل شانہ نے ان کو ظاہری و باطنی علوم میں یگانۂ روزگار کر دیا۔ تین سال کی عمر میں حضور جد اعلیٰ، پھر تیرہ سال کی عمر میں حضور جد امجد، پھر چوبیس سال کی عمر میں حضور چچا محترم حضور معدن جود اور پھر اٹھائیس سال کی عمر میں حضور والد گرامی کا سایۂ عاطفت ان سے اٹھ گیا مگر بحمدہ

تعالیٰ کسی نے اپنے بعد کسی کی نگاہ کا محتاج نہ چھوڑا۔ والد گرامی کے وصال کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی تو مدرسہ کا نظام اپنے برادر خورد کے تعاون سے بہت ہی اچھے طور پر بحمدہ تعالیٰ چلا رہے ہیں۔ طلباء جس طرح ان کے والد گرامی کے روبرو علم کی پیاس بجھانے میں خوشی محسوس کرتے، اسی طرح ان سے بھی علم حاصل کر کے خوب تسلی پاتے ہیں۔ مسئلہ بتانے میں ان کا مزاج اپنے چچا محترم حضور معدن جود کی طرح بہت ہی محتاط ہے۔ اس احقر سمیت بہت لوگ حضور معدن جود کے بعد ان سے ہی مسئلہ پوچھ کر اطمینان پاتے ہیں۔

حسن اخلاق کے سبب ایک جہان ان کا گرویدہ ہے والد گرامی کے وصال کے بعد چند دوستوں نے ان کو بے حد مجبور کر کے بیعت کرنے پر آمادہ کیا تو بحمدہ تعالیٰ اب بے شمار لوگ ان سے بیعت ہو کر باطنی فیض پا رہے ہیں۔ اس طرح سلسلہ عالیہ کی ترویج میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ حضور معدن جود نے خواب میں چند خوش بختوں کو ان سے نسبت جوڑنے پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اس احقر سے چونکہ عمر میں چھوٹے ہیں اور پھوپھی زاد بھائی بھی لہٰذا ایک دفعہ میں نے گستاخی کرتے ہوئے پوچھ لیا کہ آپ کن کی طرف سے مجاز ہو کر بیعت فرماتے ہیں تو جواباً فرمایا میں صرف اللہ اللہ سکھاتا ہوں بیعت نہیں کرتا اور ہاتھ میں ہاتھ اس لئے دیتا ہوں کہ شاید کسی مغفور کا ہاتھ مس کر جائے تو میرا بھی فائدہ ہو جائے۔ بہرحال بندہ لاشی قارئین کے علم میں اضافہ کے لئے یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ خلافت کی سات اقسام میں یہ بھی ایک قسم ہے جسے کتب تصوف میں خلافت اجمالی کا نام دیا گیا ہے کہ کسی بزرگ کے وصال کے بعد ان کی قوم ان کے کسی وارث یا مرید کو اہل سمجھ کر خلیفہ بنا دے۔

عادات و اطوار میں اپنے آباؤ اجداد کے مظہر اتم ہیں شریعت مطہرہ کی پابندی میں ضرب المثل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ کی ذات گرامی پھر صحابہ کرام و اہلبیت عظام و

مشائخ طریقت علیہم الرضوان کی محبت و احترام میں بھی ان کا مزاج منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ عام لفظوں میں انہیں جامع شریعت وطریقت کہنا بے جانہ ہوگا۔ بحمدہ تعالیٰ تمام کتب درسیہ اول سے آخر تک بڑی محنت سے بلا معاوضہ خود پڑھاتے ہیں خدا کرے بے لوث درس و تدریس کا یہ سلسلہ اس خاندان عالیشان میں تا قیام قیامت قائم رہے آمین۔ ان کے مواعظ حسنہ میں پابندی شریعت، عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام اور دنیا سے بے رغبتی کے مضامین عام طور پر سننے میں آئے ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ حج اور عمرہ کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہونے کے سبب علمی مصروفیات کے باوجود کم از کم ایک ہزار بار درود شریف پڑھنا ان کا معمول ہے عالم رؤیا میں حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات کی زیارت سے بھی مشرف ہو چکے ہیں۔ اور یہ بات خود آپ نے تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اس احقر کو حضور معدن جود کے ہمراہ ایک سفر میں بیان فرمائی تھی۔

خوشا چشم کو بنگرد مصطفےٰ را — خوشا دل کہ دارد خیال محمد

اسی جذبۂ عشق ومحبت کے پیش نظر حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ کی تصانیف کے ساتھ ساتھ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت شاہ امام احمد رضا خان بریلوی کی تصانیف کا بھی کثرت سے مطالعہ فرماتے ہیں بلکہ خاندان عالیہ میں ان کی تصانیف انہی کی وجہ سے اب قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ اور امام اہلسنت کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے تو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ ان دنوں بزرگوں میں بلحاظ عقیدہ کچھ فرق نہیں اگر میرا موضوع اور نہ ہوتا تو یہاں دونوں حضرات کی تصانیف کا موازنہ کر کے ان کی ہم آہنگی ثابت کرتا۔

حضور اعلیٰ کی تصانیف کے اردو تراجم کا بھی دلی شوق رکھتے ہیں اور عملی طور پر ردالضالین اور قول فصل فی البیعۃ والسماع دونوں کتابوں کا ترجمہ شروع فرما چکے ہیں اللہ

تعالیٰ کامیاب فرماویں اور ان کو درجہ قبولیت کا بخشیں آمین۔

خوف طوالت دامن گیر نہ رہتا تو ان کے تذکرہ کو بھی طول دے کر اپنا شوق پورا کرتا مگر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اب ان کی اولاد کا ذکر کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں حضور زیب آستانہ عالیہ کی تیسری صاحبزادی سے دو فرزندان گرامی اور ایک دختر نیک اختر سے نوازا ہے۔ تا حال کسی کی شادی نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ سب کو نیک نصیب فرماویں آمین۔

فرزند اولیٰ حضرت علامہ صاحبزادہ میاں محمد عبداللہ صاحب زید حیاتہ وصلاحہ

حضور معدن جود کے مقدس دور میں یکم رجب المرجب ۱۴۰۷ھ بروز سوموار پیدا ہوئے۔ ان کے جد امجد حضور کی قلم سے کسی جگہ صرف یہ پانچ مصرعے لکھے دیکھے۔

نیک بچہ گھر میں پیدا ہوگیا
نعمت الحق کا ظہور ہوگیا
نام عبداللہ اس کا ہوگیا
سن ہجری چودہ سو ست ہوگیا
ماہ رجب کی ایک دن سوموار کا

بحمدہ تعالیٰ اپنے والد گرامی سے حفظ کلام اللہ شریف کے بعد کتب دینیہ کی تعلیم میں مشغول ہوگئے اب بعض فنون کی آخری کتب میں کمال حاصل کرنے کے لئے اپنے والد گرامی کے علاوہ مدرسہ انوار العلوم اور مدرسہ نعمانیہ کے ماہر اساتذہ کرام کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کئے ہوئے ہیں۔ بڑی محنت اور جانسوزی کے ساتھ درسی کتب کی تعلیم اور مطالعہ میں مصروف رہتے ہیں ان کا علمی ولولہ اور مسائل کی تحقیق وتدقیق کے لئے علماء وقت سے گہرے تعلق کو دیکھ کر یہ کہنا ہرگز بے جانہ ہوگا کہ بحمدہ تعالیٰ بچپن سے ہی بزرگی، ولایت اور علمی کمال کے آثار ان کی پیشانی سے ظاہر ہیں۔ تقریباً دو سال کی عمر میں جب

یہ ابھی اچھی طرح چل بھی نہیں سکتے تھے عالم رؤیا میں یہ احقر اپنے مرشد حقیقی حضور سراپا نور وسرور کی زیارت سے مشرف ہو رہا تھا کہ آنجناب مسجد رحمانیہ کے شمالی برآمدہ میں جلوہ افروز تھے اور صاجزادہ صاحب باہر سے مسجد شریف میں داخل ہو رہے تھے میں اس خیال سے کہ کہیں گر نہ پڑیں غلامی کرنے کو بحالت ذوق تیزی سے یہ کہتے ہوئے ان کی طرف لپکا کہ ''اوہ میرے نکے پیر آ گئے نکے پیر آ گئے'' یہ سن کر حضور سراپا نور وسرور جو ان کے پردادا اور پرنانا بھی لگتے تھے ارشاد فرمایا '' کیوں نکے پیر؟ ایہ تاں وڈڑ پیر ہے'' یعنی ان کو چھوٹا پیر کیوں کہتے ہو یہ تو بڑے پیر ہیں۔ سبحان اللہ میں اسی دن سے سمجھ گیا کہ آپ نے اگرچہ ان اکابرین کا ظاہری زمانہ نہ پایا مگر یقیناً ان کی نظر عنایت اور روحانی توجہ ان کی طرف مائل رہتی ہے۔

بحمدہ تعالیٰ ۱۴۲۶ھ میں احقر بے پیچ ان کے ہمراہ حج کے مبارک سفر سے لطف اندوز ہوا تھا اللہ تعالیٰ ان کے طفیل سب کا حج قبول فرماویں۔ اور ان کو اپنے جمیع نیک مقاصد میں اپنی شان کے مطابق درجۂ کمال تک پہنچاویں آمین۔

فرزند ثانی صاجزادہ جناب محمد عبدالاعلیٰ صاحب: ......ھ میں پیدا ہوئے ابھی حفظ قرآن شریف کے ساتھ ساتھ اردو/ادب/حساب کی تعلیم میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنے اکابرین کی طرح ظاہری و باطنی علوم میں ممتاز زمانہ فرماویں آمین ثم آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

۴۔صاجزادہ ازخلق آزادہ جناب حضرت علامہ مولانا محمد عبدالولی صاحب زید مجدہ

۱۶ ذوالحج ۱۳۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ بحمدہ تعالیٰ انہیں بھی حضور ولی لاثانی اور حضور سراپا نور وسرور کی مقدس نگاہوں نے فیض یاب فرمایا۔ اپنے برادر کلاں سے صرف

ایک سال چھوٹے ہونے کے سبب تمام اسباق میں انہی کے ہم سبق رہے حفظ کلام اللہ شریف کے بعد اردو، ریاضی اور تمام تر دینی علوم جدیدہ وقدیمہ میں اپنے والد گرامی سے ہی کمال حاصل کیا مگر فن میراث میں شریفی حضور معدن جود سے پڑھی جیسا کہ ان کے برادر کلاں کے بیان میں مفصل گزرا۔ یہ بھی حضور معدن جود سے بیعت ہو کر ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں رہے اور کمال حاصل کیا اب مدرسہ اور مسجد شریف کے نظام کو اپنے برادر بزرگ کے ساتھ مل کر خوب رونق دیئے ہوئے ہیں۔ ان کے اوصاف حد بیان سے باہر ہیں اگر اتنا کہہ دینے پر اکتفا کر لوں کہ بمقتضائے **الولد سر لابیہ** علم وعمل، زہد وتقویٰ، نمود ونمائش سے بیزاری اور ذکر وفکر وغیرہ تمام صفات میں یہ اپنے والد گرامی حضور بحر العلومؒ کے مظہر اتم ہیں تو ہرگز ہرگز بے جا نہ ہوگا۔

ان کا نکاح اپنے والد گرامی کے چچا زاد بھائی حضرت مولانا محمد عبدالجمیل صاحب کی صاجزادی سے ہوا ان سے حق تعالیٰ جل شانہ نے بالترتیب تین فرزندان گرامی عطا فرمائے جن کی تفصیل یوں ہے۔

صاجزادہ حافظ میاں محمد عبیدالرحمان صاحب، صاجزادہ حافظ میاں محمد عبدالرافع صاحب، صاجزادہ میاں محمد عبدالواجد صاحب بالترتیب ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ، ۳ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ، ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ میں تولد پذیر ہوئے۔ بحمدہ تعالیٰ دونوں بڑے صاجزادے اپنے والد گرامی کے زیر سایہ حفظ کلام اللہ شریف کے بعد کتب دینیہ کی تعلیم میں خوب مصروف ہیں اور فرصت کے اوقات میں اپنے نانا محترم و والد گرامی کے ساتھ ساتھ اپنے چچا محترم عندلیب گلستان رسالت کی صحبت فیض اثر میں رہنے اور ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ظاہری و باطنی علوم میں ترقی نصیب فرماویں۔ مؤخر الذکر ابھی حفظ کلام اللہ شریف میں مشغول ہیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرما کر علم وعمل میں کمال نصیب فرماویں۔ آمین

تفصیل بنات طیبات حضور بحر العلوم

۱۔ زوجہ جناب خواجہ منیر احمد صاحب: ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ میں پیدا ہوئیں اپنے والد گرامی کے خالہ زاد بھائی جناب خواجہ منیر احمد صاحب سے نکاح ہوا۔ ان سے تین فرزند بالترتیب خواجہ محمد مہر منیر صاحب، خواجہ محمد بدر منیر صاحب، اور خواجہ محمد قمر منیر صاحب۔ اور دو دختران بالترتیب زوجہ خواجہ محمد قاسم صاحب اور زوجہ ملک کامران احمد تہمیم صاحب پیدا ہوئے۔ اب چھوٹے دو فرزندوں کے علاوہ باقی اولاد شادی شدہ صاحب اولاد ہے الحمد للہ علیٰ۔

۲۔ زوجہ حضور استاذ کریم مولانا محمد عبد العلی صاحب: ۵ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ میں پیدا ہوئیں اپنے چچا زاد بھائی سے نکاح ہوا۔ ان کا تفصیلی ذکر گذشتہ چمن کے آخر میں ہو چکا ہے۔

۳۔ زوجہ فقیر حقیر کاتب الحروف محمد عادل: بحمدہ تعالیٰ ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۸۰ھ بروز سوموار بوقت **3:30** بجے صبح عین وقت مبارک ولادت حضور سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بروز سوموار پیدا ہوئیں فقیر کاتب الحروف، جو ان کا ماموں اور پھوپھی زاد بھائی ہے کے نکاح میں آئیں۔ بحمدہ تعالیٰ صاحب اولاد ہیں۔ احقر کا کچھ حال ان شاء اللہ آئندہ چمن میں حضور سراپا نور و سرور کی دختران والا شان کے ضمن میں آئے گا۔ یہاں تک تینوں دختران حضور ولی الثانی سے بیعت ہوکر صوم وصلوٰۃ و وظائف خاندان عالیہ پر پابند ہیں اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

۴۔ زوجہ جناب خواجہ محمد عثمان صاحب: ۲۶ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ شب جمعہ کو پیدا ہوئیں۔ حضور بحر العلوم کی آخری صاجزادی ہیں اپنے خالہ زاد بھائی سے نکاح ہوا اور حضور معدن جود سے بیعت ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ان سے دو بیٹے بالترتیب خواجہ محمد نعمان اور خواجہ محمد یاسر

صاحبان اور دو ہی صاجزادیاں ہیں تاحال سب زیر تعلیم غیر شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک نصیب فرماوے آمین ثم آمین۔

معلوم رہے کہ حضور بحر العلوم نے اپنی ہر چہار دختران کو بحمدہ تعالیٰ مسائل ضروریہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن شریف کا مکمل ترجمہ درساً پڑھایا اور تاحال بحمدہ تعالیٰ چاروں صاجزادیاں گھریلو کاروبار سنبھالنے کے ساتھ ساتھ بحثیت معلّمہ تعلیم قرآن میں بھی مصروف رہتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرماوے آمین۔ اسی دعا پر اس چمن کو ختم کرتا ہوں۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا

چمن چہارم:

در بیان دختران نیک اختران حضور سراپا نور و سرور مولانا مفتی محمد عبد الشکور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو دو صاجزادیوں سے نوازا جس کا مختصر بیان درج ذیل ہے۔

۱۔ زوجہ محترمہ جناب حاجی مولانا محمد عبید الکریم صاحب: ایک اندازہ کے مطابق ۱۳۴۸ھ میں پیدا ہوئیں حضور مفتی اعظم ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود نام نامی کرامت النساء رکھا اور یہ خوش بخت خاتون گیارہ سال کی عمر تک ان کی نظر فیض اثر سے مستفید ہوتی رہیں۔ جد امجد حضور ولی لاثانی سے بیعت ہوکر اذکار و اشغال کی پابند بنیں۔ اس فقیر کاتب الحروف کی خالہ محترمہ تھیں گونا گوں صفات کی حاملہ، معلّمۂ قرآن تھیں اور بے شمار

وظائف ان کے معمول بہ تھے بڑی ہی صابرہ، شاکرہ اور ذکر میں مشغول رہنے والی خاتون تھیں۔ لاولد فوت ہو کر احاطہ خانقاہ شریف میں مجلس خانہ کے شمالی جانب آسودہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرماوے اور ان کے درجات بلند فرماوے۔ ان کے خاوند مرحوم کا مختصر تذکرہ جلد اوّل صفحہ ۵۱۰ پر گذر چکا ہے۔

۲۔ زوجہ محترمہ جناب الحاج خواجہ محمد رفیع صاحب مدظلہ: حضور سراپا نور و سرور کی آخری صاجزادی ہیں ایک اندازہ کے مطابق ۱۳۵۶ھ میں پیدا ہوئیں حضور مفتی اعظم سن کر گھر تشریف لائے تو فرمایا بحمدہ تعالیٰ ہمارے گھر رحمت الٰہی آ پہنچی ہے۔ گویا نام بھی تجویز فرما دیا۔ اس فقیر کاتب الحروف کی والدہ مکرمہ ہیں اللہ جلّ شانہ نے بڑی صفات سے نوازا ہے۔ حضور ولی لاثانی یعنی جد امجد سے بیعت ہو کر خود ان سے پھر اپنے والد گرامی سے بے شمار وظائف میں اجازت پا کر اپنے معمولات میں لائے ہوئی ہیں۔ نو عمری سے ہی قرآن شریف ہر ساتویں دن ختم کرتی ہیں اور دلائل الخیرات و ختم خواجگان وغیرہ بڑی پابندی سے پڑھتی ہیں۔ نفلی روزوں اور قرآن شریف کی تعلیم کا تو دن بھر سلسلہ جاری رہتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ایمان اور صحت کی سلامتی کے ساتھ ساتھ نیکیوں والی خضری عمر سے نوازیں اور ان کے جملہ حسنات قبول فرماویں بلکہ جملہ خطائیں بھی نیکیوں میں بدل دیں کہ کریم آقا جلّ شانہ سے سب کچھ امید کی جا سکتی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ متعدد بار حج اور عمرہ کی سعادت حاصل فرما چکی ہیں اہل خانہ میں سب سے چھوٹی ہونے کے سبب جد امجد، والد گرامی اور تینوں بھائیوں اور ہمشیرہ کی نگاہ میں از حد عزیزہ اور نظر منظور تھیں اب بھی چونکہ حضور سراپا نور کی اولاد امجاد میں آخری نشانی ہیں اس لئے تمام بھتیجے اور باقی خاندان بحمدہ تعالیٰ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

ان کا نکاح اپنے ماموں زاد بھائی جناب خواجہ محمد رفیع صاحب سے ہوا فقیر کاتب الحروف اپنے والد گرامی ہونے کے سبب ان کا مختصر تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔ ان کا نسب نامہ یوں ہے: خواجہ محمد رفیع بن خواجہ محمد یعقوب بن حاجی حافظ محمد نور الدین بن حافظ محمد عبداللہ بن حافظ محمد فاضل بن محمد عمرو بروایتے محمد اقبال صاحبان۔ یہاں تک سلسلہ معلوم اور سب کی قبور ملتان ہی میں موجود۔ البتہ اس سے اوپر سلسلہ نامعلوم ہے۔ خاندان میں ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ محمد اقبال صاحب حضور قبلہ عالم و عالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادگان سے کھیلتے کودتے تھے مگر مذہب اسلام نہ تھا لہٰذا قبلہ عالم غریب نواز کی نگاہ فیض آگاہ سے اسلام قبول کیا تو آپ ہی نے نام کے ساتھ قومیت خواجہ تجویز فرمائی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب میں نے یہ روایت اپنے والد گرامی کے چچازاد بھائی جناب حاجی خواجہ محمد اسلم صاحب مرحوم سے اسی طرح سنی۔

محمد فاضل صاحب بھی بڑے عالم فاضل درویش آدمی تھے اور مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب مسجد حسین آگاہی بازار ملتان میں بلا معاوضہ درس قرآن دیتے اور ٹوپیاں سی کر شام تک اپنی حلال روزی بھی حاصل کر لیتے اس فقیر حقیر کو ایک کوزہ پشت نیک سیرت انسان ایک دن جھک کر ملے میں نے از راہ ادب انہیں منع کرتے ہوئے شرمندگی کا اظہار کیا تو فرمانے لگے میاں صاحب! آپ تو ہمارے استاد محترم جناب میاں حافظ محمد عبداللہ صاحب کی اولاد سے ہیں میں کیوں احترام نہ کروں پھر فرمانے لگے آپ کو ان کا ایک عجیب قصہ سناتا ہوں۔ سنیئے! قرآن پڑھنے کے دوران ایک دن مسجد میں بیٹھے بازار سے ڈھول پیٹنے کی آواز آئی چونکہ بالکل کم عمر تھا فوراً دوسرے شاگردوں سمیت اٹھ کر باہر دیکھنے لگا کہ پہلوان ننگے بدن، ستر کھولے اپنے دنگل کی تشہیر

کی غرض سے تانگوں پر بیٹھے جا رہے تھے اتنے میں حضرت قبلہ استاد صاحب تشریف لائے اور فرمایا بیٹا تمہیں بارہا کہا ہے کہ ان کو مت دیکھا کرو پھر تم کیوں بھاگ آئے ہو۔ سبحان اللہ یہ کلمات کہتے ہوئے اپنی دستار مبارک اتاری اور میرے سر پر رکھ دی میں فوراً گھبرا کر مسجد میں جا چھپا فرمایا اب کیوں بھاگتے ہو پھر شوق سے دیکھو نا میں نے عرض کی قبلہ استاد صاحب! دستار کے سر پر آتے ہی مجھے تمام لوگ مختلف جنگلی جانوروں مثلاً شیر، چیتا بندر وغیرہ کی شکلوں میں نظر آنے لگے تو میں گھبرا گیا فرمایا بیٹا یہی وجہ ہے کہ تمہیں ان ننگے لوگوں کو جو خدا تعالیٰ جل مجدہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کے نافرمان ہیں، دیکھنے سے روکا کرتا ہوں۔

ان کے فرزند جناب حاجی حافظ میاں محمد نورالدین صاحب علیہ الرحمۃ کے اوصاف جمیلہ بیان کرنے کے لئے علیحدہ دفتر کی ضرورت ہے۔ مختصراً یہ کہ انتہائی دیانتدار سوداگر مشہور تھے ابتداء فقر و فاقہ کا زمانہ دیکھا مگر معمولی سی تجارت میں برکت پڑتے پڑتے تلہ، کناری، ترکی ٹوپی اور نسوار کے کام میں پورے ہندو پاک کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی خوب شہرت پائی۔ آج بھی حسین آگاہی بازار میں انہی کے نام سے گلی مشہور ہے انتہائی رحم دل مسکین پرور اور غریب نواز شخصیت تھے۔ کشمیر میں موجود کسی بزرگ سے سلسلہ نقشبند میں بیعت ہو کر سلوک تمام کیا علم پڑھا پھر بحمدہ تعالیٰ مشکوٰۃ شریف تک کتابوں کو درساً پڑھایا کرتے اور مسجد پھول ہٹ چوک بازار میں بے لوث امامت بھی فرماتے۔ میرے مرشد حقیقی سراپا نور و سرور، ان کے داماد بنے تو بہت وظائف و اعمال مثلاً رات کا پہنا کرتا دیکھ کر جادو، جنات یا بیماری کا بتا دینا کہ مریض کو کیا ہے اور باؤلے کتے سے زخم خوردہ مریض کے لئے مجرب عمل وغیرہ مخلوق خدا کے فائدہ کی خاطر ان کو تعلیم فرما کر اجازت سے نواز حضور مرشد کریم کی طرف سے آج تک اولاد امجاد میں وہ اعمال معمول بہ آ رہے ہیں۔

ان کے فرزند جناب خواجہ محمد یعقوب صاحب میرے جد امجد بھی بڑے خدا ترس اور رحم دل انسان تھے خدمت خلق ان کا شیوہ تھا۔

ایک دفعہ پاؤں تلے ایک کیڑا (ٹنڈن) آ گیا تو اسے جانوروں کے ہسپتال میں لے گئے کہ اس کا علاج ممکن ہو تو ضرور کریں انہوں نے کہا خواجہ صاحب اسے میز پر رکھ دیں اور بے فکر ہو کر چلے جاویں ہم سنبھال لیں گے۔

اسی طرح ایک تانگہ پر سوار ہوئے گھوڑے کو زخمی دیکھ کر کوچوان سے علاج کو کہا اس نے کہا میاں صاحب پندرہ بیس دن اسے گھر کھڑا کر کے علاج کروں تو تب جا کر درست ہوگا پھر غریب آدمی اتنے دن خود کہاں سے کھاؤں اور اسے کہاں سے کھلا کر علاج بھی کراؤں؟ سبحان اللہ اُتنے ہی دنوں کا کوچوان کے گھر کا خرچہ، گھوڑے کی خوراک معہ خرچہ علاج، اسے دے کر فرمایا گھوڑا ابھی تانگہ سے کھول دو اور علاج شروع کرو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

ایک دفعہ راہ گزرتے کسی گدھے کو دیکھا کہ چل پھر نہیں سکتا تو اپنے بڑے فرزند (میرے تایا محترم) کے ذمہ لگا دیا کہ روزانہ دو مرتبہ اسے پانی اور گھاس ڈال آیا کرو چنانچہ چند دن تک انہوں نے یہ ذمہ داری نبھائی حتیٰ کہ ایک دن گدھا اپنی جگہ پر نظر نہ آیا تو آ کر بتا دیا فرمایا بحمدہ تعالیٰ اب چل پھر کر خوراک تلاش کرنے کے لائق ہو گیا ہوگا۔ تب ہی اس جگہ موجود نہ تھا۔ ان کی زندگی ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں نماز با جماعت کی پابندی ان میں ضرب المثل تھی اولاد اور ملازمین میں سے کسی کا نماز جماعت سے نہ پڑھنا برداشت نہ فرما سکتے تھے ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۷۸ھ بروز جمعۃ المبارک کسی کی نماز جنازہ پڑھی فرمایا کیا ہی خوش بخت لوگ ہیں کہ ان کو موت کیلئے جمعہ نصیب ہوجاتا ہے چنانچہ اس روز بعد ادائیگی نماز جمعہ اپنی دکان میں تشریف لائے تو لوہے کے دروازہ کی چوکھٹ جس میں کرنٹ آیا ہوا تھا، پر پاؤں رکھنے سے شہید ہو گئے

اور اسی ہی دن نماز جنازہ اور تدفین بھی ہوگئی طرفہ تر یہ کہ باجود کرنٹ لگنے کے، نماز جنازہ بلکہ دفن تک چوٹ کی وجہ سے خون رستا رہااور بند نہ ہوا اسی طرح ہلکی ہلکی بارش بھی متواتر ہوتی رہی۔ میں نے حضور بحرالعلوم جو آپ کے بھانجے اور داماد تھے کی قلم مبارک سے یہ مصرع لکھا ہوا دیکھا

شہید برق بین جنت مقامے

ان کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے تین فرزند اور تین دختران عطا فرمائیں۔ خواجہ محمد شفیع صاحب مرحوم سب سے بڑے فرزند، باکمال شخصیت تھیں استقامت کا پہاڑ انہیں کہہ سکتے ہیں وصال کے دن یا اس سے صرف ایک دن پہلے بچوں کے سہارہ سے حاجت خانہ گئے مگر فوراً واپس آئے بچوں نے پوچھا تو کانپتی زبان سے فرمایا بیٹا تم نے بھی نہ بتایا اور مجھے بھی خیال نہ آیا کہ حاجت خانہ جاتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں اندر رکھا جاتا ہے مگر میں نے آج دایاں پاؤں رکھ دیا تھا اور یاد رکھو کہ مجھ سے زندگی بھر ایسا نہیں ہوا اس لئے واپس آگیا ہوں اب دوبارہ جاتا ہوں یہ کہہ کر دوبارہ رفع حاجت کو تشریف لے گئے سبحان اللہ ان کے مفصل حالات کو بھی علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے مگر اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چار فرزند' بالترتیب خواجہ محمد فاضل صاحب، خواجہ محمد بلال صاحب، خواجہ محمد اسحاق صاحب اور خواجہ محمد الیاس صاحب عطا فرمائے اور پانچ دختران۔ بحمدہ تعالیٰ تمام شادی شدہ صاحب اولاد ہیں۔

محترم جد امجد شہید برق جناب خواجہ محمد یعقوب صاحب کے دوسرے فرزند میرے والد گرامی ہیں عنقریب ان کا ذکر آئے گا انشاء اللہ العزیز۔

تیسرے فرزند جناب خواجہ محمد مطیع صاحب بھی بحمدہ تعالیٰ انتہائی نیک سیرت، خوش طبع، سادہ مزاج اور دیانتدار تاجر ہیں ان کی شادی ملتان کے مشہور ومعروف تاجر جناب الحاج خواجہ غلام جیلانی صاحب مرحوم کی دختر محترمہ سے ہوا تقدیر خداوندی

عرصہ دراز سے ان کی اولاد نہیں ہورہی۔ رضینا بقضاء اللہ تعالیٰ۔ حق تعالیٰ انہیں ایمان اور صحت کی سلامتی کے ساتھ دراز عمر عطا فرماویں۔

محترم جد امجد صاحب کی تین صاحبزادیوں کی مختصر تفصیل یوں ہے۔ دختر اوّل زوجہ جناب خواجہ حسن دین صاحب مرحوم۔ یہ لاولد فوت ہوچکی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں فرماوے آمین۔

دختر دوم زوجہ خواجہ محمد اسلم صاحب مرحوم۔ یہ انکے چچازاد بھائی تھے ان سے تین فرزند بالترتیب خواجہ محمد زبیر صاحب، خواجہ محمد عثمان صاحب اور خواجہ محمد حسنین صاحب اور دو دختران بالترتیب زوجہ خواجہ محمد بلال صاحب اور زوجہ محمد اشرف صاحب ہوئیں۔ بحمدہ تعالیٰ سب شادی شدہ صاحب اولاد ہیں اللہ تعالیٰ سب کو اولاد دسمیت نیک نصیب فرماویں اور ان پر اپنی والدہ مکرمہ کا سایۂ عاطفت دراز فرماویں۔

دختر سوم زوجہ حضور بحرالعلوم مولٰنا محمد عبدالمجید صاحب بھی بقید حیات ہیں ان کا ذکر گذشتہ چمن میں گذر چکا ہے۔

دوسرے فرزند میرے والد مکرم جناب الحاج خواجہ محمد رفیع صاحب ہیں اللہ اکبر ایک تاجر ہونے کے باوجود فرائض اسلام کی مثالی پابندی کے ساتھ ساتھ جس شرعی مسئلہ کا علم ہوجائے اس پر جس سختی سے والد گرامی کو پابندی کرتے دیکھا ہے اور کسی کو نہیں دیکھا 1951ء میں گریجویشن کرنے کے باوجود ہمیشہ اسلامی لباس اور شکل وصورت اپنائی۔ میں نے اپنے مرشد کریم حضور سراپا نور وسرور کو والد گرامی کے بارہ میں یوں ارشاد فرماتے سنا کہ مستور الحال ہیں یعنی باطن معلوم نہیں مگر ظاہر مکمل طور پر شرع شریف کے مطابق ہے تلاوت قرآن بطور منزل "فمی بشوق" عرصہ دراز سے پڑھنے کا معمول ہے اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ حضور ولی لاثانی سے بیعت ہیں درود شریف کی کثرت اور تہجد، اشراق، اوابین ہمیں قضا ہونا یاد ہی نہیں ایک دن کی نمازیں روزانہ احتیاطاً قضا

فرمانے کا بھی معمول ہے اللہ تعالیٰ ان کی جملہ حسنات قبول فرماویں اور خطاؤں سے درگذر فرماویں۔ حج اور عمرہ کی سعادت بارہا حاصل کر چکے ہیں، لین دین میں معاملات انتہائی صاف وشفاف رکھتے ہیں، عموماً فرماتے ہیں بیٹا! کسی سے لینا ہو تو بے شک مت لکھا کرو اگر کسی کا کبھی دینا ہو خواہ پانچ دس منٹ کا ادھار ہو یا اس کی امانت پڑی ہو فوراً لکھ لیا کرو کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ ایک اندازہ کے مطابق غالباً ۱۳۹۲ھ میں اپنی موروثی زمین محلہ خواجہ آباد ملتان میں ایک مسجد تعمیر کروائی اور اسے خود آباد کیا۔ حضور بحر العلوم نے ایک مرتبہ میرے جد امجد یعنی اپنے ماموں اور سسر محترم کو خواب میں دیکھا تو اولاد کے بارہ میں پوچھا فرمایا سب پر راضی ہوں مگر میاں محمد رفیع صاحب کی کیا بات ہے انہوں نے مجھے بہت خوش کیا ہے حضور بحر العلوم فرماتے تھے میں سمجھتا ہوں کہ برادرم خواجہ محمد رفیع صاحب نے ماموں محترم کی زمین میں جو مسجد بنوائی ہے غالباً اسی پر زیادہ رضا کی خبر دے رہے تھے کہ اس کا فائدہ ان کو سب سے زیادہ پہنچا ہوگا کہ انہی کی خریدی ہوئی زمین پر یہ مسجد بنی و اللہ اعلم۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو صحت وایمان کی سلامتی کے ساتھ خضری عمر نصیب فرماویں۔ آمین۔

ان کے چار فرزند ہیں اور ایک دختر۔

بڑے فرزند خواجہ بشیر احمد صاحب جو ۱۵ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ کو پیدا ہوئے۔ ایک دیانتدار تاجر کی حیثیت سے اپنے کاروبار میں مشغول ہیں۔ حضور والد گرامی نے مسجد محلہ خواجہ آباد کا انتظام اب ان کے سپرد کیا ہوا ہے بحمدہ تعالیٰ بخوبی یہ ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔ حضور سراپا نور وسرور یعنی اپنے نانا محترم سے بیعت ہو کر تاحال خاندانِ عالیشان سے خوش عقیدہ اور غلامی پر نازاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ نسبت سلامت رکھے۔

ان کے دو فرزند محمد عبدالباسط صاحب اور محمد عبدالمنعم صاحب کے علاوہ ایک دختر بھی ہیں اللہ تعالیٰ سب کو نیک نصیب فرماویں۔

دوسرا بیٹا ننگ عاصیاں فقیر حقیر محمد عادل بے حد غافل کاتب الحروف ہے جو ۲۴ ذوالقعدہ ۱۳۷۶ھ کو پیدا ہوا۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کی مگر بحمدہ تعالیٰ ننھیال بالخصوص حضور نانا محترم مرشد حقیقی سے بچپن ہی سے عقیدت رغبت کی بنا پر اور والد گرامی کی ترغیب سے زمانہ سکول سے ہی دینی کتب کی تعلیم مدرسہ رحمانیہ میں جاری رکھی صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں حضور سراپا نور سرور سے پڑھیں پھر فارسی ادب کی اکثر کتابیں اور عربی فقہ کی ابتدائی کتابیں مع رسالہ میراث اور مشارق الانوار مجموعہ قولی احادیث بخاری ومسلم شریف حضور معدن جود سے پڑھیں تحفۃ النصائح حضور زیب آستانہ عالیہ سے اور یوسف زلیخا حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ سے پڑھیں ان کے علاوہ اصول فقہ، علم کلام، عربی ادب، فقہ اور حدیث کی مکمل کتابیں بحمدہ تعالیٰ حضور قبلہ مولانا محمد عبدالعلی صاحب سے پڑھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ عمل کی توفیق اور خلوص کی دولت سے نوازیں۔ آمین۔ قطعہ:

شخصم بچشم عالمیان خوب منظراست   وز خبث باطنم سر خجلت فگندہ پیش

طاؤس را بہ نقش نگارے کہ ہست خلق   تحسیں کنند او خجل از زشت پائے خویش

ترجمہ: میری شخصیت اہل جہاں کی نظر میں تو خوب دیدنی ہے مگر اپنی باطنی خباثت کی وجہ سے شرمندگی کا سر میں نے جھکایا ہوا ہے۔ (جس طرح) مور کہ نقش ونگار کے سبب مخلوق تو اس کی تعریف کرتی ہے مگر وہ بیچارہ اپنے بدنما پاؤں کی وجہ سے شرمندہ رہتا ہے۔

یہ احقر اپنے اساتذہ کرام و پیران عظام کی چند روزہ دلنشین صحبت اور معمولی خدمت گذاری کے سبب بحمدہ تعالیٰ اپنے پیر برادران میں ہر چند اچھی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مگر واللہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب اس نسبت کا احترام کرتے ہیں ورنہ ”من آنم کہ من دانم“ قطعہ:

اے ہنرھا نہادہ برکف دست   عیب ہا برگرفتہ زیر بغل

تا چہ خواہی خریدن اے مغرور   روز در ماندگی بسیم دغل

ترجمہ: اے دھوکے باز انسان! تو اپنی خوبیاں ہاتھوں پر سجائے ظاہر کئے ہوئے ہے مگر عیبوں کو بغل میں چھپا رکھا ہے اے مغرور! ذرا سوچ کہ کل بروز قیامت جو لاچاری کا دن ہوگا تو کھوٹی چاندی (کھوٹے سکے) سے کیا خرید سکے گا؟

اللہ تبارک وتعالیٰ میرے پیر خانہ کو ہمیشہ آباد وشاداب رکھیں کہ ان کی نسبت کا سہارا دنیاوی زندگی خوب گزر رہی ہے اور امید ہے کہ ان کے وسیلہ جلیلہ سے وہ ذات رب کریم جل مجدہ کرم فرما ہی دے گی کہ انا عند ظن عبدبی حدیث قدسی ہے یعنی فرمانِ خداوندی ہے کہ میں بندے کے ساتھ وہی معاملہ کروں گا جیسا وہ مجھ پر گمان رکھتا ہے لہٰذا یہ احقر بھی پرامید ہے کہ وہ کریم جل مجدہ بطفیل محبوبانِ خود میرے عیبوں سے درگذر فرمائے گا۔

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم   بداں را بہ نیکاں بخشد کریم

ترجمہ: میں نے سن رکھا ہے کہ امید اور خوف کے دن (روز محشر) وہ کریم ذات جل مجدہ برے لوگوں کو نیکوں کے طفیل بخش ہی دے گا۔

بضاعت نیاوردم الاّ اُمید   خدایا ز عفوم مکن نا اُمید

ترجمہ: بارخدایا! میں امید کے سوا کوئی سامانِ مغفرت اپنے ساتھ نہیں لایا لہٰذا مجھے اپنی معافی کے پروانہ سے ناامید مت فرمانا۔

ایک اندازے کے مطابق ۱۳۹۲ ہجری میں یہ احقر حضور سراپا نور وسرور قبلہ نانا محترم سے بیعت ہوا اور بحمدہ تعالیٰ پھر ان ہی کا بن کے رہا بعد ازاں حضور معدن جود قبلہ ماموں صاحب پیر صحبت پھر حضور زیب آستانہ عالیہ اور حضور بحر العلوم سے نیاز مندی رہی حتیٰ کہ تاحال بحمدہ تعالیٰ جملہ اولاد امجاد حضور قبلہ ام سراپا نور وسرور سے غلامی دعویٰ ہے اور خدا کرے یہ نسبت سدا قائم رہے۔

وقتے شدہ مقام من گشت مراد حاصلم   تاسگ کوئے تو گفت مرید من توئی

ترجمہ: یعنی مجھے کوئی مرتبہ اس وقت ملے گا اور میری مراد اس وقت حاصل ہوگی جب آپ کی گلی کا کتا بھی کہہ دے گا کہ میرے مرید تو تم ہو۔

اور خدا کرے یہ آستانہ فیض آشیانہ ہمیشہ آباد وشاداب رہے۔

الٰہی تا بہ ابد آستانِ یار رہے   یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

میں نے بہت چاہا کہ حضور سیدی مرشدی سراپا نور وسرور اور ان کی اولاد امجاد کے ساتھ اپنی محبت وعقیدت اور ان کے ہجر وفراق میں اپنی شب وروز کی بے چینی کے واقعات اور سفر وحضر میں ان کے قرب ووصال کی دلنشین قیمتی گھڑیوں میں سے کچھ سپردِ قلم کروں مگر حقیقت نے گوارہ نہ کیا کہ ایک بے حال انسان اپنا مصنوعی حال لکھے یا ایک بدکردار ان کی نظر عنایت اور کرم نوازی کے سبب خوش فہمی میں آکر اپنے آپ کو باکمال سمجھے۔ حاشا وکلا میں کچھ بھی نہیں، میں کچھ بھی نہیں، میں کچھ بھی نہیں، واللہ باللہ ثم تاللہ میں کچھ بھی نہیں۔ ہاں کسی کو میرا کچھ پسند ہے تو یہ بھی ان کا کمال ہے جن سے میری نسبت ہے اور کوئی مجھ سے رنجیدہ خاطر ہے تو بے شک وہ میری اپنی برائیوں کے سبب سے ہے کہ انہوں نے تو تربیت کا حق ادا کیا مگر میری زمین ہی زرخیز نہ تھی اور دامن تھا تو وہ بھی تنگ کہ ان سے پورا پورا فیض نہ لے سکا۔ بس اسی دعا پر کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام مربّیوں کو اجر عظیم سے نوازیں اور میرے تمام جرم وخطا اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادیں، اس عنوان کو ختم کرتا ہوں۔

اس احقر کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے دو بیٹیاں بالترتیب مسمات طیبہ زوجہ خواجہ محمد عبدالباسط (چچازاد) متولدہ یکم شعبان المعظم ۱۴۰۰ھ م 15 جون 1980ء بروز اتوار و مسمات طوبیٰ زوجہ خواجہ محمد مہر منیر صاحب (خالہ زاد) متولدہ ۳ ذوالحج شریف ۱۴۰۳ھ م 31 اگست 1984ء بروز جمعۃ المبارک اور ایک بیٹا مسمی محمد عابد متولد ۲۵ شعبان المعظم

۱۴۰۷ھ م 24 اپریل 1987ء بروز جمعۃ المبارک عطا فرمایا۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ ان سب کو سلامتی ایمان و اعمال صالحہ اور صحت و عزت و آبرو والی دراز زندگیاں نصیب فرماویں اور ہر قسم کے شر، شریروں اور فتنوں سے محفوظ فرماویں۔

میرے محترم داماد خواجہ محمد عبدالباسط صاحب کی فی الحال صرف ایک بیٹی مسماۃ ماہ نور بی بی ہے جو شب شنبہ ۸/۷ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ م 22/23 اکتوبر 2004 کی درمیانی شب پیدا ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بھائیوں والا اور نیک بخت بنائے آمین۔ اور خواجہ محمد مہر منیر صاحب کا ایک بیٹا خواجہ محمد اسعد متولد ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بروز منگل م 29 جون 2004ء اور ایک بیٹی رُبی بی بی متولدہ ۱۱ رجب ۱۴۲۶ھ بروز منگل م 17 اگست 2005ء ہے۔ حق تعالیٰ جل شانہٗ انہیں بھی نیک قسمت بناویں۔ آمین ثم آمین۔

عزیزم محمد عابد خواجہ سلمہ ربہ اس وقت ایف اے کے امتحان دے رہے ہیں بحمدہ تعالیٰ نیک صورت نیک سیرت اور حفظ کلام اللہ شریف کی لازوال دولت سے مالا مال ہیں جب پیدا ہوئے تو ان کے نانا محترم حضور بحر العلوم نے دیکھتے ہی فرمایا شکل حفاظ کرام جیسی ہے انشاء اللہ حافظ بنے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا بحمدہ تعالیٰ پندرہ سال کی عمر یعنی ۱۴۲۲ھ سے متواتر نماز تراویح میں ختم قرآن شریف سنا کر اپنے جد امجد محترم کی خوب دعائیں لیتے ہیں اور یہ فقیر تو اپنی تمام اولاد سے خوب راضی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ان سے راضی ہو انہیں صاحب علم و عمل اور اہل محبت سے بنائے۔ آمین ثم آمین۔

عمرت دراز بادا تا دورِ مشتری　　ما از تو بر خوریم تو از ما خوری

تیسرے فرزند خواجہ محمد صادق صاحب متولد 31 دسمبر 1963ء ہیں ان کا مختصر تذکرہ گلزار پنجم کے دوسرے چمن میں محترم جناب حضرت مولانا محمد عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ کے دامادوں میں گذر چکا ہے بحمدہ تعالیٰ ان کے بڑے فرزند خواجہ محمد خبیب صاحب نے انہی سطور کی تسطیر کے دوران ہی حفظ کلام اللہ شریف سے فراغت پائی ہے

دوسرے بیٹے بھی حفظ میں مشغول ہیں۔

چوتھے فرزند خواجہ محمد قاسم صاحب ہیں جن کی ولادت یکم جنوری 1969ء میں ہوئی ایم اے اسلامیات بی زیڈ یو ملتان سے کیا حضور معدن جود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے مشرف ہوئے پیر خانہ کی محبت ان کے دل میں سکہ زن ہے اللہ تعالیٰ نیک اعمال پر استقامت بخشیں اور قبول فرماویں۔ انکا نکاح حضور بحر العلوم کی بڑی نواسی سے ہوا اللہ تعالیٰ نے دو بیٹے خواجہ محمد اسامہ، خواجہ محمد حذیفہ اور دو ہی بیٹیاں قانتہ بی بی اور مؤمنہ بی بی عطا فرمائیں حق تعالیٰ سب کو نیک نصیب فرماویں۔

دختر نیک اختر محترمہ زوجہ خواجہ محمد زبیر صاحب۔ والد محترم قبلہ کی اکیلی دختر مسمات ساجدہ زبیر ہیں 18 ستمبر 1965ء میں ان کی ولادت ہوئی گوناگوں صفات کی حاملہ بڑی رقیق القلب صوم وصلوٰۃ کی پابند اور معلّمہ قرآن ہیں بحمدہ تعالیٰ اپنے نانا محترم حضور سراپا نور و سرور سے بیعت کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول اور سیئات سے درگذر فرماویں۔ ان کا نکاح اپنے پھوپھی زاد بھائی سے ہوا جن سے دو فرزند بالترتیب خواجہ محمد سعد اور خواجہ محمد حسان اور ایک دختر نیک اختر مسمات ماریہ بی بی ہیں۔ ماریہ بی بی کا حال ہی میں حضور فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے فرزند جناب مولانا حافظ محمد عبدالحق کی پشت سے تیری جگہ موجود جناب صاحبزادہ میاں محمود اختر قادری صاحب کے فرزند جناب صاحبزادہ میاں محمد سہیل قادری صاحب سے ہوا اللہ تعالیٰ انہیں نیک قسمت اولاد سے نوازے اور ان کو بھائیوں سمیت دارین کی بھلائیاں نصیب فرماویں آمین۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ میرے والد گرامی واجب الاحترام کی جملہ اولاد کو وہ تمام بھلائیاں نصیب فرماویں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کیلئے طلب فرمایا اور ان تمام شرور سے محفوظ فرماویں جن سے آقائے رحمت نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے پناہ مانگی اسی دعا پر اس چمن کو ختم کرتا ہوں۔

و صلی اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ علی حبیبه سیدنا و مولانا محمد سید الانام و علی آله الاطهار و اصحابه الکرام و ازواجه الطاهرات و بارك و سلم تسلیما کثیراً کثیرا.

چمن پنجم

در بیان

حضرت علامہ مولٰنا حافظ محمد عبدالحیٔ صاحب علیہ الرحمۃ

(خلیفہ باوفا حضور سراپا نور و سرور)

حضور سراپا نور و سرور کی تمام زندگی بحمدہ تعالیٰ درس و تدریس، اشاعت اسلام اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کی ترویج میں گذری بے شمار لوگ آپ سے مستفید و مستفیض ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب کہ آپ نے متعدد حضرات کو اجازت بخشی ہو مگر مجھے صرف ایک ہی شخصیت کا علم ہوا جن کے پاس آپ کا تحریری خلافت نامہ میں نے دیکھا۔ انہی کے ذکر پر اس گلزار کا آخری چمن تمام ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

حضرت خلیفہ صاحب کا تعلق ضلع سرگودھا کے ایک قصبہ ساہیوال سے تھا جو سیال شریف کے بالکل قریب ہے۔ ان کے والد گرامی استاذ الحفاظ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقہ کے نامور حکیم اور مرکزی مسجد کے خطیب و مدرسہ کے مہتمم بھی تھے۔ ان کی بیعت حضور عربی غریب نواز سے تھی ان کے دو فرزند ہوئے بڑے حضرت خلیفہ صاحب دوسرے جناب حافظ محمد عبدالباقی صاحب دونوں کا نام نامی خود حضور عربی غریب نواز نے ہی تجویز فرمایا۔ یہ فقیر حقیر دونوں بھائیوں کی زیارت اور صحبت سے مشرف ہوا ہے۔

حضرت خلیفہ صاحب نے کلام اللہ شریف اپنے والد گرامی سے حفظ کیا پھر علوم دینیہ کی تحصیل کیلئے اپنے دور کے مایہ ناز علماء دین کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔ جن میں آپ کے بہنوئی مولٰنا محمد حسین صاحب جن کو حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے استاذ ہونے کا شرف حاصل رہا اور حضرت مولٰنا غلام محمد صاحب کے نام سرفہرست ہیں۔

بچپن ہی میں حضور مفتی اعظم مولٰنا محمد عبدالعلیم رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئے مگر اتمام سلوک سے پہلے ہی حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا تو دوسرے سلاسل تصوف کی طرف راغب ہوئے مگر مرشد کریم نے غائبانہ مدد فرمائی اور دوسروں کا محتاج نہ ہونے دیا۔ میں نے ان کا یہ انتہائی مفید اور دلچسپ واقعہ جلد اول صفحہ ۶۲۴ پر زیر عنوان ''دل مضطر کو اکابرین سلسلہ عالیہ کی زیارت کرانا'' درج کیا ہے مطالعہ فرمالیویں۔ البتہ وہاں یہ بات درج نہ کرسکا جو حضرت خلیفہ صاحب بیان فرماتے تھے کہ میں نے اس خواب میں اکثر مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ کو سفید کرتہ اور نیلی چادر میں ہی ملبوس دیکھا فقیر کاتب الحروف نیلا پوشی پر بھی مفصل بیان جلد اول صفحہ ۱۷۰ پر لکھ آیا ہے ان شاء اللہ اس کا مطالعہ نفع سے خالی نہ ہوگا۔ الغرض اس واقعہ کے بعد حضرت قبلہ خلیفہ صاحب ''یک در گیر محکم گیر'' پر عمل پیرا ہوتے ہوئے خاندان عالیشان سے اس قدر عقیدت اور نیاز مندی کا مظاہرہ کرتے رہے جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے اور پیر خانہ کا بھی درجہ بدرجہ ان پر وہ کرم رہا کہ الفاظ میں اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ حضور ولی لاثانی کا مکمل زمانہ سجادگی، خدمت و نیاز مندی اور سفر و حضر میں طویل صحبتوں کے ساتھ گزارا پھر حضور سراپا نور و سرور قبلہ ام کی صحبت بابرکت حضرت خلیفہ صاحب کیلئے اکسیر ثابت ہوئی حتیٰ کہ جب حضور سراپا نور و سرور نے ان میں پیران کبار کی محبت تامہ پائی اور انہیں کامل طور پر متبع شریعت اور جامع طریقت پایا تو خلافت اور اجازت سے مشرف فرمادیا۔

حضرت خلیفہ صاحب ایک بے مثل اور بے نظیر انسان تھے جو اپنی شکل و

صورت، عبادات واطوار اور حسن اخلاق میں اپنے پیران ذی احتشام کا عکس معلوم ہوتے
تھے۔ اپنے وطن میں رہ کر بھی حتیٰ الوسع ملتان شریف کو پشت نہ کرتے حتیٰ کہ آخری
علالت کے ایام میں بھی اگر چار پائی کا رخ کسی وجہ سے بدلنا پڑتا تو تنبیہہ فرماتے کہ
دیکھنا! کہیں ملتان شریف کی طرف میری پشت یا میرے پاؤں نہ ہوں۔

اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کے جاری کردہ نظام کو احسن طریقہ پر
قائم رکھا انہی کی نسبت سے علم طب اور حکمت کے ساتھ وابستہ رہے۔ بحیثیت مدرس اور
خطیب کے زندگی بھر دین اسلام کی خدمت میں وقت گزارا کئی مساجد از سرنو تعمیر کروا کر
آباد کروائیں جو اب تک آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا دن درس و تدریس اور خدمت
مہمانان میں اور رات عبادت خداوندی، ادائیگی وظائف اور سوز وگداز میں گزر جاتی۔
عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حب اولیاء علیہم الرضوان ان کا اوڑھنا بچھونا تھا پیر
خانہ نے جو شمع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق کی ان میں روشن کی تھی اس کے تحت
بعض دفعہ پوری رات مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ تڑپ کر گزار دیتے اور حضرت مولنا
جامی کے نعتیہ کلام میں سے کچھ ورد زبان رکھتے اور روتے رہتے۔

ز مہجوری برآمد جان عالم ترحّم یا نبی اللہ ترحم ﷺ

اور کبھی

نسیما جانب بطحا گزر کن ز احوالم محمد را خبر کن ﷺ

وغیرہ اشعار سے رات بھر رطب اللسان رہتے۔

قرآن شریف کثرت سے پڑھنے کے علاوہ حزب البحر، دلائل الخیرات، وظیفہ
انیقہ، ختم سرّی، ختم خواجگان شریف اور دیگر وظائف معمول بہ مشائخ چشتیہ بڑی پابندی
سے پڑھتے۔ نماز تہجد قضا نہ ہونے دیتے۔

اسم ذات جل مجدہ اور نفی اثبات ایسے اذکار میں ایک خاص لذت پاتے۔ ان

کے مبشرات اور منامات اس کثرت سے ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے علیحدہ دفتر کی
ضرورت ہے۔

ملتان شریف تو اعراس مبارکہ کے موقعہ پر حاضری کی بڑی پابندی فرماتے مگر
دور ہونے کے سبب اپنے بزرگوں کی اجازت سے ہر جمعرات کو دربار عالیہ سیال شریف
کی حاضری ان کا معمول تھا۔ جسے پچاس سال تک قضا نہ کیا۔ انتہائی درویشانہ زندگی
گذاری۔ بحمدہ تعالیٰ اولاد بھی نیک بخت ہے خصوصاً بڑے فرزند جناب حضرت علامہ
قاری محمد عبداللطیف صاحب جن کی نسبت حضور شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ
الرحمۃ سے ہے، خطابت اور درس و تدریس کے ذریعہ سے دین اسلام کی خدمت میں
مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس گلشن کو آباد و شاداب رکھے آمین۔

عشق و محبت اور سوز و گداز کے پیکر حضرت خلیفہ صاحب اپنی ظاہری حیات کے
دن پورے فرما کر تقریباً ۸۵ سال کی عمر میں 2 جنوری 1995ء کو واصل باللہ ہوئے۔
ساہیوال کے ونیا والا قبرستان میں ان کی مرقد شریف زیارت گاہِ خلائق ہے۔

حضور زیب آستانہ عالیہ علیہ الرحمۃ کے ہمراہ یہ فقیر حقیر ان کے وصال کے بعد
حاضر ہوا تو آنجناب نے فرمایا حضرت حافظ صاحب ساہیوال کے سورج تھے جن سے اب
تم محروم ہوگئے ہو۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. انہی الفاظ پر اس گلزار کا آخری چمن
اختتام پذیر ہوا۔

الحمد للہ علی ذلك و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبه سیدنا محمد و علی آلهٖ
و اصحابه و بارك و سلم تسلیما کثیراً کثیرا.

رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ جمالیہ عبیدیہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے خدا وندا تو ذاتِ کبریا (جل جلا لہ) کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ (صلّی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم) کے واسطے
میں ہوا ہوں سخت زارش دردِ محنت میں اسیر
کھول دے مشکل علیؑ المرتضےٰ کے واسطے
خواجۂ بصری حسنؒ کا نام لیتا ہوں شفیع
شیخ عبدالواحدؒ اہلِ بقا کے واسطے
فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابنِ عیاضؒ
شاہ ابراہیمؒ بلخی بادشاہ کے واسطے
حضرت خواجہ حذیفہ کے لئے تک رحم کر
بوہبیرہؒ بصری صاحب ہدیٰ کے واسطے
خواجہ ممشادؒ کی خاطر میرا دل شاد کر
شاہ بو اسحاقؒ قطب چشتیا کے واسطے
خواجۂ ابدال احمدؒ ، بومحمدؒ ، مقتدا
خواجۂ بو یوسفؒ صاحب صفا کے واسطے
خواجۂ مودودِ حقؒ و خواجۂ حاجی شریف
خواجۂ عثمانؒ اہل اقتدا کے واسطے
والیٔ ہندوستان خواجۂ معین الدینؒ حسن
شیخ قطب الدینؒ قطب الاتقیا کے واسطے

کام شیریں کر طفیلِ خواجۂ گنج شکرؒ
اور نظام الدین محبوب اولیاء کے واسطے
دل کو روشن کر طفیلِ شاہ نصیر الدین چراغ
اور کمال الدین کمال اصفیا کے واسطے
دور کر ظلمت سراج الدین و دنیا کیلئے
اور علم الحق و دین ، علم الہدیٰ کے واسطے
حضرت محمودؒ راجن سرورِ دنیا و دین
اور جمال الدینؒ جُمّن صاحبِ رضا کے واسطے
شیخ حسنؒ اور حضرت شیخ محمدؒ کی طفیل
حضرت یحیٰی مدنی مقتدا کے واسطے
حل کر مشکل طفیل شاہ کلیم اللہ ولیؒ
اور نظام الدین مقبول خدا کے واسطے
دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخرؒ دین
خواجہ نور محمدؒ راہنما کے واسطے
حضرت حافظ جمالؒ اللہ پیر معرفت
ہادیٔ عالم گزیدہ اصفیا کے واسطے
پیرِ پیراں آں خدا بخشؒ شہِ مسکین نواز
پیشوائے عارفانِ ذی العطا کے واسطے
مظہرِ کلماتِ حق خواجہ عبیداللہ پیر
فانی فی اللہ باقی باللہ باخدا کے واسطے

حضرتِ حافظ محمد عبدرحمان کی طفیل
عشق دے اپنا محمد مصطفٰے (ﷺ) کے واسطے

ہادی و مولٰی ہمارے مولوی عبدالعلیم
کامل و اکمل مکمل با وفا کے واسطے

راہ نمائے دیں جناب مولوی عبدالکریم
صاحبِ علم و عمل ہم بے ریا کے واسطے

دے مجھے سوزِ محبت تا مٹے میری خودی
مولوی عبدالکریم پارسا کے واسطے

پیشوائے من جناب مولوی عبدالشکورؒ
صاحبِ حلم و حیا ہم با وفا کے واسطے

علم و عرفاں کی دولت عطا ہو مجھے
صاحبِ علمِ لدنی با لقا کے واسطے

حضرت حافظ محمد مولوی عبدالودودؒ
صاحبِ خلقِ حسن ہم با سخا کے واسطے

لطف کر ہم پر طفیلِ خواجۂ عبداللطیف
صاحبِ شرع و ورع ہم با لقا کے واسطے

رونقِ مسجد مدرسہ مولوی عبدالمجید
ذاکر و شاغل معلّم بے ریا کے واسطے

مناجات

اے خدا ان جملہ پیرانِ طریقت کی طفیل
ان اکابر اولیاؒ و اصفیاؒ کے واسطے

کُن نظر بر حالِ زارِ بے نوا عادل مرید
بخش فرما از کرم اس پُر خطا کے واسطے

شیوۂ عجز و ادب ثابت رہے اولاد میں
سیرت اجداد اور اس بے وفا کے واسطے

خواجگانِ چشت کا صدقہ الٰہی کر قبول
ہم مریدوں عاجزوں کی ہر دعا کے واسطے

رزق روزی تندرستی زُہد و تقویٰ ہو عطا
ہر معینی قادری چشتی گدا کے واسطے

بخش دے اپنی محبت قطع کر دے ماسویٰ
برکت پیران شجرہ چشتیا کے واسطے

یا خدا بخش کن ہم گناہاں وہمہ تقصیرات خاک پائے ایشاں فقیر (یہاں اپنا نام لیں)
عاقبت وعافیت مافقیراں عاجزاں سیاہ کاراں بخیر گردان
بِرحمتِکَ یا اَرحمَ الرَّاحمِینَ (آمین)

☆

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی
سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَ عِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ
لَّكَ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ اَللّٰھُمَّ
اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَتُبْ عَلَیْنَا

☆

یا خدا بخش جملہ جرم و گناہ
برکتِ خواجہ عبیداللہ (رضی اللہ عنہ)

☆

یا الٰہی بخش دے میرے گناہوں کو ضرور
برکتِ حضرت محمّد مولوی عبدالشکور (رضی اللہ عنہ)

☆

وظائف روز مرہ

اِس سلسلہ شریف کو قران مجید کی منزل کے بعد پڑھیئے

۱:- قرآن مجید کا ایک ختم مہینہ میں ضرور کریں۔

۲:- ہر نماز کے بعد کلمہِ طیبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (جلَّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) دس مرتبہ، اور اس کے بعد "سورۃ اخلاص مع بسم اللہ شریف" دس مرتبہ اور اس کے بعد درود شریف "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنا وَمَولٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنا وَمَولٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ" دس مرتبہ۔ پھر اس وظیفہ کے بعد اپنی جائز حاجات کیلئے دعا کریں۔

۳:- ہر نماز کے بعد "سُبْحَانَ اللّٰه" (۳۳ بار) "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" (۳۳ بار) "اَللّٰهُ اَکْبَرُ" (۳۴ بار) پڑھیں۔

۴:- ☆ صبح کی نماز کے بعد سورۃ "یٰسین" ایک مرتبہ
☆ ظہر کی نماز کے بعد سورۃ "نوح" ایک مرتبہ
☆ عصر کے بعد سورۃ "عَمَّ یتساءلون" ایک مرتبہ
☆ مغرب کی نماز کے بعد سورۃ "واقعہ" ایک مرتبہ
☆ عشاء کی نماز کے بعد سورۃ "مُلک" ایک مرتبہ پڑھیں۔

۵:- دن کو فارغ اوقات میں چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے بغیر شمار کے درود شریف "صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمْ" کی کثرت رکھیں اور مغرب کے بعد سونے تک "کلمہ طیبہ" کا ورد رکھیں۔

۶:- رات کو سونے سے پہلے تمام وظائف کا ثواب تمام بزرگانِ سلسلہ کو ایصال کر دیں۔

کتاب زندگی کے ورق برابر الٹ رہے ہیں۔ ہر آنے والی صبح ایک نیا ورق الٹ دیتی ہے۔ یہ الٹے ہوئے ورق برابر بڑھ رہے ہیں اور باقی ماندہ ورق برابر کم ہو رہے ہیں **اور** ایک دن وہ ہوگا جب آپ اپنی زندگی کا آخری ورق الٹ رہے ہونگے جونہی آپ کی آنکھیں بند ہونگی۔ یہ کتاب بھی بند ہو جائے گی اور آپکی یہ تصنیف محفوظ کردی جائے گی۔

کبھی آپ نے غور کیا؟ اس کتاب زندگی میں آپ کیا درج کر رہے ہیں؟ روزانہ کیا کچھ اس میں لکھ کر آپ اس کا ورق الٹ دیتے ہیں آپ کو شعور ہو یا نہ ہو، آپ کی یہ تصنیف تیار ہو رہی ہے اور آپ اس کی ترتیب و تکمیل میں اپنی ساری **قُوّتوں** کیساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اس میں وہ سب کچھ لکھ رہے ہیں جو آپ سوچتے ہیں، بولتے ہیں، دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، چاہتے ہیں، کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔ اس میں صرف وہی کچھ نوٹ ہو رہا ہے جو آپ **نوٹ** کر رہے ہیں۔ کسی دوسرے کو ہرگز اختیار نہیں جو ایک **شوشہ** بھی اس میں بڑھا یا گھٹا سکے۔ اس کتاب کے مصنف **تنہا آپ ہیں** اور صرف آپ ہی پنی کوشش اور کاوش سے اسے ترتیب دے رہے ہیں۔

ذرا آنکھیں بند کیجئے اور سوچئے: کل یہی **کتاب** آپ کے **ہاتھ** میں ہوگی۔ **شہنشاہ واحد وقہار آپ سے کہے گا۔**

اِقْرَاْ کِتَابَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ حَسِیْبًا (سورۃ بنی اسرائیل:۱۴)

ترجمہ: پڑھ اپنی کتاب زندگی، آج اپنے نامہ عمل کا جائزہ لینے کیلئے تو خود ہی کافی ہے۔